

# جامع ترمذی نوٹس

حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب

دامت برکاتہم

وہی کی دو قسمیں ہیں:

### (1) وہی متلو و (2) وہی غیر متلو

**وہی متلو:** قرآن پاک کو کہتے ہیں

**وہی غیر متلو:** حدیث کو کہتے ہیں

### حدیث کی ضرورت؟

اب حدیث کی ضرورت کو سمجھنے کے لیے وہی کی ضرورت کو سمجھنا ضروری ہے

**وہی کا الفوی معنی:** چپکے سے دل میں بات ڈالنا

**اصطلاحی معنی:** ہو کلام اللہ المنزل علی النبی

### وہی الہی کی ضرورت؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے خیر و شر کو معلوم کرنے کے لیے کچھ قوتیں عطا کی ہیں، جن کو خواص خمسہ کہتے ہیں۔

1- قوت سامعہ

2- قوت باصرہ

3- قوت شامہ

4- قوت ذائقہ

5- قوت لامسہ

انسان کبھی کبھی کانوں سے سنتا ہے پھر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ یہ اچھی ہے یا بُری، اگر کوئی چیز ان قوتوں سے معلوم نہ ہو تو ایک اور طاقت ہے قوت عقلیہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے۔ جب یہ تمام قوتیں اللہ نے خیر و شر کو معلوم کرنے کیلئے دی ہیں تو وہی الہی کے ذریعے کونسا خیر و شر معلوم ہو گا؟

### ہذا ان خواص خمسہ ہونے کے باوجود وہی الہی کیا ضرورت ہے؟

کبھی کبھی انسان اللہ کی دی ہوئی ان قوتوں سے فیصلہ کرتا ہے لیکن وہ غلط ہوتا ہے تو اسکی اصلاح ہوگی وہی الہی سے، اسی طرح انسان دیکھتا ہے اور اسکو اچھا سمجھتا ہے لیکن وہ غلط ہوتا ہے تو اسکی اصلاح ہوگی وہی الہی سے، یعنی کہ انسان کبھی کبھی کبھار خواص خمسہ سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ غلط ہوتا ہے تو اسکی اصلاح صرف وہی الہی سے ممکن ہے۔ اور وہی الہی کے ذریعے ساری زندگی کی رہنمائی ملتی ہے اور وہی کے ذریعے کائنات مخلوق اور انسان کی تخلیق کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ کس نے کی اور کیسے کی؟ اور وہی کے ذریعے موت کے بعد آنے والی زندگی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ عقیدہ آخرت کس کو کہتے ہیں؟ موت کے بعد آنے والی زندگی جس میں انسان کو اسکے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جو کہ وہی الہی کے ذریعے ہی معلوم ہوتی ہے۔

### فتنہ انکار حدیث

دور حاضر کے فتنوں میں سے ایک اہم فتنہ منکرین حدیث کا ہے جسے فتنہ انکار حدیث کہتے ہیں اور وہ اپنے مختلف جالوں سے لوگوں کو انکار حدیث میں مبتلا کرتے ہیں۔

#### منکرین حدیث کے اعتراضات:

**پہلا اعتراض:** بعض منکرین حدیث یوں کہتے ہیں کہ آپ جو بیان کر رہے ہیں وہ حدیث ہے یا سنت ہے اور پہلے پوچھتے ہیں کہ حدیث کا معنی کیا ہے؟ جب جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ حدیث بات کو کہتے ہیں، پھر وہ پوچھتے ہیں کہ سنت کسے کہتے ہیں؟ تو ہم کہتے ہیں کہ سنت کا معنی ہے طریقہ یعنی جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں۔

**دوسرा اعتراض:** اب وہ یوں کہتے ہیں کہ کیا قرآن مکمل کتاب ہے؟ ہم کہتے ہیں جی ہاں! وہ پھر سوال کرتے ہیں کہ اب اسکے بعد کسی کتاب کی ضرورت تو نہیں، ہم کہتے ہیں کہ نہیں! پھر وہ کہتے ہیں کہ بخاری مسلم ترمذی وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں! اس طرح وہ حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ حدیث کیلئے محدثین چار لفظ بیان کرتے ہیں:

1- حدیث

2- سنت

3- خبر

4- اثر

منکرین حدیث کے اعتراضات کو سمجھنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ان چاروں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

#### 1- حدیث:

حدیث کا الغوی معنی ہیں بات، کلام۔

#### 2- سنت:

اور سنت کا الغوی معنی ہے راستہ۔ طریقہ یعنی عمل۔

لیکن تمام محدثین کے نزدیک حدیث اور سنت کا اصطلاحی معنی ایک ہے

چنانچہ حدیث اور سنت کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ

"سو اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افعالہ و تقریراتہ"

یعنی حدیث کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور تقریرات۔

تقریر باب تفعیل کا مصدر ہے  
معنی ہے برقرار رکھنا

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو کوئی کام کرتے دیکھا اور اسے منع نہیں کیا یعنی اس کام کو برقرار رکھا تو اسے تقریر کہتے ہیں  
یہ بھی حدیث ہے !!

اور یہی تعریف سنت کی ہے۔ لہذا الغوی معنی کے اعتبار سے حدیث اور سنت میں فرق ہے  
لیکن اصطلاحی معنی کے اعتبار سے حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں ایک ہیں۔

### حدیث کی وجہ تسمیہ:

**1**- بعض محدثین یہ کہتے ہیں کہ حدیث حادث سے مشتق ہے حادث کا معنی ہے نوپید اور یہ حادث قدیم کی ضد ہے۔  
قدیم (جو ہمیشہ سے ہو ہمیشہ تک رہے) لہذا قرآن کلام قدیم ہے اور حدیث نوپید اہے اس لیے اسے حدیث کہتے ہیں۔

**2**- یہ وجہ تسمیہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے مقدمہ فتح الہم میں بیان کیے ہیں:  
حدیث کو حدیث اس لیے کہتے ہیں کہ "وَالْعَمَّةُ إِذَا رَبَكَ فَنَحَثَ" یعنی اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجیے تو فحذث کی وجہ سے حدیث کو  
حدیث کہتے ہیں

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصھی کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حالات بنائے ان تین حالات پر  
تین نعمتیں عطا فرمائی پھر ان پر تین احکام بیان فرمائے  
نمبر ایک---الم یجد کیتیما فاوی  
نمبر دو---ووجد کی ضالا فهڈی

اور آپ کو اس طرح پایا کہ ہدایت کی نعمت آپ کے پاس نہیں تھی تو آپ کو ہدایت کی نعمت عطا فرمادی  
نمبر تین ووجد کی عائلہ فاغنی

اور آپ کو تنگ دست پایا تو آپ کو غنی کر دیا  
اب اسکے بعد تین آیات میں تین احکام دیے گئے  
نمبر ایک---فاما الیتیم فلا تقهہر  
اب یتیم کو آپ نے ڈانڈا نہیں ہے  
(اس حکم کا تعلق الم یجد کیتیما فاوی سے ہے)

نمبر دو--- واما السائل فلاتنہر  
کوئی مانگے والا آجائے تو اسکو جھکڑنا نہیں ہے  
(اسکے تعلق و وجود ک عائلا فاغنی سے ہے یعنی نمبر تین کے ساتھ) (اہذا یہ لف و نشر غیر مرتب ہے)  
تیسرا حکم اللہ نے یہ دیا۔۔۔ واما بعثمة ربک فحدث  
اسکا تعلق و وجود ک ضالا فھدی سے ہے  
یعنی آپکے پاس ہدایت کی نعمت نہ تھی آپکو اللہ نے ہدایت کی نعمت دی۔  
اب اللہ کا حکم یہ ہے کہ واما بعثمة ربک فحدث اب اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجیے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس ہدایت کی نعمت کو بیان کیا تو "فحادث" کی وجہ سے حدیث کہلانی۔

### 3۔ خبر:

لغوی معنی ہے ایک بات کو دوسرے تک منتقل کرنا  
لیکن محدثین کے نزدیک خصوصاً اصول حدیث کے علم میں خبر سے مراد حدیث ہی ہے اور خبر سے مراد حدیث ہی ہوتا ہے۔  
چنانچہ حدیث کی اقسام پڑھتے ہوئے ہم یوں کہتے ہیں خبر واحد خبر متواتر خبر عزیز و غیرہ وغیرہ۔  
چنانچہ معلوم ہوا کہ حدیث سنت اور خبر اکے لغوی معنی میں فرق ہے البتہ اصطلاحی معنی ایک ہے۔

### 4۔ اثر:

اثر کا لغوی معنی ہے نشان اور متفقہ میں محدثین کے نزدیک اثر جسکی جمع آثار آتی ہے اسکی اصطلاحی تعریف یہ تھی کہ  
حدیث موقوف کو اثر کہتے تھے جو مرفع کے مقابلے میں بولا جاتا چنانچہ متفقہ میں کتابیں لکھی گئیں جن میں صرف  
اقول صحابہ کو جمع کیا گیا یہ مذهب خراسان کے فقهاء محدثین کا تھا، چنانچہ امام محمد کی کتاب کتاب الآثار میں صرف اقوال صحابہ  
موجود تھے اس کتاب میں مرفع روایات مذکور نہیں ہے، لیکن متاخرین محدثین کے نزدیک حدیث اور سنت خبر اور اثر چاروں  
اصطلاحی معنی کے اعتبار سے ایک ہی ہے۔

چنانچہ امام طحاوی کی مشہور کتاب شرح معانی الآثار جسے ہم طحاوی شریف کہتے ہیں اس میں مرفع روایات بھی ہے  
موقوف روایات بھی، اسی طرح حافظ ابن جریر طبری کی کتاب تہذیب الآثار میں بھی مرفع اور موقوف دونوں قسم کی روایات  
ہے۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اعلاء السنن کے مقدمے میں بھی یہ بات لکھی کہ اب محدثین کے نزدیک حدیث

سنن خبر اور اثریہ مترادفات میں سے ہیں یعنی اصطلاحی طور پر انکا ایک ہی معنی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اقوال صحابہ دین میں جھجت ہے۔

**تیرا اعتراض:** اللہ تعالیٰ نے سورۃ قمر میں بار بار ارشاد فرمایا ہے:

ولقدیسرنا القرآن---ان

البته ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے پس کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا

یہ آیت سورہ قمر میں چار مرتبہ آئی ہے، جب قرآن آسان ہے تو اسکو سمجھنے کے لیے کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں لہذا حدیث کی بھی ضرورت نہیں؟

**جواب:** اسکا جواب مفسرین یہ دیتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کو آسان بنایا ہے، بنیادی احکام، بنیادی عقائد وغیرہ یعنی

دین کے پانچوں شعبوں کے احکام اللہ نے قرآن کریم میں آسان کر کے بیان کر دیئے ہیں۔

دین کے پانچ شعبے یہ ہے:

1- ایمانیات

2- عبادات

3- معاملات

4- معاشرت

5- اخلاق

ان پانچوں شعبوں کے بارے میں قرآن کے احکام بالکل آسان ہیں، مثال کے طور پر اقیموالصلوٰۃ--- وغیرہ لیکن نماز کیسے ادا کریں یہ قرآن میں نہیں ہے۔ نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے کب ختم ہوتا ہے یہ قرآن میں نہیں ہے، کس نماز کی کتنی رکعتیں ہیں یہ قرآن میں نہیں ہے۔ تو قرآن کے احکام کی تشریح اور تفسیر یہ ہمیں احادیث سے معلوم ہوگی، اس لیے حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھانا ممکن ہے اور قرآن مجید کا ترجمہ کرنا اور اسکی تفسیر و تشریح کرنا یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان میں فرمایا:

ایک مترجم یعنی ترجمہ کرنے والے اور ایک مفسر کیلئے پندرہ علوم میں ماہر ہونا ضروری ہے۔

علامہ سیوطی نے وہاں پندرہ علوم شمار کیے ہیں:

1- علم لغت

- 2- علم الخواص
- 3- علم الصرف
- 4- علم اشتقاق
- 5- علم معانی
- 6- علم بیان
- 7- علم بدیع
- 8- علم التاریخ
- 9- علم شان نزول (جسکو علم اتزیل کہتے ہیں)
- 10- علم الناسخ والمنسوخ
- 11- علم القراءة
- 12- علم اصول حدیث کاماہر ہو
- 13- علم حدیث کاماہر ہو
- 14- علم اصول فقہ کاماہر ہو
- 15- علم فقہ کاماہر ہو

چنانچہ باوجود قرآن کے آسان ہونے کے اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کے سامنے قرآن کھول کھول کر بیان کریں۔

"وانزل لنا اليك الذكر لتبيين للناس""

ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کے سامنے آپ اسکو کھول کھول کر بیان کرے اور وہ جو کھول کھول کر بیان کیا وہ حدیث ہے۔

**چوڑھا اعتراض:** منکرین حدیث ایک اور اعتراض یہ کرتے ہیں کہ آپ خود حدیث کو دلیل ظنی کہتے ہو قرآن کے حکم کو دلیل قطعی کہتے ہو اور اللہ نے سورہ نجم کی آیت نمبر اٹھائیں میں فرمایا:

ان يتبعون الا لظن——الخ

بے شک وہ لوگ ظن کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق کے بارے میں کچھ کام نہیں آتا۔ جب آپ حدیث کو دلیل ظنی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ حدیث قابل جحت نہیں ہے

**جواب:** اس کا جواب مفسرین یہ دیتے ہیں کہ نطنز گماں اور وہم کے معنی میں بھی ہوتا ہے اور یقین کے معنی میں بھی قرآن میں آتا ہے

یعنی وہ لوگ خشوع رکھنے والے ہوتے ہیں جو اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے۔ تو دلیل ظنی جب ہم حدیث کو کہتے ہیں تو وہ اصطلاحی طور پر کہتے ہیں وہاں وہ یقین کے معنی میں ہے اس لیے کہ حدیث میں موجود بات قرآن کی طرح قطعی نہیں ہے۔

**پانچواں اعتراض:** منکرین حدیث ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ارشادات نبویہ یعنی "اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم " یہ دور صحابہ کیلئے جست تھے، ہمارے لئے جست نہیں ہے؟

**جواب:** اسکا جواب مفسرین یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھا وہ تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ تمام جہانوں کے لیے رسول ہے۔ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے رسول ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اعراف کی آیت نمبر ایک سواٹھوں میں فرمایا:

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں سے کہدیجے!  
”یا ایسا الناس ائمہ، رسول اللہ علیکم جمیعاً“

لے شک میں تم سب کی طرف رسول بنائے کر بھیجا

سورة سبا کی آیت میں فرمایا  
”وَمَا سُلْنَاكَ أَلَا كافية لِلنَّاسِ بِشَيْءٍ أَوْ نَذْبَرْ أَلَا“

سورہ الانبیاء کی آیت 107 میں فرمایا

"**وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ**"

آپ کو تمام چہانوں کے لیے رحمت بنائے بھیجا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ فرقان کی پہلی آیت میر

"تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين" ﴿١٣﴾

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ارشادات نبویہ اور افعالات نبویہ صرف صحابہ کے لیے جوت نہیں تھے بلکہ قیامت تک تمام آنے والے انسانوں کے لئے جوت ہیں۔

**چھٹا اعتراض:** دور جدید میں منکرین حديث یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ خود بہت سے محمد شین بہت سے راویوں پر جرح کرتے ہیں اور محمد شین کے نزدیک علم الجرح والتعديل باقاعدہ ایک علم ہے۔ لہذا خود محمد شین کے نزدیک حدیث جن ذرائع سے پہنچی ہے وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ لہذا حدیث محفوظ نہیں رہی کہ پھر اسے جدت بنایا جائے؟

**جواب:** اس اعتراض کا جواب محمد شین یہ دیتے ہیں کہ ہمارے محمد شین راویوں پر جو جرح کرتے ہیں وہ انکی توثیق اور تائید کیلئے کرتے ہیں، محل ضعف بیان کرنے کیلئے جرح نہیں کی جاتی، جن پر جرح کی وجہ ثابت ہو جاتی ہے اس روایت کو ضعیف قرار دے دیتے ہیں اور وہ واقعی محمد شین کے نزدیک جحت نہیں ہوتی اور جو صحیح احادیث ہوتی ہے وہ محمد شین کے نزدیک جحت ہوتی ہے، لہذا یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ تمام احادیث جحت نہیں ہیں۔

**ساقوا اعراض:** منکرین حدیث یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں اطاعت کا حکم دیا گیا ہے جو بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے ہم اس پر عمل کریں گے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی زندگی ہمارے لئے جلت نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پانی پیتے تھے کیسے کھانا کھاتے تھے کیسے کپڑے پہنتے تھے وغیرہ یہ ہمارے لئے جلت نہیں ہے۔ بعض متجددین یوں کہتے ہیں جو اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہ اس وقت عرب کا کلچر تھا یعنی تہذیب ثقافت چنانچہ یہ منکرین حدیث دراصل جزوی منکرین حدیث ہوتے ہیں کہ قولی حدیث کو مانتے ہیں فعلی کو نہیں مانتے اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اتباع کا نہیں یعنی ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ نبی جو کہے وہ مانو، یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کرے ویسا کرنا ضروری نہیں۔۔۔

**جواب:** محمد شین اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:  
اطیعو اللہ و اطیعو الرسول

اور اطاعت رسول سے متعلق آیتیں پورے قرآن مجید میں کل تیس آیات ہیں۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن یہاں دونوں میں فرق سمجھنا ضروری ہے کہ اطاعت کسے کہتے ہیں اور اتباع کسے کہتے ہیں؟ اطاعت کہتے ہیں۔۔۔ بات ماننا

اور اتباع کا معنی ہے پیروی کرنا۔ جیسا کرے ویسا کرنا۔ نقش قدم کے مطابق چلنا اور جہاں اللہ نے اطاعت کا قرآن میں حکم دیا ہے وہاں اللہ نے اتباع کا الگ حکم دیا ہے

جیسے سورۃ العمران

قُلْ إِنَّكُمْ تَحْبُونَ اللَّهَ فَاتَبْعُوْنِي

جیتِ حدیث بالقرآن

چونکہ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور یہ تمام منکرین حدیث اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں لہذا اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن مجید کی آیات سے احادیث کا جھٹ ہونا ثابت کیا جائے

دليل نمبر:-1

الله تعالى نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر بیتیں میں فرمایا  
قل اطیعو اللہ والرسول

اے نبی آپ کہدیجیے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی جب ہم قرآن کے احکام پر عمل کریں گے تو اللہ کی اطاعت ثابت ہو جائیگی اور رسول ﷺ کی اطاعت تب ثابت ہو گی جب ہم حدیث پر عمل کریں گے اور حدیث پر عمل کیے بغیر رسول کی اطاعت ثابت نہیں ہو گی، لہذا حدیث کو حجت ماننا پڑے گا۔  
 (پارہ ہے کہ اطاعت رسول والی آیات قرآن مجید میں کئی جگہ موجود ہیں، وہ سب آیات مستقل دلیل ہیں)

دليل نمبر: 2-

سورۃ البقرہ آیت نمبر 143

وَمَا جعلنا القبلةَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا۔۔۔۔۔ اخ

ہم نے نہیں بنایا اس قبلے کو جس پر کہ آپ تھے یعنی بیت المقدس اور بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم قرآن مجید میں نہیں ہے وہ حدیث میں ہے جسے ہم وحی غیر متلو کہتے ہیں۔۔۔۔۔

**دلیل نمبر: 3۔**

سورۃ شورا آیت نمبر 51

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكْلِمَ اللَّهَ إِلَّا وَهِيَا أَوْ مِنْ وَرَاءِ جَابِ۔۔۔۔۔ اخ  
یہاں لفظ وحی سے بالاتفاق وحی غیر متلوم رواہ ہے یعنی حدیث

**دلیل نمبر: 4۔**

سورۃ البقرہ آیت نمبر 187

عِلْمُ اللَّهِ أَنْكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔۔۔۔۔ اخ

یعنی اللہ نے جان لیا جو تم نے اپنے آپ سے خیانت کی اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ تمہیں معاف کر دیا۔ اب تم رمضان کی رات میں مباشرت کر سکتے ہو اور تم ساری رات کھاپی سکتے ہو یہاں تک کہ صح صادق ہو جائے پھر تم روزے کو پورا کرو رات تک معلوم ہوا کہ اسلام میں پہلے رمضان کی راتوں میں ازدواجی تعلق ممنوع تھا اور افطار کے وقت کھانے پینے کی اجازت تھی پھر کوئی سو جاتا تو اگلے دن افطار کے وقت کھاپی سکتا لیکن اس ممانعت کا ذکر قرآن میں نہیں ہے معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی وحی ہوتی تھی اور وہ وحی غیر متلو ہوتی تھی جسے حدیث کہتے ہیں۔

**دلیل نمبر: 5۔**

سورۃآل عمران آیت نمبر 123

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِدِرْوَ وَإِنْتُمْ أَزْلَةٌ

یہ آیت غزوہ احمد میں نازل ہوئی اس میں بدر کے موقع پر نزول ملائکہ کا ذکر پیش گوئی کے طور پر ہے اور وہ پیش گوئی قرآن میں نہیں ہے

وہ وحی غیر متلو کے ذریعے تھی جسے حدیث کہتے ہیں۔

**دلیل نمبر: 6۔**

سورۃ الانفال آیت نمبر 7

واذ يعذ کم اللہ احدی ۔۔۔۔۔ اخ

جب اللہ نے تم سے وعدہ کیا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے لیے ہے  
 یہ آیت بدر کے موقع پر نازل ہوئی اور یہ وعدہ قرآن میں نہیں ہے۔ وہ وحی غیر مตلو میں ہے یعنی حدیث میں  
 اس لیے حدیث جحت ہے \_!!!!!!

**دلیل نمبر: 7۔**

سورۃ التحریم آیت نمبر 3۔

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ ۔۔۔۔۔ قال بنائی العلیم الخبر  
 اور وہ خبر قرآن میں نہیں ہے  
 معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی وحی ہوتی تھی  
 اور وہ وحی غیر متلہ ہے  
 اس لیے حدیث جحت ہے

**دلیل نمبر: 8۔**

سورۃ الفتح آیت نمبر 15

سیقول المُخْفِفُون ۔۔۔۔۔ الی قوله ۔۔۔۔۔ کذا کلم قال اللہ من قبل ۔۔۔۔۔  
 منافقین کے غزوہ خبیر میں شریک نہ ہونے کی پیش گوئی بھی قرآن میں نہیں ہے  
 حالانکہ اس آیت میں ہے کہ اللہ نے پہلے سے کہدی تھی اور وہ بات وحی غیر متلہ میں ہے یعنی حدیث میں  
 معلوم ہوا کہ حدیث جحت ہے۔

**دلیل نمبر: 9۔**

سورۃ غل ۴۴ آیت نمبر

وانزلنا الیک الذ کرت تسبین للناس مانزل الیہم

اور ہم نے آپکی طرف قرآن مجید کو اتنا تراکہ کہ آپ لوگوں کے سامنے کھول کر وضاحت کے ساتھ بیان کر دیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ کتاب اللہ کے احکام کو کھول کر بیان کر دے اور وہ  
وضاحت قرآن کے علاوہ صرف حدیث میں ہے---!!  
معلوم ہوا کہ حدیث جلت ہے!

لہذا کتاب اللہ کی وضاحت حدیث کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتی

دليل نمبر: 10:-

سورة آل عمران آیت 164

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے چار مقاصد بیان کیے گئے ہیں

1- کتاب اللہ کی تلاوت

۲- نفس ترکیبی

3۔ کتاب اللہ کی تعلیم

44- حکمت سکھانا

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تھے صحابہ عربی جانتے تھے انکو قرآن سمجھ میں آجاتا تھا پھر وہ یعنی مضمون الکتاب سے کیا ہے ؟؟؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کیسے سکھائی

یہ تفصیلات صرف حدیث میں موجود ہے اور ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کیسے سمجھائی۔

تو معلوم ہوا کہ اپنے اقوال اور اعمال کے ذریعے سمجھائی۔۔۔۔۔

اور وہ وحی غیر متنلو ہے

لہذا ثابت ہوا کہ حدیث صحیح ہے

## تدوین حدیث (حافظت حدیث)

### آنھواں اعتراض:

منکرین حدیث یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ بخاری شریف، ترمذی شریف، صحیح مسلم سنن ابی داؤد وغیرہ یہ کتابیں تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی تو پھر تین سو سال تک احادیث کیسے محفوظ رہیں؟

**جواب:** تدوین حدیث اور حفاظت حدیث اور منکرین حدیث کے اس سوال کے جواب میں بہت سے محدثین نے کتابیں لکھی ہیں ان محدثین کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ حفاظت حدیث عہد نبوی میں تین طریقوں سے ہوئی:

### 1- حفظ۔ یعنی احادیث کو زبانی یاد رکھنا

**2- تعامل:** ایک دوسرے کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر نسل در نسل ان اعمال کے طریقوں کو محفوظ رکھنا یہ تعامل خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جمعین کو سکھایا۔ جیسے نماز کے بارے میں ہمیشور حدیث ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصلوا کمار ایتمونی اصلی۔ تم نماز پڑھو جیسا کہ مجھے تم نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو لہذا صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اعمال کرتے دیکھا پھر تابعین نے صحابہ کو دیکھا پھر تابعین نے تابعین کو دیکھا اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور اعمال بالکل درست طریقے سے ہم تک پہنچ اور قیامت تک یہ دین تعامل کی وجہ سے محفوظ رہے گا ان شاء اللہ۔

**3- کتابت حدیث:** اس پر منکرین حدیث یہ اشکال کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں کتابت حدیث سے منع فرمایا تھا پھر صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے احادیث کو کیسے لکھا اور منکرین حدیث وہ حدیث حوالے کیسا تھا پیش کرتے ہیں کہ صحیح مسلم کتاب الزهد بباب التثبت و حکم کتابۃ العلم جلد نمبر دو صفحہ نمبر 414 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتكتبوا عنی ومن كتب عنی غير القرآن فليسمحه یعنی تم مجھ سے مت لکھو (قرآن کے علاوہ) اور جو تم میں سے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھے تو اسے چاہیے کہ وہ مٹا دے۔

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے سے منع فرمایا تھا

**جواب:** محدثین منکرین حدیث کے اس اشکال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت تک منع کی رکھا جب تک کہ قرآن مجید کی آیات میں احادیث کے خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ تھا پھر اسکے بعد جب صحابہ

کرام کو قرآن اور حدیث میں واضح طور پر فرق معلوم ہونا شروع ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی باتوں یعنی احادیث کے لکھنے کی اجازت دی۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے احادیث لکھنے کی ممانعت پر باب قائم کیا اس میں حدیث لائے پھر ایک باب قائم کیا باب ما جاءہ فی الرخصة فیہ پھر اس میں وہ حدیث لائے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے علاوہ باتوں کو لکھنے کی اجازت دی اسی طرح سنن ابی داؤد میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ نے کیا اور اسی طرح امام بن حاری نے جواب دیا کہ پہلے کتابت حدیث کی ممانعت والی روایت نقل کی، پھر اجازت والی روایت نقل کی۔

**دور نبوی اور عہد صحابہ میں کتابت حدیث کے چار مراحل ہیں:**

1- متفرق طور پر احادیث لکھنا

2- صحیفے لکھنا

3- کتابی صورت بغیر تجویب کے (باب قائم کیے بغیر لکھنا)

4- کتابی صورت تجویب کے ساتھ

عہد نبوی اور عہد صحابہ میں کتابت حدیث کے پہلے دو مرحلے یقیناً موجود تھے یعنی متفرق طور پر احادیث لکھنا اور صحیفے لکھنا جیسا کہ چند صحیفوں کے نام محمد ثین نے خاص طور پر ذکر کیے ہیں:

1- **الصحیفة الصادقة:** یہ صحیفہ احادیث کا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا تھا یہ سب سے زیادہ ضخیم مجموعہ تھا

2- **صحیفہ علی رضی اللہ عنہ**

3- **کتاب الصدقۃ:** جس میں اونٹوں بکریوں اور گائے کا نصاب لکھا گیا تھا۔

جامع ترمذی کتاب الزکوۃ میں وہ حدیث موجود ہے کہ جس میں واضح طور پر یہ بتایا گیا کہ کتاب الصدقۃ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھوائی اور تلوار کے نیام میں رکھا ہوا تھا۔

4- صحوف انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

5- صحیفہ عمرو ابن حزم رضی اللہ عنہ

6- صحیفہ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

7- صحیفہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ [LRI]

8- صحیفہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ [LRI]

9۔ حُجَّۃُ الْأَبْوَاءِ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ

10۔ صَحِیفَہ سَمَرَہ اَبْنَ جَنْدَبِ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ وَغَیرَہ

## پہلی صدی ہجری کے اختتام اور دوسرے صدی ہجری کے آغاز میں تدوین حدیث

پہلی صدی ہجری کے اختتام میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے تدوین حدیث میں بہت بڑی خدمات انجام دی (یاد رہے کہ عمر بن عبد العزیز کی وفات سن 101 ہجری میں ہوئی)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں تمام گورنزوں کو ایک خط لکھا کہ اپنے اپنے علاقوں میں موجود صحابہ

کرام کی لکھی ہوئی متفرق احادیث اور صحیفوں کو جمع کریں

اس وقت مدینہ کے قاضی ابو بکر بن حزم رحمہ اللہ تھے

انکو بھی ایک خط لکھا کہ آپکے علاقوں میں صحابہ کرام کو جو صحیفے اور متفرق طور پر جواہادیت ہیں انکو ایک جگہ جمع کریں

چنانچہ یہ مکمل خط بخاری شریف میں بھی موجود ہے اور موطا امام مالک میں بھی موجود ہے۔

چنانچہ قاضی ابو بکر بن حزم رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں موجود تمام متفرق احادیث اور صحیفوں کو جمع کیا

یہ مجموعہ کہلاتا ہے کتب قاضی ابو بکر ابن حزم کا

2۔ اسی طرح اس دور میں جواہادیت کے بڑے بڑے رجسٹر ڈیتا کیے گئے ان میں دفاتر زهری بھی ہے

3۔ کتاب السنن یہ ابن مکحول رحمہ اللہ کی ہے

4۔ ابواب الشعیل رحمہ اللہ (امام شعبی کوفہ کے قاضی تھے)

اس طرح حضرت عمر بن عبد العزیز کے حکم کے مطابق احادیث کو جمع کیا گیا

۰۰۰۰ {تفصیلات کے لیے دیکھیے}

علامہ سیوطی کی کتاب تدریب الراوی ۰۰

## دوسری صدی ہجری

پھر دوسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کا کام بہت زیادہ ہوا، محدثین لکھتے ہیں کہ اس دور میں یعنی دوسری صدی ہجری میں چالیس سے زیادہ بڑی بڑی حدیث کی کتابیں لکھی گئیں۔

1۔ فقہی ترتیب پر پہلی حدیث کی کتاب کتاب الآثار لکھی گئی جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے لکھی۔

خود امام ابو حنیفہ اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں نے اسمیں چالیس ہزار احادیث میں سے انتخاب کر کے یہ مجموعہ تیار کیا ہے

## 2\_ موطا امام مالک

یہ بھی دوسری صدی ہجری میں لکھی گئی اور امام مالک رحمہ اللہ نے خود یہ فرمایا  
کہ میں نے اس کتاب کو لکھتے ہوئے امام ابو حنیفہ کی کتاب کتاب الانوار سے استفادہ کیا ہے

## 3\_ جامع معمر ابن راشد رحمہ اللہ

## 4\_ کتاب الزهدیہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کی

## 5\_ جامع سفیان ثوری رحمۃ اللہ نے

## 6\_ سنن ابن جریح رحمۃ اللہ

## 7\_ سنن و کتب ابن جراح رحمۃ اللہ وغیرہ ذلك

## تیسرا صدی ہجری

تیسرا صدی ہجری میں تدوین حدیث کا کام عروج پر تھا، اسی دور میں صحاح ستہ کی اکثر کتابیں لکھی گئی جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم  
جامع ترمذی سنن ابی داؤد اسی دور میں لکھی گئی۔

اسی طرح احادیث کا بہت بڑا مجموعہ مند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وجود میں آیا۔ اسی دور میں مند ابی داؤد الطیالسی لکھی گئی اسی  
طرح حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبد الرزاق اسی صدی میں لکھی گئی، اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ تیسرا صدی ہجری میں  
لکھی گئی۔

## جامع ترمذی کی خصوصیات

جب امام بخاری امام مسلم امام ابو داؤد یہ تینوں اپنی کتابیں لکھے چکے تھے اور تینوں شیوخ ہیں امام ترمذی کے پھر ایک نئی کتاب جامع ترمذی لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اسکی کیا امتیازی خصوصیات ہیں؟

### خصوصیت نمبر 1

امام ترمذی کی یہ کتاب جامع ہے جسکے اندر آٹھ قسم کے مضامین پر احادیث موجود ہے، جبکی وجہ سے حدیث کی کتاب کو جامع کہا جاتا ہے اور وہ اٹھ چیزیں یہ ہیں:

سیر و آداب و تفسیر و عقائد  
فتن اشراط و احکام مناقب

### خصوصیت نمبر 2

یہ کتاب جامع ہونے کے ساتھ ساتھ سنن بھی ہے اس لیے اسکو سنن ترمذی بھی کہتے ہیں اصول حدیث میں سنن اس کتاب کو کہتے ہیں جو فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی ہو جیسے کتاب الطهارة کتاب الصلاۃ وغیرہ

### خصوصیت نمبر 3

امام ترمذی رحمہ اللہ ہر باب میں حدیث ذکر کرنے کے بعد فقہا کے مذاہب بیان کرتے ہیں

### خصوصیت نمبر 4

جامع ترمذی میں احادیث کا تکرار نہیں ہے۔ کتاب میں ایک حدیث جو ایک بار آجاتی ہے پھر امام ترمذی اسکو پوری کتاب میں دوبارہ ذکر نہیں کرتے

### خصوصیت نمبر 5

جامع ترمذی میں امام ترمذی نے فقہا کے دلائل کو جمع کیا ہے اگر کسی مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہو اور دونوں کے پاس حدیث دلیل ہو تو امام ترمذی ہر فقیہ کیلئے الگ الگ باب قائم کرتے ہیں جیسے باب ماجاء فی رفع الیدین پھر دوسرا باب قائم کرتے ہیں باب ماجاء فی ترک رفع الیدین

**خصوصیت نمبر 6**

امام ترمذی رحمہ اللہ کی پوری ترمذی میں یہ عادت ہے کہ ہر حدیث کو ذکر کر کے پھر یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ حدیث قوی ہے یا ضعیف ہے

**خصوصیت نمبر 7**

امام ترمذی ہرباب میں عام طور پر ایک روایت لاتے ہیں اگر انکے پاس اور روایات بھی موجود ہوں اس مسئلے سے متعلق توباقی روایات کو ذکر نہیں کرتے البتہ ان روایات کی طرف اس طرح اشارہ کرتے ہیں کہ وہی الباب عن فلان و عن فلان و عن فلان یعنی اس باب کے مسئلے میں میرے پاس فلاں فلاں صحابی سے بھی روایات موجود ہے

**خصوصیت نمبر 8**

امام ترمذی ہرباب میں طویل حدیث کا وہ حصہ لاتے ہیں جس کا تعلق باب سے ہو اس لیے جامع ترمذی میں موجود احادیث مختصر ہیں اسی لیے انکو زبانی یاد کرنا آسان ہوتا ہے

**خصوصیت نمبر 9**

امام ترمذی جب کوئی روایت لاتے ہیں تو اسکی سند میں اگر اضطراب ہو تو اس اضطراب کی تشریح کر کے اضطراب کو دور کرنے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں

**خصوصیت نمبر 10**

امام ترمذی رحمہ اللہ نے پوری ترمذی میں یہ عادت بنائی کہ اگر روایی کا نام مشہور ہو تو اسکی کنیت ذکر کرتے ہیں اگر کنیت مشہور ہو تو نام ذکر کرتے ہیں اس سے روایی کا تعارف ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام مشہور ہے اور انکی کنیت ابو حفص ہے جو کہ مشہور نہیں تو امام ترمذی یہاں کنیت ذکر کر دیتے ہیں

اور کبھی کسی صحابی کی کنیت مشہور ہوتی ہے تو نام ذکر کر دیتے ہیں  
 جیسے حضرت ابو ہریرہ کی کنیت مشہور ہے لیکن ان کا نام جوزمانہ جاہلیت میں تھا وہ تھا عبد شمس سورج کا بندہ  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر عبد الرحمن رکھا  
 تو امام ترمذی وہ نام ذکر کر دیتے ہیں

### خصوصیت نمبر 11

راوی جس سے روایت کرتا ہے اسے مردی عنہ کہتے ہیں تو امام ترمذی اگر روایی کا مردی عنہ سے سلاع ثابت ہو تو امام ترمذی اسکی  
 وضاحت فرمادیتے ہیں (اس لیے کہ یہ امام بخاری کی شرط ہے)

### خصوصیت نمبر 12

جامع ترمذی کے ابواب کے عنوان یعنی ترجمۃ الباب انتہائی آسان ہے  
 اکثر امام ترمذی رحمہ اللہ حديث کے الفاظ کو ترجمۃ الباب بنادیتے ہیں۔ جس سے یکدم بات سمجھ میں آجائی ہے

### خصوصیت نمبر 13

امام ترمذی نے جامع ترمذی لکھنے کے بعد کمہ مکرمہ مدینہ منورہ۔ مصر۔ شام۔ اور خراسان وغیرہ کے محمد شین علماء کے سامنے اس  
 کتاب کو پیش کیا  
 انکی تائید کے بعد اسے شائع کیا  
 خود امام ترمذی نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا.....  
 "وَمِنْ كَانَ فِي بَيْتِهِ هَذَا الْكِتَابُ فَكَانَ مَافِي بَيْتِهِ نَبِيًّا يَتَكلَّمُ"  
 یہ عبارت کتاب جامع الاصول جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 194 میں موجود ہے  
 "ترجمہ عبارت""  
 جس شخص کے گھر میں یہ کتاب جامع ترمذی موجود ہو پس گویا کہ اس گھر میں نبی بول رہا ہے.....

### خصوصیت نمبر 14

امام ترمذی رحمہ اللہ اکثر وہ روایات لاتے ہیں کہ جو روایت عام طور پر باقی محمد شین اپنی کتابوں میں نہیں لاتے

## خصوصیت نمبر 15

امام ترمذی نے فرمایا (کتاب العلل صفحہ نمبر وہی جو آپ کے ذاتی کتاب کا ہو گا) جمیع مافی هذا الكتاب من الحديث هو معمول به وبه اخذ بعض اهل العلم مخالفی حدیثین یعنی امام ترمذی نے کتاب العلل میں یہ فرمایا کہ پوری ترمذی کی تمام احادیث پر کسی نہ کسی فقیہ کے نزدیک عمل ہو رہا ہے سوائے دو حدیثوں کے

### حدیث نمبر 1:

ابواب الصلوۃ۔۔۔ باب ماجاء فی الجمیع بین الصلوتین میں آنے والی حدیث عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمیع بین الظہر والعصر بالمدینہ والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفرو لامطر یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کو جمع کیا بغیر کسی خوف کے اور بغیر بارش کے یہ حدیث ترمذی جلد اول میں (مکتبہ البشری میں) صفحہ نمبر 155 پر ہے (مکتبہ رحمانیہ صفحہ 145)

### حدیث نمبر 2:

یہ حدیث ابواب الحدو باب من شرب الخمر فاجلدوہ میں ہے۔۔۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عن معاویہ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعة فاقتلوه اگر کوئی شراب پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر چو تھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کر دو (یہ حدیث مکتبہ رحمانیہ والی کتاب میں صفحہ نمبر 399 پر موجود ہے)

لیکن علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احناف کے نزدیک ان دونوں حدیثوں پر بھی عمل ہو رہا ہے وہ اس طرح کہ احناف جمیع بین الصلوتین والی روایت کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں۔۔۔ جمع صوری کہتے ہیں۔۔۔ صور تادو نمازوں کو جمع کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر دونمازوں کو اس طرح جمع کیا تھا کہ ظہر کو بالکل آخر وقت میں پڑھا اور عصر کو بالکل اول وقت میں پڑھا صورت اجع کیا حقیقتاً جع نہیں کیا۔

اور دوسری حدیث کے بارے میں علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جب کوئی شراب پیئے تو اسکو کوڑے لگا جب چوتھی بار پیئے تو اسکو قتل کر دو۔

احناف اس پر سیاستنا عمل کرتے ہیں، سیاست کہتے ہیں کسی ملک کے نظام کو چلانے والا علم۔

لہذا اگر کوئی ملک یہ چاہے کہ ہم شراب نوشی کو پورے ملک میں سے ختم کر دے تو وہ اس حدیث کو اپنے ملک میں نافذ کر سکتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ جامع ترمذی کی ہر حدیث پر عمل ہو رہا ہے کوئی بھی حدیث جامع ترمذی کی ایسی نہیں ہے جسکے مطابق عمل نہ ہو رہا ہو

## امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ کے حالات زندگی

**امام ترمذی کا نام اور نسب:**

محمد ابن عیسیٰ ابن سورہ ابن موسیٰ الترمذی

**کنیت:** ابو عیسیٰ ہے

**ولادت:** سن 209 ہجری میں پیدا ہوئے

**وفات:** سن 279 ہجری میں ہوئی، کل ستر سال عمر پائی۔

**ترمذی کہلانے کی وجہ:** ترمذ ایک علاقے کا نام ہے، یہ علاقہ روس کی آزاد ہونے والی ریاستوں میں سے ترکستان میں ہے، ترکستان کا ایک مشہور بڑا دریا ہے جس کا نام دریائے جیخون ہے۔ دریائے جیخون کے کنارے ترمذ شہر واقع ہے، اس شہر سے اٹھارہ میل دور ایک قصبه ہے بونغ، وہاں امام ترمذی پیدا ہوئے۔

ترمذ کے علاقے کی وجہ سے ترمذی کہلانے

اور بونغ قصبه کی وجہ سے آپکو بونغی بھی لکھا جاتا ہے

یہ علاقہ مشہور علماء اور محدثین کا علاقہ تھا

## حصول علم:

ابتدائی تعلیم امام ترمذی نے اپنے وطن میں حاصل کی

اور مزید علم حاصل کرنے کے لیے دنیا کے بہت سے ملکوں اور شہروں کا سفر کیا

جیسے مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ۔ ملک مصر۔ ملک شام۔ کوفہ۔ بصرہ۔ بغداد۔ خراسان وغیرہ علاقوں کے سفر کیے

## اساتذہ اور شیوخ:

امام بخاری۔ امام مسلم اور امام ابو داؤد رحمہم اللہ یہ امام ترمذی کے مشہور اساتذہ میں سے ہے

امام ترمذی نے سینکڑوں محدثین سے علم حدیث حاصل کیا

صرف ترمذی میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے جن شیوخ سے روایات نقل کی ہے انکی تعداد 221 ہے

پوری ترمذی میں دو حدیثیں ابھی ہیں جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی کے شاگرد ہے

روایت نمبر ایک

ابواب المناقب۔ باب مناقب علی رضی اللہ عنہ  
 اس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 اس روایت کے آخر میں خود امام ترمذی نے فرمایا  
 سمع منی محمد بن اسماعیل حذیث الحدیث

حدیث نمبر دو

ابواب التفسیر

باب تفسیر سورۃ الحشر

یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے  
 اس روایت کے بعد بعد بھی امام ترمذی نے فرمایا کہ  
 سمع منی حذیث محمد بن اسماعیل.....

امام بخاری رحمہ اللہ امام ترمذی کے بارے میں ایک جملہ فرمایا کرتے تھے  
 مَا نَفَعَ بُكْ أَكْثَرُ مَا نَفَعَ بِي

حالات زندگی میں ہر محدث کے حالات کو بیان کرتے ہوئے مورخین محدثین کے حافظے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہر محدث  
 کا حافظہ کمال کا ہوتا تھا

### امام ترمذی کے حافظے کے واقعات

واقعہ: 1

بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے ایک شیخ سے اجازتا احادیث حاصل کی  
 تھی، ایک مرتبہ امام ترمذی کی ایک سفر میں اس شیخ سے ملاقات ہو گئی۔ شیخ سے گزارش کی کہ میں آپ سے احادیث قراءتاً  
 حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ امام ترمذی نے اپنے سفر کے سامان میں وہ کتاب تلاش کی تو نہ ملی۔

امام ترمذی کے پاس کچھ خالی صفحات تھے شیخ یہ سمجھے کہ امام ترمذی یہ مسودہ لے آئے ہیں۔ شیخ نے فوراً وہ احادیث سنانی شروع کر دی۔ کچھ دیر کے بعد شیخ کی نظر خالی کاغذات پر پڑی تو ناراض ہو گئے، تب امام ترمذی نے فرمایا کہ مجھے وہ کتاب نہ مل سکی لیکن آپ نے جتنی احادیث سنائی ہے وہ آپ ابھی مجھ سے سن لیں سند سمیت۔ امام ترمذی نے وہ احادیث زبانی سنانی شروع کر دی۔ شیخ نے کہا شاید یہ آپ نے پہلے سے یاد کر رکھی ہو گی۔ امام ترمذی نے عرض کیا کہ مجھے اس کتاب کے علاوہ احادیث سنادیں۔ شیخ نے چالیس احادیث سند کے ساتھ بیان کی۔

امام ترمذی کا حافظ اتنا کمال کا تھا کہ وہ چالیس حدیثیں اسی ترتیب کے ساتھ سند سمیت سنادی، شیخ نے امام ترمذی کو کہا  
مارایت مثلک  
میں نے تجوہ جیسے حافظہ والے کو نہیں دیکھا

## واقعہ 2:

امام ترمذی کے حافظے کے کمال کے سلسلے میں محدثین ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ امام ترمذی نے جوانی میں حج کیا تھا پھر آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اس حالت میں ساتھیوں کے ساتھ حج کرنے چلے گئے، راستے میں ایک جگہ امام ترمذی نے اپنے سر کو جھکا لیا، ساتھیوں نے پوچھا یہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو فرمایا! جب میں پہلے حج کرنے آیا تھا تو یہاں ایک درخت تھا جو جھکا ہوا تھا یہاں سے گزرنے کیلئے سر جھکانا پڑتا تھا، ہم سفر ساتھیوں نے بتایا کہ یہاں توکوئی درخت تھا جو جھکا ہوا

امام ترمذی نے فوراً فلے کو رکنے کا حکم دیا اور کہا

کہ اس پاس سے تحقیق کرے یہاں درخت تھا یا نہیں

تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہاں ایسا درخت تھا جسے مسافروں کی تکلیف کی وجہ سے کاٹ دیا گیا تھا

امام ترمذی نے اس پر الحمد للہ کہا

پھر فرمایا اگر یہاں کوئی درخت نہ ہوتا تو میں آج کے بعد روایت حدیث نقل کرنا بند کر دیتا

کیوں کہ ترمذی کا حافظہ کمزور ہو گیا ہے

---

امام ترمذی نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ کیسے رکھ لی۔ جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کنیت رکھنے سے منع فرمایا ہے

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک حدیث موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیسیٰ کنیت رکھنے سے منع فرمایا تھا

اس کی وجہ یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے بغیر باپ کے پیدا کیا تھا۔ اس لیے صحابہ کے عقائد کو درست کرنے کیلئے ابو عیسیٰ  
کنیت رکھنے سے منع فرمایا تھا  
کیوں کہ عیسیٰ کا کوئی باپ نہ تھا۔  
پھر امام ترمذی نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ کیسے رکھلی۔۔؟؟؟  
اس بات کے محدثین نے  
مختلف جوابات دیے ہیں  
بعض نے فرمایا کہ یہ حدیث امام ترمذی کو نہیں پہنچی ہوگی  
جواب نمبر دو  
یہ ممانعت حدیث میں تحریکاً نہیں تھی بلکہ خلاف اولیٰ تھی

#### جواب نمبر تین

بعض نے فرمایا کہ اس حدیث سے کراہت ترزیہ ہے  
جس پر عمل کرنے والے کو گناہ نہیں  
لیکن ہمارے مشائخ ان تینوں جوابات کو پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ کام امام ترمذی کے شان کے خلاف ہے

#### جواب نمبر 4

سب سے بہترین جواب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ نے دیا ہے کہ سنن ابی داؤد میں امام ابی داؤد نے ایک باب قائم کیا ہے  
باب فی من یتکنی بابی عیسیٰ  
یعنی یہ باب اس شخص کے بارے میں جو اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھ لے  
اس باب سے دو باتیں معلوم ہوتی ہے کہ

یہ درست ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیسیٰ کنیت رکھنے سے منع فرمایا تھا کیونکہ اس باب میں یہ روایت موجود ہے کہ  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکی پٹائی کی (اس سے معلوم  
ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہوا تھا)  
لیکن اسی باب میں ایک اور روایت موجود ہے کہ  
حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی ہوئی تھی

انکو بھی حضرت عمر نے منع کیا۔۔۔  
 اس پر مغیرہ ابن شعبہ نے کہا  
 کنانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اس کنیت سے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مجھے پکارا تو میں کیوں نہ رکھوں  
 چنانچہ علامہ انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں کہ  
 سنن الی داؤد کی روایتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے  
 کہ آغاز اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنیت کو رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ تاکہ لوگ سمجھ جاوے کہ عیسیٰ کا کوئی باپ  
 نہیں تھا  
 جب عقائد پختہ ہو گئے تو بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیسیٰ کنیت رکھنے کی اجازت دے دی  
 جیسا کہ مغیرہ ابن شعبہ نے فرمایا۔۔۔

---

## ۱- أبواب الطهارة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

امام ترمذی نے اپنی کتاب کو ابواب الطهارة سے شروع کیا اس لیے کہ یہ سنن میں سے ہیں اور سنن حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جسے فقہی ابواب کی ترتیبیت پر لکھا گیا ہو اور فقہی ابواب میں سب سے پہلے ابواب الطهارة کو اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ۔ عبادات میں قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نماز کیلئے طہارت شرط ہے اس لیے شرط کو مقدم کرتے ہیں چنانچہ امام ترمذی نے ابواب الطهارة سے کتاب کا آغاز فرمایا

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یہ عبارت لا کر امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں ابواب الطهارة میں صرف مرفوع روایات ذکر کروں گا

### ۱- بَابُ مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِيَاكِ بْنِ حَرْبٍ (رض) وَحَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِيَاكِ، عَنْ مُصَعِّبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِنِ عُبَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ.  
قَالَ هَنَّادٌ فِي حَدِيثِهِ: إِلَّا بِطُهُورٍ.

هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَّسِ.

وَأَبُو الْمَلِيْحِ بْنُ أَسَامَةَ اسْمُهُ عَامِرٌ، وَيُقَالُ: زَيْدُ بْنُ أَسَامَةَ بْنِ عَبَيْرُ الْهَذَلِيُّ  
قُتیبہ بن سعید، ابو عوانہ، سماک بن حرب، ہناد، اسرائیل، سماک، مصعب بن سعد، ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی اور نہ کوئی صدقہ خیانت سے قبول ہوتا ہے ہناد نے

اپنی حدیث میں بَغَیرِ طُهُورٍ کی جگہ إِلَّا طُهُورٍ کے الفاظ نقل کئے ہیں امام ابو عیین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس باب میں زیادہ صحیح اور احسن ہے اس باب میں ابو ملیح سے ان کے والد کے واسطے سے اور ابو ہریرہ اور انس سے بھی روایات منقول ہیں ابو ملیح بن اسامہ کا نام عامر ہے ان کو زید بن اسامہ بن عمریہ الہذی بھی کہا جاتا ہے۔  
اس مقام میں محدثین نے چند بحثیں کی ہے

### نمبر ایک

قبول سے کیا مراد ہے؟  
اس لیے کہ قبول کی دو قسمیں ہیں

- 1 قبول اصابت
- 2 قبول اجابت

1 قبول اصابت کی تعریف.....  
کون الشیء متجمعاً بجمعی الأركان والشرائط  
یعنی قبول اصابت کہتے ہیں کہ کسی چیز کا اپنے ارکان اور شرائط پر مشتمل ہونا

2 قبول اجابت کی تعریف-----  
وقوع الشیء فی حیز مرضاة اللہ  
یعنی ایک چیز کا اللہ کی رضامندی کے مقام میں واقع ہونا

یہ دونوں تعریفیں علامہ انور شاہ کاشمیری نے عرف الشذی شرح ترمذی میں بیان فرمائی ہے

قبول اصابت کو آپ آسان الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ "کسی عمل کا درست ہونا"

اور قبول اجابت کا معنی آسان الفاظ میں یہ کہ سکتے ہیں کہ  
"ثواب کامنا"

قبول اصابت کی مثال-----  
 لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور  
 نماز پاکی ہے بغیر قبول نہیں ہوتی  
 اس حدیث میں قبول اصابت مراد ہے  
 یہ حدیث اسی کے زیر بحث باب میں ہے-----

قبول اجابت کی مثال  
 من شرب الْخَمْرِ لَمْ تَقْبُلْ لَهُ صلوٰۃٌ أَوْ بَعْصَنِ صَبَا حَا  
 جو شخص ایک مرتبہ شراب پینے اسکی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوتی  
 یہ حدیث ترمذی جلد ثانی ابواب الاشربہ۔ باب ماجاء فی شرب الْخَمْرِ میں موجود ہے

### البحث الثاني

کیا سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ کیلئے بھی طہارت شرط ہے ؟؟  
 کیا وضو کے بغیر نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں ؟؟

بعض علماء کہتے ہیں یہ نماز میں شامل ہے بعض ہے ہاں نہیں  
 اس لیے فقهاء کے ہاں اختلاف ہوا

### مذهب نمبر 1

ابن جریر طبری کے نزدیک اور عامر شعبی اور ابن علیہ رحمہم اللہ کے نزدیک نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت دونوں نماز نہیں ہے  
 اس لیے بغیر وضو کے جائز ہے ---

مذہب نمبر 2

آئمہ اربعہ کے نزدیک سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ بغیر وضو کے جائز نہیں

مذہب نمبر 3

امام بخاری کے مذہب کے بارے میں محمد شین تفصیل بیان کرتے ہیں کہ  
نمبر ایک ----

امام بخاری کے نزدیک نماز جنازہ بغیر وضو کے جائز ہے

یہ بات امام بخاری کی طرف اس لیے منسوب کی جاتی ہے کہ

امام بخاری نے ایک جگہ یہ فرمادیا کہ "انما هود عاء کسما ر الادعیہ"

یعنی نمازِ جنازہ اور دعاؤں کی طرح دعا ہے

لیکن ہمارے مشائخ اور محمد شین یہ کہتے ہیں کہ کہیں بھی امام بخاری نے نمازِ جنازہ کے صلوٰۃ ہونے کا انکار نہیں کیا اور یہ درست ہے کہ نمازِ جنازہ میں دعا ہی ہوتی ہے

اس لیے کہ احادیث میں اسکو بار بار صلوٰۃ الجنازہ کہا ہے

اس لیے امام بخاری کی طرف یہ مذہب منسوب کرنا غلط ہے

نمبر دو.....

بعض محمد شین لکھتے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک سجدہ تلاوت بغیر وضو کے جائز ہے

اس لیے کہ امام بخاری نے بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا ہے کہ "سجد علی غیر وضوء"

یعنی عبد اللہ بن عمر نے بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کیا

لیکن ہمارے محمد شین اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ بخاری شریف کے مختلف نسخے میں سے ایک نسخہ اصلیٰ کہلاتا ہے۔ اس میں لفظ غیر نہیں ہے

اس میں اس اثر کی عبارت یہ ہے "سجد علی وضوء" یعنی وضو کی حالت میں سجدہ تلاوت کیا

لہذا امام بخاری کا دونوں باتوں میں مذہب ائمہ اربعہ کے مطابق ہے

جمهور کی دلیل

سورۃ الدھر آیت نمبر 26

وَمِنْ الْلَّيلَ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْ لِيَالا طوبیلا

اس آیت میں نماز کو سجدہ کیا گیا ہے

معلوم ہوا سجدے کا اطلاق نماز پر ہوا ہے

اس لیے سجدہ تلاوت بھی بغیر وضو کے جائز نہیں

اور نماز جنازہ کے بارے میں جمہور علماء کی دلیلیں وہ تمام احادیث ہیں جنمیں نماز جنازہ کو صلوٰۃ الجنازہ کہا گیا ہے

### البحث الثالث

مسئلہ فاقد الطہورین

دور جدید کا مسئلہ

قدیم دور میں مسئلہ فاقد الطہورین کبھی کبھی پیش آتا تھا

لیکن اب یہ مسئلہ روزانہ لاکھوں مسلمانوں کو پیش آتا ہے جو ہوائی جہاز میں طویل سفر کرتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں نہ اتنا پانی رکھا جاسکتا ہے کہ پانچ چھ سو افراد وضو کر سکے اور نہ مٹی لیجانے کی اجازت ہوتی ہے

فاقد الطہورین کا مطلب

فاقد کا معنی گم کرنے والا۔ نہ پانے والا

طہورین یہ تثنیہ ہے طہور کا

لفظ طہور دو طرح پڑھا جاتا ہے

بضم الطاء یہ مصدر ہے بمعنی پاک ہونا

طہور بفتح الطاء بمعنی۔ مہ شطھربہ

جس چیز کے ساتھ پاکی حاصل کی جاتی ہے

سورۃائدہ آیت نمبر 6

میں ہے کہ طہور دو چیزیں ہیں  
پانی اور مٹی  
پانی سے وضو اور غسل کیا جاتا ہے  
اور مٹی سے تمیم کیا جاتا ہے  
لہذا فاقد الطہورین کا معنی ہوا  
وہ شخص جو پاکی حاصل کرنے کے لیے نہ پانی پائے اور نہ مٹی پائے۔  
اگر نماز کا وقت ہو جائے تو یہ کیا کریں  
اس بارے میں فقہا کے پانچ  
مذاہب ہیں

مذهب نمبر 1

امام ابوحنیفہ کا قدیم مذهب یہ تھا کہ ایسا شخص نماز نہ پڑھے قضاء کرے

مذهب نمبر 2

امام احمد بن حنبل کے نزدیک اس وقت نماز پڑھے قضاء واجب نہیں

مذهب نمبر 3

امام مالک کے نزدیک اس شخص سے نماز ساقط ہو گئی نہ اب پڑھنے قضاء کرے

مذهب نمبر 4

اس مسئلہ کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ سے چار اقوال منقول ہے  
قول نمبر ایک ---

سما کہ امام ابوحنیفہ سے منقول ہے  
قول نمبر دو ---

جیسا کہ امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے  
قول نمبر تین۔۔۔۔۔

الاداء فی الحال والقضاء بعده  
فی الحال ادا کر کے بعد میں قضاء کر لے  
قول نمبر چار.....  
یصلی و جو با وی قضی استحبا  
اکھی لازماً اس وقت پڑھے اور قضاء کرنا مستحب ہے  
و حسو الاصح عند الشوافع

### مذہب نمبر 5

امام ابو یوسف اور امام محمد (صاحبین) ہے نزدیک اس وقت تشبہ بالمصلیین کرے بعد میں قضاء لازم ہے

امام ابو حنیفہ کا صاحبین کے قول کی طرف رجوع ثابت ہے  
وعلیہ الفتوی عند الاحناف

### \*نوٹ\*

(ترمذی شریف کے سبق میں وعلیہ الفتوی سے مراد کہ عوام کو یہی مسئلہ بتانا ہے اسی کو راجح بتانا ہے)

احناف کے دلائل  
احناف تشبہ بالمصلیین کا جو قول اختیار کرتے ہیں اسکے نظائر اور اسکی مثالیں دین اسلام میں موجود ہے

### نظیر اول

حائضہ کیلئے تشبہ بالاصحیں یعنی اگر کوئی عورت روزہ رکھے۔ دن کے دوران حیض آنا شروع ہو جائے تو اس دن کا روزہ نہیں ہو گا  
شرعی حکم یہ ہے کہ بعد میں قضاء کرے۔ لیکن جو دن کا باقی حصہ نیچ گیا ہے اس میں روزے داروں کی مشابہت اختیار کرتے  
ہوئے نہ کھائے نہ پیئے

## نظیر نمبر دو

تشہب بالحجاج:: یعنی اگر کسی حج کرنے والے کا حج باطل ہو جائے فرض چھوٹنے کی وجہ سے۔ جیسے وقوف عرفہ رہ گیا جو کہ فرض ہے۔ یہ شخص آخر تک حج کے اعمال کرتا رہے اور آئینیدہ سال حج کی قضاۓ کرے۔۔۔۔۔

## نظیر ثالث۔

بلوغ الصبی بالنهار فی رمضان  
اگر کوئی بچہ رمضان کے اندر دن میں بالغ ہو گیا  
اب وہ بچہ باقی دن بھر کچھ نہ کھائے نہ پیئے روزے داروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے

## نظیر رابع

اگر کوئی کافر رمضان میں دن کے وقت اسلام لائے تو اس کیلئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ اب باقی دن میں کھائے ناپیئے نا

## نظیر خامس..

مرور المولی لکوٹی فی الحج  
استرہ پھیرنا حج کے اندر گنجے شخص کے سر پر

## البحث الرابع

مسئلہ بناء صلوٰۃ

یعنی اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو کیا جا کرو وضو کرے پھر امام کے ساتھ آکر مل جائے اور امام کے ساتھ سلام پھیر دے

## مذهب نمبر ایک

Shawātibh k-e-nzdiyik binae salwāt jāz nہیں  
انکی دلیل ترمذی کی حدیث اسی باب میں موجود ہے  
لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور

اس لیے بناء صلوٰۃ درست نہیں

مذہب نمبر دو  
احناف کے نزدیک بناء صلوٰۃ جائز ہے  
وعلیہ الفتوی

احناف کی دلیل  
سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی البناء علی الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے مرفوعا۔  
من اصحاب قیٰ اور عافٌ (کنسیر) او قسٌ (متلی)  
او مذہب فالیسپرف ثم لیبنی و ھونی ذالک لا یتكلم  
یہی روایت موقوفہ متعدد صحابہ سے منقول ہے  
اس لیے احناف کے نزدیک بناء صلوٰۃ جائز ہے

البحث انماض  
ولا صدقہ من غلول

یعنی حرام مال میں سے صدقہ قبول نہیں ہوتا  
غلول لغت میں مال غنیمت میں سے چوری کرنے کو کہتے ہیں  
لیکن فقہا کی اصطلاح میں ہر حرام مال کو غلول کہتے ہیں

کیا حرام مال میں سے صدقہ کرنا جائز ہے یا نہیں  
قبول ہوتا ہے یا نہیں

باقی ان شاناء اللہ اگلے سبق میں  
سبق نمبر 10

### ترمذی شریف اول

ولا صدقہ من غلول  
حرام مال میں سے صدقہ قبول ہوتا ہے یا نہیں

### مذہب نمبر ایک

شوافع کے نزدیک حرام مال میں سے صدقہ قبول نہیں ہوتا یعنی درست ہی نہیں ہوتا

دلیل۔ یہی روایت ہے ولا صدقہ من غلول  
انکے نزدیک یہاں قبول اصابت مراد ہے

### مذہب نمبر دو

احناف کے نزدیک ولا صدقہ من غلول سے قبول اجابت مراد ہے  
یعنی اگر صدقہ کرے گا حرام مال تو ایسی صورت میں صدقہ درست ہو جائے گا ثواب نہیں ملے گا۔  
اور بعض علماء نے اس سلسلے میں حرام لعینہ اور حرام لغیرہ میں فرق کیا ہے

### حرام لعینہ

جیسے شراب۔ خنزیر کا گوشت وغیرہ.....

حرام لعینہ کو اگر صدقہ کرے گا تو حرام کام کرنے کا گناہ ہو گا اور حرام لعینہ کو اگر ثواب سمجھ کر صدقہ کرے گا تو در مختار میں لکھا ہے کہ اس سے کفر لازم آئے گا۔ جیسے شراب یا خنزیر کا گوشت کوئی صدقہ کرے

### حرام لغیرہ

وہ مال جو بذاتِ خود حلال ہو کسی اور وجہ سے حرام ہو

جیسے سونا چاندی روپیہ یا چوری کامال وغیرہ یا سود میں لیا گیا مال۔ رشوت میں لیا گیا دیا گیا مال۔ جوے میں جیتا ہوا مال کہ یہ توبذات خود حلال ہوتا ہے لیکن غیر کی وجہ سے حرام ہوتا ہے اس مال میں اختلاف ہے

احناف کے نزدیک اس مال میں تفصیل ہے  
اگر حرام لغیرہ کامال معلوم ہو تو صدقہ کرنا جائز نہیں  
اصل مالک کو وہ مال سپرد کرنا واجب ہے۔ جیسے جوے کامال۔ سود کامال۔ رشوت کا پیسہ۔ چوری کا پیسہ۔  
یہ شخص صدقہ کر کے بری الذمہ نہیں ہو گا  
اصل مالک کو تلاش کرے اور اسے واپس کرے

اگر اصل مالک فوت ہو جائے تو اسکے ورثا کو دیں اور اگر کوئی وارث بھی نہ ہو مال کامالک بھی نہ ملے تواب یہ مال کو صدقہ کر سکتا ہے

اس پر ثواب اصل مالک کو ملیگا  
البتہ حرام مال سے جان چھڑانے کا اسے ثواب ملے گا

کتاب دارقطنی کے انہیں میں ایک روایت موجود ہے کہ امام ابو حنیفہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے "ولا صدقہ من غول" ترمذی کی اس واضح روایت کے خلاف کیوں عمل کیا۔ اپنے مسلک کے بارے میں آپ نے کس سے استدلال کیا۔  
چنانچہ امام ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ میں نے استدلال کیا ہے عاصم ابن کلیب والی روایت سے جس میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک مرتبہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے ہاں بطور مہمان گئے۔ گھروالی خاتون نے ہمسائے میں موجود خاتون سے ایک بکری خریدی

خاتون نے شوہر کی اجازت کے بغیر بیچ دی

جب کھانا سامنے آیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل صور تحال معلوم ہوئی تو فرمایا

"اطمیتہ الاساری" یہ کھانا قیدیوں کو کھلادیا جائے

معلوم ہوا حرام مال کا صدقہ کرنا جائز ہے

یہ والی روایت سنن ابن داود کے باب ماجاء فی اجتناب الشہمات میں ملینگی (جلد ثانی صفحہ 672)

## ٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الظَّهُورِ

٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ (ح) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، أَوِ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَّظَرٌ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْبَيْاعِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْبَيْاعِ، أَوْ نَحْوَهُذَا، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْبَيْاعِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْبَيْاعِ، حَتَّى يَحْرُجَ نَقِيَاً مِنَ الدُّنْوِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثٌ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبُو صَالِحٍ وَالدُّسْهِيْلِ هُوَ أَبُو صَالِحِ السَّيَّانُ، وَاسْمُهُ ذُكْوَانُ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَ فِي اسْمِهِ، فَقَالُوا: عَبْدُ شَمِيسٍ، وَقَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمِرٍو، وَهَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَهَذَا الأَصْحَاحُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَثَوْبَانَ، وَالصُّنَابِحِيِّ، وَعَمِرٍو بْنِ عَبَّاسَةَ، وَسُلَيْمَانَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِرٍو. وَالصُّنَابِحِيُّ هَذَا الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِيقِ، لَيْسَ لَهُ سَيَاعٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَسِيْلَةَ، وَيُكَفَّى أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، رَحَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ، وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ.

وَالصُّنَابِحُ بْنُ الْأَعْسَمِ الْأَحْمَسِيُّ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُقَالُ لَهُ: الصُّنَابِحُ أَيْضًا، وَإِنَّا حَدِيثُهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِي اسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، مَعْنُ بْنُ عِيسَى، مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، قُتَيْبَةُ، مَالِكُ، سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، أَبُو هُرَيْرَةَ (رض) روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب مسلمان بندہ یا مومن بنہ دھونے کو دھوتا ہے تو پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کی تمام خطائیں دھل جاتی ہیں جن کا ارتکاب اس نے آنکھوں سے کیا تھا اور جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کی تمام خطائیں پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ دھل جاتی ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئی تھیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر لکھتا ہے امام ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے مالک سہیل سے وہ اپنی اولاد سے

اور وہ ابوہریرہ (رض) نقل کرتے ہیں سہیل کے والد ابو صالح سمان کا نام ذکوان ہے اور حضرت ابوہریرہ (رض) کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عبد شمس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے بھی اسی طرح کہا ہے اور یہی صحیح ہے اور اس باب میں عثمان ثوبان صنا بھی عمرو بن عبّس سلیمان اور عبد اللہ بن عمر سے بھی احادیث مذکور ہیں اور صنا بھی جو حضرت ابو بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا سماع نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ثابت نہیں ان کا نام عبد الرحمن بن عسیلہ اور کینت ابو عبد اللہ ہے انھوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شرف ملاقات کے لیے سفر کیا وہ سفر میں تھے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات ہو گئی انھوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں صنانج بن اعسر احسس ہیں وہ صحابی ہیں ان کو بھی صنا بھی کہا جاتا ہے ان سے صرف ایک ہی حدیث مردی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تمہاری کثرت پر دوسری امتوں پر فخر کرنے والا ہوں پس میرے بعد آپس میں قتال نہ کرنا۔

### اشکال

اس حدیث کی سند میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدار تحویل مالک بن انس پہلی سند میں امام ترمذی کے شیخ اسحاق ابن موسمی اور مالک بن انس کے درمیان ایک واسطہ معنی ہے جب دوسری سند کو دیکھے تو امام ترمذی کے شیخ قطبیہ اور مالک کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے لہذا دوسری سند عالی ہے تو امام ترمذی نے عالی سند کو مقدم کیوں نہیں کیا۔ جیسا کہ پہلے باب کی سند میں عالی سند مقدم کیا تھا؟؟؟؟

محمد شین اس کا یہ جواب لکھتے ہیں کہ  
اصول حدیث کے مطابق حدشا اور خبر ناداعی روایت بہتر رررررررر رین ہوتی ہے کیوں کہ اس میں سماع ثابت ہے  
لیکن جو روایت معنی ذکر کیجاتی ہے یعنی عن فلان عن فلاں کہ کرد کر کیجاتی ہے تو اس میں سماع ثابت نہیں ہوتا  
ممکن ہے اجازتا وہ حدیث ملی ہو

اب اس باب کی روایت کی سند میں غور کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی سند میں حدشا کہا گیا ہے  
اور دوسری سند میں عن مالک کہا گیا ہے  
لہذا غیر عالی سند کو مقدم کر دیا کیوں کہ وہ حدشا کہہ کر بیان کی گئی ہے۔

اذا تو ضاء العبد ا مسلم او الم ومن

اگر حدیث کے دوران لفظ او آجائے تو یاد رکھنا چاہیے کہ او تین چیزوں میں سے کسی ایک کیلئے آتا ہے۔۔۔۔۔

1\_ تردید کیلئے

کہ دو چیزوں میں سے ایک کور د کرنا ہو گا۔۔ جیسے یہ دن ہے یا رات ہے۔ حزار جل عالم او جا حل

اس میں سے ایک کور د کرنا ہو گا

یہاں او تردید کیلئے ہے

2\_ کبھی کبھی او تنوع کیلئے ہوتا ہے۔

یعنی نوع بیان کرنے کیلئے

جیسے خو میں یوں کہتے ہیں

"الكلمة اسم او فعل او حرفاً"

یہاں او تنوع کیلئے ہے

3\_ او تشکیک کیلئے ہو گا

یعنی شک ڈالنے کیلئے

جیسے ذہب زید او خالد

یہاں اس حدیث میں او تشکیک کیلئے ہے

اور اس ایک حدیث میں چار مرتبہ او شک کیلئے آیا ہے

کبھی کبھی روای کوشک ہو جاتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا یہ فرمایا تھا یا فرمایا تھا

اور یہ روای ایسا اس لیے کرتے ہیں تاکہ حدیث میں موجود اس وعدے سے فتح جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"من کذب علی متعمد افالیتبوا مقعدہ من النار"

اصول

اگر حدیث کے درمیان او شک کیلئے اجائے تو عبارت پڑھتے ہوئے قال مخدوف مانا جائے گا

اور عبارت یوں پڑھیں گے  
”او قال“ جیسے اس عبارت میں یوں پڑھیں گے۔  
”العبدُ الْمُسْلِمُ او قالَ الْمُؤْمِنُ“

اذا تو ضاً العبدُ الْمُسْلِمُ او الْمُؤْمِنُ

عربی زبان میں بعض اسم ایسے ہیں جو بظاہر باہم مترادف یعنی ایک معنی آتے ہیں اور ایک دوسرے کی جگہ بولے بھی جاتے ہیں  
اس کیلئے عربی ادب میں یہ قاعدہ ہوتا ہے  
اذا تفرِق اجتماعاً

جب دونوں الگ الگ ہوں تو انہیں مترادف سمجھا جاتا ہے  
واذا اجتماعاً تفرِق

لیکن جب دونوں اکٹھے ایک کلام میں آجائیں تو معنی مختلف ہو جاتا ہے اس میں سے ایک مومن اور مسلم کا لفظ بھی ہے  
مومن بول کر مسلم اور مسلم بول کر مومن ترجمہ کیا جاتا ہے  
لیکن جب دونوں ایک جگہ جمع ہو جائے تو پھر فرق کرنا پڑتا ہے  
جیسے بائیسویں پارے کی دوسرے رکوع کی پہلی آیت  
ان المسلمين والمسلمات

اب یہاں مومن اور مسلم میں فرق کرنا لازم ہو گیا  
اسی طرح سورۃ تحریم کی آیت نمبر 5 میں  
مسلمات مومنات قانتات

اور قرآن مجید میں ایک جگہ تو ایسی ہے کہ مومن اور مسلم میں فرق کیے بغیر یعنی ایمان اور اسلام میں فرق کیے بغیر اس آیت کا  
مفہوم واضح نہیں ہو پاتا  
وہ آیت یہ ہے  
قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا  
دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے

آپ کہدیجے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم اسلام لائے۔

ایمان اور اسلام میں فرق  
یہ فرق ہمیں مشہور حدیث جبریل سے معلوم ہوتا ہے جسمیں حضرت جبراہیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سوال کیا

ما الایمان؟؟ ایمان کیا ہے؟؟  
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ

1 تم اللہ پر ایمان لاو

2 اسکے فرشتوں پر ایمان لاو

3 اسکے رسولوں پر ایمان لاو

4 اسکے کتابوں پر ایمان لاو

5 آخرت پر ایمان لاو

جو شخص ان پانچ باتوں پر ایمان لائے اسے مومن کہتے ہیں

پھر جبریل علیہ السلام نے سوال کیا

ما الاسلام؟؟ اسلام کیا ہے؟؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ

1 تم اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

2 نماز قائم کرو

3 زکوٰۃ ادا کرو

4 رمضان کے روزے رکھو

5 بیت اللہ کا حج کرو...

اسے اسلام کہتے ہیں اور جو ان پانچ باتوں پر عمل کرتا ہے اسے مسلم کہتے ہیں ھھھ

اب دیہاتی والی آیت کو اس طرح سمجھیں گے کہ  
پانچ باتوں پر ایمان رکھنا یہ نظر نہیں آتا  
اور اسلام کی پانچ باتوں پر عمل کرنا یہ نظر آتا ہے  
اہذا ان دیہاتیوں کو یہ کہا گیا کہ تم یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے  
تاکہ وہ اعمال نظر آئے  
تو پھر وہ مومن بھی ہونگے اور مسلم بھی

خرجت من ید یہ کل خطیبة

یہاں اس حدیث میں محمد شین نے کئی بحثیں کی ہیں

ابحث الاول

دخول اور خروج کا تعلق جسم اور جوہر کیسا تھا ہوتا ہے  
اور یہ ذنب اور خطاء وغیرہ اعراض ہے اہذا ان پر خروج کا اطلاق کیسے درست ہو گا...؟؟؟

اسکی محمد شین نے مختلف توجیہات لکھی ہے  
توجیہ نمبر 1 متقد میں محمد شین اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس بارے میں توقف کیا جائے واللہ اعلم بحقيقة الحال۔ یعنی اللہ ہی جانتا ہے کہ اس بارے میں کیا حقیقت ہے  
توجیہ نمبر 2 علامہ سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ خروج کی نسبت گناہ کی طرف مجاز ہے۔۔۔۔۔ یہاں سے گناہوں کا نکلنامہ داد نہیں بلکہ مغفرت مراد ہے  
ای غفرت لہ کل خطیبة

(انسان کے جسم کے وہ اعضاء جو دودو ہیں سب مؤنث سماںی ہے)  
توجیہ نمبر 3 قاضی ابو بکر ابن عربی رحمۃ اللہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں اثر مضاف مخدوف ہے۔  
اثر کا معنی نشان

لہذا خرجت من یہ کل خطیبۃ کا معنی ہو گا ای اثر کل خطیبۃ

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[جب انسان گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر نکلتا سودا ایک کالا داغ پڑ جاتا ہے اگر انسان توبہ کر لے تو وہ داغ ختم ہو جاتا ہے اور اگر انسان گناہ کے بعد توبہ نہ کرے گناہ کرتا چلا جائے تو آہستہ آہستہ دل پر کالے داغ پڑتے پڑتے دل سیاہ ہو جاتا ہے پھر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہوں کے اثرات یعنی نشانات بھی ہوتے ہیں

توجیہ نمبر 4 حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے عرف الشذی صفحہ 33 میں ایک اور جواب دیا ہے

ایک عالم مشاہدہ ہے وہ جہاں جو ہم دیکھتے ہیں

ایک عالم امثال ہے۔ جسکے آگے عالم ارواح ہے

کبھی کوئی چیز کوئی بات عالم ارواح میں کچھ اور ہوتی اور عالم مشاہدہ میں اس سے مراد کچھ اور ہوتا ہے

جیسے کوئی انسان خواب میں دودھ دیکھتا ہے کہ میں نے دودھ پیا یا مجھے دودھ دیا گیا

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم مشاہدہ میں اسکی تعبیر علم بتائی

یعنی خواب میں دودھ دیکھا حقیقت میں علم مراد ہے

بالکل اسی طرح "خرجت من یہ کل خطیبۃ" میں عالم مشاہدہ کی تعبیر کی گئی ہے

لیکن عالم امثال میں اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمارہا ہوتا ہے

حتیٰ يخرج نقیامن الذنوب

یہاں محمد شین یہ فرماتے ہیں

کہ حتیٰ يخرج نقیامن الذنوب سے گناہ صغیرہ مراد ہے یا کبیرہ

مذہب نمبر 1

ابن حزم ظاہری کے نزدیک اس سے مطلق گناہ مراد ہے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ

یہی حدیث ائمہ دلیل ہے

مذہب نمبر 2

جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث میں گناہ صغیرہ کے معاف ہونے کا ذکر ہے۔ گناہ کبیرہ یہاں مراد نہیں ہے۔ اس لیے کہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا اور گناہ صغیرہ وہ ہوتا ہے جو توبہ کے بغیر معاف ہو جاتا ہے لہذا وضو کر کے گناہ صغیرہ معاف ہوتے ہیں (یاد رہے کہ گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تقسیم خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کی ہے۔ "ان تجتسبوا کبائر ماتنھون عننم"")

اشکال

اگر گناہ صغیرہ مراد لیں تو پھر اس حدیث کے بارے میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اگر کوئی مومن بندہ جسکے ذمے گناہ کبیرہ ہو وہ جب وضو کرے گا تو حتیٰ یزیرج نقیامن الذنب یعنی گناہوں سے مکمل پاک ہو جانا اس پر صادق نہیں آئے گا

اس کا جواب مختلف محدثین نے دیا ہے

جواب نمبر 1

قدیم محدثین یہ فرماتے ہیں کہ و اللہ اعلم بحقیقت الحال

جواب نمبر 2

ترمذی کی شرح الکوکب الدری میں حضرت گنگوہی نے یہ جواب دیا ہے کہ حدیث میں العبد المسلم کا لفظ آیا ہے کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے اور مسلمان کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ گناہ کبیرہ کرتا ہی نہیں ہے اور اگر ہو جاوے تو فوراً توبہ کر لیتا ہے اس لیے جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے تو وضو کے بعد واقعی وہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

جواب نمبر 3

حضرت شیخ الہند محمود حسن ترمذی کی شرح الورد الشذی میں یہ جواب دیتے ہیں کہ حدیث میں العبد المومن ہے اور مومن بندہ ہمیشہ فوراً گناہ پر نادم ہو جاتا ہے اور توبہ کی حقیقت نداامت ہی ہے لہذا مومن بندہ جب وضو کرتا ہے تو گناہوں پر نداامت کی وجہ سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور صغیرہ وضو سے معاف ہو جاتے ہیں

الہذا و خصو کے بعد یہ مکمل گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

جواب نمبر 4

حضرت اور شاہ کاشمیری عرف الشذی صفحہ 32 میں یہ فرمایا کہ  
گناہ کیلئے احادیث میں چار لفظ آتے ہیں

1 خطیئة

2 سینۃ

3 ذنب

ان تینوں لفظوں سے گناہ صغیرہ مراد ہوتا ہے

4 معصیت

اس سے اکثر گناہ کبیرہ مراد ہوتا ہے

اور ترمذی کے اس باب میں موجود حدیث میں وہی الفاظ آئے ہیں جن سے گناہ صغیرہ مراد ہوتا ہے

{اہم سبق}

قال ابو عیسیٰ حذ احادیث حسن صحیح

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے  
جبکہ اصول حدیث میں صحیح اس روایت کو کہتے ہیں  
جسکی سند میں تمام راوی عادل ہو۔ اور تمام الضبط ہو  
سند متصل ہو۔ اور وہ روایت معلم یا شاذ نہ ہو

اور اصول حدیث کے مطابق حسن اس روایت کو کہتے ہیں

جسکے راوی تمام الضبط نہ ہو

باتی شرائط صحیح والی ہے

لہذا حسن اور صحیح میں تباہی کی نسبت ہے

جو صحیح روایت ہے وہ حسن نہیں ہو سکتی

اور جو حسن ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔

یہ ترمذی کی اہم ترین بحث ہے اور یہ امام ترمذی نے جامع ترمذی میں کئی بار یہ فرمایا ہے  
حالانکہ ایک ہی حدیث کو حسن صحیح کہنا درست نہیں ہے

### جواب نمبر 1

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شرح نخبۃ الفکر میں یہ جواب دیا ہے کہ  
یہاں اور حرف شک مخدوف ہے  
اب "هذا حدیث حسن صحیح" کا معنی ہو گا "هذا حدیث حسن او صحیح"  
یعنی یہ حدیث حسن ہے یا صحیح ہے

### الجواب الثاني

بعض محدثین نے امام ترمذی کی اس عبارت کا یہ جواب دیا کہ  
یہاں اور حرف عطف مخدوف ہے  
یعنی هذا حدیث حسن و صحیح  
یعنی "هذا حدیث حسن من طریق و صحیح من طریق آخر""  
یعنی اس روایت کو دو سندوں سے بیان کیا گیا ہے.....

لیکن یہ دونوں جوابات ہمارے مشائخ اور محدثین کو پسند نہیں ہے  
اس لیے کہ جواب نمبر ایک کی وجہ سے ترمذی کی بہت سی روایتوں میں شک لازم آئے گا

اور جواب نمبر دو بھی مضبوط نہیں ہے کیونکہ بعض روایتوں کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے لیکن وہ ایک سند سے منقول ہے

### الجواب الثالث

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا ہے کہ

"ان الحسن الصحيح مرتبة بين الحسن والصحيح"

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ نے عرف الشذی میں یہ مثال بیان فرمائی کہ جیسے ایک ذاتِ الہالو (میٹھا) ہے اور ایک الحامنڑ (کٹھا) ہے اور ایک ان دونوں کے درمیان ذاتِ الہالہ کا مرتبہ ہے کٹھا میٹھا اسی طرح ایک درجہ حسن کا ہے ایک درجہ صحیح کا ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک درجہ حسن صحیح ہے

الجواب الرابع  
حسن کی دو قسمیں ہیں  
حسن لذاتہ——— حسن لغیرہ  
اسی طرح صحیح کی دو قسمیں ہیں  
صحیح لذاتہ——— صحیح لغیرہ

اصول حدیث کے مطابق اگر حسن لذاتہ روایت متعدد طرق سے منقول ہو تو یہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے لہذا جب امام ترمذی نے یوں کہا "هذا حديث حسن صحيح"  
تو اس کا مطلب یہ ہے کہ "حسن لذاتہ و صحیح لغیرہ"

(جواب نمبر دو پر جواہشکال ہوا تھا وہی اشکال جواب نمبر چار ہر بھی آتا ہے۔ اس لیے کہ ممکن ہے وہ ایک ہی سند سے منقول ہو)

الجواب الخامس  
علامہ ابن دقیق العید نے اپنی کتاب الاقتراح فی اصول الحدیث میں یہ جواب دیا ہے کہ "انہما متبیانان مفہوماً و متصاد قان مصداقاً""  
یعنی حسن صحیح دو قسمیں نہیں بلکہ دو درجے ہیں

صحیح اعلیٰ درجہ  
حسن کم درجہ ہے  
اور اعلیٰ درجے میں ادنیٰ درجہ بھی شامل ہوتا ہے

### الجواب السادس

امام ترمذی نے کتاب العلل کے آخری صفحہ پر یہ فرمایا کہ  
 "قال ابو عیسیٰ وما ذكرنا في هذا الكتاب حديث حسن فانما اردنا حسن اسناده عندنا كل حديث يرثى لا يكون في اسناده من يُتّهم  
 بالكذب ولا يكون الحديث شاذًا أو يروى من غير وجہٍ فهو عندنا حديث حسن" " "  
 امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ "جامع ترمذی میں جب میں کسی حدیث کو حسن کہوں تو اس سے مراد حسن کی میری اپنی یہ کی  
 گئی تعریف مراد ہو گی۔"

اور امام ترمذی رحمہ اللہ جو حسن کی تعریف کی ہے اس میں اور صحیح کی تعریف میں تباہ نہیں ہے  
 لہذا ایک ہی روایت کو امام ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح فرمادیا اور یہ درست ہے  
 لہذا اش—کال نہ رہا.. ✓✓✓

حضرت ابو ہریرہ کا اصل نام کیا تھا

حضرت ابو ہریرہ کا اصل نام عبد شمس تھا  
 لیکن اسلام لانے کے بعد کیا نام تھا اس میں اختلاف ہے  
 علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے عرف الشذی میں فرمایا  
 کہ ابو ہریرہ کے نام کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے  
 حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ اتنے نام کے بارے میں پینتیس نام ہے  
 امام ترمذی نے فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد ان کا نام تھا عبد اللہ بن عمرو  
 اور فرمایا کہ میرے شیخ امام بخاری نے بھی یہ فرمایا ہے  
 لیکن جمہور مورخین اور محدثین کے نزدیک حضرت ابو ہریرہ کا اسلام لانے کے بعد نام تھا "عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ"

 سب — ق نمبر 13

ترمذی شریف اول

والصنا بھی حدذا النذی روای عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی قوله فلا تقتلن بعدی

اس عبارت میں امام ترمذی نے ایک اشکال کا جواب دیا ہے  
ابھی امام ترمذی نے فرمایا  
وفی الباب عن عثمان و ثوبان والصنا بھی رضی اللہ عنہم

### اشکال

اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ امام بخاری اور امام علی ابن المدینی فرماتے ہیں کہ صنا بھی صحابی نہیں ہے  
اس لیے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔ یہ اپنے علاقے سے روانہ ہو چکے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی زیارت کرنے کے لیے  
لیکن یہ ابھی مدینہ طیبہ کے میقات ذوالحلیفہ تک پہنچ چکے تھے (اج کل اسکو بڑا علی کہتے ہیں) کہ انہیں اطلاع ملی کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں پھر وہ نبی کریم کے وفات کے پانچ دن بعد مدینہ آئے تھے  
اس لیے صنا بھی صحابی نہیں ہے

### جواب

امام ترمذی نے علم اسماء الدجال کے ذریعے یہ جواب دیا کہ  
در اصل صنا بھی نام کے تین راوی ہے  
1 عبد اللہ الصنا بھی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ باب فضل الطہور میں اس صنا بھی سے روایت منقول ہے اور یہ صحابی ہے  
2 صنا بھی نمبر 2 پھر امام ترمذی نے فرمایا کہ  
ایک اور صنا بھی ہے انکا نام عبد الرحمن بن عسیلہ ہے اگری کنیت ابو عبد اللہ ہے یہ عام طور پر حضرت ابو بکر صدیق سے روایت  
نقل کرتے ہیں  
ان کو سماع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے

یہ صنابھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے روانہ ہو چکے تھے لیکن ابھی راستے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا  
امام ترمذی نے فرمایا

کہ یہ والے صنابھی چند احادیث عن النبی کہہ کر نقل کرتے ہیں

لہذا وہ تمام روایات مرسلا ہو گی

(اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری جس صنابھی کو صحابی نہیں کہہ رہے تھے وہ یہ والے ہیں)

نمبر 3 امام ترمذی نے فرمایا کہ تیسرے صنابھی وہ صنانج بن الاعسر الحمسی ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہے انکو بھی  
صنابھی کہا جاتا ہے لیکن ان سے صرف ایک حدیث منقول ہے اور وہ یہ ہے

"قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقہل: انی مکاشر بکم الامم فلا تقتلن بعدی""

سب — ق نمبر 14

ترمذی شریف اول

### ۳- باب ماجاءَ أَنْ مِفتَاحَ الصَّلَاةِ الْطَّهُورُ

۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِيَّانَ (ص) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ، عَنْ عَلَىٰ، عَنِ الْبَيْبَيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِفتَاحُ الصَّلَاةِ الْطَّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ۔  
هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ هُوَ صَدُوقٌ، وَقُدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ۔  
وَسِعْتُ مُحَمَّدًا بْنَ إِسْمَاعِيلَ، يَقُولُ: كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَالْحَمَيْدِيُّ،  
يَحْتَجُونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ مُحَمَّدًا: وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ۔  
وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ

۴- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٌ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجُوئِيَّهُ الْبَغْدَادِيُّ، وَغَيْرُهُ أَحَدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ:  
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ قَمِّ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِفتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ، وَمِفتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ

سفیان ثوری کے نام کی وجہ تسمیہ  
اُنکے آباء و اجداد میں ایک صاحب تھے اُنکے نام ایک قبیلہ ہو گیا اور قبیلہ کی طرف یہ نام منسوب ہے

تکبیر تحریم کی وجہ تسمیہ

بہت سی چیزیں اس سے پہلے حلال تھی اب حرام ہو گئی  
جیسے کھانا پینا بات کرنا وغیرہ  
تو اس حرام ہونے کی وجہ سے اسکو تکمیر تحریکہ کہتے ہیں

اس حدیث میں اصول حدیث کے دو اصطلاحات استعمال ہوئے ہیں  
صدق

- یہ اصول حدیث کا ایک اصول ہے  
جس کا مطلب ہے تعدل میں ادنیٰ مرتبہ ہے  
مقارب الحدیث  
یہ بھی اصول حدیث کی ایک اصطلاح ہے  
جس کا معنی ہوتا ہے

"اے حدیثہ یقارب حدیث غیرہ"

یعنی اسکی بیان کردہ روایت ایک اور راوی کے بیان کردہ روایت کے قریب ہے  
یہ اصول حدیث کی اصطلاح وہاں بولی جاتی ہے جہاں روای کوئی ایسا مضمون بیان کر رہا ہو کہ اس مضمون کی ایک اور روایت بھی موجود ہو

اس لیے مقارب الحدیث کا معنی ہے۔ در میانی حدیث والا  
گویا کہ یہ بھی الفاظ تعدل میں سے ہے  
(اہذا اس قال ابو عیسیٰ کا خلاصہ یہ ہوا کہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل والی روایت ضعیف نہیں ہوتی بلکہ قبل استدلال ہوتی ہے۔))

## ٤- بَابِ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ

٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ، قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ قَالَ مَرَّةً أُخْرَى: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبِيثِ، أَوِ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَيٍّ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ.

حَدِيثُ أَنَّسٍ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ  
وَحَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمِ فِي إِسْنَادِهِ اضْطَرَابٌ: رَوَى هِشَامُ الدَّسْتُوَائِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرْوَةَ، عَنْ  
قَتَادَةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَقَالَ هِشَامٌ: عَنْ قَتَادَةَ،  
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، وَمَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِيِّ بْنِ أَنَّسٍ، فَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ زَيْدِ بْنِ  
أَرْقَمَ، وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنِ النَّضْرِيِّ بْنِ أَنَّسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سَأَلَتْ مُحَمَّداً عَنْ هَذَا، فَقَالَ: يُخْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ قَتَادَةً رَوَى عَنْهُمَا جَيِيعًا

٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِيِّ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ،  
عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ، قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ  
الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

البحث الاول

خبرت اور خبائث کی تحقیق

لفظ خبث کو دونوں طرح پڑھنا درست ہے

باکے ضمہ کے ساتھ اور باء کے سکون کے ساتھ دونوں صورتوں میں یہ جمع ہے

اور خبائث یہ جمع ہے خبیث کی

اس حدیث میں خبیث سے مراد مذکور شیطان ہے اور موئیث شیطان  
چونکہ شیطان جنات میں سے تھا اس لیے انکے ہاں اب بھی مذکروموئیث ہوتے ہیں اور اولاد کا سلسلہ ہوتا ہے

بیت الخلاء میں داخل ہوتے استغاثہ کی حکمت  
محمد شین اسکی یہ توجیہ لکھتے ہیں کہ گندگی کی جگہیں شیاطین کا مرکز ہوتی ہے  
اس لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت شیاطین سے پناہ مانگی جاتی ہے

دعاء بیت الخلاء پڑھنے کا ٹائم  
یہ دعا کب پڑھی جائیگی؟ اگر انسان داخل ہونے سے پہلے یہ دعا بھول جائے تو کیا بعد دخول بھی دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں  
اس بارے میں اختلاف ہے

### مذہب نمبر 1

امام مالک کے نزدیک اگر بھول جائے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے کے وقت بھی پڑھ سکتا ہے  
انکی دلیل یہ حدیث ہے

"کانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ انِّي أَعُوذُ بِكَ-----"

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہو جاتے تو توبہ دعا پڑھتے

### مذہب نمبر 2

جب ہور کے نزدیک بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے جب داخل ہو جائے تو دل میں پڑھ سکتا ہے زبان سے نہیں  
کیوں کہ اللہ کا ذکر کرنانا ملینا بیت الخلاء میں یہ بے ادبی ہے (جو کہ ممنوع ہے)

امام مالک والی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ارادہ دخول بیت الخلاء ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرماتے تو یہ  
دعا پڑھتے

اور اسکی تائید بخاری شریف کتاب الادب کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے  
حضرت انس فرماتے ہیں کہ کانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَرَادَانَ يَدَ خَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ انِّي أَعُوذُ بِكَ-----

سنہ

سلسلہ الرواية  
راویوں کے سلسلے کے نسب کو سنہ کہتے ہیں

متن

الفاظ حدیث کو متن کہتے ہیں

و حدیث زید بن ارقم فی اسناده اضطراب الی قوله عنھا جمیعا  
اس عبارت کو سمجھنے سے پہلے اضطراب کے بارے میں چند باتوں کا سمجھا بہت ضروری ہے

اضطراب کا لغوی معنی  
اختلاف

اصطلاحی تعریف

جب حدیث کی سنہ یا متن میں اختلاف ہوتا ہے تو محمد شین اسکو اضطراب کہتے ہیں

اضطراب کی دو قسمیں ہیں  
1 اضطراب فی السندر

یعنی ایک راوی کہتا ہے میں نے فلاں شیخ سے سنا اور کبھی کبھی کہتا ہے فلاں سے سنا

2 اضطراب فی المتن

اگر ایک راوی حدیث بیان کرے کبھی حدیث کے کچھ الفاظ بیان کرے اور کبھی کچھ اور الفاظ بیان کرے اسے اضطراب فی المتن کہتے ہیں

### اضطراب کا حکم

اس اضطراب اور اختلاف کی وجہ سے وہ روایت ناقابل استدلال ہو جاتی ہے  
آپ اسے دلیل کے طور پر پیش نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ اس اضطراب کو دور نہ کر دے

### اضطراب دور کرنے کے طریقے

#### 1 تطبیق۔۔۔

ان دو یا تین اختلاف والی روایات میں تطبیق یعنی مطابقت پیدا کرنا  
جیسے تحویل قبلہ والی روایات میں متن میں اضطراب پایا جاتا ہے  
کہ ایک روایت میں ہے کہ ظہر کی نماز کے دوران تحویل قبلہ ہوا  
اور دوسری روایت میں عصر اور تیسری روایت میں فجر کی نماز کے دوران تحویل قبلہ کا ذکر ہے  
اسی طرح مساجد میں بھی اختلاف پایا گیا  
ایک روایت میں مسجد بنی سلمہ جسے مسجد قبلتین کہتے ہیں  
جبکہ دوسری روایت میں مسجد بنی حارثہ اور تیسری روایت میں مسجد قباء کا ذکر ہے  
ان روایات کی متن میں شدید اختلاف تھا  
لیکن تطبیق ہے ذریعے اس اضطراب کو ختم کیا گیا

وہ اس طرح کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو یہ ظہر کی نماز میں مسجد بنی سلمہ میں نازل ہوا تھا  
تو ایک صحابی عصر کی نماز کے وقت مسجد بنی حارثہ سے گزر رہے تھے تو صحابہ کرام کو نماز کے دوران تحویل قبلہ کی خبر دی تو  
انہوں نے عصر کے وقت تحویل قبلہ کیا اور اسی طرح فجر کی نماز کے وقت مسجد قباء میں نماز کے دوران صحابہ کرام کو تحویل قبلہ  
کی خبر دی گئی تو انہوں نے فجر کی نماز کے دوران ہی تحویل قبلہ کر لیا

#### 2 ترجیح

یعنی جن دو روایات میں اختلاف ہو تو ان میں سے ایک روایت کو راجح قرار دینا دلیل کے ساتھ اور دوسری کو مرجوح قرار دے  
دینا  
راجح روایت پر عمل کیا جائے گا

جیسے یہاں ""اذا دخل الخلاء"" والی روایت میں کیا گیا

### 3\_ تنسیخ

یعنی اگر دور روایات میں اختلاف سامنے آجائے تو ایک کو دلیل کے ذریعے ناسخ اور دوسرا کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے تو ناسخ پر عمل کر کے منسوخ کو ترک کیا جاتا ہے

جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز اسلام میں "مامست النار" یعنی آگ سے کپی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم دیا تھا لیکن بعد میں آنے والی روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا بھنا ہوا گوشت کھایا اور اسکے بعد وضو کیے بغیر نماز پڑھائی

تواب بعد میں آنے والی روایت کو پہلے والی روایت کیلئے ناسخ قرار دیا جائے گا

حضرت زید بن ارقم کی روایت کی سند میں اضطراب کی تفصیل

در اصل زید بن ارقم والی روایت میں مدار "قادة" ہیں اور حضرت قادة کے چار شاگرد ان سے روایت کر رہے ہیں اور ان چار شاگردوں کی سندوں میں اضطراب پایا جاتا ہے

وہ چار سند یہ ہیں

(1) حشام الدستواری عن قادة عن زید بن ارقم

(2) سعید ابن ابی عربہ عن قادة عن القاسم بن عوف الشیبانی عن زید بن ارقم

(3) شعبہ عن قادة عن نظر بن انس عن زید بن ارقم

(4) معمر عن قادة عن النضر بن انس عن ابیه انس۔۔۔

اب ان چار سندوں میں تین اضطراب پائے جاتے ہیں

### اضطراب نمبر ایک

قادة اور صحابی کے درمیان کوئی واسطہ ہے یا نہیں  
حشام والی روایت میں واسطہ نہیں ہے باقی تینوں میں واسطہ ہے

### اضطراب نمبر دو

قادة اور صحابی کے درمیان کوئی واسطہ ہے تو وہ کون ہے  
سعد بن ابی عربہ والی روایت یعنی سند نمبر 2 میں واسطہ قاسم ابن عوف ہے  
سند نمبر 3 میں شعبہ والی روایت اور سند نمبر 4 معمروالی روایت میں واسطہ نظر بن انس ہے

### اضطراب نمبر تین

کہ ان چار سندوں میں صحابی کون ہیں معمروالی روایت میں صحابی حضرت انس ہیں اور باقی تین سندوں میں صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں

### قال ابو عیسیٰ

ساخت محمد عن هذا فقال يحتمل ان يكون لخ  
امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے اس اضطراب کے بارے میں اپنے شیخ محمد بن اسماعیل البخاری سے پوچھا  
تو امام بخاری نے جواب دیا کہ  
يحتمل ان يكون قادة روی عنهماجمیعا  
یعنی اس بات کا احتمال ہے کہ قادة نے ان دونوں سے روایت کیا ہو  
جب ہم کتاب میں دیکھتے ہیں تو عنہما کے نیچے 3 لکھا ہوا ہے اور اس سے پہلے زید بن ارقم اور نظر بن انس کے نیچے بھی 3 لکھا  
ہوا ہے  
تو معلوم ہوا کہ عنہما سے یہ دونوں حضرات مراد ہے

گویا کہ امام بخاری نے تطیق کے ذریعے سے اضطراب کو دور فرمادیا

امام بخاری کی اس تطیق کی تشریح

امام بخاری نے فرمایا کہ کہ تینوں اضطرابات میں تطیق ہو سکتی ہے

اس طرح کہ ممکن ہے یہ حدیث قتادہ نے زید بن ارقم سے بھی روایت کی ہو چاہے بلا واسطہ ہو جیسے ہشام کی روایت میں یعنی سنڈ نمبر 1 میں ہے

یا قتادہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہو بالواسطہ۔ جیسے سعید کی روایت میں ہے یعنی سنڈ نمبر 2

اور جیسا کہ شعبہ کی روایت میں ہے یعنی سنڈ نمبر 3 میں

اور امام بخاری نے یہ بھی فرمایا

ممکن ہے قتادہ نے روایت کی ہو نظر بن انس سے چاہے "عن زید بن ارقم جیسا کہ شعبہ کہ روایت یعنی سنڈ نمبر 3 میں ہے

یا عن ابیہ عن انس جیسا کہ معمر کی روایت میں ہے یعنی سنڈ نمبر 4 میں

حضرت گنگوہی نے بھی امام بخاری کی تطیق کو ترجیح دی ہے

لیکن حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نے عرف الشذی میں فرمایا ہے کہ عمنہما کی ضمیر کا مرجع حضرت قاسم اور نظر بن انس ہیں

ایسی صورت میں ہشام کی روایت کی غلط ہو گی اور معمر کی بھی

لہذا شاہ صاحب کے مطابق روایت نمبر 2 اور 3 درست ہے

انکے نزدیک یہی درست ہے۔۔۔!!

ترجمۃ الباب میں اس دوسری حدیث کو اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس سے پہلے والی روایت میں دعا کو تو الگ انداز سے اور الفاظ کے

ساتھ پڑھنے کو ذکر کیا گیا ہے

اور وہاں ایک ہی انداز میں منقول ہے۔۔۔

## ٥- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ

٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِسْمَائِيلَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَاتَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، قَالَ: غُفرانَكَ.

هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَائِيلَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ.  
وَأَبُوبُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى، اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ الْأَشْعَرِيُّ.  
وَلَا يُعْرَفُ فِي هَذَا الْبَابِ إِلَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ

"غفرانک"

البحث الاول

اس حدیث میں بیت الخلاء سے لکھتے وقت غفرانک پڑھنا منقول ہے  
لیکن یہ مرکب اضافی ہے  
غفران مضاف ک ضمیر مضاف الیہ اور مرکب اضافی غیر مفید ہوتا ہے اور مرکب مفید جملہ ہوتا ہے  
لہذا غفرانک جملہ نہیں ہے پھر یہ دعا نئیہ جملہ کیسے بنے گا  
بالفاظ دیگر غفرانک ترکیب میں کیا واقع ہے  
اس بارے میں محدثین نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں

قول اول

غفرانک مفعول بہ ہے (مضاف مضاف الیہ ملکر) اور اس کا فعل مخدوف ہے۔ ای "اطلب غفرانک" یا "اسکل غفرانک" یعنی یا اللہ میں تیری مغفرت طلب کرتا ہوں

قول ثانی

غفرانک مفعول مطلق ہے یعنی اغفر غفرانک۔ معنی کہ تو بخش دے اپنا بخشنا  
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نے عرف الشذی میں دوسرے قول کو ترجیح دی ہے

اور انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ نے عرف الشذی میں امام الخوعلامہ رازی کا ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ مفعول مطلق کو اس کا عامل حذف کرنا چار مقامات پر قیاسی طور پر واجب ہے

1 مصدر اگر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو حرف جر کے واسطے سے۔ جیسے تباہک

2 مصدر اگر اپنے فاعل کی طرف مضاد ہو بغیر حرف جر کے واسطے کے جیسے غفرانک

3 مصدر اینے مفعول کی طرف مضاف ہو حرف جر کے واسطے سے۔ جیسے شکرِ اک

4) مصدر اینے مفعول کی طرف مضاف ہو بغیر حرف جر کے واسطے کے۔ جیسے سجان اللہ

## البحث الثاني

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد غفرانک کے ذریعے مغفرت مانگنے کا حکم دیا گیا؟

بیت الخلاء میں جانا ایک فطری طبعی تقاضہ ہے انسان نے بیت الخلاء میں جا کر کوئی گناہ تو نہیں کیا پھر مغفرت مانگنا اس کا کیا مطلب ہے ؟؟؟؟؟؟؟

جواب نمبر ۱

حضرت گنگوہی نے ترمذی کی شرح الکوکب الدری میں یہ جواب دیا ہے کہ  
بیت الحلاء میں ظاہری نجاست بدن سے نکلی اس سے پاک ہونے کیلئے استغما کیا۔ جسم پاک ہو گیا  
اب باطنی نجاستوں کی طرف توجہ دلائی کہ اب انسان اس پر بھی غور کرے غفرانک کہے  
اب یہ انسان جسمانی نجاستوں سے بھی پاک ہو گیا اور باطنی نجاستوں سے بھی

جواب نمبر 2

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے بذل الجھود شرح سنن ابی داؤد میں یہ جواب دیا کہ

خروج نجاست نعمت ہے اللہ کی نعمتوں کی شکر میں کوتاہی ہوتی ہے اس پر بندہ غفرانک کہے

### جواب نمبر 3

علامہ علی بن سلیمان المغربی نے اپنی کتاب "درج مرقاۃ الصعود" فی شرح سنن ابی داؤد میں ایک روایت نقل کی ہے کہ  
"ان آدم لمحاط علی الارض وجد رحی والتقن من الغااط فقال غفرانک" "....."

یعنی حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارا گیا تو بول و بر از کی حاجت ہوئی اس سے بدبو آئی تو غفرانک کہا اس لیے ابن آدم کو  
بھی تلقین کی گئی کہ وہ غفرانک کہے۔۔

### جواب نمبر 4

علامہ یوسف بوری نے معارف السنن شرح ترمذی میں لکھا ہے کہ  
یہاں مغفرت شکر کے معنی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہلک نجاست سے نجات دلادی

### جواب نمبر 5

علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب جیۃ اللہ البالغہ صفحہ نمبر 84 میں یہ جواب دیا ہے کہ  
مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کاذک کرتا رہتا ہے اب جتنا دیر وہ بیت الخلاء میں رہا تو اللہ کاذک کرنے کیسا کا  
تو اس کوتاہی پر مغفرت طلب کرتا ہے غفرانک کہہ کر

 سب — ق نمبر — 16

باب ما یقول اذا خرج من \* الخلاء

قال ابو عیسیٰ حذاحدیث حسن غریب

اصول حدیث میں جمہور محدثین نے حسن کی یہ تعریف کی ہے کہ  
حسن وہ حدیث ہے جسکے راوی تام الضبط نہ ہو اور باقی شرائط صحیح کی اسمیں موجود ہو

غریب کی تعریف

اصول حدیث میں خبر غریب وہ روایت ہوتی ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو

امام ترمذی نے حسن کی تعریف کتاب العلل میں یہ کی ہے کہ  
ہر وہ حدیث حسن ہوتی ہے جسکے راویوں پر جھوٹ کی تہمت نہ لگی ہو اور وہ حدیث شاذ نہ ہو اور وہ اسکے علاوہ اور سندوں سے بھی  
روایت کی گئی ہو

اب اشکال یہ ہے کہ اگر حسن کی وہ تعریف مرادی جائے جو جہور علما نے کی ہے تو تعریفات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی تعریفات کے مطابق ایک ہی حدیث کو حسن اور غریب کہا جاسکتا ہے  
لیکن اگر حسن ...

## ٦- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ

٨- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَخْرُومِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُبَيْنَةَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَعْيَادَ الْلَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَئْيُوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَا تَسْتَدِبُرُوهَا، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرَّبُوا قَالَ أَبُو أَئْيُوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيشَ قَدْ بُنِيتُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَنَنْحِرْفُ عَنْهَا، وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزِءِ الرَّبِيعِيِّ، وَمَعْقِلِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، وَيُقَالُ: مَعْقِلُ بْنُ أَبِي مَعْقِلٍ، وَأَبِي أُمَّامَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ حَنْيَفَ.

حَدِيثُ أَبِي أَئْيُوبَ أَحْسَنُ شَيْءٍ عِنْهُ هَذَا الْبَابُ وَأَصَحُّ

وَأَبُو أَئْيُوبَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ، وَالرُّهْرِيُّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شِهَابٍ الرُّهْرِيُّ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو بَكْرٍ.

قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَا تَسْتَدِبُرُوهَا، إِنَّمَا هَذَا فِي الْفَيَانِيِّ، فَأَمَّا فِي الْكُنْفِ الْبَنِيَّةِ لَهُ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَسْتَقْبِلُهَا، وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ.

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِنَّمَا الرُّخْصَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اسْتِدَبَارِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، فَأَمَّا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلَا يَسْتَقْبِلُهَا، كَأَنَّهُ لَمْ يَرِنِ الصَّحَّاءَ وَلَا فِي الْكُنْفِ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ

## ٧- باب ماجاء من الرخصة في ذلك

٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَهْبَطُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِيَوْمٍ، فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارٍ.

**حدیث جابری** فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ حَسَنٌ غَرَیبٌ

١٠- وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ أَبُنْ لَهِيَعَةَ، عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا مُسْتَقْبِلًا الْقِبْلَةَ، أَخْبَرَنَا بِذَلِكَ قُتْبَيَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُنْ لَهِيَعَةَ.

وَحَدِيثُ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحٌ مِنْ حَدِيثِ أَبُنْ لَهِيَعَةَ.

وَأَبُنْ لَهِيَعَةَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ؛ ضَعَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ وَغَيْرُهُ

١١- حَدَّثَنَا هَنَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عَبْيِدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ حَفْصَةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلًا الشَّامَ مُسْتَدِرًا الْكَعْبَةَ.

هَذَا حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ

° ° بَابُ فِي الْنَّهْجِ عَنِ استقبال القبلة بغايات او بول باب ماجاء من الرخصة في ذلك ° °

چونکہ اس مسئلے کے بارے میں جواز اور عدم جواز کی مختلف روایات آرھی تھی اس لیے اس مسئلے کے بارے میں فقہاء کے اندر شدید اختلاف پایا جاتا ہے روایات کے اندر زیادہ اختلاف پائے جانے کی وجہ سے اس مسئلے کے اندر فقہاء کے آٹھ مذاہب ہیں

### مذہب نمبر 1

استقبال قبلہ اور استدبار قبلہ مطلقاً جائز نہیں۔ چاہے صحر امیں ہو یا آبادی میں۔۔۔۔۔ یہ مروی ہے حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ ابن مسعود سے اور ابو یوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا جن کو طرفین کہتے ہیں (وعلیہ الفتوی)

### مذہب نمبر 2

استقبال اور استدبار مطلقاً جائز ہے چاہے۔ صحر امیں ہو یا آبادی میں یہ منقول ہے حضرت عائشہ اور حضرت عروہ ابن زیبر سے اور یہی مذہب ہے داؤد ظاہری کا

### مذہب نمبر 3

صحر امیں دونوں ناجائز آبادی میں دونوں جائز (یعنی استقبال اور استدبار) یہ منقول ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور یہ مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کا

### مذہب نمبر 4

استقبال مطلقاً ناجائز (صحر ہو یا آبادی) اور استدبار مطلقاً جائز ہے یہ مذہب ہے اہل ظاہر کا اور امام احمد بن حنبل سے یہ ایک روایت منقول ہے

**مذہب نمبر 5**

استقبال مطلقًا ناجائز

استدبار آبادی میں جائز اور صحرائیں ناجائز۔

یہ مذہب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے

**مذہب نمبر 6**

بول و براز کے وقت استقبال اور استدبار کی ممانعت یہ قبلتین کیلئے ہے یعنی بیت اللہ کیلئے بھی اور بیت المقدس کیلئے بھی۔

یہ مذہب ہے امام محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ کا

**مذہب نمبر 7**

استقبال قبلہ اور استدبار قبلہ کی ممانعت یہ صرف اہل مدینہ کیلئے ہے

یہ مذہب ہے حافظ ابو عوانہ کا

**مذہب نمبر 8**

استقبال قبلہ اور استدبار قبلہ میں ممانعت مکروہ تنزیہ ہی ہے۔

یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے۔

ان مذاہب کے دلائل

**روایت نمبر 1**

یہ حضرت ابو ایوب анصاری ولی روایت ہے جو ترمذی کے اس باب میں موجود ہے

یہ مذہب نمبر 1 والوں کی اہم دلیل ہے یعنی احناف کی

یہی روایت مذہب نمبر 7 والوں کی بھی دلیل ہے کہ اس روایت میں "ولکن شر قوا و غربوا" آیات معلوم ہو ایہ صرف مدینے

والوں کے لیے ممانعت ہے

## روایت نمبر 2

حضرت جابر ابن عبد اللہ والی روایت جو ترمذی کے رخصت والے باب میں ہے یہ روایت مذهب نمبر 3 والے صرف آبادی میں جواز کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں

## روایت نمبر 3

حضرت عبد اللہ ابن عمر والی روایت (رقیت علی بیت حضرت) جو ترمذی کے رخصت والے باب میں موجود ہے۔  
 مذهب نمبر 2 والے اس روایت کو علی الاطلاق جواز کیلئے دلیل بناتے ہیں۔  
 مذهب نمبر 3 والے اس روایت کو صرف آبادی میں جواز کیلئے دلیل بناتے ہیں۔  
 مذهب نمبر 4 والے اس روایت کو استدبار کے مطلقاً جواز پر دلیل بناتے ہیں۔  
 مذهب نمبر 5 والے اس روایت کو آبادی میں استدبار کے جواز پر دلیل بناتے ہیں۔  
 مذهب نمبر 8 والے اس روایت کو مکروہ تنزیہ کی ممانعت پر محول کرتے ہیں۔

## روایت نمبر 4

یہ روایت سنن ابی داؤد (باب کراہیۃ استقبال القبلۃ عند قضاء الحاجۃ) میں ہے  
 "نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نستقبل القبلتین ببول او غائط" یہ مذهب نمبر 6 والوں کی دلیل ہے..

١٨ — ق نب — سب

ترمذی شریف اول

### ٨- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُولِ قَائِمًا

١٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْبِقْدَامِ بْنِ شَهْرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْولُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوهُ، مَا كَانَ يَبْولُ إِلَّا قَاعِدًا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَبُرِيدَةَ.

حَدِيثُ عَائِشَةَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي الْبَابِ وَأَصَحُّ.

وَحَدِيثُ عُمَرٍ إِنَّهَا رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْوُلُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا عُمَرُ، لَا تَبْلُغْ قَائِمًا، فَبَأْبُدْتُ قَائِمًا بَعْدَ وَإِنَّهَا رَفَعَ هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ؛ ضَعَفَهُ أَيْوبُ السَّخِيَّانِيُّ وَتَكَلَّمَ فِيهِ.

وَرَوَى عَبْيُودُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: مَا بَدْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ.

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

وَحَدِيثُ بُرِيدَةِ فِي هَذَا غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

وَمَعْنَى النَّهْيِ عَنِ الْبُولِ قَائِمًا عَلَى التَّأْدِيبِ لَا عَلَى التَّحْرِيمِ وَقَدْ رُوِيَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: إِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ تَبُولَ وَأَنْتَ قَائِمٌ

### ٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

١٣ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ عَلَيْهَا قَائِمًا، فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءٍ، فَذَهَبْتُ لِأَتَأْخِرَ عَنْهُ، فَدَعَانِي حَتَّى

كُنْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ» وَسِعْتُ الْجَارُودَ، يَقُولُ: سِعْتُ وَكِيعاً يَحِدِّثُ بِهَذَا  
الْحَدِيثِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ثُمَّ قَالَ وَكِيعٌ: هَذَا أَصْحَ حَدِيثٌ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
الْمَسْحِ، وَسِعْتُ أَبَا عَمَّارِ الْحُسَيْنِ بْنَ حُرَيْثٍ، يَقُولُ: سِعْتُ وَكِيعاً، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَهَذَا رَوْيٌ  
مَنْصُورٌ، وَعُبَيْدَةُ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، مِثْلُ رِوَايَةِ الْأَعْمَشِ، وَرَوْيٌ حَمَادُ بْنُ أَبِي  
سُلَيْمَانَ، وَعَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،  
وَحَدِيثُ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَصْحَحُ. وَقَدْ رَخَصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا  
{باب النهي عن البول قائمًا باب ماجاء من الرخصة في ذلك}

نهی اور نفی میں فرق  
نهی کہتے ہیں روکنا  
اور نفی کہتے ہیں انکار کو

وضو کا لغوی معنی  
ہاتھ منه دھونا  
جیسے روایت عکراش۔ جسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا ہوا گوشت کھایا پھر ہاتھ منه دھویا اور فرمایا۔۔۔ "یا عکراش هذا  
الوضوء من مامت النار"'''  
اے عکراش یہ وضو ہے اس چیز کو کھانے کے بعد جس کو آگ پر پکائی گئی ہو

وضو کی اصطلاحی تعریف  
وہ عمل جسکے ذریعے سے حدث اصغر سے پاکی حاصل کی جاتی ہے  
اور غسل وہ عمل ہے جسکے ذریعے سے حدث اکبر سے پاکی حاصل کی جاتی ہے

وضوء بفتح الواو۔ ماء یتو ضوء به۔ وہ پانی جس سے وضو کیا جائے

بول قائمًا جائز ہے یا نہیں

### مذهب نمبر 1

سعید بن مسیب؛ عروہ بن زبیر اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک بول قائمًا مطلقًا جائز ہے  
انکی دلیل سباطۃ قوم والی روایت ہے۔

### مذهب نمبر 2

بعض اہل ظاہر کے نزدیک بول قائمًا حرام ہے  
انکی دلیل ممانعت والی روایات ہیں جنہیں امام ترمذی نے ذکر کیا ہے

### مذهب نمبر 3

امام مالک کے نزدیک اگر رشاش بول (چھینٹے) کا خطرہ نہ ہو تو بول قائمًا بغیر عذر کے مکروہ ترزی ہی ہے اور چھینٹے پڑنے کا خطرہ ہو تو مکروہ ہے

### مذهب نمبر 4

جمہور کے نزدیک یعنی احناف اور شوافع کے نزدیک بول قائمًا بغیر عذر کے مکروہ ترزی ہی ہے (کر لے تو گناہ نہیں نہ کرے تو بہتر ہے)

(دلائل)

درالصل جمہور کے نزدیک بول قائمًا کے بارے میں ممانعت کی کوئی روایت سند حدیث سے ثابت نہیں ہے  
اس لیے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ والی جو روایت ذکر کی ہے اس میں نہی موجود نہیں ہے البتہ نفی موجود ہے  
اور باقی روایات کو امام ترمذی نے ضعیف قرار دیا ہے

اور حضرت عمر والی وہ روایت "ما بلت قائمًا مذنب اسلمت" یہ موقف روایت ہے صحابی کا اثر ہے اور اس میں بھی نفی ہے نہیں  
ہے اور اسکو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے  
اب ذہن میں اشکال آتا ہے کہ ہمارے اکابر اور مشائخ بول قائمًا کرنے پر اتنی سختی کیوں کرتے ہیں  
اسکی وجہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ نے لکھی

فرمایا۔ بول قاتماں غیر مسلموں کا شعار بن گیا ہے اس لیے اس میں قباحت زیادہ آگئی ہے اس وجہ سے بلاعذر کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہیے (وعلیہ الفتوی)

احناف اگر بول قاتماں کو منوع قرار دیتے ہیں تو پھر بول قاتماں یعنی سباطہ قوم والی روایت کا کیا جواب دیں گے ؟؟

### سباطہ قوم والی روایت کی توجہات

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سباطہ قوم پر کھڑے ہو کر پیشاب کیوں کیا اسکی محدثین نے مختلف توجیہات بیان کی ہے

#### توجیہ نمبر 1

حدیث ہی میں اس کا جواب موجود ہے۔ اس لیے کہ سباطہ کہتے ہیں کوڑا کر کٹ پھینکنے کی جگہ۔ تو وہاں بیٹھنا ممکن ہی نہیں تھا اس لیے کھڑے ہو کر پیشاب کیا

#### توجیہ نمبر 2

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا جواز بیان کرنے کیلئے ورنہ عادت مبارکہ یہ نہیں تھی جیسا کہ حضرت عائشہ والی روایت میں ہے ..

#### توجیہ نمبر 3

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بول قاتماں کیا "لا استشفاء و جح الصلب" یعنی کمر کے درد سے شفا پانے کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کیا یہ جواب فتح الباری اور فتح الملموم میں موجود ہے

#### توجیہ نمبر 4

یہ توجیہ حضرت مولانا موسیٰ خان البازی نے اپنی بیان فرمائی

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا کہ  
""لِمَدَافِعَةِ الْبُولِ وَشَدَّدَتْهُ لِمَكْحُلِ الْقَعْدَ"

### توجیہ نمبر 5

ایک اور جواب محدثین نے دیا ہے جسے عرف الشذی میں انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ نے ذکر کیا ہے  
وہ فرماتے ہیں کہ سنن کبریٰ للبیہقی میں جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 101 میں ایک روایت موجود ہے  
""عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ بَالْقَاتِلَابِ جَمِيعَ الْمَأْبَضِهِ"" ما بعض کہتے ہیں گھٹنے کو  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنے کے درد کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا  
اور ایک روایت میں ہے کہ گھٹنے میں زخم کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا  
امام نووی رحمۃ اللہ نے شرح مسلم میں بھی اسکو ذکر کیا ہے  
استقبال اور استدبار قبلہ کے مسئلہ میں امام ترمذی نے تین روایات ذکر کی ہے اور تینوں میں اضطراب فی المتن پایا جاتا ہے  
لیکن احناف ابوالیوب انصاری والی روایت پر عمل کرتے ہیں یعنی اسکو راجح قرار دیتے ہیں  
ان تینوں روایات میں سے کسی کو ضعیف قرار نہیں دے سکتے تینوں قوی روایات ہے  
اور اسمیں تنشیخ بھی نہیں کر سکتے

لہذا صرف ایک راستہ رہ جاتا ہے اور وہ ہے تطیق  
تو احناف نے ابوالیوب انصاری والی روایت کو ترجیح دے کر اضطراب ختم کیا  
اب سوال یہ ہے کہ احناف نے ابوالیوب انصاری والی روایت کو کیوں ترجیح دی؟؟؟  
وجہ ترجیح نمبر 1.....

حضرت ابوالیوب انصاری والی روایت کے بارے میں خود امام ترمذی نے یہ فرمایا  
""اَسْحَحَ مَا فِي حَذَالَبَابِ"" یعنی اس بات میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے

### وجہ ترجیح نمبر 2

ابوالیوب انصاری والی روایت میں قانون کلی بیان کیا گیا ہے

اور حضرت جابر اور ابن عمر والی روایت میں جزوی واقعات بیان کیے گئے ہیں  
لہذا احناف نے قانون کلی کو ترجیح دی

وجہ ترجیح نمبر 3...

ابو ایوب انصاری والی روایت میں ممانعت بیان کی گئی ہے  
اور باقی دور روایات میں جواز بیان کیا گیا ہے  
اگر ایک ہی مسئلے کے بارے میں ممانعت والی بھی روایت ہو اور جواز والی بھی روایت ہو تو فہرائے ممانعت والی روایت کو ترجیح دیتے ہیں للاحتیاط

وجہ ترجیح نمبر 4...

ابو ایوب انصاری والی روایت قولی ہے  
اور حضرت جابر اور ابن عمر والی روایت فعلی ہے  
اگر ایک ہی مسئلے میں قولی اور فعلی روایات میں تعارض اجائے تو محمد شین قولی روایت کو ترجیح دیتے ہیں

وجہ ترجیح نمبر 5.....

ابو ایوب انصاری والی روایت قرآن مجید کی ایک آیت کے قریب ترین ہے اور وہ آیت سورۃ حج کی آیت نمبر 32 ہے  
وَمَنْ يَعْظِمْ شَعَارَ اللَّهِ فَأُنْهَا مَنْ تَقْوَى الْقُلُوبُ  
بیت اللہ شعائر اللہ میں سے ہیں اسکی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ بول و بر از کے وقت استقبال اور استدبار نہ کیا جائے



ترمذی شریف اول

## ۱۔ بَابُ فِي الْإِسْتِئْرَاعِ عَنِ الدُّحَاجَةِ

۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَنَّسِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الدُّحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ شَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُو مِنَ الْأَرْضِ هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَنَّسِ، هَذَا الْحَدِيثُ وَرَوَى وَكِيعُ، وَالْحِجَابِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الدُّحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ شَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُو مِنَ الْأَرْضِ وَكِلَا الْحَدِيثِيْنِ مُرْسَلٌ، وَيُقَالُ: لَمْ يَسْمَعِ الأَعْمَشُ مِنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، وَلَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نَظَرَ إِلَى أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُهُ يُصَلِّي فَذَكَرَ عَنْهُ حِكَايَةً فِي الصَّلَاةِ.

وَالْأَعْمَشُ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ أَبُو مُحَمَّدِ الْكَاهِلِيُّ، وَهُوَ مَوْلَى لَهُمْ. قَالَ الأَعْمَشُ: كَانَ أَبِي حَمِيلًا فَوَرَّثَهُ مَسْرُوقٌ

قال الأعمش كان أبي حميلا فورثه مسروق  
امام ترمذی کا یہ جملہ قابل تشریح ہے

در اصل حمیل کا اہل لغوی معنی ہے اور ایک اصطلاحی معنی ہے

لغوی معنی حمیل

حمیل لغوی معنی کے اعتبار سے حمل سے مشتق ہے اور یہاں فیل بمعنی مفعول کے ہے حمیل بمعنی محول کے ہیں یعنی اٹھایا ہوا

جمیل کا اصطلاحی معنی  
اور فقہا کی اصطلاح میں جمیل کا معنی یہ ہے کہ کوئی ماں دار الحرب سے دارالاسلام میں کوئی بچہ اٹھا کر لے آئے  
تو یہ بچہ اپنی ماں کا وارث ہو گایا نہیں

### مذہب نمبر 1

شوافع کے نزدیک صرف ماں کا یہ دعویٰ کرنا کہ یہ میر ابیٹا ہے یہ وارث ہونے کیلئے کافی ہے

### مذہب نمبر 2

احناف کے نزدیک جب تک یہ عورت اپنے بیٹے کے ہونے پر کوئی گواہی پیش نہ کرے یہ وارث نہیں ہو گا۔  
کیوں کہ نسب کے ثبوت کے لیے گواہی لازم ہے۔۔۔

اب امام ترمذی نے جو یہ فرمایا۔ کہ اعمش نے کہا کہ میرے والد مہران جمیل تھے یعنی اُنکی والدہ میری دادی دار الحرب سے اُنکو  
اٹھا کر لے آئی تھی

تو کبار تابعین میں سے حضرت مسروق رحمۃ اللہ نے میرے والد مہران کو اپنی ماں کا وارث قرار دیا تھا  
اس کو نقل کرنے سے امام ترمذی نے اشارہ کیا شافعیہ کے مذہب کی طرف  
کہ وارث ہونے کیلئے گواہی لازم نہیں۔ ماں کا دعویٰ کافی ہے..

## ۱۱- بَابُ فِي كَراهَةِ الْأَسْتِجَاءِ بِالْيَمِينِ

۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْنِىِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَسْسَرَ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ  
بِيَمِينِهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَسَلْمَانَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُوقَتَادَةَ، أَسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعَيْهِ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: كَرِهُوا إِلَاسْتِخْجَاءِ بِالْيَمِينِ

امام ترمذی عام طور پر ترجمة الباب میں حدیث کے الفاظ لیکر آتے ہیں جس سے ترجمة الباب اور حدیث میں مطابقت کلی نظر آتی ہے اور کبھی ترجمة الباب میں ایسی عبارت لاتے ہیں جو حدیث تو نہیں ہوتی لیکن پھر بھی ترجمة الباب سے مطابقت ہوتی ہے لیکن یہاں ترجمة الباب اور حدیث میں فرق ہے

- بَابُ كَرِهِ الْإِسْتِخْجَاءِ بِالْيَمِينِ ".

یہ ترجمة الباب مقید ہے لیکن روایت لیکر آئے  
نہیں ان یہس الرجل ذکرہ بیمینز "اس میں ممانعت مطلق ہے لہذا ترجمة الباب کی مناسبت نہیں ہوئی حدیث سے  
اس کا جواب محمد ثین یہ دیتے ہیں کہ

حدیث کی دوسری کتابوں میں ترجمة الباب سے کامل مناسبت رکھنے والی احادیث موجود ہیں جیسا کہ بخاری شریف کتاب الوضوء  
"بَابُ الْنَّحْيِ عَنِ الْإِسْتِخْجَاءِ بِالْيَمِينِ" میں استخجا بیمین کی روایت موجود ہے  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَسَلَمَانَ وَسَحْلِ بْنِ حَنْيفٍ

یعنی امام ترمذی کے پاس اس باب میں اور روایتیں بھی ہے اور ان میں استخجا بیمین کی نہیں موجود ہے

اب یہ اشکال ہوتا ہے کہ امام ترمذی وہ روایت کیوں لیکر نہیں آئے تاکہ ترجمہ الباب اور حدیث میں کامل مطابقت ہو جاتی  
اس کا جواب یہ ہے کہ  
ترمذی کی خصوصیت ایک یہ بھی ہے کہ امام ترمذی وہ روایت ذکر کرتے ہیں خصوصاً جو اور محمد ثین ذکر نہیں کرتے

## ۱۲- بَابُ الْإِسْتِجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ،  
قَالَ: قِيلَ لِسَلْيَانَ: قَدْ عَلِمْتُكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى الْخَرَاءَةَ، فَقَالَ سَلْيَانُ:  
أَجَلُ نَهَايَاً أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَبُولٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَتْجِي بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ يَسْتَتْجِي أَحَدُنَا بِأَقْلَى  
مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَتْجِي بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظِيمٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَخُزِيَّةَ بْنِ ثَابِتٍ، وَجَابِرٍ، وَخَلَادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ.  
وَحَدِيثُ سَلْيَانَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: رَأَوْا أَنَّ الْإِسْتِجَاءَ  
بِالْحِجَارَةِ يُجْزِئُ، وَإِنْ لَمْ يَسْتَتْجِي بِالْمَاءِ، إِذَا أَنْتَقَى أَثْرَ الْغَائِطِ وَالْبَبُولِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّوْرِيُّ، وَابْنُ  
الْبُبَارِكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ  
قِيلَ سَلْيَان

اس سے مراد سلمان فارسی ہیں  
مسلم شریف میں جو یہ حدیث یہ آتی ہے وہاں اس سے مراد مشرکین مکہ ہے جنہوں نے بطور استہزاء کے یہ قول کہا تھا

الخراءة

بیت الخلاء میں بیٹھنے کا انداز

رجبع

گوبرا اور لید

بعظم

ہڈی وغیرہ

ان یستنجی احمدنا باقل من ثلاثة اجر

یہی امام شافعی کی دلیل ہے  
 کہ تین پتھروں سے استنجاء کرنا واجب ہے —  
 جبکہ احناف فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکمل طور پر صفائی ہے پھر چاہے وہ تین پتھروں سے ہو یا دو پتھروں سے

---

## ١٣ - بَابُ فِي الْإِسْتِجَاءِ بِالْحَجَرِينَ

١٧ - حَدَّثَنَا هَنَّا دَ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْيَدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ، فَقَالَ: الْتَّبِيسُ لِثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ بِحَجَرَيْنِ وَرُوْثَةً، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ، وَأَلْقَى الرُّوْثَةَ، وَقَالَ: إِنَّهَا رِكْسٌ.

وَهَكَذَا رَوَى قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْيَدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ نَحْوَهُ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

وَرَوَى مَعْمَرٌ، وَعَمَّارُ بْنُ رُبَيْقَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

وَرَوَى زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَرَوَى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْيَدَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، هَلْ تَذَكَّرُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ شَيْئًا بِحِجْرٍ قَالَ: لَا.

سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَيُّ الرِّوَايَاتِ فِي هَذَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَصَحُّ بِحِجْرٍ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ، وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا، فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ وَكَانَهُ رَأَى حَدِيثَ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَشْبَهَهُ، وَوَضَعَهُ فِي كِتَابِ الْجَامِعِ.

وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا عِنْدِي حَدِيثُ إِسْرَائِيلَ، وَقَيْسٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْيَدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، لَأَنَّ إِسْرَائِيلَ أَثْبَتَ وَأَحْفَظَ لِحَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقِ مِنْ هَؤُلَاءِ، وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ

وَسِيْعَتْ أَبَا مُوسَىٰ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُشَّىٰ، يَقُولُ: سِيْعَتْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ، يَقُولُ: مَا فَاتَنِي  
الَّذِي فَاتَنِي مِنْ حَدِيثِ سُفِيَّانَ الشَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، إِلَّا لِمَا اتَّكَلَتْ بِهِ عَلَى إِسْمَاعِيلَ، لَأَنَّهُ كَانَ  
يَأْتِي بِهِ أَنَّهُ.

وَزُهَيْرِيْنِي أَبِي إِسْحَاقَ لَيْسَ بِذَاكَ لَأَنَّ سَيَاعَهُ مِنْهُ بِأَخْرَهِ.

وَسِيْعَتْ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ، يَقُولُ: سِيْعَتْ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: إِذَا سِيْعَتْ الْحَدِيثَ عَنْ رَائِدَةَ،  
وَزُهَيْرِ، فَلَا تُبَالِي أَنْ لَا تَسْتَعِهُ مِنْ غَيْرِهِمَا إِلَّا حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ.  
وَأَبُو إِسْحَاقَ أَسْمُهُ عَبْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّبِيعِيُّ الْهَمْدَانِيُّ.

وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، لَمْ يَسْتَعِمْ مِنْ أَبِيهِ وَلَا يُعْرَفُ أَسْمُهُ  
عن ابی عبیدہ

حضرت عبیدہ عبد اللہ ابن مسعود کے بیٹے ہیں  
یہ حدیث احناف کی دلیل ہے۔

امام ترمذی نے باب فی الاستنجاع بالجھرین قائم کر کے ایک اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے  
مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے تین الفاظ کو سمجھنا چاہیے

1) انقاء.. صفائی کرنا

2) تشییث.. تین پتھروں کا ہونا

3) ایثار.. استنجا کیلئے پتھروں کا پاک ہونا

مذہب نمبر ایک

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک انقاء اور تشییث واجب ہے اور ایثار مستحب ہے

امام شافعی سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ ایثار واجب ہے۔

مذہب نمبر 2

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک انقاء واجب ہے تثییث مسنون ہے اور ایثار مستحب ہے

### دلائل

امام شافعی کی دلیل حضرت سلمان فارسی کی روایت ہے جو گز شستہ باب میں گزر چکی۔۔۔  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔ ان یستحب احمدنا باقل من ثالثة احجار

### اور احناف کی دلیل

حضرت عبد اللہ ابن مسعود والی روایت ہے

جمیں استخباء الحجرین کا ذکر ہے

احناف کی دلیل نمبر 2

سنن ابی داؤد کتاب الوضو میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے

"من استحب فالیوت من فعل فقد حسن ومن لا فلا حرج"

قال ابی عیسیٰ:

"وَهَكُذَا رُوَايَةُ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ . . . أَلِيْ قَوْلَهُ . . . وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ . . . . ."

امام ترمذی نے احناف کی اس دلیل میں اضطراب بیان کیا ہے

### اضطراب کی تفصیل

در اصل استخباء بالحجرین والی روایت کو ابو اسحاق کے چھ شاگرد نقل کر رہے ہیں اور ان چھے سندوں میں دو اضطراب پائے جاتے ہیں اور یہ چھے سندوں امام ترمذی نے نقل کی ہے

1) اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

2) قیس ابن الربيع عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ عن عبد اللہ ابن مسعود

3) معمر عن ابی اسحاق عن علقمہ عن عبد اللہ ابن مسعود

4) عمار ابن رزیق عن ابی اسحاق عن علقمہ عن عبد اللہ ابن مسعود

5) زہیر عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن ابن الاسود عن ابیه الاسود ابن یزید عن ابی مسعود

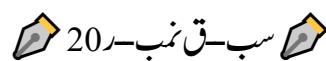
6) زکریا ابن ابی زائدہ عن ابی اسحاق عن عبد الرحمٰن بن یزید عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم  
یہ کل چھے سندیں ہوئی  
ان چھے سندوں میں دو طرح کا اضطراب پایا جاتا ہے

1

ابو اسحاق اور عبد اللہ ابن مسعود کے درمیان دو واسطے ہیں یا ایک واسطہ ہے؟؟  
زہیر دو واسطے لاتے ہیں اور باقی پانچ سندوں میں ایک واسطہ ہے

## اضطراب نمبر 2

ابو اسحاق اور عبد اللہ ابن مسعود کے درمیان واسطہ کون ہے؟؟  
اسرائیل اور قیس کی روایت میں واسطہ ابو عبیدہ ہے اور معمر اور عمار کی روایت میں واسطہ عالمہ ہیں  
اور زکریا کی روایت میں واسطہ عبد الرحمٰن ابن یزید ہے۔۔۔۔۔



ترمذی شریف اول

### {اہم بحث}

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس جگہ تین دفعہ قال ابو عیسیٰ کہہ کر اضطراب ذکر کیا ہے اس لیے یہ جامع ترمذی میں منفرد جگہ ہے

قال ابو عیسیٰ نمبر 1 کا خلاصہ  
پہلے قال ابو عیسیٰ میں امام ترمذی نے پانچ سندیں بیان کی اور ایک سند حدیث کے شروع اضطراب ساہ  
اس طرح کل چھے سندیں بیان کی اور اخیر میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے (اضطراب کی تفصیل ہم پہلے تحریر  
کر چکے ہیں)

## قال ابو عیسیٰ نمبر 2

دوسرے قال ابو عیسیٰ میں امام ترمذی نے فرمایا کہ میں نے اس اضطراب ساہن بارے میں امداداری سے پوچھا کہ ابو اسحاق ساہ  
روایت کرنے میں کوئی روایت زیادہ صحیح ہے

تو امام دارمی نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا  
پھر میں نے اپنے شیخ امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے بھی کوئی فیصلہ نہیں فرمایا  
پھر امام ترمذی نے فرمایا  
کہ خود امام بخاری نے بھی یہ روایت بخاری شریف میں ذکر کی ہے  
(یہ روایت بخاری جلد اول کتاب الوضواباب لا یستنجی بروث میں موجود ہے حدیث نمبر 156)

امام ترمذی نے فرمایا  
کہ جب انہوں نے خود ہی سند بخاری شریف میں ذکر کی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری اسے زیادہ صحیح سمجھتے ہیں  
پھر امام ترمذی نے فرمایا  
کہ میرے نزدیک اسرائیل اور قیس والی روایت زیادہ راجح ہے اس لیے کہ اسرائیل زیادہ مضبوط اور حدیث کو یاد رکھنے والے  
تھے ابو اسحاق کی احادیث کو  
پھر اسکی تائید کے لیے امام عبد الرحمن ابن مہدی کا قول نقل کیا

### قال ابو عیسیٰ نمبر 3

پھر تیسرا مرتبہ امام ترمذی نے قال ابو عیسیٰ کہا  
اور زہیر راوی پر جرح کی اور فرمایا۔۔۔  
زہیر ابو اسحاق سے روایت کرنے میں اس معیار کے نہیں ہے جس معیار کے اسرائیل اور قیس ہیں  
کیوں کہ زہیر کا سماع ابو اسحاق سے عمر کے بالکل آخری حصے میں تھا جب ابو اسحاق کا حافظہ کمزور تھا  
پھر امام احمد بن حنبل کا ایک قول نقل کیا  
کہ جب تم زائدہ اور زہیر کی حدیث سنو تو پھر کوئی پرواہ نہ کرو کہ تم نے ان دونوں کے علاوہ سے نہیں سناسوائے ابو اسحاق کی  
حدیث کے کہ جب ابو اسحاق سے زہیر روایت کرے تو ممتاز رہو

(جب امام ترمذی نے اسرائیل کی روایت کو ترجیح دے دی ظاہر ہے کہ اضطراب ختم ہو گیا اور حجرین والی روایت دلیل بن سکے  
گی لیکن تیرے قال ابو عیسیٰ کے اخیر میں امام ترمذی نے فرمایا

کہ یہ درست ہے کہ ابو عبیدہ عبد اللہ ابن مسعود کے بیٹے ہیں لیکن ان کا سماع اپنے والد صاحب سے ثابت نہیں ہے اور پھر ایک روایت سند کے ساتھ لائے کہ عمر ابن مرہ رحمۃ اللہ نے کہا میں نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ ابن مسعود سے پوچھا۔ کیا آپ کو اپنے والد عبد اللہ ابن مسعود سے کچھ یاد ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں) لہذا اب ابو عبیدہ والی روایت منقطع ہو گئی۔۔۔۔۔

احناف امام ترمذی کی ابو عبیدہ پر اس جرح کا یہ جواب دیتے ہیں کہ علم اسماء الرجال کے محققین کے نزدیک جس وقت عبد اللہ ابن مسعود کا وصال ہوا اس وقت انکے بیٹے ابو عبیدہ کی عمر سات سال تھی اور محمد شین کے نزدیک سات سال کی عمر تخلی حديث کے لیے قابل قبول ہے لہذا یہ روایت منقطع نہیں ہے

البتہ امام ترمذی پر محمد شین نے ایک اشکال نقل کیا ہے کہ امام ترمذی نے منقطع روایت ذکر کی ہے اور امام بخاری نے متصل سند سے روایت نقل کی ہے یعنی زہیر کی سند سے تو امام ترمذی نے متصل روایت کو چھوڑ منقطع کو کیوں ذکر کیا؟؟ اس کا جواب بہت سے محمد شین نے دیا جیسا کہ امام طحاوی نے فرمایا

کہ امام ترمذی نے ابو عبیدہ کے علم کو اس لیے ترجیح دی کہ ابو عبیدہ اپنے والد کے علوم کے زیادہ ماہر تھے بنسبت اور لوگوں کے اور زہیر کی روایت ابو اسحاق سے اتنی کمزور ہے کہ امام ترمذی نے اس کے بجائے منقطع روایت کو ترجیح دی۔ ！！！！

 سبق نمبر 21

من ترمذی شریف اول

## ۴- باب کراہیۃ مایسٹن جی بہ

18- حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاؤِدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَةَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ، وَلَا بِالْعِظَامِ، فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانَكُمْ مِنَ الْجِنِّ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَلِيمَانَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَغَيْرُهُ، عَنْ دَاؤِدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَةَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ، الْحَدِيثُ بِطُولِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسْتَنْجُوا بِالرَّوْثِ، وَلَا بِالْعِظَامِ، فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانَكُمْ مِنَ الْجِنِّ.

وَكَانَ رِوَايَةُ إِسْمَاعِيلَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ.

وَالْعَيْنُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ

لَا سَتْنَجُوا بِالرَّوْثِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تم لید سے اور ہڈیوں سے استجائناہ کرو کیوں کہ یہ دونوں چیزیں جنات کیلئے زاد را ہے  
اب یہاں نحوی اشکال یہ ہوتا ہے کہ "ہ" ضمیر کا مرتع جمع روٹ اور عظام دونوں ہیں ترجیح میں  
تو پھر یہاں تثنیہ کی ضمیر ہونی چاہیے تھی۔ فا نہما ہونا چاہیے تھا  
اس کا جواب محدثین یہ لکھتے ہیں کہ  
یہ بتاویل المذکور واحد کی ضمیر لائے ہیں

(یعنی "ہ" سے مراد ذکر کی گئی ہے وہی مراد ہے)

یہاں محمد شین نے چند بحثیں فرمائی ہے

بحث نمبر 1

°° روثزاد ابجن کا مطلب کیا ہے °°

اسکی محمد شین نے مختلف توجیہات بیان کی ہے

توجیہ نمبر 1

یہ روث جنات کیلئے کھاد کا کام دیتی ہے

لیکن ہمارے اساتذہ اور مشائخ اس جواب کو ترجیح نہیں دیتے

کیوں کہ پھر یہ جنات کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ تو انسانوں کیلئے بھی مختلف پودوں میں کھاد کا کام دیتی ہے

توجیہ نمبر 2

روث کو جنات کیلئے دوبارہ غلہ بنادیا جاتا ہے

اس توجیہ کی تائید بخاری شریف کی ایک روایت سے ہوتی ہے

(کتاب المناقب باب ذکر ابجن میں)

توجیہ نمبر 3

بعض محمد شین نے یہ توجیہ بیان کی ہے کہ

جنات کی سواریوں کیلئے روث غذا ہے

اس توجیہ کا صراحت سے ذکر ملتا ہے صحیح مسلم کی ایک روایت میں

کتاب الصلاۃ باب ابجھر بالقرآن فی الصحیح میں

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو خطاب فرمایا اس تفصیلی خطاب میں ایک جملہ یہ بھی ہے کہ

"وَكُلْ بِعِرْقٍ عَلَفَتْ لَدُوا كُلْمٌ"

یعنی ہر میلگنی تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔۔۔

### البحث الثانی

عظام یعنی ہڈیاں زادِ جن کیسے ہیں؟؟

#### توجیہ نمبر 1

ان ہڈیوں پر دوبارہ گوشت چڑھادیا جاتا ہے اس طرح یہ جنات کی غذائیں جاتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب الجہر بالقرآن فی الصبح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنات کو خطاب کے درمیان یہ بھی فرمایا۔ ان جانوروں کی ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا جاتا ہے..

#### توجیہ نمبر 2

ترمذی جلد ثانی کتاب التفسیر باب فی تفسیر سورۃ الاحقاف میں ایک روایت موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہڈیاں ہی جنات کی غذا ہیں۔۔۔

### البحث الثالث

کیا ممانعت ان دو چیزوں کیستہ خاص ہے یعنی استنجا کرنا صرف ان دو چیزوں سے منوع ہے یا اور چیزوں سے بھی فقهاء نے احادیث کی روشنی میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ ہر قابل احترام چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے جیسے کھانے پینے کی اشیاء اسی طرح وہ کاغذ بھی قابل احترام ہے جو لکھنے کیلئے بنایا جاتا ہوا اس سے بھی استنجا کرنا مکروہ ہے اسی طرح کوئی چیز کسی بھی چیز کی غذا ہوا اس سے بھی مکروہ ہے جیسے حدیث میں ہڈیوں اور روت کا ذکر آیا ہے اسی طرح ہر اس چیز سے استنجا کرنا مکروہ ہے جو خود بخس ہو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں کو لے لیا اور لید کو پہینک دیا

یادہ چیز جو انسان کیلئے مضر ہو یعنی نقصان دہ ہو  
جیسے نوکیلی ہڈی نوکیلا پتھر اور شیشہ وغیرہ۔۔۔

اب دور جدید کے حوالے سے یہ اشکال ہوتا ہے کہ  
جب کاغذ سے استخاء کرنا مکروہ ہے تو پھر ٹیشو پپر سے استخاء کرنے کا کیا حکم ہے  
اس کا جواب دور جدید کے فقهاء یہ دیتے ہیں  
جو کاغذ لکھنے کیلئے بنایا جائے اور ٹیشو پپر صفائی ہی کیلئے بنایا جاتا ہے لکھنے کیلئے نہیں بنایا جاتا  
اس لیے اس سے استخاء کرنا بلا کراہت جائز ہے۔۔۔!!

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کیا صرف ٹیشو پپر استعمال کر لے تو پانی استعمال کرے یا نہ کرے ؟؟؟  
اس کا جواب یہ لکھتے ہیں کہ  
استخاء کا مقصد ہے نجاست کے اثرات کو دور کر دینا یعنی اس کے بورنگ اور جسم کو۔  
اگر یہ مقصد ٹیشو پپر سے حاصل ہو جائے تو پھر ٹیشو پپر پر اکتفا کرنا جائز ہو گا

(اس کی تفصیلی بحث اگلے باب میں آ رہی ہے کہ حمارہ اور ماں میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے یا نہیں)۔

### ۱۵- بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

۱۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَّارِبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مُرْنَ أَرْوَاجَكُنَّ أَنْ يَسْتَطِيبُوا بِالنَّاءِ، فَإِنِّي أَسْتَحْبِيهِمْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعُلُهُ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجْلِيِّ، وَأَنَّسِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، يَخْتَارُونَ الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَإِنْ كَانَ الِاسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِيُ  
عِنْدَهُمْ، فَإِنَّهُمْ اسْتَحْبُّوا الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَرَأَوْهُ أَفْضَلَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثُّوْرَى، وَابْنُ  
الْمُبَارَكُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

{پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کی شرعی حیثیت "پانی اور پھروں کو استنجاء میں جمع کرنے کی فضیلت" اور کیا پانی یا پھر میں سے  
کسی ایک پر اکتفا کیا جا سکتا ہے }}

تمام فقهاء اور محدثین کے نزدیک استنجاء میں جمع بین الحجارة والماء افضل ہے  
البتہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے استنجاء بالماء کا انکار منقول ہے  
کہ استنجاء صرف پھر سے کرنا چاہیے پانی کی ضرورت نہیں  
جیسے حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ۔۔۔

بعض محدثین امام مالک سے بھی اسی قول کا ذکر کرتے ہیں  
(اور یہ روایات مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہے)

جہور علماء کے نزدیک  
جمع بین الحجارة والماء افضل ہے۔

احناف کے نزدیک اس بارے میں تفصیل ہے  
اگر بول و بر از کے وقت نجاست بدن پر ایک درہم سے زیادہ ہو تو پھر پانی کا استعمال کرنا فرض ہے  
اور اگر وہ نجاست بدن پر ایک درہم کے برابر ہو تو پانی استعمال کرنا واجب ہے  
اور اگر نجاست بدن پر ایک درہم سے کم ہو تو پھر پانی استعمال کرنا مستحب ہے  
(وعلیہ الفتوی)

در اصل اس مسئلے کی بنیاد اس پر ہے کہ احادیث کی روشنی میں فقہاء نے یہ اصول قائم کیا کہ نجاست غلیظہ قدر درہم معاف ہے لہذا اگر ایک درہم سے زیادہ نجاست لگی ہے تو وہ تین پتھروں سے صاف نہیں ہو سکتی پھر پانی کا استعمال کرنا فرض ہے اور اگر ایک درہم کے برابر ہو تو واجب ہے اور اگر درہم سے کم ہو تو چونکہ وہ معاف ہے اس لیے پانی استعمال کرنا مستحب ہے

پھر صحابہ کرام صرف پتھروں کے استعمال پر التفاء کیوں کرتے تھے  
محمد شین اور فقہاء نے اسکی وجہ یہ لکھی کہ  
صحابہ کی نزد ابھی کم ہوتی تھی اور وہ چکنائی بھی زیادہ استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس لیے بول و بر از میں تین پتھر استخراج کیلئے کافی ہو جاتے تھے  
دور حاضر میں ایسا ممکن نہیں۔

درہم کی مقدار  
فقہاء نے اسکی مقدار یہ لکھی کہ عام انسان اپنی ہتھیلی کو کھول کر اس پر پانی ڈالے جتنا پانی ہتھیلی کی گہرائی میں ٹھر جائے اتنا چوڑا درہم ہوتا تھا

## ۱۶- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ فِي الْمُذْهَبِ

۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ الثَّقِيفِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْرِيِّو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ، فَأَبْعَدَ فِي الْمُذْهَبِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَجَابِرٍ، وَيَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي مُوسَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَيُرَوَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَرْتَادُ لِبَوْلِهِ مَكَانًا كَمَا يَرْتَادُ مَنْزِلًا.

وَأَبُو سَلَيْمَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الرُّهْرِیٌّ

یرتاو

بمعنی تلاش کرنا اڑھونڈنا

منزل

سفر میں اترنے اور ٹھرنے کی جگہ

مذهب

لغوی معنی۔ جانے کی جگہ

لہذا یہ لغوی معنی کے اعتبار سے بیت الخلاء کا نام ہوا

اور جب یہ ائمہ کے مذهب کیلئے استعمال ہوتا ہے تو مطلب ہوتا ہے کہ انکے چلنے کا راستہ

ابعد فی المذهب

اس حدیث میں مذهب سے مراد بیت الخلاء ہے

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدة القاری جلد نمبر ایک صفحہ 696 میں مختلف روایات میں جو مختلف نام بیت الخلاء کیلئے آئے ہیں انکو ذکر کیا ہے

1) مذهب۔ یہ اسم ظرف مکان ہے ذہب یہ مذهب سے یعنی جانے کی جگہ

2) کنیف۔ یہ جیسا کہ استقبال اور استدبار قبلہ کی بحث میں یہ لفظ گزرا

3) مرحاض۔ یہ بھی اسی باب میں گزرا

4) بیت الخلاء

5) بیت الماء (جدید عربی میں بیت الخلاء کیلئے دورۃ المیاہ لکھا ہوتا ہے)

(6) کریاں۔

(7) کرناں۔

(8) مُنْخَعٍ--

(9) غاکٹ۔۔۔ (سورۃ مائدہ آیت 6)

(10) بیت الادب۔

(11) بِنْتَيْنِ - لِبِنَةِ ابْنَتِ کو کہتے ہیں۔۔۔

(12) مُتَبَرِّزٌ - یہ مشتق ہے براز سے یعنی براز کی جگہ۔

## ۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

۲۱- حَدَّثَنَا عَلَىٰ بْنُ حُجَّرٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى مَرْدَوِيُّهُ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكُ، عَنْ مَعْبِرٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبْرُزَ الرَّجُلُ فِي مُسْتَحِمِّهِ، وَقَالَ: إِنَّ عَامَّةَ الْوَسَوَاسِ مِنْهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

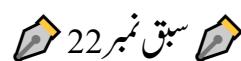
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَيُقَالُ لَهُ أَشْعَثُ الْأَعْسَى. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ، وَقَالُوا: عَامَّةُ الْوَسَوَاسِ مِنْهُ، وَرَجُلٌ فِيهِ بَعْضٌ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ أَبْنُ سِيرِينَ، وَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ يُقَالُ: إِنَّ عَامَّةَ الْوَسَوَاسِ مِنْهُ، فَقَالَ: رَبُّنَا اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.

وَقَالَ أَبْنُ الْمُبَارَكِ: قَدْ وُسِعَ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ إِذَا جَرَى فِيهِ الْمَاءُ.

حَدَّثَنَا أَبْدَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْأَمْلَى، عَنْ حِبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ  
معتسل اسم مفعول کا صیغہ ہے لیکن یہاں اسم ظرف کے معنی میں ہے بمعنی غسل کرنے کی جگہ

وسوے کاعلان

یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے پہلی دفعہ ہی اسکی بات نہیں مانی  
اگر مان لی تو وہ پھر بار بار منوائے گا  
جیسے وضو میں تین بار اعضاء کو دھونا آیا ہے  
تعلان کیلئے یہی ہے بس تین دفعہ اعضاء کو دھولے اور چوتھی دفعہ دھونے کی زحمت ہی نہ کرے



ترمذی شریف اول

#### ۱۸- بَابِ مَاجَاءِ فِي السِّوَاكِ

۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرْبَلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو، عَنْ أَبِي سَلَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشْقَى عَلَى أُمَّتِي لَأَمْرَتُهُمْ بِالسِّوَاكِ إِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَيْمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَحَدِيثُ أَبِي سَلَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَّاهُمَا عِنْدِي صَحِيحٌ لَأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، إِنَّمَا صَحَّ لَأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَأَمَّا مُحَمَّدٌ فَرَعَمَ أَنَّ حَدِيثَ أَبِي سَلَيْمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَصَحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ، وَعَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَنَّسِ،  
وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِهِ، وَابْنِ عَبْرَةَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أُمَّامَةَ، وَأَبِي أَيْوبَ، وَتَسَاءِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
خَنْظَلَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَوَاثِلَةَ، وَأَبِي مُوسَى

۲۳۔ حدثنا عبدة، قال: حدثنا عبدة، عن محمد بن إسحاق، عن محمد بن إبراهيم، عن أبي سلمة، عن زيد بن خالد الجهنمي، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لو لأن أشقي على أمتي لأمرتهم بالسؤال عند كل صلاة، ولآخرت صلاة العشاء إلى ثلث الليل قال: فكان زيد بن خالد يشهد الصلوات في المسجد وساكه على أذنه موضع القلم من أذن الكاتب لا يقون إلى الصلاة إلا استئن ثم ردة إلى موضعه.

هذا حديث حسن صحيح

مسواک

سواک کا الغوی معنی

دانتوں کو ملنا

مسواک وہ آله جس سے دانتوں کو ملا جائے۔۔۔

لو لا ان اشق على امتی لامر تھم بالسواک عند كل صلوة  
اس سند کے بارے میں آتا ہے کہ یہ سند متواتر الاسناد میں سے ہیں  
اور عملی طور پر بھی متواتر الاسناد میں سے ہے

ولآخرت صلوة العشاء الى ثلث الليل

((ثلث الليل معلوم کرنے کا طریقہ)) یہ

مثال کے طور پر اگرچھے بجے سورج غروب ہوتا ہو اور پھر بجے صبح صادق ہوتی ہو تو یہ کل بارہ گھنٹے ہو گئے اب اسے تین میں تقسیم کریں تو چار گھنٹی ہو گئے  
اب آپ سورج کے غروب کے وقت میں چار گھنٹوں کو جمع کر لیں تو یہ دس بجے کا وقت ہو گیا۔۔۔۔

استینان کا معنی  
دانتوں پر ملنا

{باب ماجاء في المسواك}  
یہاں محمد شین چند بحثیں فرماتے ہیں

### البحث الاول

مسواک کی شرعی حیثیت کیا ہے  
مذهب نمبر 1  
امام اسحاق اور دواد طاہری کے نزدیک مسوک کرنا واجب ہے

مذهب نمبر 2  
جمهور علماء کے نزدیک مسوک سنت ہے  
دلائل دونوں کی یہی روایات ہیں

البحث الثاني  
مسواک نماز کی سنت ہے یا وضو کی سنت ہے

مذهب نمبر 1  
امام شافعی اور اہل ظاہر کے نزدیک مسوک کرنا نماز کی سنت ہے

انگی دلیل ترمذی کی اس باب میں آنے والی روایات ہیں  
جس میں عند کل صلوٰۃ کے الفاظ ہیں

**مذہب نمبر 2**  
احناف کے نزدیک مسوٰک کرنا وضو کی سنت ہے  
(وعلیہ الفتوی)

اختلاف کا شرہ اس وقت ظاہر ہو گا جب ایک شخص ظہر کے وقت وضو کر کے مسوٰک کرے پھر اسی وضو سے عصر کی نماز پڑھنا  
چاہے عصر کے وقت  
تو شوافع کے نزدیک اس کیلئے پھر مسوٰک کرنا سنت ہے  
احناف کے نزدیک اس وقت سنت نہیں

**احناف کی دلیل**  
وہ تمام روایات جن میں عند کل وضوء کے الفاظ ہیں

اور احناف ترمذی میں موجود روایات کا یہ جواب دیتے ہیں کہ  
ان روایات میں عند کل صلوٰۃ کے اندر مضارف مخدوف ہے یعنی لفظ وضو  
لہذا عند کل صلوٰۃ کا معنی ہو گا  
عند وضوء کل صلوٰۃ

اور احناف یہاں لفظ وضو اس لیے مخدوف مانتے ہیں کہ ان کے پاس احادیث بطور دلیل موجود ہے

**دلیل نمبر 1**  
مستدرک حاکم جلد نمبر ایک صفحہ 146 میں روایت موجود ہے  
جس میں "مع الوضو" کے الفاظ ہیں

دلیل نمبر 2

آثار السنن میں حضرت عائشہ سے مرفوعاً منقول ہے  
باب السواک صفحہ نمبر 29 میں  
وہاں الفاظ یہ ہیں  
”مع الوضوء عند كل صلوٰۃ“

دلیل نمبر 3

مسند احمد اور طبرانی میں یہی روایت موجود ہے  
اس میں الفاظ یہ ہے  
”لامر تھم بالسواك عند كل وضوء“

دلیل نمبر 4

صحیح ابن خزیمہ میں ایک روایت سند موجود ہے  
جسے امام بخاری نے تعلیقاً کتاب الصوم میں بیان کیا ہے  
تعلیقاً (بغیر سند کے) جو حضرت ابوذریرہ سے منقول ہے  
اس میں الفاظ یہ ہیں  
”لولا ان اشتق على امتى لامر تھم بالسواك عند كل وضوء“

البحث الثالث

کیا برث کرنے سے مسواک کا ثواب ملے گا؟؟؟  
کیا دانتوں پر انگلی ملنے سے مسواک کا ثواب ملے گا؟؟؟

محمد شین نے اس بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھا کہ  
یہاں دو سنیں الگ الگ ہیں

1

ایک ہے سنت السواک  
سواک کا معنی دانتوں کو ملنا  
لہذا ایک دانتوں کو ملنے کی سنت ہے

نمبر دو

استعمال المسوک المسنون  
مسنون مسوک کو استعمال کرنا

چنانچہ ہیئتی جلد نمبر ایک صفحہ 40 میں یہ روایت موجود ہے (انس مرفوع روایت)  
جس کے الفاظ ہیں  
""تجزئی من الاصالح""  
یعنی اگر انگلیاں دانتوں پر مل لے تو یہ بھی کافی ہے

اسی طرح مجمع الزوائد ج دو صفحہ 100  
مرفو عاروایت منقول ہے  
جس کے الفاظ ہے

""الاصالح تجزئی المسوک اذا لم يكن سواك""  
یعنی جب مسوک نہ ہو تو انگلیاں بھی اس کے قائم مقام ہو سکتی ہے  
اس لیے محمد شین نے لکھا کہ  
اگر مسوک موجود نہ ہو تو انگلیاں دانتوں پر مل لے تو سواک یعنی دانتوں پر ملنے کی سنت ادا ہو جائیگی  
لیکن مسنون مسوک استعمال کرنے کا ثواب نہیں ہو گا۔۔۔  
لہذا اگر دانتوں کا برش کیا جائے تو دانتوں کی ملنے کی سنت ادا ہو سکے گی لیکن مسنون مسوک کے استعمال کا ثواب نہیں ملے گا

اور بعض محمد ثین کا یہ کہنا ہے کہ  
شارع علیہ السلام نے مسواک کا تبادل انگلی کو قرار دیا ہم اس میں دانتوں والے برش کا اضافہ نہیں کر سکتے۔

#### البحث الرابع

مسواک کس چیز کی ہو تو سنت ادا ہو گی؟؟؟

کسی بھی درخت کی یا شاخ کو استعمال کیا جائے تو مسنون مسواک کا استعمال شمار ہو گا  
لیکن روایات میں اراک کا لفظ آتا ہے جس کو ہم پیلو کہتے ہیں  
الہذا پیلو کی مسواک سنت ہے  
اس کے علاوہ زیتون کے درخت کی شاخ اور نیم کے درخت کی شاخ بھی مفید ہوتی ہے

#### البحث الخامس

روزے کی حالت میں مسواک کا حکم  
چونکہ حدیث میں یہ بات آتی ہے کہ روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے تو کیا  
روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے یا نہیں

#### مذهب نمبر 1

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام اسحاق کے نزدیک روزے دار کو دن کے آخری حصے میں مسواک کرنا مکروہ ہے  
دلیل وہی مشک والی حدیث ہے

#### مذهب نمبر 2

جمہور علماء کے نزدیک روزے دار کے لیے مسوک کرنا جائز ہے  
چاہے دن کے شروع میں ہو یا آخری حصے میں کرے  
اور امام احمد بن حنبل والی دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روایت ترمذی کتاب الصوم باب فضل الصوم میں موجود ہے

اس حدیث کے الفاظ یہ ہے

"وَلَخُوفٌ فِيمُ الصَّامِمِ أطِيبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رَتْحِ الْمَسْكِ" ۝

اور عربی زبان میں خلوف اس بوکو کہتے ہیں  
جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے بخارات کی وجہ سے آتی ہے  
دانتوں کے یامنہ میلا ہونے کی بوکو خلاف نہیں کہتے  
اور دن میں اگر پانچ مرتبہ بھی مسوک کی جائے تو خلوف ختم نہیں ہوتی  
اس لیے روزے کی حالت میں مسوک کرنا جائز ہے



ترمذی شریف اول

۱۹ - بَابٌ مَا جَاءَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَلَا يُغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا

۲۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ بَكَارٍ الدِّمَشْقِيُّ مِنْ وَلَدِ بُشِّيَّ بْنِ أَرْطَاهَ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الرُّهْبَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَّ يَدُهُ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَحَبُّ لِكُلِّ مَنْ اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ قَائِلَةً كَانَتْ أَوْ غَيْرَهَا، أَنْ لَا يُدْخَلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا، فَإِنْ أَدْخَلَ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا، كَرِهْتُ ذَلِكَ لَهُ، وَلَمْ يُفْسِدْ ذَلِكَ الْمَاءُ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ نَجَاسَةٌ

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا فَأَعْجَبَ إِلَيَّ أَنْ يُهْرِيقَ الْمَاءَ.

وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ فَلَا يُدْخَلَ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا  
یہ پوری ترجمۃ الباب کی عبارت بخاری اور مسلم میں موجود ہے تو معلوم ہوا کہ متفق علیہ حدیث ہے۔

قابلۃ اور قیلوۃ

یہ دونوں مصادر ہے یعنی دو پھر کو سونا  
قابلۃ دو پھر کے وقت کو بھی کہتے ہیں

## البحث الاول

غسل یہ کا حکم رات کی نیند کے بعد ہے یاد کی نیند کے بعد بھی

مذہب نمبر 1

جمهور علماء جن میں احناف اور شوافع بھی شامل ہیں انکے نزدیک یہ حکم مطلق ہے  
چاہے رات کی نیند ہو چاہے دن کی  
بیدار ہونے کے بعد ہاتھوں کو دھونا ہو گا  
(وعلیہ الفتوی)

### جمہور علماء کی دلیل

ترمذی کے ترجمۃ الباب میں موجود روایت ہے  
 "اذا استيقظ احمد کم من منامہ فلا یغمسن يده فی الاناء حتی یغسلها"'''

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ ترمذی کی شرح الکوکب الدری جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 56 میں فرماتے ہیں کہ  
 ترجمۃ الباب میں موجود الفاظ بھی حدیث، ہی کے الفاظ ہیں اور یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے  
 گویا کہ یہ متفق علیہ روایت ہے

### مذهب نمبر 2

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک  
 غسل یہ کا حکم رات کی نیند کے بعد ہے  
 انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول روایت ہے  
 جس میں اللیل کے الفاظ ہیں  
 "اذا استيقظ احمد کم من اللیل"'''

احناف اور جمہور کی طرف سے ترمذی میں موجود روایت کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ والی روایت میں لیل کی قید  
 اتفاقی ہے اور یہ احناف توجیہ اس لیے کرتے ہیں کہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت مطلق ہے  
 اور بہت سی روایات اس کی موئید بھی ہے

### جواب نمبر 2

حضرت ابو ہریرہ والی روایت معلول بالعلت ہے  
 "فانہ لا یدری این باتت یہ"'''  
 اور یہ علت دن کی نیند میں بھی ہو سکتی ہے اور رات کی نیند میں بھی

## البحث الثاني

غسل الید بعد النوم کا حکم  
اسکی شرعی حیثیت کیا ہے

## مذہب نمبر 1

امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے  
انکی دلیل بھی یہی روایات ہیں

## مذہب نمبر 2

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک غسل الید بعد النوم مطلقاً مسنون ہے

## مذہب نمبر 3

امام مالک کے نزدیک مطلقاً مستحب ہے

## مذہب نمبر 4

احناف کے نزدیک اس بارے میں تفصیل ہے  
یہ تفصیل ابن نجیم نے بحر الرائق میں لکھی ہے  
1 نیند سے بیدار ہونے کے بعد اگر ہاتھوں پر نجاست کا لقین ہو تو ہاتھ دھونا فرض ہے

2 بیدار ہونے کے بعد ہاتھوں پر نجاست کا غالب گمان ہو تو ہاتھ دھونا واجب ہے

3 بیدار ہونے کے بعد ہاتھوں پر نجاست ہونے کا شک ہو تو ہاتھ دھونا مسنون ہے

4 بیدار ہونے کے بعد ہاتھوں پر نجاست لگنے کا خک بھی نہ ہو تو ہاتھ دھونا مستحب ہے  
(وعلیہ الفتوی)

البحث الثالث

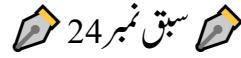
نہجہ نمبر ۱

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ماء کثیر بخس نہ ہو گاماء قلیل بخس ہو جائے گا

مذہب نمبر 2

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس پانی میں کراہت اجاگی بخوبی نہیں ہو گا

مذہب نمبر ۳



ترمذی شریف اول

١٩- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُ كُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَلَا يَغِيْرُ مِنْ يَدَهُ فِي الْأَنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا

٢٥- حَدَّثَنَا نَصْرٌ بْنُ عَلَىٰ، وَبِشْرٌ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ الْمُفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

**بِنْ حَرَمَةَ، عَنْ أَبِي شَفَاعٍ الْمُبَرِّرِيِّ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطَبٍ، عَنْ جَدِّهِ،**

عَنْ أَبِيهَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا وُضُوئٌ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَّسِ.

**قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَا أَعْلَمُ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثًا لَّهُ إِسْنَادٌ جَيْدٌ.**

وقال إسحاق: إن ترك التسبيحة عامداً أعاد الوضع، وإن كان ناسياً أو متولاً جزأاً.  
قال محمد: أحسن شيء في هذا الباب حديث رباح بن عبد الرحمن.  
وربام بن عبد الرحمن، عن جدته، عن أبيها، وأبوها سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل.  
وأبو شفال المريسي اسمه ثامة بن حصين.  
وربام بن عبد الرحمن، هو أبو بكر بن حويط. منهم من روى هذا الحديث، فقال: عن أبي بكر بن حويط، فنسبه إلى جده  
٢٦ - حدثنا الحسن بن علي الحلواني، قال: حدثنا يزيد بن هارون، عن يزيد بن عياض، عن أبي ثفال المريسي، عن رباح بن عبد الرحمن بن سفيان بن حويط، عن جدته بنت سعيد بن زيد،  
عن أبيها، عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله  
عن أبي سفيان بن حويط عن جدته \*\*\*\*

جده سے مراد

یہاں نانی اسماء بنت سعید مراد ہے

عن ابیها سے مراد

سعید ابن زید رضی اللہ عنہ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی شرعی حیثیت

ائمہ اربعہ سے وضو میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہیں

یہ ائمہ اربعہ سے ایک روایت ہے

صاحب ہدایہ نے وضوء کی شروع میں بسم اللہ پڑھنا یہ مستحب قرار دیا ہے اور اس قول کو راجح قرار دیا ہے (وعلہ الفتوی)

حفیہ میں سے صرف امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے تسبیہ عند الوضوء کے وجوہ کا قول اختیار کیا ہے

لیکن احناف کے نزدیک یہ ان کا تفرد ہے

### مذہب نمبر 2

امام اسحاق ابن رواہوی اور ظاہریہ ہے نزدیک تسمیہ عند الوضوء واجب ہے  
انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

جمہور علماء کے نزدیک چونکہ مسنون یا مستحب ہے تو اب ترمذی میں موجود روایت کا جواب درکار ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
یہ فرمایا

—لا وضوء لمن کم یذ کر اسم اللہ علیہ۔

جمہور اور احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں لا وضوء میں نفی کمال مقصود ہے  
لا وضوء کا معنی ہے وضو کامل نہیں ہوتا

یہ توجیہ احناف اور جمہور اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے پاس نفی کمال کیلئے دلیل کے طور پر احادیث موجود ہے  
حدیث نمبر 1۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من توضاء وذ کر اسم اللہ کان طہوراً بجیع بدنه۔ و من توضاء و لم یذ کر اسم اللہ کان طہوراً لاعضاً و ضوئیم

یعنی اگر کوئی وضو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کا سارا بدن گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جو بسم اللہ وضو کے شروع میں  
نہیں پڑھتا تو یہ اس کے وضو کے اعضاء کے گناہ پاک ہوتے ہیں.....

### دلیل نمبر 2

حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہیقی جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 44 میں اور دارقطنی جلد نمبر صفحہ 74 میں ایک اور روایت  
موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضوء میں بسم اللہ لازم نہیں ہے

### دلیل نمبر 3

جمہور علماء بھی دلیل دیتے ہیں کہ ایک کثیر تعداد صحابہ کی ایسی ہے جن سے مکمل وضوء کی روایات متقول ہیں

لیکن ان میں سے کسی ایک صحابی سے بھی اسم اللہ پڑھنا منقول نہیں ہے

#### دلیل نمبر 4

جمهور علمای بھی جواب دیتے ہیں کہ ترمذی والی روایت سے بھی وجوب ثابت نہیں ہوتا  
کیوں کہ امام احمد بن حنبل کا قول خود امام ترمذی نے نقل کیا  
”قال ابو عیسیٰ قال احمد لا علم فی هذا الباب حدیث الله اسناد جید“

### ۲۱-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالإِسْتِشَاقِ

۲۷- حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ رَيْدٍ، وَجَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هَلَالٍ بْنِ يَسَافِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَضَّأَ فَانْتَشِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأُوْتِرْ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَلَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، وَابْنِ عَبَاسٍ، وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرْبَ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

حدیث سلمة بن قيس حديث حسن صحيح.

واختلف أهل العلم فيمن ترك المضمضة والإستشاق، فقال طائفة منهم: إذا تركه ما في الوضوء حتى صلى أعاد الصلاة، ورأوا ذلك في الوضوء والجنابة سواء، وبه يقول ابن أبي ليلى، وعبد الله بن المبارك، وأحمد، وإسحاق، وقال أحmd: الإستشاق أو كدم من المضمضة وقال طائفة من أهل العلم: يعيد في الجنابة، ولا يعيد في الوضوء، وهو قول سفيان الثوري، وبعض أهل الكوفة.

وقال طائفة: لا يعيد في الوضوء، ولا في الجنابة، لأنهم أئمة من النبي صلى الله عليه وسلم، فلا تجب الإعادة على من تركه ما في الوضوء، ولا في الجنابة، وهو قول مالك والشافعى

مضضہ کی تعریف

ادارة الماء في الفم ثم مجفف

یعنی پانی کو منہ میں گھمانا پھر اسے نکال دینا اسکو کھلی کرنا کہتے ہیں

استشاق کی تعریف

ادخال الماء فی الانف  
یعنی ناک میں پانی ڈالنا

انتشار کی تعریف  
اخراج الماء من الانف  
یعنی ناک سے پانی نکالنا

### اشکال

امام ترمذی رحمہ اللہ اکثر ایسے ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں جن کا حدیث کے ساتھ تعلق بالکل ظاہر اور واضح ہوتا ہے لیکن یہاں ایک عجیب بات ہوئی ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں مضمضہ اور استشاق کا ذکر کیا ہے لیکن حدیث میں دونوں میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں ہے۔۔۔؟؟؟

### جواب

محمد شین نے یہ دیا ہے کہ فانتشر میں دلالت اتزامی کے طریقے سے استشاق کا بھی ذکر ہے کیوں کہ انتشار کہتے ہیں ناک میں سے پانی نکالنا صاف کرنا

اور یہ تب ہو گا جب کہ پہلے ناک میں پانی ڈالا ہو گا یعنی استشاق کے بعد انتشار ہوتا ہے باقی رہا کہ مضمضہ کا ذکر اس میں نہیں ہے

تو اس کا جواب محمد شین نے یہ دیا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے وفی الباب کہہ کر چھ صحابہ کی روایات کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں مضمضہ کا ذکر موجود ہے

اب یہ ذہن میں سوال آتا ہے کہ پھر امام ترمذی نے وہ روایات کیوں ذکر نہیں کی۔۔۔؟؟؟؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امن ترمذی کبھی کبھی ایسی روایات لاتے ہیں جو عوام طور پر محمد شین اپنی کتابوں میں نہیں لاتے۔۔۔

بعض احل الکوف

امام ترمذی عالم طور پر بعض اہل الکوفہ کہہ کر جو مذہب بیان کرتے ہیں وہ احناف کا ہوتا ہے لیکن امام ترمذی نے پوری جامعہ ترمذی میں ایک جگہ بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام لیکر مذہب بیان نہیں کیا بعض حضرات نے اس کی یہ وجہ بیان کرنا شروع کر دی کہ دراصل امام ترمذی رحمہ اللہ شافعی المسلک ہیں اس لیے وہ امام ابو حنیفہ کا نام نہیں لیتے لیکن ہمارے مشائخ اور محدثین اس جواب کو پسند نہیں کرتے کیوں کہ یہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ ایسے تھصب کی نسبت انکی طرف کیجائے اس لیے بہترین جواب وہ ہے جو حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ نے دیا ہے کہ دراصل امام ترمذی رحمہ اللہ صرف اس امام کا مذہب بیان کرتے ہیں جن کا مذہب امام ترمذی کو سند متصل کے ساتھ پہنچا ہے

اب چونکہ امام ترمذی اور امام ابو حنیفہ کے درمیان ایک صدی کا فاصلہ ہے۔

اس لیے امام ابو حنفیہ کا مذہب سند متصل کے ساتھ امام ترمذی تک نہیں پہنچا

حضرت علامہ کے اس جواب کی تائید دو باتوں سے ہوتی ہے۔۔۔!

(1) پوری ترمذی میں صرف ایک جگہ امام ابو حنیفہ کا نام آیا ہے اور وہ بھی بالواسطہ سند کے ساتھ اور وہ جگہ "ابواب الحجج باب ما جاء فی الشعارات البدن" میں ہے

(2)۔ اس بات سے بھی تائید ہوتی ہے کہ بعض اہل الکوفہ سے ہر جگہ جو مذہب بیان کیا گیا وہ احناف کا نہیں ہوتا اس لیے کہ ترمذی میں بعض مقام اپیسے ہیں کہ امام ترمذی نے عند بعض اہل الکوفہ کہا اور وہ احناف کا مذہب نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

## البحث الثاني

مضمضہ اور استشاق کی شرعی حیثیت؟؟

امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق وغیرہ کے نزدیک مضمضہ اور استنشاق وضوء میں بھی واجب ہے اور غسل میں بھی لہذا اگر کسی نے مضمضہ اور استنشاق دونوں کو وضو یا غسل میں چھوڑ دیا تو اس کا وضو یا غسل نہیں ہو گا

### مذہب نمبر 2

امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مضمضہ اور استنشاق وضوء میں بھی سنت ہے اور غسل میں بھی۔۔۔ انکی دلیل

ترمذی میں موجود روایت بھی ہے اور عشر من الفاظۃ والی روایت بھی ہے جو سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے اس میں مضمضہ اور استنشاق کا بھی ذکر ہے

### مذہب نمبر 3

احناف کے نزدیک مضمضہ اور استنشاق دونوں وضوء میں سنت ہے اور غسل میں فرض ہے  
احناف کی دلیل

1 سورۃ مائدہ آیت نمبر 6۔ یا آیہا الذین آمنوا اذا قتم

اس میں وضو کے چار فرض بیان کیے گئے ہیں لہذا وضو کے باقی اعمال جو حدیث سے ثابت ہے وہ سنت ہیں اور احناف غسل میں دونوں کے فرضیت کے اس لیے قائل ہیں کہ دلیل ہے سورۃ مائدہ آیت نمبر 6 جہاں غسل کا ذکر ہے وہاں الفاظ یہ ہیں

و ان کنتم جنباً فاطھروا

اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب پاکی حاصل کرو  
فاطھرو میں مبالغہ کا مفہوم ہے

اس مبالغہ کا تقاضا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کو غسل میں فرض قرار دیا جائے

### دلیل نمبر 2

دارقطنی جلد نمبر صفحہ نمبر 161 میں ایک روایت موجود ہے کہ حضرت عباس سے پوچھا گیا۔ اگر جبی شخص مضمضہ اور استنشاق نہ کرے غسل میں تو کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ یعید الصلاۃ

وہ نماز کو لوٹائے۔۔۔۔۔

 سبق نمبر 25

ترمذی شریف اول

## ۲۲۔ بَابُ الْمُضَمَّنَةِ وَالإِسْتِشَاقِ مِنْ كَفٍ وَاحِدٍ

۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْيَضَ وَاسْتِشَاقَ مِنْ كَفٍ وَاحِدٍ، فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ حَسَنٍ غَرِيبٌ۔

وَقُدْ رَوَى مَالِكٌ، وَابْنُ عَيْنَةَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، وَلَمْ يَذْكُرْ وَهَذَا الْحَرْفَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْيَضَ وَاسْتِشَاقَ مِنْ كَفٍ وَاحِدٍ، وَإِنَّمَا ذَكَرَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَخَالِدُ ثِقَةً حَافِظٍ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْمُضَمَّنَةُ وَالإِسْتِشَاقُ مِنْ كَفٍ وَاحِدٍ يُجْزَى. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُفِرِّقُهُمَا أَحَبُّ إِلَيْنَا. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ جَمَعْهُمَا فِي كَفٍ وَاحِدٍ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ فَرَّقْهُمَا فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا  
ابحث الاول

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا یہ کتنی مرتبہ ہے اور الگ الگ پانی لینا چاہیے یا نہیں  
اس بارے میں روایات مختلف ہیں

محمد شین نے تمام روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد اسکی پانچ صورتیں ذکر کی ہے۔۔

(۱)۔ غرفتہ واحدہ بالوصل یعنی ایک مرتبہ چھلو میں پانی لینا کچھ پانی سے کلی کرنا اور کچھ پانی ناک میں ڈالنا  
اس طرح ایک مرتبہ پانی لینا ہو گا اور ایک مرتبہ مضمضہ اور استنشاق ہو گا

## (2)۔ غرفۃ واحدة بالفصل

یعنی ایک چھلوپانی لینا اس سے مضمضہ کرنا پھر الگ ایک چھلوپانی لینا اسے ناک میں ڈالنا  
اس طرح پانی الگ الگ چھلو میں لیا لیکن مضمضہ اور استنشاق ایک ایک مرتبہ ہوا

## (3)۔ غرفتان بالفصل

پہلے ایک چھلوپانی لیا تھوڑے پانی سے مضمضہ کیا اور تھوڑے سے استنشاق کیا پھر دوسرا چھلوپانی لیا تھوڑے پانی سے مضمضہ کیا  
اور تھوڑے سے استنشاق کیا  
اس طرح دو مرتبہ پانی لیا دو مرتبہ مضمضہ ہوا اور دو مرتبہ استنشاق ہوا۔  
(آگے باب الوضوء میں وہ روایتیں آرہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وضو میں دو دوبار کیا اور  
کچھ میں تین تین بار کیا)

## (4)۔ ثلث غرفات بالوصل

یعنی ایک مرتبہ چھلو میں پانی لیا کچھ پانی سے مضمضہ کیا اور کچھ سے استنشاق کیا  
اس طرح تین بار کیا  
گویا کہ تین بار پانی لیا اور تین بار مضمضہ کیا اور تین بار استنشاق کیا

## (5)۔ سنت غرفات بالفصل

یعنی تین مرتبہ مضمضہ کیا الگ الگ چھلو میں پانی لیکر  
پھر استنشاق کیا تین مرتبہ چھلو میں الگ الگ پانی لیکر  
اس طرح چھے مرتبہ پانی لیا تین مرتبہ مضمضہ ہوا اور تین بار استنشاق ہوا۔

(ان صورتوں کی تفصیل کیلئے دیکھیے ترمذی کی شرح معانی السنن جلد نمبر ایک صفحہ 166)

## مذاہب

جمهور فقهاء کے نزدیک مضمصہ اور استشاق کے یہ پانچ طریقے جائز ہیں  
البتہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سورۃ نمبر پانچ افضل ہیں  
وعلیہ الفتوی

امام ترمذی نے کتاب میں امام شافعی کا جو مذہب بیان کیا ہے وہ ان کا قدیم قول ہیں اب شوافع کے نزدیک فتویٰ صورۃ نمبر چار ہر دیا جاتا ہے  
امام مالک کے نزدیک ایک روایت صورۃ نمبر پانچ کی ہے اور ایک صورۃ نمبر چار کی

## احناف کی دلیل نمبر 1

سنن الی داؤد ابواب الوضوء باب فی الفرق بین المضمصنة والاستشاق  
طلحه ابن مصرف عن ابیه عن جده  
اس میں یہ صورۃ نمبر پانچ موجود ہے

## دلیل نمبر 2

کبار صحابہ سے جو روایات منقول ہے ان میں مضمصہ اور استشاق کے بارے میں ثلثہ کے الفاظ ہیں  
جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ  
حضرت عبد اللہ ابن زید سے یہی روایات منقول ہیں

لیکن احناف کا مذہب ترمذی میں موجود روایت کے مطابق نہیں ہے اس لیے جواب درکار ہے  
احناف ترمذی میں موجود روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ  
یہ بیان جواز پر محمول ہے

## ٢٢- باب ماجاء في تخليل اللحية

- ٢٩- حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ حَسَانَ بْنِ بِلَالٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِيرَ تَوَضَّأَ فَخَلَّ لِحِيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: أَوْ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَتُخَلِّلُ لِحِيَتَكَ، قَالَ: وَمَا يَنْعِنُنِي وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحِيَتَهُ
- ٣٠- حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرْوَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَسَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَمَّارٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.
- وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَأَنَسِ، وَابْنِ أَبِي أَوْفَى، وَابْنِ أَيْوبَ.
- وَسَيْعَتْ إِسْحَاقُ بْنَ مَنْصُورٍ، يَقُولُ: قَالَ أَحْمَدُ بْنَ حَنْبَلٍ، قَالَ أَبْنُ عَيْنَةَ: لَمْ يَسْتَعْ عَبْدُ الْكَرِيمِ مِنْ حَسَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدِيثَ التَّخْلِيلِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ.
- وَقَالَ بِهَذَا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: رَأَوْا تَخْلِيلَ اللِّحِيَةِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ.
- وَقَالَ أَحْمَدُ: إِنْ سَهَّا عَنْ تَخْلِيلِ اللِّحِيَةِ فَهُوَ جَائِزٌ.
- وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ تَرَكَهُ نَاسِيًّا أَوْ مُتَأْلِلًا أَجْزَاهُ، وَإِنْ تَرَكَهُ عَامِدًا أَعَادَهُ.
- ٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحِيَتَهُ.
- هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
- دَأْرِھی کا خلاں کرنا
- اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے دَأْرِھی کی دو قسمیں سمجھنا ضروری ہے

نمبر ایک۔۔ لحیہ کشہ

نمبر دو۔۔ لحیہ خفیفہ

لحیہ کشہ

یعنی گھنی داڑھی جس کے اوپر سے دیکھا جائے تو اندر کھال نظر نہ آئے  
گھنی داڑھی کے ظاہری بالوں کو دھونا فرض ہے اندر کھال تک پانی پہنچانا فرض نہیں ہے  
لحیہ کشہ میں داڑھی کا خلال کرنا ہوتا ہے

لحیہ خفیفہ

وہ داڑھی جس میں اوپر سے دیکھا جائے تو اندر کھال نظر آئے  
ایسی داڑھی میں کھال تک پانی پہنچانا فرض ہے

خلال کرنے کا طریقہ

ہاتھ کی انگلیوں کو پانی میں ترکر کے داڑھی کے بالوں کے اندر سے گزارنا

داڑھی کے خلال کی شرعی حیثیت

مذہب نمبر ایک

امام اسحاق کے نزدیک داڑھی کا خلال واجب ہے

مذہب نمبر دو

احناف اور جمہور فقهاء کے نزدیک مستحب ہے

مذہب نمبر تین

شافعیہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک مسنون ہے

(وعلیہ الفتوی)

## 24-بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ يَنْدَأُ بِمَقْدَمِ الرَّأْسِ إِلَى مُؤَخِّرِهِ

۲۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَرَازُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ

بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدِيهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمَقْدَمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْبَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَالْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيَ كَرَبَ، وَعَائِشَةَ.

حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَصْحَحُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْسَدُ، فَإِسْحَاقُ

باب ماجاء في مسح الرأس

گردن کا مسح

گردن کا مسح کرنا ثابت ہے

"ققاہ" گردی کا مسح کرنا ثابت ہے

لیکن حلق گلے کا مسح کرنا ثابت نہیں ہے

اگر سنت سمجھ کر مسح کیا تو بدعت ہو گی۔۔۔۔۔

محمد شین اس روایت میں یہ بحث کرتے ہیں کہ راوی کے دو جملوں میں تعارض ہے

پہلے کہا فا قبل بجماد ابر

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں کو آگے لائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیچھے لے گئے

پھر جب تفصیل بتائی تو فرمایا بدآ بقدم رائسہ

سر کے اگلے حصہ سے شروع کیا

حالانکہ پہلے والے سے معلوم ہو رہا ہے کہ سر کے پچھلے حصے سے مسح شروع کیا

محمد شین اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مسح تو سر کے اگلے حصہ سے ہی شروع کیا تھا لیکن عرب کا محاورہ یہ ہے کہ اگر ایک ہی جملے میں اقبال اور ادبار جمع ہو جائیں تو اقبال کو مقدم کرتے ہیں

جیسے ہم اور دو میں کہتے ہیں تم میرے لیے یہ بازار سے یہ کتاب کے آؤ  
 تو آنے جانے کا کرایہ میرے ذمے  
 حالانکہ پہلے جانا ہو گا پھر آنا  
 لیکن اردو محاورے میں آنے کو مقدم کرتے ہیں

## ٢٥- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَدْأُبُمُؤْخِرَ الرَّأْسِ

٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ الْمُغَفَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبَيْعِ  
 بْنِتِ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، بَدَأَ بِبُؤْخَرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ  
 بِبُقَدَّمِهِ، وَبِأُذْنَيْهِ كُلْتَيْهِما، ظُهُورِهِما وَبُطُونِهِما.  
 هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَحَدِيثٌ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ أَصَحٌ مِنْ هَذَا وَأَجُودٌ إِسْنَادًا.  
 وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمْ وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَاجَ  
 سر کے مسح کی ابتداء کا سرکار سے کرنی چاہیے

**مذہب نمبر ایک**  
 جمہور فقهاء کے نزدیک سر کے مسح کا آغاز آگے سے کیا جائے  
 انکی دلیل مقدم الرأس وال حدیث ہے

**مذہب نمبر دو**  
 امام و کتب بن جراح کے نزدیک سر کے مسح کا آغاز پیچھے سے شروع کیا جائے  
 انکی دلیل دوسرے باب کی روایت ہے

**مذہب نمبر تین**  
 امام حسن ابن صالح کے نزدیک سر کا مسح و سطر اس سے شروع کیا جائے یعنی سر کے درمیان سے  
 انکی دلیل سنن ابی داؤد کی روایت ہے  
 باب صفة و ضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ربع بنت معوز رضی اللہ عنہا کی روایت ہے  
 اس میں آلفاظ یہ ہیں  
 "مسح رأسه كلہ من قرن الشتر""  
 یعنی بالوں کے درمیان سے

احناف دونوں روایتوں کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ بیان جواز کیلئے ہے

## ٢٦ - بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ مَسْحَ الرَّأْسِ مَرَّةً

٤ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضْرَبَ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرُّبِّيِّعِ بْنِ مُعَاوِذِ ابْنِ عَفْرَاءِ، أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ، قَالَتْ: مَسَحَ رَأْسَهُ، وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ، وَمَا أَدْبَرَ، وَصُدْغُونِيهِ، وَأَذْنُبِيهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

وَفِي الْبَابِ، عَنْ عَلَيٍّ، وَجَدَ طَلْحَةَ بْنِ مُصَّارِفَ.

**حدیث الرُّبِّیِّع حدیث حَسَنٌ صَحِیحٌ.**

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا إِنْدَأَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَبِهِ يَقُولُ: جَعْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسُفِيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، رَأَوْا مَسَحَ الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفِيَانَ بْنَ عِيَّنَةَ يَقُولُ: سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مَسْحِ الرَّأْسِ أَيْجُزِيُّ مَرَّةً (بِعِرْجِي) فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ

## ٢٧- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَأْخُذُ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْمَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِيرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِسَاءٍ غَيْرِ فَضْلٍ يَدِيهِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَرَوَى ابْنُ لَهِيَةَ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِسَاءٍ غَيْرِ فَضْلٍ يَدِيهِ.  
وَرَوَى يَهُودِيٌّ عَبْرِيُّو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَبَّانَ أَصْحَحُ، لَأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجِهٍ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَغَيْرِهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا.  
وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا إِنْدَأَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا: أَنْ يَأْخُذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا

سبق نمبر 27 //

ترمذی شریف اول

## ٢٨- بَابُ مَسْحِ الْأُذْنَيْنِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا

٤٦- حَدَّثَنَا هَنَّا دُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذْنَيْهِ، ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا.  
وَفِي الْبَابِ عَنِ الرُّبَيْعِ.

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا إِنْدَأَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرُونَ مَسْحَ الْأُذْنَيْنِ ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا

٢٩ - بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأُذُنِينَ مِنَ الرَّأْسِ

٢٧ - حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِبَنْ حَوْشِبِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَقَالَ: إِذَا نَعْصَيْنَا مِنَ الرَّأْسِ، قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَادٌ: لَا أَدْرِي هَذَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مِنْ قَوْلِ أَبِي أُمَامَةَ رجوع وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا إِنْدَأَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ، أَنَّ  
الْأَذْنِينِ مِنَ الرَّأْسِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ الثُّوْرَى، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.  
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مَا أَقْبَلَ مِنَ الْأَذْنِينِ فِينَ الْوَجْهِ، وَمَا أَدْبَرَ فِينَ الرَّأْسِ.  
قَالَ إِسْحَاقُ: وَأَخْتَارُ أَنْ يَسْسَحَ مُقْدَّمَهُ مَعَ الْوَجْهِ، وَمُؤَخَّرَهُ مَعَ رَأْسِهِ

باب مسح الاذنين ظاهر حماه باطنهماء---باب ما جاء ان الاذنين من الراس

پہاں دو بھیں ہیں

نمبر اک

سر کے مسح کی طرح کانوں کے مسح کیلئے بھی نیا یافی لینا شرط ہے پانہیں

مذہب نمبر ۱

امام شافعی کے نزدیک کانوں کے مسح کے لیے بھی نیا پانی لینا شرط ہے

مذہب نمبر ۲

جمهور علماء کے نزدیک نیا پانی لینا شرط نہیں۔

شوافع کی دلیل یہ ہیکہ کان مستقل ایک عضو ہے  
لہذا بیانی پانی لینا ہو گا

احناف کی دلیل الاذنان من الرأس والی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کان سر میں سے ہیں  
یعنی سر کے مسح کے لیے لیا گیا پانی کانوں کے مسح کے لیے بھی کافی ہو جائے گا۔

بحث نمبر دو  
دونوں کانوں کا مسح کیا جائے گا یا غسل کیا جائے گا

### مذہب نمبر 1

امام زہری قاضی ابو شریح اور داود ظاہری کے نزدیک کانوں کے ظاہری اور اندر ورنی دونوں حصوں کو دھویا جائے گا

### \*مذہب نمبر 2

امام شعبی اور امام حسن ابن صالح کے نزدیک "ما قبل من الاذنين فلن الوجه وما ادبر فلن الرأس"  
یعنی ان حضرات کے نزدیک دونوں کانوں کے سامنے والا حصہ چہرے میں سے ہے لہذا اس کو چہرے کی طرح دھویا جائے گا  
اور جو کانوں کا پچھلا حصہ ہے وہ سر میں سے ہے لہذا سر کی طرح اس پر مسح کیا جائے گا۔

### مذہب نمبر 3

سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک امام اسحاق امام ابوحنیفہ اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ کی بھی ہے  
کہ دونوں کانوں پر مسح کیا جائے گا ظاہری حصے پر بھی اور باطنی حصے پر بھی۔  
وعلیہ الفتوی ---

### مذہب نمبر 4

امام اسحاق کے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہیکہ دونوں کانوں کے سامنے والے حصے پر مسح کیا جائے چہرے کے ساتھ اور دونوں  
کانوں کے پچھلے حصے کا مسح کیا جائے سر کے ساتھ (گویا کہ امام اسحاق کے نزدیک بھی دونوں کانوں کا مسح ہی ہے)۔

### احناف کی دلیل

دونوں مسئلتوں میں الاذنان من الرأس ہے کہ دونوں کان سر میں سے ہیں لہذا دونوں کانوں پر مسح کیا جائے گا اور سر کے مسح کے لیے لیا گیا پانی ہی کافی ہے ہے لیکن امام ترمذی رحمہ اللہ نے الاذنان من الرأس والی روایت پر دو طریقے سے جرح فرمائی ہے

نمبر 1 قال ابو عیسیٰ قال قتیبہ قال حماد لا ادروی حذا من قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم او من قول ابی امامہ یعنی امام ترمذی نے حضرت حماد کا قول نقل کر کے بتایا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ الاذنان من الرأس یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قول ہے یا ابی امامہ کا قول ہے۔۔۔

حمداد کے کہنے کی اہمیت یہ ہے کہ حماد الاذنان من الرأس کی روایت کرنے والے روایوں میں سے ہیں اور امام ترمذی کے شیخ الشیخ ہیں

### جرح کا جواب

احناف امام ترمذی کے اس اشکال کا یہ جواب دے دیتے ہیں کہ امام زیین رحمہ اللہ نے اسی روایت کو متعدد سندوں کے ساتھ مرفوعاً نقل کیا ہے

اللہ ایہ اشکال نہ رہا۔۔۔

### اشکال نمبر دو

امام ترمذی نے الاذنان من الرأس والی روایت پر دوسری جرح یہ کی ہے کہ قال ابو عیسیٰ حذا حدیث لیس اسنادہ بذ اک القائم۔۔۔

یعنی امام ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے

یہاں شارحین ترمذی نے اس بات کی نشاندھی کی ہے کہ جب ہم اس سند کے روایوں میں غور کرتے ہیں تو صرف ایک راوی ایسے نظر آتے ہیں جن پر محدثین نے کلام کیا ہے اور وہ شہر بن حوشب ہے

### جواب

اس کا جواب حنفی محدثین یہ دیتے ہیں کہ خود امام ترمذی نے باب اسم اللہ الاعظم اور باب فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا میں شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے اور پھر ان دونوں روایتوں کو حسن کہا ہے۔

شوانع الاذنان من الرأس کا ایک عقلی جواب بھی دیتے ہیں اور وہ یہ کہ الاذنان من الرأس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کانوں کی خلقت بتائی ہے کہ تخلیق کے اعتبار سے کان سر میں سے ہیں۔۔۔  
احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلقت بتلانے کیلئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ شریعت بتانے کیلئے  
مبعوث ہوئے ہیں  
الْهَذَا الْأَذْنَانُ مِنَ الرَّأْسِ مِنْ شَرِيعَةِ حُكْمٍ يَبَانُ كَيْاً كَيْاً هُوَ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

### ۳۔ بَابُ فِي تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ

۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفِّيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ بْنِ  
صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَضَّأَ فَخَلِلِ الْأَصَابِعَ.  
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْمُسْتَورِدُ وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ الْفَهْرِيُّ، وَأَبِي أَيْوبِ الْأَنْصَارِيِّ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ يُخَلِّلُ أَصَابِعَ رِجْلِيهِ فِي الْوُضُوءِ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.  
وَقَالَ إِسْحَاقُ: يُخَلِّلُ أَصَابِعَ عَيْدَيْهِ وَرِجْلِيهِ فِي الْوُضُوءِ.  
وَأَبُوهَاشِمٌ أَسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ  
۲۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدِ الْجُوهَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ:  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الرِّزْنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوَأْمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ فَخَلِلُ بَيْنَ أَصَابِعِ عَيْدَيْكَ وَرِجْلِيكَ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

٤۔ حَدَّثَنَا أَبْنُ لَهِيَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ لَهِيَعَةَ، عَنْ يَيِّدَ بْنِ عَمِّرٍو، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبْلِيِّ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادِ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ كَأَصَابِعِ رِجْلِيهِ بِخِنْصَرٍ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبْنِ لَهِيَعَةَ

### باب: فِي تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ

خلال اور مسح میں فرق  
ان دونوں میں فرق ان دونوں کی تعریف سے ظاہر ہوگا

مسح کی تعریف  
امرار الید المبتلة على الحضوء  
ترہاتھ کو عضو پر گزارنا

خلال کی تعریف  
ادخال شیء فی خلال شیء ای فی وسطه  
یعنی ایک چیز کو دوسرے چیز کے درمیان داخل کرنا۔

اذا تو ضاءات فخلل اصابع يد يك و رجل يك

ہاتھوں اور پاؤں کی سب انگلیوں کا خالل کرنا سنت غیر مؤكدہ ہے

ہاتھوں کی انگلیوں کا خالل کرنا  
اس کے دو طریقے ہیں

1

نمبر ایک۔ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کی جڑوں میں پھیرنا دوسرا طریقہ۔ تشبیک ہے یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھسادینا

بائیں ہاتھ کے خضر سے دائیں پاؤں کی خضر سے خلال شروع کرنا اور بائیں پاؤں کی خضر پر ختم کرنا۔ پاؤں کے انگلیوں کے خلال کا طریقہ

## ٢١-بَابُ مَا جَاءَ وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ.  
 وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، وَمُعَيْقِيْبِ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَشَرْحَبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ.  
 حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.  
 وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ، وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ.  
 وَفِقْهُ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمُسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانٌ أَوْ جُوَرَبَانٌ

باب ماجاء ويل للعقاب من النار

امام ترمذی نے حدیث ہی کے متن کو ترجمہ الباب بنایا ہے۔

محضی محدث نے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ ویل للعقاب من النار یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے

کہ ایک مرتبہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے سے مدینے کی طرف آرہے تھے عصر کا وقت ہوا تو راستے میں ایک جگہ پانی ملا تو سب نے عصر کی نماز کے لیے جلدی سے وضو کیا جب بعض صحابہ کرام جلدی وضو کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انکی ایڑھیاں چمک رہی تھیں خشکی کی وجہ سے ان کو پانی نہیں پہنچا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ویل للعقاب من النار۔ کہ بلا کرت ہو ایڑھیوں کیلئے جہنم کی آگ سے پھر فرمایا: تم خوب اچھی طرح وضو کر لیا کرو وو

وفقاً لـ حدیث

اس عبارت سے امام ترمذی نے یہ بتایا کہ ویل للعقاب من النار والی حدیث سے یہ مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر انسان نے جراہے یا موزیں نہ پہنچیں ہوں تو پھر پاؤں کو دھونا چاہئے مسح نہیں کرنا چاہیے  
 دراصل امام ترمذی نے اس عبارت سے ایک مشہور اختلافی مسئلے کی طرف اشارہ کیا

کہ وضوء میں پاؤں دھونا فرض ہے یا مسح کرنا فرض ہے

مذہب نمبر 1

تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک وضو میں غسل رجیلن فرض ہے

مذہب نمبر 2

روافض کے فرقہ امامیہ کے نزدیک وضو میں مسح رجیلن فرض ہے

مذہب نمبر 3

ابن جریر طبری اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو کے اندر پاؤں کے دھونے اور مسح کرنے میں اختیار ہے  
چاہے دھولے یا مسح کر لے۔۔

]]] ابن جریر طبری اہل سنت میں سے ہیں یا راضی ہیں

درالصل ابن جریر طبری دو ہیں اور دونوں کا نام محمد ابن جریر طبری ہے

اور دونوں کی کنیت ابو جعفر ہے

اور دونوں نے تفسیریں لکھی ہیں۔

سنی ابن جریر طبری کی تفسیر کا نام جامع المیان ہے۔ جس کا حوالہ تفسیر معارف القرآن وغیرہ میں بار بار ملتا ہے۔

اور کہیں کہیں تاریخ طبری کا حوالہ ہمارے اکابر کی کتابوں میں ملتا ہے

درالصل اس سنی ابن جریر کی تاریخ کی ایک بڑی کتاب ہے۔ تاریخ الامم والملوک کے نام سے ۔۔۔۔۔

● سبق نمبر 28

ترمذی شریف اول

گزشتہ سبق سے متعلق

چنانچہ ہمارے مشائخ اور محدثین یہ لکھتے ہیں کہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ابن حجر طبری جو پاؤں پر مسح کرنے کا قول اختیار کرتا ہے اس سے مراد وہ راضی ابن حجر ہے کیوں کہ اہل سنت والجماعت میں سے کوئی بھی وضو میں پاؤں کے مسح کا قائل نہیں ہے

اس اختلاف کا اصل مدار

اس اختلاف کا مدار اصل میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 6 میں وضو کے بیان میں پاؤں دھونے کے بارے میں الفاظ ہیں  
وامسحوا بر و سکم وار جلکم

یہاں دو قرائتیں ہیں اور دونوں قرائتیں متواترہ ہیں  
نمبر ایک --- وار جلکم۔ بفتح اللام

اس صورت میں اس کا عطف ہو گا وجو حکم پر اور یہ مفعول بنے گا غسلو اکا  
یعنی تم اپنے پاؤں کو دھو

اس قرائت کی صورت میں یہی آیت احتفاف کی دلیل بنے گی غسل رجلین کیلئے

قرائت نمبر دو

ار جلکم۔۔ بکسر اللام

اس وقت اس کا عطف ہو گار و سکم پر۔ وامسحوا بر و سکم وار جلکم۔۔  
پھر مفہوم یہ ہو گا کہ اپنے سر اور پاؤں پر مسح کرو  
اس وقت یہ مذہب نمبر دو والوں کی دلیل بنے گا۔۔

اہل سنت والجماعت کی طرف سے دوسری قرائت کے مختلف جوابات دیئے جاتے ہیں

جواب نمبر 1

جو صاحب جلالین نے دیا ہے اسی آیت کے اسی لفظ کی تشریح میں۔  
فرمایا۔۔ با نصب عطفاً علی ایدیکم و الجر علی الجوار۔

یعنی اگر نصب پڑھے تو اس کا عطف ایدیکم پر ہو گا اور جر کی صورت میں یعنی ار جلکم کی صورت میں یہ جرجوار کی وجہ سے ہو گی

یعنی رَوْسَكُم کی وجہ سے لام پر کسرہ آیا ورنہ حقیقت میں یہ مفعول ہی ہے  
صاحب جلالین کے جواب کے مطابق چاہے فتحہ پڑھیں چاہے کسرہ  
دونوں صورتوں میں غسلِ رجل ثابت ہو گا

### جواب نمبر 2

بعض مفسرین اور محمد شین یہ جواب دیتے ہیں کہ وار جکلم کسرہ کی صورت میں اس کا عطف بر رُسَكُم پر ہی ہو گا اور اس سے مسح ہی ثابت ہو گا لیکن اسے محمول کیا جائے گا حالت تخفف پر  
کہ اگر خفین یعنی موزیں پہنے ہوئے ہوں تو پھر پاؤں پر مسح کیا جائے گا

### جواب نمبر 3

امام طحاوی نے یہ جواب دیا ہے کہ جر کی قراتب کی صورت میں مسح ہی مراد ہے لیکن آغاز اسلام میں پاؤں پر مسح ہی کیا جاتا تھا وضو میں۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور امام طحاوی نے اس جواب کی تائید میں ایک روایت بھی پیش کی ہے۔۔

## ٢٣- بَابِ مَاجَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

٤٢- حَدَّثَنَا أَبُوكُرْهِبٌ، وَهَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيمٌ، عَنْ سُفِيَّانَ (ح) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَبُرِيْدَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَابْنِ الْفَاكِهِ. وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ. وَرَوَى رِشْدِينْ بْنُ سَعْدٍ، وَغَيْرُهُ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنِ الْضَّحَّاكِ بْنِ شَرَحْبِيلَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْرَبِنِ الْخَطَابِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. وَلَيْسَ هَذَا بِشَيْءٍ، وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى ابْنُ عَجْلَانَ، وَهَشَامُ بْنُ سَعْدٍ، وَسُفِيَّانُ الثُّورِيُّ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## ٢٣ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتِ  
بْنِ شَوْبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزَ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ.

هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبْنِ شَوْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، وَهُوَ إِسْنَادٌ  
حَسَنٌ صَحِيحٌ.

نَاقْصَوْقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثَ شَلَاثًا

### ٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ حَيَّةَ، عَنْ عَلَىٰ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.  
 وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَالرُّبِيعَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَو، وَمُعاوِيَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبِي حَيَّةَ.  
 حَدِيثُ عَلَىٰ أَحْسَنِ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.  
 وَالْعَيْنُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْوُضُوءَ يُجْزِئُ مَرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ أَفْضَلُ، وَأَفْضَلُهُ ثَلَاثٌ، وَلَيْسَ بَعْدَهُ شَيْءٌ.  
 وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَا آمِنٌ إِذَا زَادَ فِي الْوُضُوءِ عَلَى الْثَلَاثِ أَنْ يَأْثِمَ.  
 وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لَا يَرِيدُ عَلَى الْثَلَاثِ إِلَّا رَجُلٌ مُبْتَلٌ

### ٢٥- بَابُ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ، وَثَلَاثًا

- ٤٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَهِيرٌ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَثَلَاثًا ثَلَاثًا. قَالَ: نَعَمْ
- ٤٦- وَرَوَى وَكِيعٌ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: حَدَّثَكَ جَابِرٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً. قَالَ: نَعَمْ، وَحَدَّثَنَا بِنْ دِلْكَ هَنَّادٌ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ ثَابِتٍ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شَهِيرٍ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، هَذَا عَنْ ثَابِتٍ، نَحْوَ رَوَايَةِ وَكِيعٍ. وَشَهِيرٌ كَثِيرُ الْغَلَطِ. وَثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ هُوَ أَبُو حِمْزَةَ الشَّبَابِيِّ

## ٢٦- بَابِ فِيمَنْ يَتَوَضَّأُ بَعْضُهُ وَضُوئِهِ مَرَّتَيْنِ، وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا

٤٧ - حَدَّثَنَا أَبُونَا أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُقِيَانُ بْنُ عَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ ذُكِرَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ بَعْضُهُ وَضُوئِهِ مَرَّةً، وَبَعْضَهُ ثَلَاثًا.  
وَقَدْ رَحَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ، لَمْ يَرُدْ أَبَا سَأَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بَعْضُهُ وَضُوئِهِ ثَلَاثًا، وَبَعْضَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ مَرَّةً

## ٢٧-باب فی وضوء الشیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان

٤٨- حَدَّثَنَا هَشَّادُ، وَقُتَيْبَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ مَضْيَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذَرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طَهُورَةِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَحَبَّتُ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ طَهُورُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالرَّبِيعِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَئْكِيسِ، وَعَائِشَةَ

٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَشَّادُ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، ذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي حَيَّةَ، إِلَّا أَنَّ عَبْدَ خَيْرًا قَالَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَهُورَةِ أَخَذَ مِنْ فَضْلِ طَهُورَةِ بِكَفَّيهِ فَشَرِبَهُ.

حَدِيثُ عَلِيٍّ، رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ، وَعَبْدِ خَيْرٍ، وَالْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ. وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ، حَدِيثُ الْوُضُوءِ بِطُولِهِ.

وَهَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَرَوَى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، فَأَخْطَافِي اسْبِهِ، وَاسْمُ أَبِيهِ، فَقَالَ: مَالِكُ بْنُ عَرْفَةَ.

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ. وَرُوِيَ عَنْهُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عَرْفَةَ مِثْلُ رِوَايَةِ شُعْبَةَ، وَالصَّحِيحُ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ

## ٢٨- بَابُ فِي النَّصْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

٥۔ حَدَّثَنَا نَصْرٌ بْنُ عَلَىٰ، وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ السَّلِيْعِيُّ الْبَصْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلَىٰ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ الْبَيْهِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: جَاءَنِي جَبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاتَّصِحْ.

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّداً، يَقُولُ: الْحَسَنُ بْنُ عَلَىٰ الْهَاشِمِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَرَبِيعِ بْنِ حَارِثَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَكَمِ، أَوِ الْحَكَمُ بْنُ سُفْيَانَ، وَاضْطَرَّ بُو افِي هَذَا الْحَدِيثِ

باب نمبر 38

اذا توپات فانتخ

اسکی محدثین نے دو توجیہات بیان کی ہے کہ کہاں چھینٹیں مار لیا کریں

توجیہ نمبر ایک

علی الازار۔ جب وضو کیا کرے تو اپنے تہہ بندہر چھینٹیں مار لیا کریں تاکہ اگر کسی قسم کا وسوسة اور شک آئے تو وہ دور ہو جائے

توجیہ نمبر دو

علی الفرج عند الاستنجاء

یعنی جب استنجاء کرنے لگے تو ستر پر چھینٹیں مار لیا کریں۔

البتہ محدثین اور فقهاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں امر و جوب کیلئے نہیں ہے اور اس سے سنت موکدہ ہونا بھی ثابت نہیں

ہوتا کیوں یہ حدیث ضعیف ہے

امام ترمذی نے خود ضعف بیان کیا ہے

## ٣٩- بَابُ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ

١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَلَا أَدْلِكُمْ عَلَى مَا يَسْأَلُونَ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِيْهِ، وَكَثُرَةُ الْخَطَايَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَإِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَااطُ

٥٢- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، نَحْوُهُ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ: فَذَلِكُمُ الرِّبَااطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَااطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَااطُ ثَلَاثًا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبِيدَةً بْنُ عَمْرُو، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشَ الْحَاضِرِيِّ، وَأَنَّهُ مَنْ يَعْصِي اللَّهَ يَعْصِي أَهْلَهُ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ أَبُونَ يَعْقُوبِ الْجَهْنَمِ، وَهُوَ ثَقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ

باب في اسباغ الوضوء

اسباغ الوضوء على المكاراة۔۔۔

لفظی معنی مشقت آمیز حالات کے باوجود خوب اچھی طرح و ضوکرنا یہ وہ چیز ہے جس سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

اسباغ سے کیا مراد

محمد شین نے لکھا ہے کہ ایک اسپاگ کی وہ حد ہے جو فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عضو کو استیغاب کے ساتھ ایک مرتبہ دھونا یہ فرض ہے

ایک اس باغ کا درجہ سنت کا ہے یعنی تین مرتبہ عضو کو دھونا

نمبر تین  
اس باغ کا تیسرا درجہ مستحب کا ہے  
حوالۃۃ فی التثبیث  
یعنی تین دفعہ دھونے میں طول کرنا۔۔

المکارۃ سے مراد  
مکارہ یہ مکروہ کی جمع ہے  
بمعنی ناپسندیدہ  
یعنی مشقت آمیز حالات کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا  
مشقت آمیز حالات سے مراد یہ ہے کہ  
1)) سردی کے موسم میں خوب اچھی طرح وضو کرنا  
2)) کسی بیماری کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا  
3)) پانی اپنے پاس قریب میں موجودہ ہواں کو حاصل کرنے کے لیے دور جانا  
4)) پانی مہنگے مہنگے داموں خرید کر وضو کرنا

الخطاء  
خطوة کی جمع ہے  
بمعنی قدیم  
لیکن حقیقت میں خطوة کہتے ہیں۔ ما بین القد میں۔ یعنی انسان جب ایک پاؤں اٹھا کر دوسرا جگہ رکھتا ہے چلتے ہوئے تو ان دونوں  
قدموں کے درمیان جو فاصلہ ہوتا ہے اسکو خطوة کہتے ہیں۔۔۔

کثرة الخطاء ای المسجد  
اسکی دو توجیہات محدثین نے لکھی ہے

## پہلی توجیہ

اس سے مراد بار بار مسجدوں کی طرف آنا جانا جب آئیگا اور جائے گا تو زیادہ قدم اٹھائے گا  
توجیہ نمبر دو

مسجد دور ہو تو مسجد کی طرف جانا یہ بھی کثرۃ الخطاء الی المسجد میں شامل ہے

جب دور سے مسجد کو آئیگا تو زیادہ قدم اٹھا کر مسجد کو آئیگا

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ میرا گھر مسجد سے دور ہے میں مسجد کے قریب گھر بنانا چاہتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گھر وہی رہنے وجتنے قدم چلو گے ایک ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہو گا اور ایک درج بلند ہو گا۔۔۔

## انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ

اس کی محدثین نے دو توجیہات بیان کی ہے۔۔۔

## پہلی توجیہ

انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ فی المسجد یعنی بندہ ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے

۔۔۔۔۔

## دوسری توجیہ

یہ ہے کہ ایک نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے نکل گیا کاروبار میں مصروف ہو گیا لیکن دل مسجد کی طرف لگا ہوا ہے اور فکر ہے اس بات کی طرف کہ اگلی نماز کا وقت کب ہو گا۔۔۔

محمد شین نے فرمایا کہ یہ بھی اس ثواب میں شامل ہے

اس لیے کہ صحیحین کی ایک روایت میں ہے  
”ان المعلق قلبه فی المسجد تحت ظل العرش۔

کہ جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہو قیامت کے دن وہ عرش کے سامنے تلے ہو گا۔۔۔

## فذاکم المرباط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ تمہارے لیے رباط کا درجہ رکھتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ یہ فرمایا  
یہ روایت امام ترمذی نے خود اسی باب میں آگے نقل کی ہے۔

رباط کا معنی ہے سرحدوں کی حفاظت

گویا کہ یہ تین اعمال بھی جہاد کی طرح ہے

بعض محدثین نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ

رباط کا معنی ہے باندھنا

جو شخص ایک نماز کے بعد دوسرا نماز کا انتظار کرتا ہے۔ مسجدوں کی طرف خوب آتا جاتا ہے مشقت آمیز حالات میں بھی  
خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے یہ چیزیں انسان کو گناہوں سے باندھ کر رکھتی ہے۔۔۔۔۔

## ٤- بَابُ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

٥٢- حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ وَكِيعٍ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ، عَنْ أَبِي مَعَاذٍ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوءِ.

حَدِيثُ عَائِشَةَ لِيَسِ بِالْقَائِمِ وَلَا يَصْحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْئًا.  
وَأَبُو مَعَاذٍ يَقُولُونَ: هُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ

٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُبَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهُ بِطَرَفِ ثُوبِهِ.

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ، وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ الْأَفْرِيقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي التَّتْبِعِ  
بَعْدَ الْوُضُوءِ.

وَمَنْ كَرِهَهُ إِنَّهَا كَرِهَهُ مِنْ قَبْلِ أَنَّهُ قِيلَ: إِنَّ الْوُضُوءَ يُؤْزَنُ وَرُوَى ذَلِكَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،  
وَالرُّهْرِيِّ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيهِ عَلَيْهِ بْنُ مُجَاهِدٍ عَنِي، وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ،  
عَنْ ثَعْلَبَةَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، قَالَ: إِنَّا كُرِهَ الْمِنْدِيلُ بَعْدَ الْوُضُوءِ لِأَنَّ الْوُضُوءَ يُؤْزَنُ  
بَابُ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

وضو کے بعد رومال تولیہ یا کپڑا استعمال کرنا بدن کو خشک کرنے کیلئے جائز ہے یا نہیں...???

### مذهب نمبر ایک

جمہور فقہاء کے نزدیک جائز ہے

ان کی دلیل ترمذی میں آنے والی دونوں روایتیں ہیں۔۔۔

امام ترمذی نے ان کا ضعف بیان کیا ہے لیکن محدثین لکھتے ہیں کہ یہ روایتیں متعدد طرق سے مروی ہے جس کی وجہ سے یہ قابل استدلال ہے

### مذهب نمبر دو

حضرت سعید بن مسیب اور امام زہری کے نزدیک المندیل بعد الوضوء مکروہ ہے یعنی خلاف سنت ہے

ان کی دلیل بخاری شریف کی روایت ہے جو حضرت میمونہ سے منقول ہے

یہ روایت بخاری شریف جلد اول "باب نقش الہدیں من غسل الجناۃ" میں مذکور ہے۔ اس میں روایت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کیا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بدن خشک کرنے کے لیے کپڑا پیش کیا تو نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے وہ کپڑا رد کر دیا یعنی واپس کر دیا

جمہور فقہاء اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تولیہ واپس کر دیا جواز بیان کرنے کیلئے

کہ غسل کرنے کے بعد بدن کو خشک نہ کرنا بھی جائز ہے

یا تم در کیلئے واپس کیا یعنی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے

گرمی کے موسم میں انسان غسل کرے تو تولیہ استعمال نہیں کرتا تاکہ بدن جتنی دیر گیلار ہے ٹھنڈک حاصل ہوتی رہے گی

-----

\* پھر جمہور فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے

1 امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مندیل بعد الوضوء مباح ہے

2 احناف کے ہاں دو قول ہیں

۔۔۔ صاحب نیۃ المصلی نے مستحب لکھا ہے

۔۔۔ لیکن فتاویٰ قاضی خان میں مباح لکھا ہے

(وعلیہ الفتوی)

باقي رہا امام زہری کا قول "إِنَّمَا كَرِهَ الْمُنْدَلِي بَعْدَ الْوُضُوءِ لَا نَالَ الْوُضُوءُ يُؤْزَنْ"

یعنی میں وضو کے بعد رومال کا استعمال ناپسند سمجھتا ہوں اس لیے وضو کا پانی تو لا جائے گا

یہ درست ہے یہ پورا قول امام زہری کا ہے لیکن "لَا نَالَ الْوُضُوءُ يُؤْزَنْ" یہ حدیث ہے۔

یہ روایت بیہقی میں بھی موجود ہے اور ابن عساکرنے حضرت ابو هریرہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔۔۔۔۔

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ

یہ حدیث مندلی بعد الوضو کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ اگر رومال وضو کے بعد استعمال نہ بھی کیا تب بھی پانی خود خشک

ہو جائے گا پھر کیسے تو لا جائے گا..؟؟؟

اس سے معلوم ہوا کہ بدن پر لگا ہوا پانی تو لا جانا مقصود نہیں ہے بلکہ وضو کے اندر جو پانی استعمال ہوا ہے وہ تو لا جائے گا جس میں

بدن پر لگا ہوا پانی بھی شامل ہو گا۔۔۔۔۔

#### ۱۴- بَابِ مَا يَقَالُ بَعْدَ الْوُضُوءِ

۵۵- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِمَّرَانَ الشَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعاوِيَةَ

بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسِ الْخَوَلَاتِيِّ، وَأَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ

الْخَطَابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ لَا

إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ،

وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، فُتِّحْتُ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.  
 حَدِيثُ عَبْرَقَدْ خُولْفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.  
 وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، وَغَيْرُهُ، عَنْ مُعاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسِ، عَنْ  
 عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُبَرَ، وَعَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عُبَرَ.  
 وَهَذَا حَدِيثٌ فِي اسْنَادٍ أَصْطَرَابٍ، وَلَا يَصْحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ كَبِيرُ شَوْعَ.  
 قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَبُو إِدْرِيسٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُبَرَ شَيْئًا

## ٤-بَابُ الْوُضُوءِ بِالْمِدِّ

٥٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، وَعَلَى بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ سَفِينَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمِدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.  
حَدِيثُ سَفِينَةِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٍ، وَأَبُو رَيْحَانَةَ أَسْبَهَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَطْرٍ.  
وَهَكَذَا رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالْمِدِّ، وَالْغُسْلَ بِالصَّاعِ.  
وَقَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لَيْسَ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عَلَى التَّوْقِيقِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَكْثَرُهُ مِنْهُ، وَلَا  
أَكْلُ مِنْهُ وَهُوَ قُدْرُ مَا يَكْفِي

باب الوضوء بالمد

عن سفينة

یہ بہت طاقتوں خصیت تھے ایک وقت میں بہت سارے امام اٹھائیتے تھے اس لیے ان کا لقب سفینہ پڑ گیا  
ان کا نام مہران تھا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔۔۔۔۔

کان یتوضاء بالمد

مد سے کیا مراد ہے

ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے بالاتفاق۔۔۔۔۔

البتہ مد کی مقدار میں اختلاف ہے

امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ایک مد برابر ہوتا ہے ایک رطل اور ثلث رطل کے  
یعنی  $\frac{1}{3}$  رطل۔۔

لہذا ان کے نزدیک صاع برابر ہے پانچ رطل اور ثلث رطل کے یعنی  $5\frac{1}{3}$  رطل کے۔۔۔۔۔

امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبل اور امام محمد کے نزدیک ایک مد ہوتا ہے دور طل کے برابر  
 للہذا ایک صاع میں کل آٹھ رطل ہونگے۔ (یعنی 4 مد)  
 (وعلیہ الفتوی)

{ { ان تمام پیکانوں کی تفصیل حضرت مولانا مفتی شفیع رحمہ اللہ کے رسالے اوزان شرعیہ میں موجود ہے } }

## ٤- بَابِ كَرَاهِيَةِ الْإِسْرَافِ فِي الْمَاءِ

٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤِدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُضْعِبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُتَيِّبِ بْنِ ضَرَّةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي بْنِ كَعْبٍ، عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا، يُقَالُ لَهُ: الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوا وَسُوَاسَ الْمَاءِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرِيِّو، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ.

حَدِيثُ أَبِي بْنِ كَعْبٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَالصَّحِيحِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، لَكُنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ: وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ وَخَارِجَةٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَضَعَّفَهُ أَبُنْ الْمُبَارَكِ

#### ٤- بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ

٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُبَيْدٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلِيمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حُبَيْدٍ، عَنْ أَنَّسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَّسَ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ أَنْتُمْ قَالَ: كُنَّا تَتَوَضَّأُ وَضُوًّا وَاحِدًا.

حَدِيثُ أَنَّسٍ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوجهِ، وَالْمَشْهُورُ عَنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ حَدِيثُ عَبْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَّسٍ.

وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْبَابًا لَا عَلَى الْوُجُوبِ

٥٩- وَقَدْ رُوِيَ فِي حَدِيثٍ عَنِ ابْنِ عُبَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ. وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ الْإِفْرِيقِيُّ، عَنْ أَبِي غُطَيْفٍ، عَنِ ابْنِ عُبَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثَ الرَّوَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ.

قَالَ عَلَى: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَانِ: ذُكِرَ لِهِشَامٍ بْنِ عُرْوَةَ هَذَا الْحَدِيثُ، فَقَالَ: هَذَا إِسْنَادٌ

مُشَبِّهٌ

٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ عَبْرِو بْنِ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قُلْتُ: فَأَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

٤- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَصْلِي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

٦١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِبُوضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقَالَ عُبَرٌ: إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ فَعَلْتَهُ، قَالَ: عَبْدًا فَعَلْتُهُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَلَيْهِ بْنُ قَادِمٍ، عَنْ سُفِيَّانَ الثُّورِيِّ، وَزَادَ فِيهِ: تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

وَرَوَى سُفِيَّانُ الثُّورِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرِيْدَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

وَرَوَاهُ وَكِيعٌ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ.

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَغَيْرُهُ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرِيْدَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ.

وَالْعَيْلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِبُوضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ يُحْدِثُ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ اسْتِحْجَابًا، وَإِرَادَةً لِلْفَضْلِ.

وَيُرِدُّ عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ أَبِي غُطَّيفٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ.

وَهَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الطَّهْرَ وَالْعَصْرَ بِبُوضُوءٍ وَاحِدٍ

باب الوضوء لكل صلوة

شرع اسلام میں ہر ہر نماز کیلئے وضوء کا حکم دیا گیا تھا

بعد میں اجازت مل گئی کہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔

فتح مکہ والے سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کیلئے وضو فرماتے تھے اور پھر اس سال کی بعد ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کرنے لگے امت کو ترغیب اور سکھانے کیلئے کہ ہر نماز کیلئے الگ وضو ضروری نہیں۔۔۔۔۔

#### ٤- بَابُ فِي وُضُوءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

٦٢- حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِّيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي السَّعْشَاءِ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنَّ لَا يَأْسَ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسِ، وَأُمِّ صَبَّيَّةَ، وَأُمِّ هَانِعَ، وَأُمِّ سَلَّيَّةَ، وَأَبْنِ عُمَرَ، وَأَبُو السَّعْشَاءِ  
اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ

#### ٤٧- بَابُ فِي كَرَاهِيَّةِ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ

٦٣- حَدَّثَنَا مَحْبُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِّيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّنْسِيِّ، عَنْ أَبِي حَاجِجٍ،  
عَنْ رَجُلٍ، مِنْ بَنِي غَفَارٍ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمْرَاجِسَ.  
وَكَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءُ الوضُوءَ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: كَرِهَا فَضْلَ طَهُورِهَا، وَلَمْ  
يَرِيَهَا بِفَضْلِ سُوْرِهَا بِأَسَا

٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤِدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاجِبَ يُحَدِّثُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرِو الْغِفارِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ، أَوْ قَالَ: بِسُؤْرِهَا.  
هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ، وَأَبُو حَاجِبٍ اسْمُهُ سَوَادَةُ بْنُ عَاصِمٍ.  
وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ، وَلَمْ يَشْكُ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

#### ٤- بَاب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

٦٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِيَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،  
قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفَنَةٍ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا، فَقَالَ: إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ.  
هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ التَّوْرِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ

باب في وضوء الرجل والمرأة من اناء واحد۔۔۔

باب كراهة فضل طهور المرأة۔۔۔

باب الرخصة في ذلك۔۔۔

عن رجل من بنى غفار

اس سے مراد حکم ابن عمرو غفاری ہے

جیسا کہ ترمذی کے بعض نسخوں میں اس کی وضاحت ہے۔ اور خود امام ترمذی رحمہ اللہ بھی تین سطرون کے بعد ایک روایت لا رہے ہیں جس میں یہ نام واضح ہے۔۔۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک ہی مسئلے سے متعلق مسلسل تین باب ذکر کیے ہیں  
نمبر ایک باب میں جو روایت لائے ہیں اس میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "” میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیتے تھے  
اس سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے غسل سے بچا ہو اپنی استعمال کر سکتے ہیں

پھر دوسرے باب امام ترمذی نے قائم کیا باب کراہیہ فضل طہور المرآۃ یعنی عورت جس پانی سے وضو کرے اس کے بچے ہوئے پانی  
کو مرد کیلئے استعمال کرنا مکروہ ہے  
چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی جس میں عورت کے بچے ہوئے پانی سے پاکی حاصل کرنے سے منع کیا گیا

پھر تیسرا باب لائے باب رخصیۃ ذالک  
جس میں ایک روایت لائے  
کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک بڑے برتن کے پانی سے غسل جنابت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں بچے  
ہوئے پانی سے وضو کرنا چاہا تو حضرت میمونہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو اس برتن سے غسل جنابت کیا ہے تو نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں پانی جنبی نہیں ہوتا...

چنانچہ محدثین نے ان تمام روایات میں تطیق یہ بیان کی کہ عام طور پر عورتیں پاکی ناپاکی کا خیال نہیں کرتی اور جو عورتیں پاکی  
ناپاکی کا خیال کرتی ہیں ان کے وضو یا غسل سے بچا ہو اپنی بلا کراہ استعمال کرنا جائز ہے۔

## ٤٩- بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ لَا يُنْجِسُهُ شَيْءٌ

٦٦- حَدَّثَنَا هَنَّا، وَالْحَسْنُ بْنُ عَلَىٰ الْخَلَّالُ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَبْيِدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَتَوَضَّأُ مِنْ بَئْرٍ بُضَاعَةً، وَهِيَ بِئْرٌ لِّقَنِ فِيهَا الْحِيَضُ، وَلُحُومُ الْكِلَابِ، وَالثَّنْنُ<sup>بَيْنَ</sup> قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يُنْجِسُهُ شَيْءٌ عَوْنَىٰ<sup>بَيْنَ</sup> هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ، وَقَدْ جَوَدَ أَبُو أَسَامَةَ هَذَا الْحَدِيثَ، فَلَمْ يَرُوْ أَحَدٌ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ فِي بَئْرٍ بُضَاعَةَ أَحْسَنَ مِنَّا رَوَى أَبُو أَسَامَةَ، وَقَدْ رُوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِهِ وَجْهٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ

## ٥٠- بَابِ مِنْهُ آخَرُ

٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ الرِّبَيْرِ، عَنْ عَبْيِدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرَ، عَنْ أَبْنِ عَبْرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسَأَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي الْفَلَّةِ مِنَ الْأَرْضِ، وَمَا يَنْوِيهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِ<sup>بَيْنَ</sup> قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتِينِ لَمْ يَحِمِّلِ الْخَبَثَ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: الْقُلَّةُ هِيَ الْجِرَارُ، وَالْقُلَّةُ الَّتِي يُسْتَقَى فِيهَا.

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتِينِ لَمْ يُنْجِسُهُ شَيْءٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ، وَقَالُوا: يَكُونُ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ قِرْبٍ

## ٥١- بَابِ كَرَاهِيَّةِ الْبُولِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

٦٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ عَيْنَالَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَنَّامِ بْنِ مُنْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ الْبَيْبَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُبُولَنَّ أَحَدٌ كُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ

بَابُ ماجاءَ إلَيْهِ الْمَاءُ لَا يَنْجِبهُ شَنِيءٌ

حیض

یہ جمع ہے حیضت کی

اور حیضت کہتے ہیں الخرقۃ الی یستعمل فی دم الحیضۃ

یعنی وہ کپڑا یوں حیض کے خون میں استعمال ہوتا ہے۔

حدیث بُرَبضاعہ

اس حدیث کا نام بُرَبضاعہ ہے اور یہ امام مالک کی دلیل ہے

بُرَبضاعہ یہ مدینہ منورہ کے اندر قبیلہ بنو ساعدہ کے محلے میں واقع تھا اور اس کے ساتھ ایک باغ تھا جس کو اس کنوئیں سے

سیراب کیا جاتا تھا

امام ابو داؤد در حمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داؤد میں بُرَبضاعہ والی روایت ذکر کر کے پھر قال ابو داؤد کہہ کر یہ بتایا کہ میں نے خود اس

کنوئیں کو دیکھا اس باغ کے محافظ سے ملا اور اس کنوئیں کی پیمائش کی اس کے پانی کی پیمائش کی اس کی گہرائی میں پانی الی السرۃ یعنی

ناف تک تھا اور فرمایا کہ میں نے اپنی چادر سے اس کنوئیں کے قطر کو ناپا تو وہ چھے ذراع تھا

ایک ذراع ایک ہاتھ کے برابر ہوتا ہے

ہاتھ سے مراد انگلیوں کے کنارے سے لیکر کھینیوں تک

یہ تقریباً ذیہ حفظ بتاتا ہے

یعنی اٹھارہ انچ

اسے ذراع بھی کہتے ہیں اور شرعی گز بھی کہتے ہیں

(اور قطر کہتے ہیں دائرے کا نصف)

نجاست گرنے سے پانی پاک رہیگا یا ناپاک ہو جائے گا؟

**مذہب نمبر ایک**

امام مالک کے نزدیک پانی میں اگر نجاست گر جائے پانی چاہے قلیل ہو یا کثیر ہو وہ پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہو گا جب تک کہ اس کا ایک وصف نہ تبدیل ہو جائے (پانی کے اوصاف تین ہیں رنگ، بو، ذات)

امام مالک کی دلیل

حدیث بُرْ بضاعه ہے

**مذہب نمبر دو**

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر پانی قلتین سے کم ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک ہو جائے گا اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدے اور اگر پانی قلتین ہو تو اس وقت تک ناپاک نہیں ہو گا جب تک کہ اس کے دو وصف نہ تبدیل ہو جائیں

ان حضرات کی دلیل حدیث قلتین ہے۔

**مذہب نمبر تین**

احناف کے نزدیک ماء قلیل ہو تو تو قلیل نجاست کے گرنے سے بھی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو اور اگر پانی کثیر ہو تو پھر اس وقت ناپاک ہو گا جب نجاست کا کوئی اثر ظاہر ہو جائے۔۔۔

احناف کے نزدیک ماء قلیل اور ماء کثیر کی حد

امام ابوحنیفہ کے نزدیک ماء قلیل اور ماء کثیر کیلئے رائے مبتلا عبہ کو دیکھا جائے گا

جو شخص اس مسئلے میں مبتلا ہو وہ خود اس کو ماء قلیل سمجھتا ہے یا ماء کثیر سمجھتا ہے۔ اس کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا

امام ابویوسف کے نزدیک ماء کثیر کی تعریف یہ ہے

"الم تحرک بتحریک طرف الآخر"

یعنی ایک کنارے کو حرکت دینے سے پانی کے دوسرے کنارے تک وہ حرکت نہ جائے

در اصل امام ابو یوسف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر اتنی بڑی جگہ میں پانی ہواں کے ایک کنارے میں نجاست گرے تو دوسرے کنارے تک نجاست کا اثر نہیں پہنچتا ہو

امام محمد کے ایک شاگرد ابو سلیمان جوز جانی امام محمد سے سبق پڑھ کر مسجد سے نکلے تو انہوں نے امام محمد سے پوچھا کہ ماء کثیر کتنا ہوتا ہے ..؟

امام محمد نے جواب دیا "مسجدی حدا" جتنی یہ میری مسجد ہے --  
ابو سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے مسجد کی پیمائش کی تو وہ اندر سے ثمانیہ فی ثمانیہ تھی یعنی آٹھ گز لمبی اور آٹھ گز چوڑی  
مسجد کے باہر سے پیمائش کی تو وہ دس ذراع لمبی اور دس ذراع چوڑی تھی  
جس کو فارسی میں ده در دہ کہتے ہیں  
(کل 100 ذراع تھی۔ 15 فٹ لمبا اور 15 فٹ چوڑا)  
(وعلیہ الفتوی)

## احناف کے دلائل

### دلیل نمبر 1

ترمذی کے باب "کراہیۃ البول فی الماء الرائد" میں موجود روایت ہے  
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا يُبَولُنَّ أَحَدٌ كَمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَوْضَأُ مِنْهُ"  
معلوم ہوا تھوڑا پانی بھی تھوڑی نجاست گرنے سے نپاک ہو جاتا ہے

### دلیل نمبر 2

ترمذی میں ایک باب گزر اجس میں ایک متفق علیہ روایت ذکر کی گئی تھی  
"بَابُ إِذَا اسْتَيقَطَ أَحَدٌ كَمْ مِنْ مَنَامَهٖ فَلَا يُغَسِّلُنَّ يَدَهُ فِي الْأَنَاءِ حَتَّى يَغْسلَهَا""  
یعنی جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہر گز پانی میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھوں کو دھو لے  
(معلوم ہوا ماء قلیل قلیل نجاست گرنے سے نپاک ہو جاتا ہے)

دلیل نمبر 3

صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب حکم بلوغ الکلب میں ایک روایت موجود ہے کہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو تم اس کو سات مرتبہ دھو۔

دلیل نمبر 4\*

صحیح بخاری جلد اول کتاب الطھارۃ "باب مائق النجاست فی السن والماء"  
اس میں روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی میں چوہا گر جائے "فالقون حافما حولها" اس گھی کو اور  
چوہے کے ارد گرد گھی کو نکال دو  
یہی روایت سنن ابی داؤد میں آئی ہے وہاں اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں  
"وان كان ما عافا فلا تقرء وہ"  
اور اگر وہ بھی مائع ہو تو اس کے قریب بھی مت جاؤ  
اس سے یہ معلوم ہوا بخاری شریف میں جنے ہوئے گھی کا ذکر ہے اور ابی داؤد میں اس کے ساتھ ساتھ گلے ہوئے گھی کا بھی ذکر  
ہے  
اور اس سے احتفاف استدلال کرتے ہیں کہ اگر مائع قلیل ہو تو تھوڑی نجاست گرنے سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔۔۔!

## امام مالک کی دلیل بر بصاعہ کے جوابات

## جواب الزامی

امام مالک خود بھی بر بصاعہ والی روایت پر عمل نہیں کر رہے کیون کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں  
ان الماء طہور لا ينجس شئ  
کہ پانی پاک رہتا ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی  
تو اس حدیث کی وجہ سے پانی کبھی بھی ناپاک نہیں ہونا چاہیے جبکہ امام مالک کہتے ہیں کہ ایک وصف بدلت جائے تو پانی ناپاک  
ہو جاتا ہے  
معلوم ہوا کہ امام مالک خود بھی اس پر عمل نہیں کر رہے ۔۔۔

## جواب نمبر 2

محققین محدثین یہ لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اس کنوئیں کے اندر "یقین فیحاب الحیض و الحوم الکلب والفتن" یہ گندگی زمانہ جاہلیت میں اس کے اندر ڈالی جاتی تھی۔ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے پاس پہلے ہی پانی کی قلت رہتی تھی مسلمان کہاں اس کنوئیں میں گندگی ڈال دیتے ہوں گے۔۔۔

## جواب نمبر 3

بعض محدثین نے یہ جواب دیا کہ یہ کنوں نشیب میں تھا جب ارد گرد تیز ہوا چلتی تو کبھی کبھار نجاست اڑ کر اس میں گرتی ہوتی صحابہ کا خیال یہ تھا کہ اس وجہ سے شاید پانی ناپاک رہتا ہو گا اس کرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الماء طہور لا ينبع شئیء۔۔۔

## جواب نمبر 4

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں یہ فرمایا کہ بر بضاعہ کا پانی ماء جاری تھا کیون اس سے باغات کو سیراب کیا جاتا تھا امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں قال ابو داؤد کہہ کر بر بضاعہ کی تشرط فرماتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنی چادر سے کنوئیں کا قطرنا پا تو ستہ ذراع تھا چھے ذراع نو فٹ پھر فرمایا اس کا پانی علی السترة پھر مستقل اس سے باغ کو سیراب کیا جاتا تھا اس لیے امام طحاوی نے کا یہ کہنا بجا ہے وہ ماء جاری تھا

## حدیث قلتین کا جواب

## جواب نمبر ایک

محمد شین فرماتے ہیں کہ حدیث اس روایت کا مدار محمد بن اسحاق راوی ہیں جو کہ ضعیف ہے حدیث قلتین میں چار طرح کا اضطراب پایا جاتا ہے

1 سند کے اعتبار سے

2 متن کے اعتبار سے

3 معنی کے اعتبار سے

4 مصدقہ کے اعتبار سے

### سند کے اعتبار سے اضطراب

اس روایت کو مختلف سندوں سے بیان کیا جاتا ہے

(الف) عن الزھری عن سالم عن ابن عمر

(ب) عن محمد ابن جعفر عن عبید اللہ عن ابن عمر

(ج) عن محمد بن جعفر عن ابن زبیر

(د) عن محمد ابن عباد ابن جعفر

### متن کا اضطراب

یہ ہے کہ ترمذی میں یہاں قلتین ہے بعض روایات میں قلتین اور ثلاثا ہے

دارقطنی میں اربعین دلوا ہے

ایک روایت میں اربعین غربا ہے

### قلتین کے معنی میں اضطراب

اس لیے کہ قلة کے کئی معنی آتے ہیں

خود امام ترمذی نے دو معنی ذکر کیے ہیں

ہی الاجر الاتی یستقین فیہ " ۔

وہ بڑا مٹکا جس سے سیراب کرتے ہیں

قلة کا معنی پہاڑ کی چوٹی بھی ہوتے ہیں

اور قلة انسان کے قد کے برابر اونچائی کو بھی کہتے ہیں

مصدقہ میں اضطراب

امام ترمذی نے "نحو من خمس قرب"

یعنی وہ مذکا کتنا بڑا ہو خود حافظ ابن حجر نے اس بارے میں کہ قلیہ کتنا بڑا ہوتا ہے امام شافعی کے نواقوال ذکر کیے ہیں

ان شدید اضطرابات کی وجہ سے احناف نے حدیث قلتین سے استدلال نہیں کیا

## ٥٢-بَابِ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ أَنَّهُ طَهُورٌ

٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، حٍ، وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَيْمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ، أَنَّ الْبُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَرْكِبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْبَيْعِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأْ مِنَ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ الظَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَالْفِرَاسِيِّ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ التَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ: أَبُوبَكْرٍ، وَعَمِّرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، لَمْ يَرُدَا بِأَسَاسِ بَيْعِ الْبَحْرِ.

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَصْحَابِ التَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُضُوءَ بَيْعَ الْبَحْرِ، مِنْهُمْ: ابْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمِّرٍ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمِّرٍ: هُونَارٌ بَابِ مَا جَاءَ فِي مَاءِ الْبَحْرِ انَّهُ طَهُورٌ.

صرفِ دم مسفوخ ناپاک ہوتا ہے اگر دم مسفوخ نہ ہو تو پاک ہے جیسے بوٹی وغیرہ کے ساتھ خون لگا ہوتا ہے یہ پاک ہے۔۔۔

میتہ

غیر مذبوحہ جانور کو کہتے ہیں جیسے بکری وغیرہ۔  
ہاں چیتا کتا وغیرہ مر جائے تو اسے میتہ نہیں کہیں گے

المنحوتۃ

گلا گھونٹ کر مر جانے والا جانور

## الموقعة

چوٹ لگنے سے مر جانے والا جانور جیسے بندوق کی گولی سے مرے

## المتردیة

اوپر سے نیچے گر کر مر اہو جانور

## النطیحة

سینگ کے لگنے سے مر نے والا جانور یہ تصادم کی صورت میں ہوتا ہے عموماً

حلال اور حرام جانوروں کیلئے اصول

پوری دنیا کے جانوروں کو چار حصوں میں تقسیم کر لیں۔۔۔

1\_ بہائم

2\_ طیور

3\_ مائی (بجری جانور)

4\_ حشرات الارض (کیڑے مکوڑے)

## حشرات الارض

یہ سارے کے سارے حرام ہیں جیسے سانپ پچھو وغیرہ۔۔۔ م

بہائم

چوپاپیوں میں سے ہر کچلی والا جانور جو کچلی سے شکار کرتا ہو حرام ہے

کچلی کسے کہتے ہیں.؟؟

ناب اور کچلی کہتے ہیں سامنے والے دودانتوں کے ساتھ جو نوکیلے دانت ہوتے ہیں ان کو ناب اور کچلی کہتے ہیں جیسے شیر کتا چیتا بھیڑیا۔۔۔۔۔

اگر کسی جانور میں کچلی ہو اور وہ کچلی سے شکار نہ کرتا ہو تو وہ حلال ہے جیسے اونٹ

اس اصول کے تحت گھوڑا حلال ہے لیکن مکروہ ہے اس لیے کہ یہ آلمہ جہاد ہے

جو جانور خود حرام ہو گا اس کا پسینہ بھی ناپاک اور جھوٹا بھی ناپاک ہوتا ہے لانہ یو مل من الْحَمْدُ لِيَ كَمْبَيْنَهُ گوشت سے بتا ہے

سوائے بلی کے کہ شارع علیہ السلام نے اس کو مستثنیٰ کیا ہے اس لیے کہ انہا من الطوافین علیکم دفع در حرج کی وجہ سے بلی کے جھوٹے کو استثنای کیا گیا ہے۔۔۔

اس قاعدے کے تحت نسان کا گوشت بھی پاک ہے اس لیے کیون کہ اسکے کچلی ہوتے ہیں یہ شکار بھی نہیں کرتا لیکن اس کی عزت اور اکرام کی وجہ سے اس کا گوشت حرام ہے اور جھوٹا اور پسینہ پاک ہے۔۔۔۔۔

اس اصول کے تحت گدھا حلال ہونا چاہیے لیکن شارع علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر گدھے کے گوشت کو حرام قرار دیا حمار و حشی جس کو حم نیل گائے کہتے ہیں یہ حلال ہے اور حمار انسی جو عام گدھا ہوتا ہے یہ حرام ہے۔۔۔۔۔

#### طیور (پرندے)

پرندوں کے بارے میں شارع علیہ السلام نے اصول سمجھادیا کہ جو پرندے پنج سے شکار کر کے کھاتے ہیں (چونچ کا ٹیڑھا ہونا) کا حللت اور حرمت میں کوئی دخل نہیں ہے البتہ جو پرندہ شکار ہی پنج سے کھاتا ہے تو وہ حلال ہے جیسے طوطا

#### مائی بحری جانور

جسکی تعریف یہ ہے جو پانی میں پیدا ہو پانی میں زندگی گزارتا ہو اور پانی میں ہی مرتا ہو لہذا مگر مچھ نکل گیا کیوں کہ یہ کبھی کھمار خشکی میں بھی زندگی گزارتا ہے مائی جانوروں میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف سمک یعنی مچھلی حلال ہے باقی سب حرام ہے

(وعلیہ الفتوی)

#### دوسرانہ ہب

امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے نزدیک،، دریائی خنزیر مگر مچھ ضفرع مینڈ ک ان حضرات کے نزدیک یہ تینوں حرام ہیں اس کے علاوہ باقی سب حلال ہے

### سمک کی تعریف

وہ فقری (ریڑھ کی ہڈی والا جانور) جانور جسکے گل پھرے ہوتے ہیں اس کو سمک کہتے ہیں ..

### فقہاء کے نزدیک

عرف عام میں جس کو سمک کہتے ہیں یعنی جسے لوگ مجھلی کہتے ہیں وہ مجھلی ہی ہوتی ہے  
چنانچہ اس پر مجھلی کی تعریف نمبر اصادق نہیں آتی وہاں اس کو عرف میں مجھلی کہتے ہیں  
اس لیے ہمارے علماء دیوبند کے اندر جنگلوں کے بارے میں اختلاف ہے ہمارے وہ علام جودریائی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں وہ  
اس کو حلال کہتے ہیں کیوں کہ عرف میں اسکو مجھلی کہتے ہیں اس کے بارے میں بہترین تحقیق لکھی ہے عبد السلام چاٹوٹی نے  
انہوں نے مطلقاً جائز قرار دیا اور مفتی تقی عثمانی صاحب نے رسالہ لکھا ہے اس کے اندر اسکو مکروہ قرار دیا ہے  
یاد رہے کہ ہمارے اکابر میں سے کسی نے جنگلوں مجھلی کو حرام قرار نہیں دیا حضرت تھانوی نے امداد الفتاوی میں اسکو جائز قرار  
دیا ہے

### وہیں مجھلی

وہ مجھلی جو صحابہ کرام کو ایک غزوہ میں ملی تھی کئی ہفتوں تک صحابہ کرام نے اس کا گوشت کھایا تھا  
بڑی مجھلی کو کاٹا جائے تو اس کے اندر لال لال خون ہوتا ہے  
گرم خون وہ ہوتا ہے جو کس دھوپ میں رکھا جائے تو وہ کالا ہو جاتا ہے

## ٥٣-بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبُولِ

٧٠- حَدَّثَنَا هَنَّا، وَقُتَيْبَةُ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَيِّعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ، عَنْ طَاؤُوسٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى قَبْرِينَ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ: أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْتَرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَسْتَشِي بِالنَّمِيمَةِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبْنِ حَسَنَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي بَكْرٍ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَرَوَى مَنْصُورٌ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، وَلَمْ يَذُكُّ فِيهِ عَنْ طَاؤُوسٍ، وَرِوَايَةُ الْأَعْمَشِ أَصَحٌ.

وَسَيِّعْتُ أَبَا بَكْرِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ الْبَلْخِيَّ مُسْتَبَّنِي وَكِيعٍ، يَقُولُ: سَيِّعْتُ وَكِيعًا، يَقُولُ: الْأَعْمَشُ أَحْفَظُ لِإِسْنَادِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ مَنْصُورٍ

### باب التشديد في البول

جھوٹ

خلاف واقع بات کو بیان کرنا

غیبت

کسی کے اندر برائی موجود ہو پھر اسکے غیر موجودگی میں وہ برائی بیان کرنا

تہمت

کسی شخص کے اندر برائی موجود نہ ہو پھر یہ کہنا کہ فلاں کے اندر یہ برائی موجود ہے

چغل خوری  
کسی کی اچھی یا بری بات دوسرے تک پہنچانا تاکہ ان میں لڑائی جھگڑا ہو جاوے

## ٤-بَابُ مَا جَاءَ فِي نَضْحٍ بَوْلِ الْغَلَامِ قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ

٧١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُقِيَانُ بْنُ عَيْنَةَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحَصَّنٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ بَابِنِ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَاهَا بِسَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَزَيْنَبَ، وَلُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ أُمُّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ بْنِ عَبْدِ الْمُظَلِّبِ، وَأُبِي السَّمْحِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِّرٍو، وَأُبِي لَيْلَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلُ أَحْمَدَ، فَإِسْحَاقَ، قَالُوا: يُنْضَحُ بَوْلُ الْغَلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَهَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا، فَإِذَا طِعَمَا غُسِّلَا

جَيِّعاً

باب ماجاء في نضح بول الغلام قبل ان يطعم

غلام عربی میں لڑکے کو کہتے ہیں اور لڑکی کو جاریہ کہتے ہیں

یہاں محمد ثین تین مسئللوں کے بارے میں بحث فرماتے ہیں

البحث الاول

شیر خوار بچے یا پچی کا پیشاب پاک ہوتا ہے یا ناپاک ..؟؟

داود ظاہری کے نزدیک شیر خوار بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے

انہہ اربعہ کے نزدیک شیر خوار بچے یا پچی کا پیشاب ناپاک ہوتا ہے

پاک سمجھنے والوں کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینٹے مارے تھے

البحث الثاني

شیر خوار بچے اور پچی کے پیشاب کو کس طرح پاک کیا جائے گا ..؟؟؟

### مذہب نمبر ایک

اما شافعی امام احمد اور امام اسحاق کے نزدیک شیر خوار بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹے مارنا کافی ہے  
انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں "و فرشہ علیہ"  
یاد رہے کہ امام ترمذی نے ترجمۃ الباب میں رش کا لفظ ذکر نہیں کیا بلکہ نفع بول الغلام کا لفظ ذکر کیا ہے اس لیے کہ انکے نزدیک  
نفع کا معنی بھی چھینٹے مارنا ہے  
لفظ نفع بھی بعض احادیث میں آیا ہے وہ احادیث بھی امام شافعی کی دلیل ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر شیر خوار  
لڑکی ہو تو اس کے پیشاب کو دھویا جائے گا  
انکی دلیل اس بارے میں صحیح مسلم اور طحاوی شریف میں آنے والی روایت ہے جس میں یہ الفاظ منقول ہیں "صبو علیہ الماء صبا"  
یعنی خوب اس پر پانی بہاؤ

### مذہب نمبر تین

احناف کے نزدیک شیر خوار لڑکا ہو یا لڑکی بہر حال اسکے پیشاب کو دھویا جائے گا اگرچہ شیر خوار بچے کے پیشاب کو غسل خفیف  
کے ذریعے سے بھی پاک کیا جاسکتا ہے

### الجث الثالث

محمد شین فقہاء شیر خوار بچے اور بچی کے پیشاب میں کیوں فرق کرتے ہیں ..؟

محمد شین نے اس کا یہ جواب دیا کہ شیر خوار لڑکے کا پیشاب اس میں زیادہ بدبو اور چکناہٹ نہیں ہوتی اور بول جاریہ میں نسبتاً  
زیادہ بدبو اور چکناہٹ ہوتی ہے اور یہ اللہ کا نظام ہے  
اس لیے بول جاریہ میں کہتے ہیں کہ اس کو دھویا جائے ...

ترمذی میں موجود روایت کا احناف کی طرف سے جواب

احناف یہ کہتے ہیں کہ شوافع اس روایت میں آنے والے لفظ فرشہ علیہ سے استدلال کرتے ہیں یعنی چھینٹیں مارنا

اسی طرح امام ترمذی نے جو ترجمۃ الباب میں نفع بول الغلام ذکر کیا اس کا معنی بھی وہ چھینٹیں مارنا کرتے ہیں احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ خود ترمذی میں ایک حدیث میں نفع کا لفظ آیا ہے وہاں شوافع دھونا معنی کرتے ہیں اسی طرح ترمذی میں اور جگہ رش کا لفظ آتا ہے شوافع وہاں بھی غسل دھونا معنی کرتے ہیں احناف کہتے ہیں ہم بول الغلام کے مسئلہ میں بھی نفع اور رش کا معنی غسل کرتے ہیں لہذا ہم بھی اس حدیث پر عمل کرتے ہیں

## ٥٥-بَابِ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ مَاءِ يُؤْكِلُ لَحْمُهُ

٧٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّعْفَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَقَانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَكَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، وَقَتَادَةُ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَّسٍ، أَنَّ نَاسًا مِنْ عَرَبِيَّةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، فَاجْتَوَوْهَا، فَبَعْثَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبْلِ الصَّدَقَةِ، وَقَالَ: اشْرُبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَاقُوا إِلَيْهِ، وَارْتَدُوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَأُنِّي بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَطَعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ، وَسَرَرَ أَعْيُنَهُمْ، وَأَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ، قَالَ أَنَّسٌ: فَكُنْتُ أَرَى أَحَدَهُمْ يَكُدُّ الْأَرْضَ بِغِيَهِ، حَتَّىٰ مَاتُوا. وَرُبَّا قَالَ حَمَادٌ: يَكُدُّمُ الْأَرْضَ بِغِيَهِ حَتَّىٰ مَاتُوا.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجِهٍ عَنْ أَنَّسٍ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: لَا يَأْسٌ بِبَوْلِ مَاءِ يُؤْكِلُ لَحْمُهُ

٧٣ - حَدَّثَنَا الفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّئِيْسِيُّ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِنَّمَا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَهُمْ لَأَنَّهُمْ سَأَلُوا أَعْيُنَ الرَّعَاةِ.

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْلَمُ أَحَدًا ذَكَرَهُ غَيْرُ هَذَا الشَّيْخِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعَ.

وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ: {وَالْجُرُوحَ قِصَاصُهُ}، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: إِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ الَّبِيْعُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ

### باب ماجاء فی بول مایو کل لحمد

بخاری شریف کی روایت میں عرینہ کہ جگہ عقل کا لفظ آتا ہے  
در اصل کچھ لوگوں میں کل آٹھ افراد تھے چار افراد قبیلہ عرینہ کے اور چار قبیلہ عقل کے تھے۔ لہذا بعض روایات میں عقل کا  
لفظ آتا ہے اور بعض روایات میں عرینہ کا۔  
محمد شین کے نزدیک یہ حدیث حدیث عرینہ کے نام سے مشہور ہے۔۔۔

### فاجتو و حا

مرض الجواں میں پیٹ پھول جاتا ہے (اس کو حکما مرض استسقاء کہتے ہیں)  
پیاس لگتی ہے اور معانج پانی پینے نہیں دیتے کیونکہ پانی جسم سے نکانا نہیں ہے اس کے بعد جسم گلننا شروع ہو جاتا ہے اور انسان کا  
مر جاتا ہے  
اس کا علاج اب مکمل ہو جاتا ہے  
- یہ پھیلتی کسی دوسرے بندے کاریزرا استعمال کرنے سے ہے  
دانت میں استعمال ہوئے آله کو دوسرے کیلئے استعمال کرنے سے  
خون دینے سے  
کسی دوسرے کا مسواک اور برش استعمال کرنے سے  
اور اس بیماری کا پتہ اٹھ دس سال بعد لگتا ہے۔۔۔

اہل عرینہ کو یہ سزادی گئی کہ انکے آنکھوں میں گرم سلاخیں پھرائی گئیں

سوال ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم کر کے سلاخیں کیوں کر پھر انہیں جبکہ آپ تورحۃ للعالمین بن کر آئے ہیں..؟

توجہ بیہی ہے کہ ان اہل عرینہ نے راعی صحابہ کرام کو شہید کر کے انکے آنکھوں میں گرم سلاخیں پھرائی تھیں ان شہدا میں  
حضرت ابوذر غفاری کے بیٹے بھی موجود تھے  
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ویسی ہی سزادی ان کو تو "ان النفس بالنفس کے تحت یہ صحیح ہوا۔۔۔

اور ان کے پاؤں اور ہاتھ مخالف سمت سے کاٹے گئے وہ اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں آیا ہے "أَنَّمَا جِزَاءُ الظِّنِّ يَحْبَرُ بَوْنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ فَقْطُ عِنْ أَيْدِيهِ حِلْمٌ مَّنْ خَلَافٌ"

### اعتراض

بعض لوگ آج کل یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں جو سزا میں ہیں وہ وحشیانہ سزا میں ہیں؟ تو ان کو جواب دینا کہ مولانا یہ سزا میں وحشیوں کیلئے ہیں تمہارے لیے نہیں وحشیوں کیلئے ہی وحشیانہ سزا میں معین کی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو سزا میں دے رہے تھے عین اس وقت رحمۃ للعالمین تھے اور مجرموں کو سزا دینا یہ رحمۃ للعالمین کا کام ہے ان کو چھوڑنا یہ رحمۃ للعالمین کے ہونے کے خلاف ہے ان کو چھوڑنا ظلم ہے اور یہ اہل عربیہ باہر سے آکر انہوں نے جرم کیا تھا جب ان کو سزا دی گئی تو اس کے بعد کسی ایک شخص نے بھی ایسے جرم کرنے کی بہت نہیں کی!!!!!!

### البحث الاول

بول مایو کل نجمہ طاہر ام لا

### مذهب نمبر ایک

امام مالک امام محمد اور ایک روایت امام احمد بن حنبل کی کہ بول مایو کل نجمہ طاہر ہے ان حضرات کی دلیل حدیث عربیہ والی روایت ہے خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واں الفاظ "اشربوا من الباخوا ابوالحا" کہ تم ان صدقہ کے او نٹوں کا دودھ پیو اور پیشاب ---

### مذهب ثانی

امام ابوحنیفہ امام شافعی امام ابویوسف کے نزدیک بول مایو کل نجمہ نجس ہے

ان حضرات کی دلیل

متدرک حاکم، ابن ماجہ، دارقطنی، ابن خزیمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے "استغصوا من البول  
فان عامة عذاب القبر منه""

دلیل 2

جلالہ والی روایت۔ جلالہ کہتے ہیں ایسے جانور کو جو اکثر گندگی کھائے یعنی بکری وغیرہ، اس کے دودھ سے بھی بدبو آتی ہے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ جانور کھانے سے منع کیا، نبی رسول اللہ عن اکل لحوم الجلالہ،  
یہ حدیث ترمذی جلد نمبر دو ابواب الاطعمة باب اکل لحوم الجلالہ میں موجود ہے۔۔۔

احناف اس سے استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ اگر حلال جانور نجاست کھائے اور اسکے گوشت یادو دھی یا انڈے میں سے بو  
آنے لگے تو وہ مکروہ تحریکی ہو جاتا ہے  
اگر نجاست کی بوکی وجہ سے حلال جانور کا دودھ مکروہ تحریکی ہو جاتا ہے تو حلال جانور کا پیشاب بطریق اولیٰ نجس و حرام ہو گا

\*ابحث الثانی

تم اوی بالحرام

یعنی حرام چیز کے ساتھ علاج کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟؟؟؟

نمبر ایک

اس بات پر تمام فقهاء کا اتفاق ہے کہ حالت اضطرار میں حرام چیز سے علاج کرنا جائز ہے  
اسکی دلیل سورۃ بقرہ آیت نمبر 173 میں ہے "فمن اضطر غیر باع و لا عاد فلا آثم عليه" ""  
یعنی جو شخص مجبور ہو جاوے اس حال میں کہ بغاؤت کرنے والا نہ ہو تو تو کوئی گناہ نہیں (لیکن وہ چیز  
حرام ہی رہیگی اگر مجبوری کے طور پر رشوت دو تو یہ حرام ہی ہے لیکن گناہ نہیں ہو گا)

نمہب نمبر دو

صرف بیماری دور کرنے کے لیے (حال اضطرار نہ بھی ہو) امام مالک کے نزدیک تداوی بالحرام جائز ہے  
وہ حدیث عربینہ سے استدلال کرتے ہیں۔۔۔

### مذہب نمبر تین

امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام محمد کے نزدیک صرف بیماری دور کرنے کے لیے تداوی بالحرام جائز نہیں ہے  
ان حضرات کی دلیل

وہ احادیث ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام چیز سے علاج کرنے سے منع فرمایا ہے  
جیسا کہ ابواب الاشربہ اور ابواب الطب میں ایک حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ ھم شراب کو کبھی دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انہاداء لیس بدواء" کہ یہ تو خود بیماری ہے دوانہیں ہے۔۔۔۔۔

### مذہب نمبر چار

امام ابویوسف کے نزدیک اگر سمجھدار طبیب کہتے ہیں تو جائز ہے یعنی تداوی بالحرام جائز ہے

### مذہب نمبر پانچ

امام طحاوی کے نزدیک شراب کے علاوہ باقی محramات سے تداوی بالحرام جائز ہے

(احناف کے ہاں فتویٰ امام ابویوسف کے قول پر دیا جاتا ہے لیکن احتیاط امام ابوحنیفہ کے مذہب ہے مطابق ہے)

### البحث الثالث

احناف کا مسلک دونوں احادیث میں حدیث عرینہ کے مطابق نہیں تو پھر اس کا کیا جواب ہو گا..؟؟؟

### جواب 1.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ اہل عرینہ منافق تھے اور اس کا ثبوت ترمذی کی اس روایت سے ملتا ہے، وار تدوا عن الاسلام، کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور منافق شرعی احکام کے مکلف نہیں ہوتے اس لیے حرام چیز کو بطور دوا استعمال کرنے کو کہا۔۔۔۔۔

جواب نمبر 2

اہل عرینہ کی اس بیماری کو حالت اضطرار پر محمول کیا جائے گا

جواب نمبر 3

امام محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ حدیث عرینہ منسوخ ہے کہ پہلے بول مایو کل لحمد سے علاج کرنے کی اجازت تھی بعد میں استنزفوا من البول سے منسوخ ہو گئی۔۔۔۔۔

جواب نمبر 4

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نے جواب دیا کہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشربوا مِن الباخحا و ابوالحافر میا  
بیہاں اشربوا کا تعلق الباخحا کے ساتھ ہے اور ابوال کو خارجی طور پر بدلت استعمال کرنے کو کہا کیون کہ اہل عرینہ پر بیماری کی وجہ  
سے بدن پر پھوڑے نکل آئے تھے اس بیماری کی وجہ سے بدن گلننا شروع ہو جاتا ہے  
عرف الشذی میں علامہ صاحب نے اس کے عربی ادب میں سے دلیل پیش کی ہے کہ بسا اوقات فعل کا تعلق معطوف علیہ کے  
ساتھ ہوتا ہے معطوف کے ساتھ نہیں ہوتا.....!!!!!!

## ٥٦-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ

٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا وُضُوءٌ لِّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

٧٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رِيحًا بَيْنَ أَلْيَتِيهِ فَلَا يَخْرُجْ حَتَّى يَسْعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدْ رِيحًا.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ: أَنَّ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدِيثٍ يَسْعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدْ رِيحًا.  
وَقَالَ ابْنُ الْبَارَكِ: إِذَا شَكَ فِي الْحَدِيثِ، فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ، حَتَّى يَسْتَيْقِنَ اسْتِيقَانًا يَقْدِرُ أَنْ  
يَحْلِفَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: إِذَا خَرَجَ مِنْ قُبْلِ الْبُرُّأَةِ الرِّيْحُ وَجَبَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحَاقَ  
٧٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنْبِيِّ،  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ التَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةً أَحَدٍ كُمْ إِذَا أَحَدَثَ حَتَّى  
يَتَوَضَّأَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

## ٥٧-باب الوضوء من النوم

٧٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، وَهَنَّادٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْيِدِ الْمُحَارِبِيُّ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي خَالِدِ الدَّالِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَّةِ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ، حَتَّى غَطَّ أَوْ نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ يُصْلِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ قَدْ نَهَيْتَ، قَالَ: إِنَّ الوضُوءَ لَا يُجْبِ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعاً، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ، وَأَبُو خَالِدٍ أَسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ

٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ ثُمَّ يَقُولُونَ فِيَصْلُونَ، وَلَا يَتَوَضَّؤُنَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَسَيِّعَتْ صَالِحَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْبَارَكِ عَنِ النَّامِ قَاعِدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ: لَا وَضُوءَ عَلَيْهِ.

وَقَدْ رَوَى حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ، سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرْوَبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا الْعَالِيَّةَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الوضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، فَرَأَى أَكْثَرُهُمْ: أَنَّ لَا يُجْبَ عَلَيْهِ الوضُوءُ إِذَا نَامَ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا حَتَّى يَنَامَ مُضْطَجِعاً، وَبِهِ يَقُولُ الشَّوَّرْمَى، وَابْنُ الْبَارَكِ، وَأَحْمَدُ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا نَامَ حَتَّى غُلِبَ عَلَى عَقْلِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الوضُوءُ، وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ.

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: مَنْ نَامَ قَاعِدًا فَرَأَى رُؤْيَا أَوْ زَالَتْ مَقْعَدَتُهُ لِوَسِنَ النَّوْمِ، فَعَلَيْهِ الوضُوءُ

### البحث الاول

انبیاء کی نیندنا قص وضو ہوتی ہے یا نہیں

اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے

انبیاء کی نیندنا قص وضو نہیں ہوتی

اس کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو جامع ترمذی میں بھی آگے آرہی ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو تازہ وضو کیے بغیر نماز پڑھی

حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ آپ تو سو گئے تھے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تنانا عینا یا ولاینام قلبی

میری دونوں آنکھیں سوتی ہے میر ادل نہیں سوتا۔۔۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی کے درجے میں ہوتا ہے

جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ میں سورۃ صافات کے اندر موجود ہے

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل سے کہا

قالَ لِبْنِي أَنِي إِنِّي فِي النَّارِ إِنِّي أَذْبَحُ فَانظُرْ مَا ذَاتِي ۝

اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو دیکھ کہ تیری رائے کیا ہے

یہاں بالاتفاق خواب وحی کے درجے میں ہے

### البحث الثاني

عام انسان کی نیندنا قص وضو ہے یا نہیں

مذہب نمبر ایک

نوم مطلقاً غیر ناقص ہے

یعنی کسی بھی طرح انسان سوئے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا

یہ منقول ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے اور ابو موسیٰ الشعراًی سے۔۔۔

ان حضرات کی دلیل

ترمذی میں موجود روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے--

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ یا نامون ثم یقومون فیصلون ولا یتو ضوء

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سو جاتے تھے پھر اٹھتے تھے پس نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے

مذہب نمبر 2

نوم مطلقاً ناقض وضو ہے

یعنی انسان کسی بھی طرح سوئے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے

یہ مذہب ہے حسن بصری کا امام اوزاعی کا اور امام زہری رحمہم اللہ کا

ان حضرات کی دلیل ترمذی کے علاوہ وہ تمام روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیندنا قاض وضو ہے

مذہب نمبر 3

غالب نوم ناقض وضو ہے اور نوم غیر غالب غیر ناقض ہے

یعنی غالب نیندنا قاض وضو ہے اور غیر غالب نیندنا قاض وضو نہیں ہے

یہ مذہب جمہور علماء یعنی ائمہ اربعہ کا ہے--

(وعلیہ الفتوی)

لیکن پھر جمہور فقهاء میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ غالب نیند کو نسی ہے اور غیر غالب کو نسی ہے؟ یعنی اس کی تعریف میں اختلاف ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک استر خاء مفاصل یعنی جوڑوں کا ڈھیلا ہو جانا ایسی نیند غالب نیند کہلاتی ہے

اسکی علامت یہ ہے کہ "زال مقعد عن الارض"

زمین سے سرین کا ہٹ جانا

لیکن احناف کے نزدیک اگر بیت صلوٰۃ میں سو جائے تو یہ نیندنا قاض وضو نہیں ہے

البته اگر بیت صلوٰۃ میں بھی سہارا لیکر سوچائے تو نیندنا قض وضو ہے۔

بیت صلوٰۃ سے مراد قیام رکوع سجود قعود للشحد

لہذا اگر کوئی شخص نماز میں کھڑا کھڑا سو گیا یا کوع سجدے میں سو گیا یا تشدید کی حالت میں بیٹھا بیٹھا سو گیا چاہے نماز میں مصروف نہ ہو اس کاوضونہیں ٹوٹے گا

اور اگر ان حالتوں میں ستون یا دیوار کا سہارا لے لیا تو پھر نیندنا قض وضو ہو گی

(وعلیه الفتوی)

احناف کی دلیل ترمذی میں موجود روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں سو گئے تھے

"نام وھوساجد""

جب حضرت عبد اللہ ابن عباس نے عرض کیا

یار رسول انک قد نمت

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الوضوء لایجب الا علی من نام مضطجعا

یعنی میں سجدے میں سویا تھا اور وضو لیٹ کر سونے سے ٹوٹتا ہے

اس روایت میں محمد شین نے ایک اشکال ذکر کیا ہے

کہ جب انبیاء کی نیندنا قض وضو نہیں ہوتی تو حضرت عبد اللہ ابن عباس کے سوال کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ کیوں نہیں فرمایا کہ انبیاء کی نیندنا قض وضو نہیں ہوتی ..؟

اس کا جواب محمد شین نے یہ لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایس جواب دیا جس سے ایک عام امتی کیلئے بھی اصول سمجھ

میں آگیا

کہ سجدے میں سونے سے ایک عام امتی کاوضونہیں ٹوٹتا تو میر اب طریقہ اولی نہیں ٹوٹے گا۔!!

سوال

ترمذی کی اس روایت کا جواب کیا ہو گا کہ صحابہ سوچاتے تھے پھر اٹھ کر بغیر وضو کے نماز پڑھتے تھے ..???

جواب

محمد شین نے تفصیلی روایات کی روشنی میں یہ جواب دیا کہ

صحابہ نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے سوچاتے تھے یعنی قعود کی حالت میں

چنانچہ ترمذی کی اسی روایت میں یہاں کے نیچے بین السطور محدث لکھتے ہیں قعودا  
یعنی تشدید کی حالت میں بیٹھے بیٹھے صحابہ سو جاتے تھے

## ٥٨-بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ

٧٩- حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمِّرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَلَوْمَنْ شَوَّرْ أَقْطَطَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبْنُ عَبَّاسٍ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَتَتَوَضَّأْ مِنَ الدُّهْنِ أَتَتَوَضَّأْ مِنَ الْحَرِيمِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: يَا أَبْنَ أَخِي، إِذَا سَمِعْتَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَضَرِّبْ لَهُ مَثَلًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتَ، وَأَبِي طَلْحَةَ، وَأَبِي أَيْوبَ، وَأَبِي مُوسَى. وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْوُضُوءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: عَلَى تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارِ

## ٥٩-بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

٨٠- حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، سَمِعَ جَابِرًا، قَالَ سُفِيَّانُ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْبُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً، فَأَكَلَ، وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطْبٍ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ لِظَّهِيرَةٍ صَلَّى، ثُمَّ أَنْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِنْ عَلَالَةِ الشَّاشَةِ، فَأَكَلَ، ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِيقِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَأُمِّ الْحَكِيمِ، وَعَمِّرِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَأُمِّ عَامِرٍ، وَسُوَيْدِ بْنِ التَّعْمَانِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ وَلَا يَصُحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ فِي هَذَا مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ، إِنَّهَا رَوَاهُ حُسَامُ بْنُ مِصَلٍّ، عَنْ أَبْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِيقِ، عَنِ الْبَيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالصَّحِيحُ إِنَّهَا هُوَ: عَنِ أَبْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْبَيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَكَذَا رَوَى الْحُفَاظُ، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِهِ عَنِ أَبْنِ سِيرِينَ، عَنِ أَبِينِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْبَيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَرَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ، وَعِكْرِيَّةُ مَهْدَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْرِو بْنِ عَطَاءٍ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَغَيْرُهُ أَحَدٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ وَافِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَهَذَا أَصَحُّ الْعَيْلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ كُثُرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلُ سُفِّيَانَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: رَأَوْا تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

وَهَذَا آخِرُ الْأَمْرِيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ هَذَا الْحَدِيْثُ نَاسِخٌ لِّلْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ

\* آگ سے کپی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا کیا حکم ہے...???

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بارے میں ابتدائی دور میں یہی حکم دیا گیا تھا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا واجب ہے

بعد میں ترک الوضوء ممانتہ النار کا حکم آیا

اس پے صحابہ کرام کے دور میں اس بارے میں صحابہ کا آپ سیں میں اختلاف رہا ہے

لیکن اب ترک و ضومہ مامست النار پر اجماع ہے

کسی فقیہ کا اختلاف نہیں ہے....!

چونکہ روایات دونوں طرح موجود تھی اس لیے امام ترمذی نے دو الگ الگ باب قائم کیے  
نمبر ایک

باب الوضوء مما غيرت النار

۱۰

باب في ترك الوضوء مما غيره ت النار

### البحث الثاني

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی کی اس روایت کا کیا جواب ہو گا  
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الوضوء مما ماست النار ولو من ثور اقط (پنیر کا ٹکڑا)

جواب نمبر ایک  
یہ روایت منسون ہو چکی ہے  
ناسخ عالله ولی روایت ہے  
چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے دونوں بابوں کے آخر میں یہ فرمایا  
""هذا آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"  
یعنی یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں  
لیکن آخری بات یہی ہے ترک الوضوء مما ماست النار  
یہی جملہ امام ابو داؤد نے وضو مما ماست النار میں فرمایا  
""كان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترك الوضوء مما ماست النار""

جواب نمبر دو  
بعض محدثین وضوء مما ماست النار کو استحباب پر محمول کرتے ہیں

جواب نمبر تین  
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ججۃ اللہ البالغہ صفحہ 77 میں یہ جواب لکھتے ہیں کہ وضو مما ماست النار کا حکم یہ خواص کیلئے ہے  
جو تہذیب نفوس میں مصروف ہوتے ہیں

جواب نمبر چار  
حضرت شیخ المند مہمود حسن رحمہ اللہ کی تقریر ترمذی الورداشذی صفحہ نمبر 16  
میں یہ جواب دیا ہے کہ

وضو مشتق ہے وضائت سے (وضائت کا معنی روشنی)

الہذا آگ سے کپی ہوئی چیز کھانے کے بعد طہارت باقی رہتی ہے وضائت میں کمی ہو جاتی ہے اس لیے وضو کا حکم دیا

جواب نمبر پانچ

یہی جواب ہمارے مشائخ کے نزدیک زیادہ راجح ہے

یہ جواب بہت سے محدثین نے دیا ہے

وضو کا لغوی معنی ہے ہاتھ منہ دھونا

اور اصطلاحی معنی ہیں حدث اصغر سے پاکی حاصل کرنے کا طریقہ

الہذا جن روایات میں آگ سے کپی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا فرمایا

وہاں وضو کا لغوی معنی مراد ہے

جیسے ابو حیرہ کی روایت ترمذی میں ثور اقط والی

اور ترمذی کی جس روایت میں گوشت کھانے کے بعد وضو کیے بغیر عصر کی نماز ہڑھانے کا ذکر ہے اور ولم یتوضا کے الفاظ ہیں

وہاں وضو اصطلاحی کی نفی مراد ہے

اس جواب کے استثناء میں محدثین روایت عکراش پیش فرماتے ہیں جو ترمذی میں موجود ہے

کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دعوت میں گوشت کھایا پھر ہاتھ منہ دھوئے اور ایک روایت میں سر پر بھی ہاتھ پھیرا

پھر حضرت عکراش کو مخاطب کر کے فرمایا

یا عکراش هذا الوضوء مما غيرت النار

اے عکراش یہ وضو ہے اس چیز کے کھانے کے بعد جو آگ پر کپی ہوئی ہو

ظاہر ہے کہ یہ وضو لغوی ہے

## ٦۔ بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبْلِ

٨١ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: سُلِّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبْلِ فَقَالَ: تَوَضَّئُوا مِنْهَا، وَسُلِّمَ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْغَنِمِ فَقَالَ: لَا تَتَوَضَّئُوا مِنْهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَأَسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

وَقَدْ رَوَى الْحَجَاجُ بْنُ أَرْطَاهَ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ

وَرَوَى عُبَيْدَةُ الصَّبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ذِي الْغَرَّةِ. وَرَوَى حَمَادُ بْنُ سَلَيْهَ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنِ الْحَجَاجِ بْنِ أَرْطَاهَ، فَأَخْطَأَ فِيهِ، وَقَالَ فِيهِ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

وَالصَّحِيحُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ. قَالَ إِسْحَاقُ: أَصَحُّ مَا فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ شَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثُ الْبَرَاءِ. وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ

## باب الوضوء من لحوم الإبل

(1)۔۔۔ امام احمد بن حنبل امام اسحاق اور اہل ظواہر کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا لازم ہے انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے اور یہ امام شافعی کا قول قدیم بھی ہے

(2) احناف اور جمہور کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو واجب نہیں ہوتا  
ان حضرات کی دلیل  
وہ روایات ہیں جو ترک وضو مامست النار میں گزری ہے

اور ترمذی میں موجود روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ  
یہاں وضو سے وضو وغیری مراد ہے

اونٹ اور بکری کے گوشت میں فرق کرنے کی وجہ  
بالفاظ دیگر اونٹ کے گوشت کو کھانے کے بعد وضو کا حکم کیوں دیا گیا

1 حضرت شاہ ولی نے فرمایا  
کہ اونٹ کی چربی اور گوشت چربی والا بنی اسرائیل کیلئے حرام تھا  
امت محمد یہ کیلئے حلال کیا گیا  
الہند اشگر کیلئے وضو کا حکم دیا گیا

2 اونٹ کے گوشت سے وضوء کرنے کا خاص طور پر اس لیے حکم دیا گیا کہ اس کے گوشت میں خاص قسم کی چنائی اور بو  
ہوتی ہے

اور یہ جواب ہمارے مشائخ کے ہاں زیادہ راجح ہے...!!!  
جو چیز آگ سے پکائی گئی ہوا سکی منسوخی کا حکم تدریجیاً نازل ہوا  
پہلے ہر آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم تھا  
اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم باقی رہا  
بالآخر یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا....!!

## ٦١-بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسَّ الدَّكَرِ

٨٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ:

أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ بُشَّرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَسَ ذَكَرَهُ فَلَا يُصْلِّ  
حَتَّى يَتَوَضَّأَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي أَيْوبَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَرْوَى ابْنَةِ أَنَيْسِ، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرَ، وَزَيْدِ بْنِ  
خَالِدٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرٍ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

هَكَذَا رَوَى غَيْرُواحِدٍ مِثْلَ هَذَا، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُشَّرَةَ

٨٣- وَرَوَى أَبُو أَسَامَةَ، وَغَيْرُواحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَرْوَانَ، عَنْ  
بُشَّرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو  
أَسَامَةَ بِهَذَا

٨٤- وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَنَا  
بِذَلِكَ عَلَيْهِ بْنُ حُجْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرُواحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَالثَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: أَصْحَحُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ بُشَّرَةَ.

وَقَالَ أَبُو زُرْعَةَ: حَدِيثُ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي هَذَا الْبَابِ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ  
مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ.

وَقَالَ مُحَمَّدٌ: لَمْ يَسْتَعِ مَكْحُولٌ مِنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَرَوَى مَكْحُولٌ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ غَيْرَهَا الْحَدِيثُ.

وَكَانَهُ لَمْ يَرِهَا الْحَدِيثُ صَحِيحاً

٦٢ - بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ

٨٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمِّرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنْفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ بِضْعَةٌ مِنْهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ.

وَقُدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضِ التَّابِعِينَ: أَنَّهُمْ لَمْ يَرُوا  
الْوُضُوءَ مِنْ مَسِ الْذَّكَرِ، وَهُوَ قُولُ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ.  
وَهَذَا الْحَدِيثُ أَحَسْنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِي هَذَا الْبَابِ.

وَقُدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ أَيْوْبُ بْنُ عُتْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ.  
وَقُدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ، وَأَيْوْبَ بْنِ عُتْبَةَ.  
وَحَدِيثُ مُلَازِمِ بْنِ عَمِّرٍ وَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرٍ أَصَحُّ وَأَحْسَنُ

**باب الوضوء من مس الذكر**--**باب الوضوء من ترك مس الذكر**

اس مسئلے میں اختلاف کی وجہ دونوں طرف احادیث کا ہونا ہے اور دونوں احادیث میں تعارض ہیں اور دونوں روایات قوی ہے اگرچہ محدثین نے دونوں روایتوں میں کچھ کلام کیا ہے

ڈھنڈ نمبر ایک

امام شافعی امام احمد امام مالک اور امام اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک ذکر فرج در بغیر حائل کے ہاتھ لگایا تو وضو ٹوٹ جائے گا

اور امام مالک سے ایک روایت یہ منقول ہے کہ ایسی صورت میں وضو کرنا مستحب ہے

ان حضرات کی دلیل  
باب الوضوء من مس الذکر میں آنے والی حضرت بصرہ والی روایت ہے  
”من مس ذکرہ فلا يصلح حتیٰ یوضاً“

مذهب نمبر دو  
احناف کے نزدیک ماذکر مس دبر اور مس فرج سے بلا حائل کے وضو نہیں

احناف کی دلیل  
باب مس الذکر من ترك الوضوء  
میں حضرت طلق بن علی والی روایت ہے  
حل هو بصنعة من  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مس ذکر سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا  
کیا ہو ایسا کہ جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے  
معلوم ہوا وضو واجب نہیں ہوتا

دونوں طرف روایات قویہ موجود ہے

احناف کے مذهب کی وجہ ترجیح  
وجہ نمبر 1  
احناف کہتے ہیں کہ طلق بن علی والی روایت ناسخ ہے  
کیوں کہ ان کا اسلام لانا بعد میں ہوا  
لیکن شوافع بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ بصرہ والی روایت ناسخ ہے

## توجیہ نمبر 2

جب دونوں روایات کا آپس میں تعارض ہے تو

\* اذ اتعارضاً ساقطاً قعوداً لِيَا أقوال صحابة

اب ھم صحابہ کے اقوال کی طرف رجوع کریں گے

حضرت علی عبد اللہ ابن مسعود رض حضرت ابو درداء حضرت حذیفہ حضرت عمار رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ مس ذکر سے وضو باطل نہیں ہوتا

احناف ان اقوال کو دلیل میں پیش کرتے ہیں

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ ابن عمر حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت سعد ابن ابی و قاص حضرت

ابو هریرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

یہ اس بات کے قائل ہیں کہ مس ذکر سے وضو باطل ہو جاتا ہے

ان اقوال صحابہ کو شوافع دلیل بناتے ہیں

## توجیہ نمبر 3

جب اقوال صحابہ سے بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوا اختلاف کی وجہ سے

تو اب ھم قیاس کی طرف رجوع کریں گے

احناف یہ کہتے ہیں کہ بول و بر از بالاتفاق نجس ہے اور ذکر فرج دبر طاہر ہے

جب نجس کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو طاہر کو ہاتھ لگانے سے وضو کیسے ٹوٹے گا..؟؟؟

اور احناف یہ بھی جواب دیتے ہیں کہ

ھم بصرہ والی روایت پر عمل کرتے ہیں کہ مس ذکر کی وجہ سے وضو کو مستحب سمجھتے ہیں

اور طلاق ابن علی والی روایت پر عمل کرتے ہیں

یعنی طلاق ابن علی والی روایت پر عمل کرے تو بصرہ والی روایت پر عمل کرنا بھی ممکن ہو گا

کہ اس حکم کو ہم اصحاب پر محول کریں گے  
لہذا حنفی طرف سے بصرہ والی روایت کا بھی جواب ہو گیا

## ٦٣ - بَاب تَرْك الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ

٨٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادٌ، وَأَبُوكَرِيبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَأَبُوعَسَارٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي شَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَاءِهِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هِيَ إِلَّا أُنْتِ فَصَحَّكَتْ. وَقَدْ رُوِيَّ نَحْوُ هَذَا عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ الثُّوْرَيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالُوا: لَيْسَ فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ. وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: فِي الْقُبْلَةِ وُضُوءٌ، وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْتَّابِعِينَ فَإِنَّمَا تَرَكَ أَصْحَابُنَا حَدِيثَ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْأَنَّةِ لَا يَصْحُّ عِنْدَهُمْ لِحَالِ الإِسْنَادِ.

وَسَيِّعَتْ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ يَذْكُرُ، عَنْ عَلَيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: صَفَّ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَانُ هَذَا الْحَدِيثُ، وَقَالَ: هُوَ شَبَهُ لَا شَيْءٌ.

وَسَيِّعَتْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ يُضَعِّفُ هَذَا الْحَدِيثُ، وَقَالَ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي شَابٍ لَمْ يَسِّعْ مِنْ عُرْوَةَ.

وَقَدْ رُوِيَّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيِّيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

وَهَذَا لَا يَصْحُّ أَيْضًا، وَلَا نَعْرِفُ لِإِبْرَاهِيمَ التَّمِيِّيِّ سَبَاعًا مِنْ عَائِشَةَ، وَلَيْسَ يَصْحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ

باب ترك الوضوء من قبلة

تقبيل نساء کی وجہ سے وضو واجب ہوتا ہے یا نہیں

مذہب نمبر ایک

امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق اور امام اوزاعی رحمہم اللہ  
یعنی جمہور فقهاء کے نزدیک تقبیل نساء کی صورت میں وضو واجب ہو گا

ان حضرات کے پاس اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ تقبیل نساء سے وضو واجب ہوتا ہے  
یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رحمہم اللہ نے اس سے پہلے جواب باب قائم کیے اس میں دونوں طرف کے فقهاء پر باب قائم کیے  
جیسے باب الوضوء مما غیرت النار اور باب فی ترك الوضوء مما غیرت النار  
اسی طرح پہلے باب قائم کیا باب الوضوء من مس الذکر اور پھر باب قائم کیا باب ترك الوضوء من مس الذکر  
لیکن یہاں اس مسئلے میں امام ترمذی رحمہم اللہ نے شوافع کے مذهب پر باب قائم نہیں کیا یعنی باب فی ترك الوضوء من القبلة قائم نہیں  
کیا

کیوں کہ شوافع کے پاس اس مسئلے میں کوئی حدیث بطور دلیل نہیں ہے  
البتہ ترك الوضوء من القبلة کی روایت موجود تھی اس پر امام ترمذی نے باب قائم کر دیا

پھر شوافع کی دلیل کیا ہے  
در اصل شوافع کی دلیل الوضوء من القبلة کے بارے میں تو نہیں لیکن شوافع اور جمہور وضو من القبلة کی بنیاد مس امر آہ کے مسئلہ  
کو بنیاد بناتے ہیں

کہ عورت کو چھونے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب منه سے چھوا یعنی تقبیل کی تو بھی وضو ٹوٹ گیا اور شوافع کی دلیل  
مس امر آہ میں سورۃ مائدہ آیت نمبر 6 میں ا لمستم النساء ہے  
لمستم میں دو قرائتیں ہیں

1  
لمستم  
2  
لمستم

لمستم کی قرائت جمہور کے نزدیک ہے مصحف میں اسی طرح لکھا جاتا ہے  
اور دونوں قرائتیں کی صورت میں قرآنی رسم الخط میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی

لمستم

یہ قرائت امام حمزہ اور امام کسائی کی روایت میں ہے

اور اس کا معنی شوافع کرتے ہیں عورتوں کو چھونا

پھر شوافع ترمذی میں موجود احناف کی دلیل کا کیا جواب دیتے ہیں  
امام ترمذی نے "وانما ترک اصحابنا حدیث عائشہ سے یہ جواب دیا کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے  
اس لیے اصحاب شوافع نے اس حدیث کو چھوڑ دیا

منہب نمبر دو  
احناف کے نزدیک تقبیل نساء سے وضو واجب نہیں ہوتا  
احناف کی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے  
کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجہ مطہرہ کی تقبیل کی اور وضو نہیں کیا اور پھر نماز پڑھائی

احناف کی طرف سے شوافع کی دلیل کا جواب  
احناف یہ کہتے ہیں کہ ترمذی میں موجود دونوں روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تقبیل نساء کی وجہ سے وضوء لازم نہیں ہوتا  
اور ہمارے پاس ایک اور روایت بخاری شریف کی بھی ہے  
بخاری جلد اول کتاب التہجد باب ما بجوز من العمل فی الصلة  
اسی طرح سنن نسائی جلد اول صفحہ نمبر 38 میں یہ روایت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے حضرت  
عائشہ صدیقہ حجرے میں لیٹی ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ جب سجدے میں جانے لگے تو اپنے ہاتھوں سے حضرت عائشہ کے  
پاؤں کو ایک طرف ہٹا کر سجدہ کیا  
روایت میں الفاظ ہیں

"مسنی بر جله"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاؤں کو چھووا  
اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہے  
معلوم ہوا مس امر آہ سے وضو نہیں ٹوٹتا

سورہ مائدہ کی آیت میں لمس تم کا جواب

### جواب نمبر ایک

یہاں ایک قرائت لستم کی بھی ہے جو امام عاصم اور امام حفص کی قرائت ہے اور لستم یہ لمس ملامستہ سے باب مفہوم ہے اس کا خاصہ یہ ہے جانبین سے عمل ہوتا ہے

لہذا یہاں جماع مراد ہے اور لستم کی قرائت میں بھی جماع ہی مراد ہے

### جواب نمبر دو

یہاں لستم سے بھی جماع مراد لینا ضروری ہے ورنہ اس آیت میں حدث اکبر کا ذکر نہ رہے گا جبکہ لستم سے جماع مراد لینے سے یہ بات ثابت ہو گی کہ تمم حدث اصغر کیلئے بھی کافی ہے اور حدث اکبر کیلئے بھی کافی ہے

### جواب نمبر تین

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ اس آیت کی تشریح نقل کی ہے کہ سورۃ مائدہ کی اس آیت میں لستم سے جماع مراد ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس نے اس بات کے استشهاد کیلئے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 237 پیش کی  
وَإِن طَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ إِنْ تَمْسُوهُنَّ۔۔۔

یعنی حمزہ اور کسائی کی قرائت میں لستم پڑھا جائے تو اس کا ترجمہ چھونا ہی ہو گا لیکن کنایتہ جماع مراد ہو گا یاد رہے کہ قرآن مجید کی تین آیات ایسی ہیں جہاں مس امر آہ کا ذکر ہے اور شوافع بھی وہاں جماع مراد لیتے ہیں

1 سورۃ بقرہ کی آیت 237

وَإِن طَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ إِنْ تَمْسُوهُنَّ

اگر تم طلاق دے دو عورتوں کو چھونے سے پہلے یعنی جماع اے پہلے یہاں شوافع بھی مس کا معنی جماع کرتے ہیں

2 سورۃ بقرہ آیت 236

لَا جنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ طَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَمْ تَمْسُوهُنَّ

یہاں بھی شوافع کے نزدیک مس سے مراد جماع ہے

سورة احزاب آیت نمبر 49 3

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كُلْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ إِنْ تَسْوِيْهُنَّ

یہاں بھی شوافع مس سے مراد جماعت لیتے ہیں

پادرے کہ قرآن مجید میں ہر جگہ مس سے مراد جماعت نہیں ہے جیسے آپ اسے ربوائیں ہے

"يُخْطِلُ الشَّيْطَنُ مِنَ الْمُسْ"

وہاں چھونا، یہ مراد ہے

سوال

شائع لمح کے معنی سے جماعتے ہیں جبکہ آپ نے جواب میں تین آیتیں مس کی پیش کی۔۔۔؟؟؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ شوافع لمستم سے مس امر آہ پر استدلال کرتے ہیں

معلوم ہوا مس کا ایک ہی معنی ہوتا ہے

یہ مترادف لفظ ہے

اس پلے تینوں آئیوں کو جواب میں پیش کرنا درست ہوا.....!!!!!!

باب ترك الوضوء من القبلة میں آنے والی دونوں روایتوں پر امام ترمذی نے جرح کی اور فرمایا کہ

یہ دونوں حدیثیں سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔۔

اعتراض نمبر ایک

وسمعت محمد ابن اسما عيل يضعف هذا الحديث وقال حبيب

یعنی امام ترمذی نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ امام بخاری سے سنا کہ وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں

اور امام بخاری نے یہ فرمایا کہ حبیب این ثابت کاملاً عرب و بن زبیر سے ثابت نہیں ہے۔۔۔؟

اس اعتراض کا جواب ہمارے محمد شین پر دیتے ہیں کہ

### جواب نمبر 1

عظمیم محدث مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے سنن ابی داؤد کی شرح بذل المجهود میں چار روایات نقل کی ہے جو کہ حبیب ابن ثابت عن عروہ عن عائشہ کی سند سے ہیں اور فرمایا کہ یہ سند امام بخاری کی شرط سماع کی وجہ سے ان کے نزدیک ضعیف ہیں لہذا امام مسلم اور باقی محدثین کے نزدیک یہ سند صحیح ہے..! کیوں کہ حبیب ابن ثابت اور عروہ بن زبیر دونوں ہم عصر اور ہم زمانہ ہیں (یہ اعتراض نمبر ایک کا جواب ہوا)

### دوسری روایت اور دوسرا اعتراض

امام ترمذی نے "وقد روی عن ابراهیم التیمی" سے ایک اور روایت نقل کی اور فرمایا "هذا لا يصح الپھانأ ولا نعرف لا بر ایم التیمی سماعا من عائشہ" ۱۸۲

اس کا ایک جواب تو ہی ہوا کہ یہاں شرط سماع نہیں پائی جا رہی لہذا یہ صرف علی شرط بخاری صحیح نہیں ہے اور ہمارے مشائخ اور محدثین ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ اعلاوہ السنن جلد نمبر ایک صفحہ نمبر ۱۸۲ اس میں دارقطنی کی ایک روایت موجود ہے

اس میں سند اس طرح ہے کہ ..... عن ابراهیم التیمی عن ابیہ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔۔۔

اس روایت کے مطابق یہ سند متصل ہے کیون کہ اس میں عن ابیہ بھی ہے.....

امام ترمذی نے اس باب میں دو روایتیں نقل کی اور دونوں احناف کی دلیل بن رہی تھی

امام ترمذی نے اس پر اعتراض فرمایا تھا

ہم نے ان کے دونوں جواب پڑھ لیے اب احناف ان روایات کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ایسی مستند

روایت موجود ہے جس میں حبیب ابن ابی ثابت بھی نہیں ہے اور ابراهیم التیمی بھی نہیں ہے

یہی وہ دور اوی تھے جن پر امام ترمذی رحمہ اللہ نے اشکال کیا تھا

اور یہ روایت مصنف عبد الرزاق جلد نمبر ایک صفحہ ۱۳۵ میں موجود ہے

اس کی سند اس طرح ہے

"عن محمد ابن عمر عن عروة ابن الزبیر عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: قبلني رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم يحدث وضویه" ۱۳۵

امام ترمذی نے اس جگہ تیری بات یہ فرمائی کہ "ولیس یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی هذالباب شیء" یعنی اس باب میں کوئی صحیح حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے ہمارے مشايخ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ امام ترمذی نے اپنے علم کے مطابق فرمایا ہے ورنہ ابھی ہم نے مصنف عبد الرزاق اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے حوالے سے اس مسئلے کے بارے میں صحیح روایات پیش کیے ہیں ..

#### ٦٤- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ

٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ:  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّابِدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ،  
قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَعْيَشَ بْنِ الْوَلِيدِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ  
مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ، فَتَوَضَّأَ، فَلَقِيتُ  
ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ مَشْقَةَ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءًا.  
وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: مَعْدَانُ بْنُ طَلْحَةَ.  
وَابْنُ أَبِي طَلْحَةَ أَصْحَحُ

وَقَدْ رَأَى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ:  
الْوُضُوءُ مِنَ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ الشَّوَّرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.  
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ فِي الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ وُضُوءٌ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ.  
وَقَدْ جَوَدَ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ هَذَا الْحَدِيثَ.  
وَحَدِيثُ حُسَيْنٍ أَصْحَحُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ.

وَرَوْى مَعْبُرٌ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فَأَخْطَأَ فِيهِ، قَالَ: عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْأَوْزَاعِيَّ، وَقَالَ: عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَإِنَّهَا هُوَ مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ

### باب الوضوء من القبي والراغف

#### راغف

کہتے ہیں تکسیر کو یعنی ناک سے نکلنے والا خون۔

#### سوال

امام ترمذی جو حدیث لائے ہیں ترجمۃ الباب اس کے مطابق نہیں ہے اس لیے کہ حدیث میں قیمی کا ذکر ہے لیکن راغف کا ذکر نہیں ہے۔؟

محمد شین اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ والراغف لا کر امام ترمذی رحمہ اللہ صرف راغف کے بارے نہیں بتانا چاہتے بلکہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مادرج من غیر اسلیلین ناقص و ضوہ ہے یا نہیں (سلیلین سے مراد بول و بر از نکلنے کی جگہ)

در اصل فقهی میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ مادرج من غیر اسلیلین یعنی جو نجاست بول و بر از کی جگہ کے علاوہ سے نکلے وہ ناقص و ضوہ ہے یا نہیں

#### مذهب نمبر ایک

امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبل عبد اللہ ابن مبارک سفیان ثوری اور امام اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک جو نجاست سلیلین کے علاوہ سے نکلے وہ بھی ناقص و ضوہ ہے جیسے قیمی اور راغف ان حضرات کی دلیل ترمذی میں موجود یہی روایت ہے "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاء فتوضوء"

ان حضرات کے نزدیک بدن سے خون نکلے تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے  
(وعلیہ الفتوی)

**مذہب نمبر دو**  
امام شافعی امام مالک کے نزدیک مخرج من غیر اسپلین ناقض وضو نہیں ہے  
لہذا قیمی اور رعاف سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا اور بدن سے خون نکلنے کی وجہ سے بھی نہیں ٹوٹے گا

**ان حضرات کی دلیل**  
وہ روایت ہے جسے امام حاکم نے مسند اذکر کیا ہے یعنی سند کے ساتھ  
اور امام بخاری نے اسی روایت کو معلقاً ذکر کیا ہے یعنی بغیر سند کے۔  
جو حضرت جابر ابن عبد اللہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ رقاص میں مصروف تھے تو ایک صحابی کو  
دشمن کا تیر لگا اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے "فزنفه الدم فركع و سجد و مضى في صلاة"  
یعنی تیر لگنے کے بعد ان صحابی کے بدن سے خون نکلا انہوں نے رکوع کیا اور سجده کیا اور اپنی نماز کو جاری رکھا  
(امام شافعی کی دلیل صرف یہی روایت ہے)

اس کا محمد شین نے جواب تحقیقی بھی دیا اور جواب الزامی بھی دیا ہے

**جواب تحقیقی**  
یہ دیا ہے کہ یہ روایت اس وقت دلیل بن سکتی تھی جب اس بات کا ذکر ہوتا کہ اس واقعہ کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ہو چکی تھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموشی فرماتے تو یہ تقریری روایت ہو جاتی۔ اور اس روایت میں اس اطلاع کا  
کوئی ثبوت نہیں ہے ایک صحابی کا عمل مذکور ہے

**جواب الزامی**  
یہ جواب الزامی علامہ خطابی نے دیا اور ہمارے محضی محدث نے اسکو حاشیے میں ذکر کیا  
علامہ خطابی فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس حدیث سے استدلال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے

کیوں کہ جب خون نکل کر بھے گا بدن اور کپڑوں پر لگے گا تو نماز صحیح نہیں ہو گی  
ہاں البتہ ایک صورت ہے کہ جب تیر بدن کو لگا تو خون اچھل کر باہر نکلتا رہا نہ بدن کو لگانے کپڑوں کو لوگا

قلس کا معنی

## ٦٥- بَابُ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيِّ

٨٨- حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي فَزَارَةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: سَأَلْتُنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا فِي إِدَاءِ تِكَانَةٍ، فَقُلْتُ: نَبِيُّنَا طَيْبَةٌ، وَمَاءُ طَهُورٌ، قَالَ: فَتَوَضَّأَ مِنْهُ.  
 وَإِنَّا رُوِيَ لَنَا أَنَّهُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.  
 وَأَبُو زَيْدٍ رَجُلٌ مَجْهُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ لَا تُعْرَفُ لَهُ رِوَايَةٌ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ.  
 وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْوُضُوءَ بِالنَّبِيِّ مِنْهُمْ: سُفِيَانُ، وَغَيْرُهُ.  
 وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَتَوَضَّأُ بِالنَّبِيِّينَ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.  
 وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنَّ ابْنَتَلِي رَجُلٌ بِهَذَا فَتَوَضَّأَ بِالنَّبِيِّ وَتَيَسَّمَ أَحَبُّ إِلَيْهِ.  
 وَقَوْلُ مَنْ يَقُولُ: لَا يَتَوَضَّأُ بِالنَّبِيِّ، أَقْرَبُ إِلَى الْكِتَابِ وَأَشْبَهُ، لَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: {فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَسَّبُوا صَعِيدًا طَيْبًا}

### باب الوضوء بالنبي

نبذ کا معنی ہے پھینکنا ڈالنا (جیسے کہ سورۃ بقرہ میں ہے "فَنَبَذَ وَرَأَ ظُخُورَ هُمْ")

اور یہاں نبذ فعل مفعول کے معنی میں ہے

نبذ کا معنی منبوذ

یعنی وہ پانی جس میں کھجوروں کو ڈال دیا گیا ہو

کیا نبذ سے وضوء کرنا جائز ہے۔۔۔؟؟

اس مسئلے کو صحیح کے لیے نبذ کی تین قسموں کو جانا ضروری ہے

(1)۔۔۔ ایسی نبیذ جو غیر مطبوع خ ہو (کلی ہوئی نہ ہو)

غیر مسکر ہو (نشہ آور نہ ہو)

غیر متغیر ہو (یعنی اس کے اوصاف میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو)

غیر حلوا (یعنی وہ میٹھی نہ ہو) ایسی نبیذ سے بالاتفاق وضو کرنا جائز ہے... بشرطیکہ وہ رقیق ہو (یعنی پانی کی طرح پتلی ہو)

(2)۔۔۔ نبیذ کی دوسری قسم

مطبوع، مسکر، غلیظ (گاڑھی) اور اس کا رفت اور سیلان (بہاؤ) ختم ہو جائے

ایسی نبیذ سے بالاتفاق وضو کرنا جائز نہیں ہے

(3)۔۔۔ ایسی نبیذ جو حلوا ہو رقیق ہو غیر مطبوع ہو غیر مسکر ہو

اس کے بارے میں فقهاء کا اختلاف ہے۔۔۔

مذہب نمبر 1.

امام ابو یوسف امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک ایسی نبیذ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے  
اگر ایسی نبیذ کے علاوہ کوئی پانی نہ ہو تو تمیم کریں گے

ان حضرات کی دلیل

سورہ مائدہ کی آیت نمبر 6 میں آنے والا یہ جملہ ہے "فلم تجروا ماء قتیموم"

یعنی اگر تم پانی نہ پاؤ تو تمیم کر لوا اور ایسی نبیذ پر ماء یعنی پانی کا اطلاق نہیں ہوتا

مذہب نمبر 2...

امام ابو حنیفہ کا قول قدیم یہ ہے کہ ایسی نبیذ نمبر تین سے وضو کرنا ہو گا تمیم کرنا جائز نہیں

(لیکن اس پر احناف کے نزدیک فتویٰ نہیں ہے)

انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

**مذہب نمبر.....3**

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر دوسرا پانی نہ ہو سوائے نبیذ نمبر تین کے تو ایسی نبیذ سے پہلے وضو کریں گے پھر تم بھی کریں گے ..

**مذہب نمبر.....4**

امام اسحاق کے نزدیک نبیذ نمبر تین سے وضو کرنا واجب ہے پھر تم کرنا مستحب ہے

**امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول آخر**

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ عرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے البدائع والصناع میں لکھا ہے کہ

امام ابوحنیفہ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا تھا امام ابو یوسف کے قول کی طرف  
الہذا باب ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ نبیذ نمبر تین سے وضو کرنا جائز نہیں  
(وعلیہ الفتوی)

**قال ابو عیسیٰ**

امام ترمذی نے ترمذی میں موجود روایت کی سند پر جرح کی ہے اور فرمایا، کہ اس روایت کے ایک راوی ابو زید یہ مجہول شخص ہیں  
محمد شین کے نزدیک

اس حدیث کے علاوہ انکی کوئی حدیث بھی ہم نہیں جانتے  
اور محمد شین احناف بھی امام ترمذی کی اس جرح سے اتفاق کرتے ہیں  
الہذا احناف کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہے.....

## ٦٦-بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنَ الْلَّبَنِ

٨٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الرُّهْبَرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ  
 الَّبَّىَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَبَ لَبَنًا فَدَعَ بِسَاءَ فَبَصَّاصَ، وَقَالَ: إِنَّ لَهُ دَسَّا.  
 وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ.  
 وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
 وَقَدْ رَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْلَّبَنِ، وَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى الْإِسْتِخْبَابِ، وَلَمْ يَرَ بَعْضُهُمْ  
 الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْلَّبَنِ

### باب المضمضة من اللبن

اگر کسی بات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طبعی علت بتادیں تو وہ پھر فرض واجب سنت نہیں رہتا بلکہ زیادہ سنت غیر  
 مؤکدہ رہ جاتا ہے۔۔۔

## ٦٧-بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِ السَّلَامِ غَيْرِ مُتَوَضِّي

٩٠- حَدَّثَنَا نَصْرٌ بْنُ عَلَيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، عَنْ سُفِيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ  
 عُثْيَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى الَّبَّىِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَيُولُ فَلَمْ يَرِدْ  
 عَلَيْهِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَإِنَّمَا يُكَرَّهُ هَذَا عِنْدَنَا إِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَقَدْ فَسَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَلِكَ.  
 وَهَذَا أَحَسَنُ شَيْءٍ رُوَيَ فِي هَذَا الْبَابِ.  
 وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُهَاجِرِبِنِ قُتْنُدِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، وَعَلْقَبَةَ ابْنِ الْفَغْوَاعِ، وَجَابِرِ، وَالْبَرَاءِ

غیر متوضو سے مراد

بعض محدثین کے نزدیک وضو نہ ہونے کی حالت میں سلام کا جواب دینا لیکن اکثر اور متفقہ بات یہ ہے کہ اس سے مراد اس وقت سلام کا جواب دینا مراد ہے جب انسان بول و برآز میں مصروف ہو جیسے حدیث سے واضح ہوتا ہے.. ورنہ بغیر وضو کے سلام کا جواب دینا سب کے نزدیک جائز ہیں..!!!

### ٦٨-بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الْكَلْبِ

٩١- حَدَّثَنَا سَوَّاْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَئِيُوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يُغْسِلُ الِإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالثُّرَابِ، فَإِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهَذَا، وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ: إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ

باب ماجاء في سور الكلب

سور۔۔۔

بغیر ہمزہ کے جھنکے کے شہر کے فصیل کو کہتے ہیں  
اور ہمزہ کے ساتھ جھوٹے کو کہتے ہیں

### البحث الاول

کتے کے جھوٹے پانی کا حکم کیا ہے اور اس برتن کا حکم کیا ہے

### مذهب نمبر ایک

جمہور علماء کے نزدیک کتے کا جھوٹا پانی اور وہ برتن ناپاک ہو گا  
ان حضرات کی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

### مذهب نمبر دو

امام مالک کے نزدیک اس بارے میں چند اقوال ہیں.....

### قول اول

کتے کا جھوٹا پاک ہے

### قول ثانی

کتے کا جھوٹا ناپاک ہے

### قول ثالث

کلب ماذون کا جھوٹا پاک ہے یعنی وہ کتنا جس کو پانے کی اجازت دی گئی ہے اس کا جھوٹا پاک ہے  
جیسے چوکیداری کیلئے کتنا پالنا جائز ہے شکار کیلئے جاسوسی کیلئے کتنا پالنا جائز ہے

### قول رابع

امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ کلب بدوسی (دیہاتی) اور کلب حضری (شہری) میں فرق ہے۔

### البحث الثانی

کتے کے جھوٹے برتن کو کیسے پاک کیا جائے

مذہب نمبر ایک

امام ابوحنیفہ کے نزدیک تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے  
اور حنبلہ اور شوافع ہے نزدیک سات مرتبہ دھونا واجب ہے  
انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے "یو صل الاناء اذا لغ نيء الكلب سبع مرات""

اور اس بارے میں احناف کی دلیل۔

دارقطنی جلد اول صفحہ 24 میں آنے والی روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ  
جب کتابر تن میں منه ڈالے "یغسل ثلاثا او خمسا او سبعا""

دلیل ثانی۔۔۔۔۔ دارقطنی ہی میں دوسری روایت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے یہ موقف روایت ہے کہ حضرت  
ابو ہریرہ نے فرمایا۔۔۔۔۔ اذا لغ الكلب في الاناء اهز اقه ثم غسل ثلاث مرات" یعنی جب بر تن میں منه ڈالے تو پانی کو بہاؤ پھر  
تین مرتبہ دھولیا جائے  
معلوم ہوا کہ ترمذی والی روایت میں سبع مرات سے افضل طریقہ مراد ہے۔۔۔۔۔

## ٦٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورِ الْهِرَّةِ

٩٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَّسٍ، عَنْ  
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبِشَةَ بْنِتِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ  
وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِنِ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَّا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُؤْا، قَالَتْ: فَجَاءَتْ هِرَّةٌ  
تَشَهِّبُ، فَأَصْنَعَ لَهَا إِلَيْهَا حَتَّىٰ شَهَابَتْ، قَالَتْ كَبِشَةُ: فَرَآنِي أَنْظَرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا بُنْتَ أَخِي  
فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ، إِنَّهَا هِيَ مِنَ  
الصَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ، أَوِ الظَّوَّافَاتِ

نَاقْصُوفِ الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ الظَّبَّىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّاعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: مِثْلٍ  
الشَّافِعِيٌّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: لَمْ يَرُوا بِسُورِ الْهِرَةِ بَأْسًا.  
وَهَذَا أَحَسْنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ.

وَقَدْ جَوَدَ مَالِكُ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، وَلَمْ يَأْتِ بِهِ أَحَدٌ أَنَّمَا مِنْ مَالِكٍ  
باب ماجاء في سور الهرة

مذہب نمبر ایک

امام او زاعی کے نزدیک بلی کا جھوٹا نجس ہے  
کیوں کہ یہ غیر مأکول اللحم حرام جانور ہے

مذہب نمبر دو

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل یعنی آئمہ ثلاثة کے نزدیک بلا کراہت طاہر ہے  
اُنکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

مذہب نمبر تین

طرفین کے نزدیک مکروہ ہے  
احناف میں سے امام کرخی کے نزدیک مکروہ تنزی یہی ہے  
(وعلیہ الفتوی))

اور اگر معلوم ہو کہ اس نے ابھی تازہ تازہ چوہا شکار کیا ہے تو تب جھوٹا ناپاک ہے بالاتفاق

احناف کی دلیل

1 باب ماجاء فی سور الکلب میں آنے والی روایت کا آخری حصہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَاذَا لَفْتَ فِيْهِ الْهَرَةَ غُسلٌ مرّةٌ"

معلوم ہوا اس میں بلکی سی کراہت پائی جاتی ہے

دلیل 2

امام طحاوی نے باب سور الہرۃ میں ایک روایت نقل کی ہے اسمیں الفاظ ہیں "یغسل مرّة او مر تین"

## ٧- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ

٩٣ - حَدَّثَنَا هَشَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: بَانَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا؟ قَالَ: وَمَا يَنْعَنِي، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ لَأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَحُذَيْفَةَ، وَالْمُغِيرَةَ، وَبِلَالٍ، وَسَعْدٍ، وَأَبِي أَيْوبَ، وَسُلَيْمَانَ، وَبُرْيَدَةَ، وَعَبْرِو بْنِ أُمَّيَّةَ، وَأَنَسِ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَيَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأَسَامَةَ بْنِ شَرَابِيلِكَ، وَأَبِي أَمَامَةَ، وَجَابِرِ، وَأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُبَادَةَ، وَيُقَالُ: ابْنُ عُبَارَةَ، وَأَبْعَنْ بْنُ عُبَارَةَ.

حَدِيثُ جَرِيرٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

٩٤ - وَيُرَوَى عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَقْبَلَ الْمَائِدَةَ، أَمْ بَعْدَ الْمَائِدَةِ؟ فَقَالَ: مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ الْمَائِدَةِ، حَدَّثَنَا بِذَلِكَ قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادِ التِّرْمِذِيِّ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَرِيرٍ.

وَرَوَى بِكِيَّةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ جَرِيرٍ. وَهَذَا حَدِيثٌ مُفَسَّرٌ لَأَنَّ بَعْضَ مَنْ أَنْكَرَ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ تَأَوَّلَ أَنَّ مَسْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَانَ قَبْلَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ، وَذَكَرَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

{باب المسح على الخفين}

مفسر لغوی معنی کے اعتبار سے اسم مفعول ہے باب تفعیل سے بمعنی خوب واضح کیا ہوا

مفسر کی اصطلاحی تعریف

اور محدثین کے نزدیک مفسر ایسی حدیث کو کہتے ہیں کہ جور و ایت اتنی واضح ہو کہ اس میں بالکل اجمال نہ ہو

لان بعض

اس سے امام ترمذی رحمہ اللہ مسح علی الخفین کے منکرین کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور وہ روافض ہیں جو مسح علی الخفین کے منکر ہیں اور پاؤں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔۔۔

## ٧١-بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ وَالْمُقِيمِ

٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّبَّيِّنِيِّ، عَنْ عَبْرِو بْنِ مَيْبُونَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ فَقَالَ: لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ.  
وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ صَحَّ حَدِيثُ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمَسْحِ.  
وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ أَسْمَهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ.  
وَيُقَالُ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدٍ.  
هَذَا حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

٩٦- وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ، وَعُوْفِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبْنِ عُمَرَ، وَجَرِيرِ  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ، وَعُوْفِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبْنِ عُمَرَ، وَجَرِيرِ  
حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجْوِيدِ، عَنْ زِرَّاً بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ  
صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرَّا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا  
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عُثَيْبَةَ، وَحَمَادَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعَنِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ وَلَا يَصُحُّ.

قَالَ عَلَيْهِ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْبِعْ إِبْرَاهِيمُ النَّخْعَنِيُّ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ حَدِيثَ الْمُسِحِ

وَقَالَ زَائِدَةُ: عَنْ مَنْصُورٍ، كُنَّا فِي حُجْرَةِ إِبْرَاهِيمَ التَّنَسِّيِّ وَمَعَنَا إِبْرَاهِيمُ النَّخْعَنِيُّ، فَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّنَسِّيُّ، عَنْ عَمِرِ وَبْنِ مَيْبُونِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسِحِ عَلَى الْخُفَّفِينَ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: أَحَسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ.

وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفِيَّانَ الشَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمَبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: يَسْحُرُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ لَمْ يُوقِنُوا فِي الْمُسِحِ عَلَى الْخُفَّفِينَ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَّسٍ.

وَالْتَّوْقِيَّةُ أَصَحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ عَاصِمِ بَابِ الْمُسِحِ عَلَى الْخُفَّفِينَ لِلْمَسَافِرِ وَالْمَقِيمِ

مسافر اور مقیم کیلئے مسح علی الخفین کی مدت کیا ہے

مصب نمبر ایک

امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک رحمہم اللہ یعنی جمہور کے نزدیک مقیم کیلئے مسح علی الحفین کی مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کیلئے تین دن اور تین راتیں ہیں

انکی دلیل ترمذی میں موجود دونوں روایات ہیں۔

#### مذہب نمبر دو

امام بالک کے نزدیک مقیم اور مسافر کیلئے مسح علی الحفین کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے جتنی دن چاہے مسح علی الحفین ہرے امام بالک کہ دلیل۔ سنن ابی داؤد میں آنے والی دو روایتیں ہیں  
سنن ابی داؤد جلد اول باب التوقیت فی المسح ن۔ عن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسح علی الحفین کی مدت پوچھی تو آپ نے مدت بتا دیتی۔ اگر راوی کہتے ہیں ولو استزادہ لزادنا اگر ہم اور زیادہ مدت پوچھتے تو آپ اور زیادہ فرمائیتے معلوم ہوا مسح علی الحفین کی مدت معلوم نہیں ہے

#### روایت نمبر دو

عن ابی عمارہ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "نعم و ما شئت ہاں اور جو تم پا ہو وہی روایتی نعم با بد انک ہاں جتنا تمہارے لیے ظاہر ہو

---

#### احناف کی طرف سے جواب

ہم احناف اور جہور ان دونوں روایتوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں آنے والے اخیر کے جملے صحابی کے ہیں جو ان کا اپنا خیال ہے اور ہم اس بات کو دلیل بنارہے ہیں ہونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔.....

## ٧٢-بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ أَعْلَاهُ وَأَسْفَلَهُ

٩٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي شُورُبْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَّةَ، عَنْ كَاتِبِ الْبُغِيرَةِ، عَنِ الْبُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفَيْنِ وَأَسْفَلَهُ.

وَهَذَا قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ مَا لِكُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ.

وَهَذَا حَدِيثٌ مَعْلُومٌ، لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ شُورُبْنِ يَزِيدَ غَيْرِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.  
وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ، وَمُحَمَّداً عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيحٍ، لَأَنَّ ابْنَ الْمُبَارِكِ رَوَى هَذَا عَنْ شُورِ، عَنْ رَجَاءِ، قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْبُغِيرَةِ، مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يُذْكُرْ فِيهِ الْبُغِيرَةُ

## ٧٣-بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ ظَاهِرِهِمَا

٩٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْزُّبَيرِ، عَنِ الْبُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْسُحُ عَلَى الْخُفَيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا.

حَدِيثُ الْبُغِيرَةِ حَدِيثُ حَسَنٍ، وَهُوَ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْبُغِيرَةِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَذْكُرُ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْبُغِيرَةِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا غَيْرُهُ.  
وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ: سُفِيَانُ الثُّوْرِيُّ، وَأَحْمَدُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَكَانَ مَالِكٌ يُشِيرُ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ

موزوں کے صرف اوپر مسح کرنا ہو گا یا نچے بھی

**نہب نمبر ایک**

امام مالک امام شافعی امام اسحاق کے نزدیک موزوں پر مسح اوپر کے اور نچے کے حصے پر بھی کریں گے

انکی دلیل حضرت مغیرہ ابن شعبہ والی روایت ہے جو پہلے باب میں ہے " ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الحف و اسفلہ "

**نہب نمبر دو**

امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبل اور سفیان ثوری رح ہے نزدیک موزوں کے صرف اوپر مسح کرنا ہو گا

انکی دلیل ترمذی کے دوسرے باب میں آنے والی روایت ہے یہ روایت بھی حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے منقول ہے  
رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پسح علی الخفین علی ظاهرہما"

پہلے باب میں آنے والی روایت کا جواب

**جواب نمبر 1**

امام ترمذی نے خود اس حدیث کو معلوم کہا ہے اور پھر اسکی تفصیل امام بخاری کا قول نقل کر کے کی ہے

**جواب نمبر 2**

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے معلوم ہونے کی ایک اور وجہ بتائی ہے  
کہ مندرجہ ذیل میں یہی روایت حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے ساطھ طریقوں سے منقول ہے کسی روایت میں اسفل کا ذکر نہیں ہے  
سوائے ترمذی کے اس روایت کے...

## ٧٤- بَابُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرِ بَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

٩٩ - حَدَّثَنَا هَشَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ، عَنْ سُفِّيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحِيلَ، عَنِ الْبُغَيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: تَوَضَّأَ الَّذِيْنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرِ بَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلٌ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفِّيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالُوا: يَمْسُحُ عَلَى الْجَوْرِ بَيْنِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَعْلَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسَى

### باب في المسح على الجور بين والنعلين

جرابوں پر مسح کرنے کا مسئلہ

اس بحث کو سمجھنے کے لیے تین اصطلاحات کو سمجھنا ضروری ہے

نمبر ایک

خفین کس کو کہتے ہیں

وہ چیز جو پاؤں پر پہنی جاتی ہے اور وہ مکمل چڑھے کی ہو اسے خفین کہتے ہیں

اس پر اجماع امت ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے

نمبر دو

جور بین مجلدین۔۔۔ وہ جرایں جنکے اوپر نیچے چھڑا چھڑا ہوا ہو

اس پر مسح کرنا بالاتفاق جائز ہے

### نمبر تین

جور بین منعملین۔ ایسی جرایں جن کے نیچے تلاچڑے کا لگا ہوا ہوا  
ان پر بھی بالاتفاق مسح کرنا جائز ہے۔۔۔

چڑے کے علاوہ کسی اور چیز کا بنا ہوا جو پاؤں پر پہنتے ہیں اس کو جراب کہتے ہیں  
چاہے اون کی ہو یا کاٹن کی ہو یا عام کپڑے کی ہو

جور بین غیر مجلدین غیر منعملین غیر شخنین پر بالاتفاق مسح کرنا جائز نہیں  
البتہ اگر جور بین غیر مجلدین غیر منعملین لیکن شخنین ہو  
شخن مولیٰ جراب جس کا تذکرہ امام ترمذی نے خود اس باب میں کیا  
فقہاء نے شخن کی تین شرائط لکھی ہیں

- 1۔ اتنی مولیٰ جراب ہو کہ چند میل صرف جراب پہن کر چلے تو جراب نہ پھٹے
- 2۔ اتنی مولیٰ جراب ہو کہ اس کے اوپر پانی ڈالا جائے تو نیچے پاؤں تک پانی نہ پہنچے
- 3۔ متمک بالذات ہو یعنی پنڈلی ہر خود ٹھہرے بغیر بُٹن کے بغیر زیپ کے بغیر الستک کے

شخن جرایں اس میں اختلاف ہے

### مذهب نمبر ایک

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل اور صاحبین کے نزدیک اس پر مسح کرنا جائز ہے۔  
(وعلیہ الفتوی)

### مذهب نمبر دو

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں

لیکن علامہ اور شاہ کشمیری عرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ اور صاحب بدائع کے نزدیک امام ابوحنیفہ نے  
صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا  
لہذا اب <sup>شخنین</sup> پر بھی مسح کرنا بالاتفاق جائز ہے

### بحث نمبر دو مسح علی النعلین

کیا جو توں پر مسح کرنا جائز ہے ؟؟؟  
محمد شین فرماتے ہیں کہ مسح علی النعلین کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں  
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ترمذی میں موجود حدیث کا کیا جواب ہو گا  
اس حدیث میں تو مسح علی الجور بین والنعلین آیا ہے ..؟؟?  
جور بین کا تمام محدثین اور فقہاء یہ جوب دیتے ہیں کہ یہ جور بین <sup>شخنین</sup> تھی آج کل کی طرح باریک جرا بین اس دور میں نہیں  
تھی

جواب نمبر دو  
یہاں جور بین والنعلین میں وامع کے معنی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جور بین منعلین پر مسح کیا تھا

جواب نمبر تین  
بعض محمد شین نعلین کا یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلے جو توں پر بھی مسح جائز تھا لیکن سنن دارمی میں روایت ہے کہ بعد ازاں مسنون  
کیا گیا

جواب نمبر چار  
ہمارے مشائخ یہ جواب بھی دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کو غور سے دیکھیے پیچھے سے دو تسمے آگے جا کر  
ایک دوسرے کے اوپر سے گزر کر پھرتے میں الگ الگ جاتے تھے اس طرح کہ جو توں میں اگر موزیں پہنے ہوئے ہوں

ایسے جوتے جکا اوپر اکثر حصہ کھلا ہوا ہو اگر ایسے جوتے پہنے پہنے مسح کرے تو بھی درست ہے اس لیے کہ اوپر سے کھلے ہوئے تھے۔

### ٧٥-بَابِ مَاجَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

١٠٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّتَّيِّيِّ، عَنْ بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّتَّيِّيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبْنِ الْبُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِيَامَةِ، قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبْنِ الْبُغِيرَةِ.  
وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَعِيَامَتِهِ.  
وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَذَكَرَ بَعْضُهُمُ الْبَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ  
وَالْعِيَامَةِ، وَلَمْ يَذُكُّ بَعْضُهُمُ النَّاصِيَةَ.  
وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعِينِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْقَطَّانِ  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمِّهِ بْنِ أُمَيَّةَ، وَسُلَيْمَانَ، وَثَوْبَانَ، وَأَبِي أُمَامَةَ.  
حَدِيثُ الْبُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.  
وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ،  
وَأَنَسٌ، وَبِهِ يَقُولُ الْأَوْزَاعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ قَالُوا: يَمْسَحُ عَلَى الْعِيَامَةِ.  
وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ: لَا يَمْسَحُ عَلَى  
الْعِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَسْحَبَ بِرَأْسِهِ مَعَ الْعِيَامَةِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثُّوْرَيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ  
الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ.  
وَسَمِعْتُ الْجَارُ وَدَبْنَ مُعاذًا يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ الْجَرَاحِ يَقُولُ: إِنْ مَسَحَ عَلَى الْعِيَامَةِ يُجْزِئُهُ لِلْأَثْرِ

۱۰۱ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ بِلَالٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِهَارِ

۱۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشَمْهُرُ بْنُ الْمُفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ فَقَالَ:

السُّنْنَةُ يَا ابْنَ أَخِي، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِبَامَةِ بِعِبَامَةِ فَقَالَ: أَمِسَ الشَّعَرَ الْبَاءَ

### باب ماجاء في المسح على العمامه

#### مذهب نمبر ایک

امام اوزاعی امام احمد امام اسحاق کے نزدیک عمامہ پر بھی مسح کر لینا کافی ہے  
انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

#### مذهب نمبر دو

امام شافعی امام مالک سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک رحمہم اللہ کے نزدیک صرف عمامہ پر مسح کرنا کافی نہیں  
ہاں البتہ عمامے کے ساتھ سر کے کچھ حصے کا مسح کیا تو وہ بھی کافی ہے  
انکی دلیل بھی ترمذی ہی میں موجود روایت ہے جس میں "مسح علی ناصیۃ و عمامۃ" کے الفاظ ہیں  
یعنی پیشانی کے بالوں پر بھی مسح کیا اور عمامہ پر بھی ...

#### مذهب نمبر تین

احناف اور مالکیہ کے نزدیک مسح علی العمامہ کافی نہیں، نہ استیغاب کی نیت سے اور نہ فرض مقدار کے اعتبار سے  
یاد رہے کہ شوافع کے نزدیک فرض مقدار مسح رأس میں چند بالوں پر مسح کرنا ہے  
اور احناف کے نزدیک فرض مقدار چوتھائی سر کا مسح کرنا ہے۔ پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے  
الہذا احناف کے نزدیک اگر صرف عمامہ پر مسح کیا تو نہ فرض مقدار ادا ہو گی نہ استیغاب کی سنت ادا ہو گی،

البته اگر کوئی پیشانی کے بالوں پر مسح کر لے اسکے ساتھ پورے عمامہ پر مسح کر لے تو احناف یہ کہیں گے کہ چوتھائی سر پر مسح کرنے سے فرض ادا ہو گیا استیعاب کی سنت رہ گئی،<sup>۱</sup>  
اور احناف کی دلیل قرآن مجید میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۶ ہے۔ جس میں واسطہ مسح اور سکم کا حکم آیا ہے۔<sup>۲</sup>

### ترمذی میں موجود روایت کا جواب

ترمذی میں مسح علی ناصیۃ و عمامۃ بیہاں و اب معنی مع کے ہے یعنی مسح علی ناصیۃ مع عمامۃ  
ظاہر ہے احناف کے نزدیک یہ درست ہے احناف کا مذہب اسکے مطابق ہے

### جواب نمبر دو

بعض محدثین نے یہ جواب دیا کہ بعض تفصیلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ سے عمامہ پکڑ کر اٹھایا دوسرا ہاتھ سے سر کا مسح کیا دیکھنے والے راوی کو یوں محسوس ہوا گویا کہ کہ عمامہ پر مسح کیا۔.....!!!!!!

## ٧٦- بَابِ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

١٠٣ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ حَالَتِهِ مَيْبُونَةَ، قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلثَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا، فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ كَفَيْهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَأَفَاضَ عَلَى فَرَجِهِ، ثُمَّ دَلَّكَ بِيَدِهِ الْحَائِطَ، أَوِ الْأَرْضَ، ثُمَّ مَضَيَّضَ وَاسْتَتَشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُظَعِّمٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ  
٤٠ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ: بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ  
يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، وَيَتَوَضَّأُ وَضْوَءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُشَرِّبُ شَعْرَةً الْبَيْعَةَ، ثُمَّ يَحْتَثُ عَلَى رَأْسِهِ  
ثَلَاثَ حَشَيَّاتٍ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، أَنَّهُ يَتَوَضَّأُ وَضْوَءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ  
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يُفِيضُ الْبَيْعَةَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ.  
وَالْعَيْلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالُوا: إِنَّ الْغَمْسَ الْجُنُبُ فِي الْبَيْعَةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ أَجْزَاءُهُ، وَهُوَ قَوْلُ  
الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ

## ٧٧-باب هل تنقض المرأة شعرها عند الغسل؟

٥٠٥ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ أَئْيُوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ الْقُبَّرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ سَلَيْةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُمْرَأَةٌ أَشْدُضَفُرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا إِنَّمَا يُكَفِّيْكِ أَنْ تَخْشِيَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَشَيَّاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيْضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ الْبَاءَ، فَتَطْهَرِيْنَ، أَوْ قَالَ: فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالعَيْلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَلَمْ تَنْقُضْ شَعْرَهَا أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُهَا بَعْدَ أَنْ تُفِيْضَ الْبَاءَ عَلَى رَأْسِهَا

### ٧٨- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرٍ جَنَابَةً

١٠٦ - حَدَّثَنَا نَصْرٌ بْنُ عَلَىٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيَهٖ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحْتَ كُلِّ شَعْرٍ جَنَابَةً، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَىٰ، وَأَنَّهُ.

حَدِيثُ الْحَارِثِ بْنِ وَجِيَهٖ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

وَهُوَ شَيْخٌ لَيْسَ بِذَاكَ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئْمَةِ، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، وَيُقَالُ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيَهٖ، وَيُقَالُ: ابْنُ وَجْهَةَ

### ٧٩- بَابُ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ

١٠٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ .  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

وَهَذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ: أَنَّ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ

## ٨٠- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا التَّقَى الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ

١٠٨ - حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَىٰ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهْثَرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الوليدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوَّزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِذَا جَاؤَ الْخِتَانُ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيرٍ

١٠٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ عَلَيِّ بْنِ رَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَاؤَ الْخِتَانُ وَجَبَ الْغُسْلُ.

حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: إِذَا جَاؤَ الْخِتَانُ وَجَبَ الْغُسْلُ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَعَائِشَةُ، وَالْفُقَهَاءُ مِنَ الثَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ مِثْلُ سُفِيَّانَ الشَّوَّرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: إِذَا التَّقَى الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ.

## ٨١- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ

١١٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيِّعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَيِّدَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُحْصَةً فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ، ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا

١١١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيِّعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الرُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلُهُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيقٌ.

**وَإِنَّا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْبَاءِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذَلِكَ.**

وَهَكَذَا رَوْيٌ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُو بُنْ كَعْبٍ، وَرَافِعٌ بْنُ خَدِيرٍ.

الغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ  
وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: عَلَى اللَّهِ إِذَا جَاءَ مَعَ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ فِي الْفَرَّاجِ وَجَبَ عَلَيْهِمَا

١١٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجَّةِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْجَحَافِ، عَنْ عُكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّهَا الْبَاعُ مِنَ الْبَاعِ فِي الْأَحْتِلَامِ.

وَأَبُو الْجَحَافِ اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ.

وَيَرُوِي عَنْ سُقِيَانَ الشَّهْرَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَحَافِ وَكَانَ مَرْضِيَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَعَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَالرِّبَيْرِ، وَطَلْحَةَ، وَأَبِي أَكْيَوبَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ  
بَابُ ماجاء إِذَا اتَّقَاءَ الْجَنَانَ وَجَبَ الْغَسْلُ --- بَابُ ماجاءَ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ

محض التقاء الختنان سے غسل واجب ہوتا ہے یا انزال ضروری ہے...؟؟

محدثین کے نزدیک اس مسئلے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ القاء ختنین سے مراد غیوبۃ الحشۃ ہے  
 یہ بات درست ہے جیسا کہ امام ترمذی نے نقل کیا کہ اس مسئلہ میں صحابہ کے درمیان بھی اختلاف رہا ہے چنانچہ حضرت ابو بکر  
 صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی رضوان اللہ علیہم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک  
 صرف القاء ختنین سے غسل واجب ہو جاتا ہے

انکی دلیل ترمذی کے پہلے باب میں آنے والی روایت ہے  
اور بہت سے باقی صحابہ کے نزدیک محسن التقاء ختنین سے غسل واجب نہیں ہوتا ازال ضروری ہے  
انکی دلیل الماء من الماء والی احادیث ہے  
پہلے ماء سے مراد غسل اور دوسرے ماء سے مراد ازال ہے یعنی غسل واجب ہوتا ہے ازال کی وجہ سے  
لیکن یہ اختلاف صرف صحابہ میں رہا

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ عرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پھر  
اس بات پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا کہ ازال ضروری نہیں صرف التقاء ختنین سے غسل واجب ہو جائے گا

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نے یہ بھی فرمایا کہ اب آئندہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ صرف التقاء ختنین سے غسل واجب  
ہو جائے گا۔۔۔

پھر الماء من الماء والی احادیث کا کیا جواب ہو گا  
محمد شین فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے ترجمۃ الباب میں تو الماء من الماء والی حدیث ذکر کر دی لیکن اس کے اندر جو دور روایتیں  
لائے ہیں وہ اس حدیث کا جواب ہے۔۔۔

روایت نمبر ایک  
عن ابن کعب رضی اللہ عنہ قال انما كان الماء من الماء رخصية في أول الاسلام .....  
یعنی حضرت ابن کعب نے فرمایا کہ الماء من الماء یہ سہولت اسلام کے ابتدائی دور میں تھی پھر اس سے روک دیا گیا ب محض  
التقاء ختنین سے غسل واجب ہو جائے گا  
اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابن کعب کے نزدیک الماء من الماء والی روایت منسوخ ہے

## ٨٢- بَابُ فِيمَنْ يَسْتَيْقِظُ فَيَرِى بَلَلًا وَ لَا يَدْ كُرَ احْتِلَامًا

١١٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَاطُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُلِّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَدْ كُرُ احْتِلَامًا بِهِ قَالَ: يَغْتَسِلُ، وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدْ احْتَلَمَ وَلَمْ يَجِدْ بَلَلًا بِهِ قَالَ: لَا غُسْلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ عَلَى الْبَرَاءَةِ تَرَى ذَلِكَ غُسْلًا بِهِ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقَ الرِّجَالِ  
وَإِنَّهَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، حَدِيثَ عَائِشَةَ، فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَدْ كُرُ احْتِلَامًا، وَعَبْدُ اللَّهِ ضَعَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ فِي الْحَدِيثِ .  
وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الثَّبَّانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالشَّافِعِيُّونَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَرَأَى بِلَلَّةً أَنَّهُ يَغْتَسِلُ، وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ، وَأَحْمَدَ .  
وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: إِنَّهَا يَجِبُ عَلَيْهِ الغُسْلُ إِذَا كَانَتِ الْبِلَلُ بِلَلَّةً نُطْفَةً، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحَاقَ .  
فَإِذَا رَأَى احْتِلَامًا وَلَمْ يَرَ بِلَلَّةً فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ إِنْدَعَامَةً أَهْلِ الْعِلْمِ

رواية نمبر دو

عن ابن عباس قال إنما الماء من الماء في الاحتلام.....

یہاں احتلام کا کرنی ہے خواب دیکھنا (اردو ولا احتلام بمعنی انزال مراد نہیں ہے)

اب حضرت عبد اللہ ابن عباس کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے بیدار ہونے کے بعد پانی یعنی تری پائے تو اس پر غسل واجب ہو گا اور اگر خواب دیکھے اور بیدار ہونے کے بدن پر تری نہ پائے تو صرف خواب دیکھنے کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہو گا.....!!!!!!

### ٨٣- بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ وَالْمَذْدُّ

٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْرِو السَّوَاقُ الْبَلْخِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ (ح) وَحَدَّثَنَا مَحْبُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفَرِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْدُّ، فَقَالَ: مِنَ الْمَذْدُّ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: مِنَ الْمَذْدُّ الْوُضُوءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةٍ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَانُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

منی اور وادی اور منی کی تعریف

منی وہ مادہ جو شہوت کے ساتھ اچھل کرنے کے اسلومنی کہتے ہیں اس کے بعد غسل واجب ہوتا ہے  
اگر صرف خواب دیکھنے کی صورت میں روزے کی حالت میں منی دیکھنے تو روزہ نہیں ٹوٹتا  
البتہ انسان کے اپنے عمل سے منی نکلنے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر بیوی کے ساتھ جماع کرے تو پھر روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے کفارہ  
بھی دینا ہوتا ہے

منی بیوی سے ملاطفت کے وقت جو لیس دار مادہ نکلتا ہے اسکو منی کہتے ہیں اسکی وجہ سے صرف وضو واجب ہوتا ہے  
(اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹتا)

ودی پیشاپ کرنے بعد جو سفید دودیہ قطرے نکلتے ہیں اسے ودی کہتے ہیں  
 اسکی وجہ سے بھی صرف وضو واجب ہو جاتا ہے  
 اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

## ٨٤- بَابُ فِي الْمَدْيِ يُصِيبُ الشَّوْبَ

١١٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبَيْدٍ هُوَ ابْنُ السَّبَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: كُنْتُ أَكُونَ مِنَ الْمَدِي شِدَّةً وَعَنَاءً، فَكُنْتُ أَكُونَ مِنْهُ الْغُسْلَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ بِمَا يُصِيبُ شَوْبِي مِنْهُ، قَالَ: يَكُفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفَافًا مِنْ مَاءٍ فَتَتَضَعَّ بِهِ شَوْبِكَ حَيْثُ تَرِى أَنَّهُ أَصَابَ مِنْهُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقِ الْمَدِي مِثْلَ هَذَا.  
وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمَدِي يُصِيبُ الشَّوْبَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُجْزِئُ إِلَّا الْغُسْلُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحَاقَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْزِئُ النَّضْحُ وَقَالَ أَحْمَدُ: أَرْجُو أَنْ يُجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالْمَاءِ

## ٨٥- بَابُ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الشُّوْبَ

١١٦ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ،  
قَالَ: ضَافَ عَائِشَةَ ضَيْفًا، فَأَمْرَتْ لَهُ بِسِلْحَقَةٍ صَفَرَاءَ، فَنَامَ فِيهَا، فَاحْتَلَمَ، فَاسْتَحْيَا أَنْ يُرِسِّلَ بِهَا  
وَبِهَا أَثْرًا لِاحْتِلَامٍ، فَغَسَّسَهَا فِي الْبَاءِ، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا إِنَّكَانَ  
يُكَفِّيْهُ أَنْ يَفْرُّ كَهْ بِأَصَابِعِهِ، وَرُبَّهَا فَرَّ كُتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصَابِعِهِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفَقَهَاءِ مِثْلٍ:  
سُفِّيَانَ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الشُّوْبَ يُجْزِيْهُ الْفَرَكُ وَإِنْ لَمْ يُغْسِلْ.  
وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ، مِثْلَ رِوَايَةِ الْأَعْمَشِ.  
وَرَوَى أَبُو مَعْشِيٍّ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ.  
وَحَدِيثُ الْأَعْمَشِ أَصَحٌ

## ٨٦- بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الشُّوْبِ

١١٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيِّعَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَمِّرٍو بْنِ مَيْمُونٍ بْنِ مُهْرَانَ، عَنْ سُلَيْمانَ  
بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَحَدِيثُ عَائِشَةَ أَنَّهَا غَسَلَتْ مَنِيًّا مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ بِخَالِفٍ لِحَدِيثِ  
الْفَرَكِ، لَاَنَّهُ وَإِنْ كَانَ الْفَرَكُ يُجْزِيْ فَقْدُ يُسْتَحْبِطُ لِلرَّاجِلِ أَنْ لَا يُرِسِّيَ عَلَى ثَوْبِهِ أَثْرًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:  
الْمَنِيُّ بِسَنْزِلَةِ الْبُخَاطِ، فَأَمْطُهُ عَنْكَ وَلَوْبِإِذْخَرَةٍ  
بابُ فِي المَنِيِّ يُصِيبُ الشُّوْبَ  
یہاں دو بحثیں ہیں

ایک بحث تو یہ ہے کہ منی طاہر ہے یا نہیں  
اور دوسری بحث یہ ہے کہ اسکو پاک کیسے کرنا ہو گا

### البحث الاول المعنی طاہر امام لا

#### مذہب نمبر ایک

حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت عبد اللہ ابن عمر اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک منی طاہر ہے

#### دلیل 1

ترمذی میں موجود فرک والی روایت کہ یہ صرف کھرچنے سے پاک ہو جاتی ہے

#### دلیل 2

المنی طاہر لان الانبیاء یتولد منه۔۔۔

#### مذہب نمبر دو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابو ہریرہ حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امام اوزاعی سفیان ثوری امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک منی نجس ہے  
انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت حضرت عائشہ والی روایت  
انھا غسلت منیا من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ ہے

#### احناف کی طرف سے فرک والی روایت کا جواب

اس وقت کے دور میں ماہ منویہ اتنا گاڑھا ہوتا تھا کہ کہ کپڑے میں جذب نہیں ہوتا تھا اور پر سے کھرچ کر جھاڑ دیا جاتا تھا تو  
اثرات ختم ہو جاتے تھے  
اب ایسا نہیں ہے

تیولڈ منہ الانبیاء والی دلیل کا جواب  
 جب تک منی بدن میں رہتی ہے وہ پاک ہی ہوتی ہے جب مرد کے جسم سے نکل کر عورت کے جسم میں منتقل ہو تو وہ بھی اپنے  
 مرکز ہی میں ہے اور پاک ہی شمار ہوگی  
 البتہ اگر بدن سے نکل کر خارج میں آئے تو ناپاک ہوگی

### البحث الثاني: پاک کرنے کا طریقہ

نمہب نمبر ایک  
 امام بالک کے نزدیک غسل ضروری ہے  
 اسکے بغیر کپڑا اور بدن پاک نہیں ہو گے  
 احناف کے نزدیک اس بارے میں تفصیل ہے  
 اگر خشک ہو اور گاڑھی ہو کپڑے میں جذب نہ ہوئی ہو تو صرف کھرچنے سے بھی کپڑا پاک ہو جائے گا  
 اور اگر مادہ منویہ پتلا ہو کپڑے میں جذب ہو رہا ہو تو پھر غسل ضروری ہے  
 گویا کہ کہ احناف ترمذی میں موجود فرک اور غسل دونوں روایتوں پر عمل کرتے ہیں.....!!!!!!  
**٨٧- بَابُ فِي الْجُنْبِ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ**

١١٨- حَدَّثَنَا هَنَّادُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ وَهُوَ جُنْبٌ وَلَا يَسْتَسْعِي مَاءً

١١٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، نَحْوُهُ.

وَهَذَا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَغَيْرِهِ.

وَقَدْ رَوَى غَيْرُواحِدٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَتَوَضَّأُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ.

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ.

وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هَذَا الْحَدِيثُ شُعْبَةُ، وَالثُّورِيُّ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، وَيَرُوُنَ أَنَّ هَذَا غَلَطٌ مِّنْ أَبِي إِسْحَاقَ

### ٨٨- بَابُ فِي الْوُصُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ

١٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْيَثْرَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبْنَ عَمْرٍ، عَنْ عَمْرٍ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَامًا أَحَدُنَا وَهُوَ جُنْبٌ (بِرَبِّي)، قَالَ: نَعَمْ، إِذَا تَوَضَّأَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ.

حَدِيثُ عَمَّرَ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِهِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْتَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَانُ الثُّورِيُّ، وَابْنُ الْبَبَارِكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالُوا: إِذَا أَرَادَ الْجُنُبُ أَنْ يَنَامَ تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

### ٨٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُصَافَحةِ الْجُنُبِ

١٢١ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَدُ الدَّوَيْلُ، عَنْ بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَنْزِيِّ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنْبٌ، قَالَ: فَانْبَجَسْتُ، فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ (بِرَبِّي)، أَوْ أَيْنَ ذَهَبْتَ (بِرَبِّي)، قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا، قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَخَّصَ غَيْرُهُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُصَافَحةِ الْجُنُبِ، وَلَمْ يَرُدْ أَبْعَرِقِ الْجُنُبِ، وَالْحَائِضَ بِأَسَأَ

## ٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

١٢٢ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بْنِتِ أَبِي سَلَيْةَ، عَنْ أُمِّ سَلَيْةَ، قَاتَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مُلْحَانَ إِلَى الْبَيْهِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ، تَعْنِي غُسْلًا، إِذَا هِيَ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ<sup>بِعِينَ</sup> قَالَ: نَعَمْ، إِذَا هِيَ رَأَتِ الْمَاءَ فَلَتَغْتَسِلْ، قَاتَتْ أُمُّ سَلَيْةَ: قُلْتُ لَهَا: فَضَحِّتِ النِّسَاءَ يَا أُمَّ سَلَيْمٍ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ: أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ فَأَنْزَلَتْ أَنَّ عَلَيْهَا الْغُسْلَ، وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ الشَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَيْمٍ، وَخُولَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَّسِ  
**٩١- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَسْتَدْفِئُ بِالْمَرْأَةِ بَعْدَ الْغُسْلِ**

١٢٣ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حُرَيْثٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْمُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَاتَتْ: رُبَّا اغْتَسَلَ الْبَيْهِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ فَاسْتَدْفَأَيْ، فَضَيَّعْتُهُ إِلَى وَلَمْ أَغْتَسِلْ.  
هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادٍ كَبَّاسٍ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْهِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالشَّابِعِينَ: أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اغْتَسَلَ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَدْفِئَ بِاْمْرَأَتِهِ وَيَنَامَ مَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ، وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ  
الشَّوْرِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

## ٩٢- بَابُ التَّيِّمَمِ لِلْجُنْبِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ

١٢٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الرُّبِّيُّرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِّيَانُ، عَنْ خَالِدِ الْحَنَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجَدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُسَسِّهُ بَشَّرَتَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ وَقَالَ مَحْمُودٌ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ وَضُؤُ الْمُسْلِمِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو، وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَهَكَذَا رَوَى غَيْرُواحِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَنَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجَدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ. وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَئْيُوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وَلَمْ يُسَمِّيهِ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ قَوْلُ عَامِمِ الْفُقَهَاءِ: أَنَّ الْجُنْبَ، وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَّبَّنَا وَصَلَّيَا. وَيُرَوَى عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى التَّيِّمَمَ لِلْجُنْبِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ. وَيُرَوَى عَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ: فَقَالَ: يَتَيَّبَّنُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفِّيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

### ٩٣-بَابُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

١٢٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَعَبْدَةُ، وَأَبُو مُعاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بْنُتُ ابْنِ حُبَيْشٍ إِلَى الَّذِيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدْعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أُقْبِلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِيَ الصَّلَاةُ، وَإِذَا أَدْبَرَتِ فَاغْسِلِي عَنِّي الدَّمْ وَصَلِّي. قَالَ أَبُو مُعاوِيَةٍ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ: تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَّمَةَ.

**حدیث عائشة حديث حسن صحيح.**

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَأَحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الَّذِيْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالشَّافِعِيَّينَ. وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ الثُّوْرَى، وَمَالِكُ، وَابْنُ الْبُبَارِكِ، وَالشَّافِعِيُّ: أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا جَاؤَزَتْ أَيَّامَ أَقْرَبِهَا اغْتَسَلَتْ وَتَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ

باب في المستحاض

حیض کی تعریف

حیض کا لغوی معنی ہے بہنا

اور حیض اصطلاح میں کہتے ہیں۔

"دِمْ نَفْصُرْهُ رَحْمَ امْرَأَةٌ بَالْغَةٌ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ"

یعنی حیض وہ خون ہوتا ہے جس کو بالغ عورت کا رحم پھیلتا ہے بغیر بیماری کے،

استحاضہ کی تعریف

"دِمْ يَسِيلُ مِنْ الْعَازلِ مِنْ امْرِ اَعْتَادَةٍ لِدَاءٌ بَهَا"

یعنی استخاضہ وہ خون ہوتا ہے جو عورت کی ایک رگ سے آتا ہے اسکی بیماری کی وجہ سے

نفاس کی تعریف

دم یسیل بعد التولید"

بچہ جننے کے بعد والاخون نفاس کھلاتا ہے

استخاضہ میں مبتلاء عورت کو مستخاضہ کہتے ہیں

اس کی کل چار فسمیں ہیں

نمبر ایک

مبتدئ۔ وہ عورت جس کو پہلی مرتبہ حیض آیا اکثر مدت حیض کی دس دن ہے لیکن اسکو دس دن سے زیادہ دم آتا رہا تو وہ پہلے دس دن حیض شمار ہو گا اور باقی دن استخاضہ کے شمار ہو گے اس میں نماز روزہ معاف نہیں ہو گا

نمبر دو

معتمدہ۔۔۔۔۔ وہ عورت جس کے حیض آنے کی عادت مقرر ہو تین چار پانچ دن وغیرہ

مثال کے طور پر چار دن عادت تھی لیکن ایک مہینے میں چار دن سے زیادہ دم آیا تو پہلے چار دن حیض شمار ہو گا باقی استخاضہ

نمبر تین

متاخرہ بالعدداً وبالوقت۔۔۔۔۔

یعنی وہ عورت جسے گنتی بھی معلوم نہیں وقت بھی معلوم نہیں

(اس کا حکم آگے ایک باب میں آئے گا)

نمبر چار

ممیزہ بالالوان۔۔۔۔۔

حیض کے رنگوں میں تمیز کرنے والی

(اس مسئلے کی تفصیل مسئلہ الاول الحض میں آئیگی ان شاء اللہ)

#### ٤- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَوَضَّأُ كُلَّ صَلَاةٍ

١٢٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيٍّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامًا قَفْرًا إِنَّهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحِيلُ فِيهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ وَتَصَلِّي

١٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، نَحْوَهُ بِعْنَادُ. هَذَا حَدِيثٌ قَدْ تَفَرَّقَ دِبِّهُ شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ.

وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقُلْتُ: عَدِيٌّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، جَدُّ عَدِيٍّ، مَا اسْمُهُ فَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدًا اسْمَهُ، وَذَكَرْتُ لِمُحَمَّدٍ قَوْلَ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: أَنَّ اسْمَهُ دِينَارٌ، فَلَمْ يَعْبَأْ بِهِ.

وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: إِنَّ اغْتَسَلَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ هُوَ أَحَوْطَ لَهَا، وَإِنْ تَوَضَّأَتْ لِكُلِّ صَلَاةٍ أَجْزَاهَا، وَإِنْ جَعَتْ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ أَجْزَاهَا  
باب ماجاء ان المستحاضه تو ضاء كل صلوة

استحاضہ والی عورت پر نماز کیلئے نیاوضو کرے گی یا ہر نماز ہے وقت کیلئے نیاوضو کرے گی

نمہب نمبر ایک

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر نماز کے لئے نیاوضو کرے گی

انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں آنے والی روایت ہے

جس کے الفاظ ہیں

"وَتَوَضَّأَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ"

### مذہب نمبر دو

امام احمد اور امام اسحاق کے نزدیک اگر ہر نماز کیلئے غسل کر لے تو زیادہ محتاط ہے اور اگر ہر نماز کیلئے وضو کر لے تو یہ بھی جائز ہے  
 مگر ایک غسل کے ساتھ دونمازیں بھی پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے  
 یہ مذہب امام ترمذی نے ذکر فرمایا ہے  
 انکی دلیل اگلے باب میں آنے والی روایت ہے  
 اور ترمذی کے اس باب میں آنے والی روایت بھی امام احمد کی دلیل ہے

### مذہب نمبر تین

احناف کے نزدیک ہر نماز کے وقت کیلئے وضوء کرے گی  
 مثال کے طور پر ظہر کے نماز کے وقت وضو کیا اب اس کا وضو ٹوٹے گا جب اگلی نماز کا وقت آئے گا ورنہ استھانہ کی وجہ سے  
 وضوء نہیں ٹوٹے گا اور اس وقت میں چاہے وہ کتنی ہی نمازیں پڑھ لیں

### احناف کی دلیل

وہ روایت ہے جو امام ابو حنیفہ سے منقول ہے  
 روای ابو حنیفہ عن ہشام ابن عروہ عن ابیہ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:: لفاظہ بنت ابی حبیش  
 تو ضدیہ لکل وقت صلاۃ

اور ترمذی میں موجود روایت کا احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ تو ضدیہ لکل صلوٰۃ میں لام وقت کیلئے ہے اور متوضو عند کل صلوٰۃ میں  
 لفظ وقت مضارف مخدوف ہے ای تتوضو عند وقت کل صلوٰۃ  
 اور یہاں احناف لفظ وقت مخدوف مانتے ہیں اسی روایت کی وجہ سے جو اپر لکھی گئی  
 (وعلیہ الفتوی)

## ٩٥- بَابُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا جَمْعُ بَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

١٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَهْرَيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ عَبْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَهَاتَأْمُرْنِي فِيهَا، فَقَدْ مَنَعْتُنِي الصِّيَامُ وَالصَّلَاةُ<sup>١</sup> قَالَ: أَنْعَطْتُ لَكِ الْكُرْسُفَ، فَإِنَّهُ يُذَهِّبُ الدَّمَ قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَتَلَحِّي قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَاتَّخِذْنِي شَوَّبًا قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أَتْحُجُّ شَجَاعًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَامِرُكِ بِأَمْرِينِ: أَيَّهُمَا صَنَعْتِ أَجْزَأَ عَنِّي، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ فَقَالَ: إِنَّهَا هِيَ رُكْسَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَتَحِيَّضُ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، فَإِذَا رَأَيْتِ أَنِّي قَدْ طَهَرْتِ وَاسْتَغْفَلْتِ فَصَلِّي أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا، وَصُومِي وَصَلِّي، فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُكِ، وَكَذِلِكَ فَافْعُلِي، كَمَا تَحِيِّضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَظْهُرُنَّ، لِبِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهُرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِي حِينَ تَطَهُّرِيَنَّ، وَتُصَلِّيَنَّ الظُّهُرَ وَالعَصْرَ جَيِّعاً، ثُمَّ تُؤَخِّرِيَنَّ الْمَغْرِبَ، وَتُعَجِّلِيَنَّ الْعِشَاءَ، ثُمَّ تَغْتَسِلِيَنَّ، وَتَجْبِعِيَنَّ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، فَافْعُلِي، وَتَغْتَسِلِيَنَّ مَعَ الصَّبِحِ وَتُصَلِّيَنَّ، وَكَذِلِكَ فَافْعُلِي، وَصُومِي إِنْ قَوِيتِ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَهُوَ أَعْجَبُ الْأَمْرِينِ إِلَيَّ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَرَوَاهُ عَبْيُودُ اللَّهِ بْنُ عَمِّرٍ وَالرَّقِيقُ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَشَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ، إِلَّا أَنَّ ابْنَ جُرَيْجَ يَقُولُ: عُمَرُ بْنُ طَلْحَةَ، وَالصَّحِيفُ عِبْرَانُ بْنُ طَلْحَةَ.

وَسَأَلَتْ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَهَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَبْلَلِ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: إِذَا كَانَتْ تَعْرِفُ حَيْضَهَا بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ، وَإِقْبَالُهُ أَنْ يَكُونَ أَسْوَدَ، وَإِدْبَارُهُ أَنْ يَتَغَيَّرَ إِلَى الصُّفْرَةِ، فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشَ، وَإِنْ كَانَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ قَبْلَ أَنْ تُسْتَحَاضَ، فَإِنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامًا أَفْرَأَهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي، وَإِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا أَيَّامٌ مَعْرُوفَةٌ وَلَمْ تَعْرِفِ الْحَيْضَ بِإِقْبَالِ الدَّمِ وَإِدْبَارِهِ، فَالْحُكْمُ لَهَا عَلَى حَدِيثِ حَنْتَةَ بِنْتِ جَحْشٍ

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فِي أَوَّلِ مَا رَأَتُ فَدَامَتْ عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَإِذَا طَهَرَتْ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّهَا أَيَّامٌ حَيْضٌ، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمُ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَإِنَّهَا تَقْضِي صَلَاةً أَرْبَعَةَ عَشَرَ يَوْمًا، ثُمَّ تَدْعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ ذَلِكَ أَقْلَى مَا تَحِيلُ النِّسَاءُ، وَهُوَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ.

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَقْلَى الْحَيْضِ وَأَكْثَرِهِ:

فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَقْلُ الْحَيْضِ ثَلَاثَةً، وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةً.

وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ الثُّوْرَيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، وَبِهِ يَأْخُذُ ابْنُ الْبَيْارِكَ، وَرُوَى عَنْهُ خَلَافٌ هَذَا.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: أَقْلُ الْحَيْضِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَأَكْثَرُهُ خَمْسَةَ عَشَرَ.

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَأَبِي عُبَيْدٍ بَابُ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ اخْتَجَبَ بَيْنَ الصلوٰتِيْنِ بَعْضُ وَاحِدٌ

اس باب میں آنے والی طویل روایت کا احتفاف یہ جواب دیتے ہیں کہ

1 امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ تتوضیح و ضموقت کل صلوٰۃ ہے

بعض محدثین نے یہ فرمایا کہ یہ حکم کہ دونمازوں کو ایک غسل کے ساتھ جمع کر لے یہ متاخرہ بالعد دوالزمان کیلئے ہے 2

### وقال احمد و اسحاق فی المستحاضن

مسئلہ الاو ان الدم  
خون کے رنگوں کا مسئلہ

محمد شین اور فقہاء دم کے کل چھ رنگ بیان کرتے ہیں

الوان الدم ستة

1 اسود یعنی کالا

2 احر یعنی سرخ

3 اصفر یعنی زرد

4 آکدر یعنی میلارنگ

5 اخضر یعنی سبز رنگ

6 اطرب یعنی میلارنگ

### من اھب

نمبر 1

امام ابوحنیفہ کے نزدیک دم کسی بھی رنگ کا آئے وہ حیض ہے سوائے ایض کے یعنی وہ سفید رطوبت جو پانی کی طرح نکلے وہ حیض نہیں ہے  
وعلیہ الفتوی

نمبر 2

امام احمد امام شافعی کے نزدیک صرف سرخ اور سیاہ رنگ یہ حیض ہے باقی سب رنگ استخاضہ ہے

نمبر 3

امام مالک کے نزدیک اسود احمر اصفر اور اکدر یہ حیض ہے باقی دو استخاضہ ہے

احناف کی دلیل

موطّطاً امام مالک صفحہ 43 میں آنے والی ایک روایت ہے جس میں الہیضاء کا ذکر ہے

اصول

1\_ احناف کے نزدیک تمیز بالالوان کا اعتبار نہیں

صرف عادت کا اعتبار ہے

2\_ امام مالک کے نزدیک صرف تمیز بالالوان معتبر ہے عادت معبر نہیں

3\_ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک عادت اور تمیز بالالوان میں سے جو بھی ہو وہ معتبر ہے

المسئلۃ الاولی: اقل مدة الحیض

یعنی حیض کی اقل مدت کیا ہے

مذہب نمبر ایک

امام مالک کے نزدیک حیض کی اقل مدت متعین نہیں ہے

**مذہب نمبر دو**

امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اقل مدة الحیض یوم و لیلۃ یعنی ان حضرات کے نزدیک کم از کم حیض کی مدت ایک دن اور ایک رات ہے

**مذہب نمبر تین**

امام ابو یوسف کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت یوم او کثر الیوم الثالث  
یعنی ان کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت دو دن اور تیسرا دن کا اکثر حصہ ہے

**مذہب نمبر چار**

امام ابو حنیفہ اور امام محمد یعنی طرفین کے نزدیک ثلاثة ایام ولیا لیحا  
یعنی حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے ...  
(وعلیہ الفتوی)

الہذا اگر تین دن سے کم خون آئے گا تو وہ استحاضہ ہو گا

المسئلة الثانية

اکثر مدة الحیض

یعنی حیض کی اکثر مدت کیا ہے

**مذہب نمبر ایک**

امام شافعی کے نزدیک خمسۃ عشر یوم یعنی حیض کی اکثر مدت پندرہ دن ہے

**مذہب نمبر دو**

امام مالک کے نزدیک سبعة عشر یوما  
یعنی اکثر مدت حیض کی

ستره دن ہے

مذہب نمبر تین

احناف کے نزدیک عشرہ ایام ولیا لیجا  
یعنی حیض کی اکثر مدت دس دن اور راتیں ہیں

مذہب نمبر چار

امام احمد بن حنبل سے پہلے تین مذاہب کے مطابق تین اقوال منقول ہے

پندرہ دن 1

ستره دن 2

دس دن 3

لیکن ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ انکے نزدیک عشرہ ایام پر عمل ہو رہا ہے

المسئلۃ الثالثۃ

طہر کی مدت  
طہر کی اقل مدت کے بارے میں مختلف مذاہب ہیں

مذہب نمبر ایک

امام مالک کے نزدیک طہر کی کم از کم کوئی مدت متعین نہیں ہے  
لیکن امام مالک سے ایک روایت پانچ دن کی بھی منقول ہے

دوسری روایت دس دن کی منقول ہے  
اور تیسرا روایت پندرہ دن کی منقول ہے

مذہب نمبر دو

احناف اور شوافع کے نزدیک طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے  
 (وعلیہ الفتوی)

طہر کی اکثر مدت  
 طہر کی اکثر مدت متعین نہیں ہے بالاجماع....

حیض اور طہر سے متعلق مذکورہ بالامسائل میں فقہاء کے پاس دلائل کم ہیں ہر ایک فقیہ نے اپنے علاقے کی خواتین کے مزان  
 کے مطابق یہ تعداد اور حد بتائی ہے

## ٩٦- بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ أَنَّهَا تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

١٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ ابْنَةَ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدْعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، إِنِّي ذَلِكَ عِرْقٌ، فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ الْلَّيْثُ: لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَأً مِنْ حَبِيبَةَ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلِكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ.

وَيُرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

رَوَاهُ الْأَوَّلُ عَمِّيُّ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

باب ماجاء في المستحاضه انها تعطل عن كل صلوة

امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے اور ناسخ وہ روایات ہیں جن میں تتوضول وقت کل صلوة آیا ہے ...

وقد قال بعض أهل العلم.....

امام ترمذی نے اس عبارت میں فرمایا کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز کیلئے غسل کرے  
 امام طحاوی نے تو یہ فرمایا کہ یہ منسوخ ہے  
 اور قول ثانی حضرت علامہ انور شاہ کشمیری عرف الشذی میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حکم کہ  
 تتوضو عند کل صلوة یہ متیرہ کیلئے ہے  
 کہ اس کیلئے احتیاط یہ ہے کہ وہ ہر نماز کیلئے غسل کرے ...

فَقَالَتْ احْرُورِيَّةٌ

كَيْا تو خارجی ہے

خوارج کا دوسرا نام حرومی ہے

### ٩٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ أَنَّهَا لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

١٣٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أُبَيِّ قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَتَقْضِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا أَيَّامَ مَحِيضِهَا بِهِمْ قَقَالَتْ: أَحَرُّ وِرِيهَةٌ أَنْتِ بِهِمْ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيطُ فَلَاتُؤْمِنُ مَرْبِقَضَاءِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيفٌ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.  
وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ لَا خِتْلَافَ بَيْنَهُمْ فِي أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

## ٩٨- باب ماجاء في الجنب والحايض أنهم لا يقرآن القرآن

١٢١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَرَفةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ، وَلَا الْجُنْبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ.

وفي الباب عن عليٍّ.

حدیث ابن عمر حديث، لأنَّ عرفة إلا من حدیث إسماعیل بن عیاش، عن موسی بن عقبة، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: لَا تَقْرَأُ الْجُنْبُ وَلَا الْحَائِضُ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ مِثْلِهِ سُفِيَانَ الثُّوْرَيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا: لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنْبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا، إِلَّا طَرَفَ الْأَيْةِ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ، وَرَخْصُوا لِلْجُنْبِ وَالْحَائِضِ فِي التَّسْبِيحِ وَالْتَّهْلِيلِ.

وَسِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، يَقُولُ: إِنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْ أَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ أَحَادِيثَ مَنَّا كِيرَ، كَانَهُ ضَعْفَ رِوَايَتِهِ عَنْهُمْ فِيمَا يَتَفَرَّدُ بِهِ، وَقَالَ: إِنَّا حَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ.

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبِلٍ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ مِنْ بَقِيَّةَ، وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَّا كِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ. حَدَّثَنِي بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: سِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبِلٍ يَقُولُ ذَلِك باب ماجاء في الجنب والحايض انهم لا يقرآن القرآن....

البحث الاول  
حائضہ اور جنپی کا قراءت قرآن کرنا

### مذہب نمبر ایک

جمہور علماء کے نزدیک (امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک اور امام اسحاق کے نزدیک) جنہی اور حائضہ قرائت قرآن نہیں کر سکتے..!

البتہ قرآن مجید کی آیت کا کوئی حصہ پڑھ سکتے ہیں کیوں کہ قرائت قرآن کا اطلاق کم از کم ایک پوری آیت پڑھنے پر ہوتا ہے

### ان حضرات کی دلیل

ترمذی میں موجود روایت ہے.....

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقرء الحائض ولا الجنب شيئاً من القرآن۔

اس روایت پر امام ترمذی نے اسماعیل ابن عیاش راوی پر جرح کرتے ہوئے روایت کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روایت اور مختلف طریقوں سے منقول ہے جس میں اسماعیل ابن عیاش راوی موجود نہیں ہے

### مذہب نمبر دو

امام مالک رحمہ اللہ ابن منذر رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری اور امام بخاری کے نزدیک حائضہ کیلئے قرائت جائز ہے

امام بخاری نے اس پر بخاری شریف میں باب تو قائم کیا ہے لیکن اس میں کوئی نص نہیں لائے

لیکن علامہ شامی لکھتے ہیں کہ جنہی کیلئے قرائت قرآن جائز نہیں لیکن حائضہ کیلئے قرائت قرآن مقطعاً یعنی کاٹ کاٹ کر پڑھنا جائز ہے

(وعلیہ الفتوی)

### دوسری مسئلہ

مس قرآن للجنب والحاائضہ

مس قرآن یعنی قرآن حکیم کو چھونانا پاک شخص اور بے وضو کیلئے قرآن کو چھوننا جائز نہیں ہے آئمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق...

دلیل 1

سورۃ واقعہ آیت نمبر 79

”لَا يَسْمَعُ الْمُطَهَّرُونَ“

جمہور مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد مقرب فرشتے ہیں  
 یہی تفسیر معارف القرآن میں مفتی شفیع صاحب نے لکھی ہے  
 اور ایک قول یہ ہے کہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کو بھی یہی ادب سکھایا گیا ہے

دلیل 2

یہ وہ دلیل ہے جس کی بنابرائے اربعہ بے وضو شخص کیلئے بھی قرآن کو چھونا جائز نہیں کہتے  
 اور یہ حدیث مسند حاکم میں اور مصنف عبد الرزاق جلد نمبر دو صفحہ نمبر 184 میں عمرو ابن حزم سے مرفوعاً منقول ہے  
 ”لَا يَسْمَعُ الْقُرْآنُ الْأَطَاهِرُ“  
 قرآن کو ہاتھ نہ لگائے مگر پاک شخص۔۔

دور حاضر میں حفظ کرنے والی بالغ طالبات اور معلمات کیا طریقہ اختیار کرے گی.....؟؟؟؟

بعض فقهاء کا یہ کہنا کہ بلا حائل مس قرآن بے وضو کیلئے منوع ہے اور اگر حائل موجود ہو تو بے وضو جنبی اور حائل کیلئے جائز ہے  
 جیسے کوئی دستانے وغیرہ پہن لے  
 لیکن ہمارے اکابر اور مفتیان کرام فتویٰ اس بات پر دے رہے ہیں کہ جنبی اور حائل ایسی چیز ہو حائل بنائ کر ہاتھ نہ لگائے جوان کے لباس کا حصہ ہو یا انہوں نے وہ چیز پہنی ہوئی ہو  
 چنانچہ کرتے کی دامن اور عورت اپنی پہنی ہوئی چادر سے قرآن مجید کو نہ چھوئے  
 ہاں البتہ ایسا حائل ہو یو ملبوس نہ ہو تو اس سے قرآن کو چھونا صفحات پلٹنا جائز ہے ب  
 جیسے الگ سے ہوئی روپاں وغیرہ ہاتھ میں پکڑ کر چھوا جائے بیا قلم وغیرہ سے اور اس کو پلٹا جائے ج

چونکہ دستانے بھی ہاتھوں میں بطور لباس پہنتے ہیں چنانچہ فتویٰ کی کتابوں میں حافظہ اور جنہی کیلئے دستانوں کے ذریعے سے ہاتھ لگانے کو منع کیا گیا ہے

یہ اصول فتویٰ ہندیہ جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 38 میں موجود ہے  
عبارت یوں ہے... "وَلَا يَجُوزُ لِهِمْ مِنَ الْمَحْفَظَةِ مَا لَمْ يَأْتِهِمْ لَا يَسْوَطُهُ" (وعلیہ الفتوی)

## ٩٩-بَابِ مَاجَاءَ فِي مُبَاشِرَةِ الْحَائِضِ

١٤٢ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ مِنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَتْ يَامِنُ فَأَنْ أَتَزَرَ، ثُمَّ يُبَاشِرَنِي.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَمَيْبُونَةَ.

حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

### باب ماجاء في مباشرة الحائض

یہاں مباشرت سے اردو والا مباشرت یعنی جماع مراد نہیں ہے بلکہ جسم کو جسم سے ملان مراد ہے  
یعنی آپس میں ظاہری کھال کو ملانا ورنہ مباشرت حائض سے یعنی جماع کرنا حرام ہے بالاتفاق.....!!!!!!

یہ بھی یاد رہے کہ مباشرت لغوی معنی کے اعتبار سے استمتاع فوق الازار بالاتفاق جائز ہے  
لیکن استمتاع تحت الازار غیر جمیور کے نزدیک جائز نہیں ہے

(وعلیہ الفتوى)

البتہ امام محمد اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جائز ہے

انکی دلیل ترمذی کی روایت ہے

جمیور اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہاں فوق الازار مراد ہے ...

## ۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكِلَةِ الْحَائِضِ وَسُورِهَا

١٤٣ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْخُنَيْرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَرَّا امْرِبْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُؤَاكِلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ: وَأَكُلُّهَا.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَنِيسٍ.  
حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٌ.  
وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَمْ يَرُوا بِمُؤَاكِلَةِ الْحَائِضِ بَأْسًا.  
وَأَخْتَلَفُوا فِي فَضْلِ وَضُرُّهَا، فَرَّخَصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمْ، وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ فَضْلَ طَهُورِهَا

### باب ماجاء في المواكلة الجنب والحايض

یہ باب امام ترمذی لیکر آئے  
کیوں کہ اس میں یہود کے ایک خیال کارد ہے  
یہود حائضہ کو اچھوت یعنی منہوس سمجھتے تھے انکے ساتھ نہ کھانا کھاتے تھے نہ وہ مرد کے بالوں میں کنگھی کر سکتی  
تھی  
اس لیے عبد الرحمن بن سعد کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حائضہ کے ساتھ کھانامل کر کھا سکتے ہیں  
تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں انکے ساتھ مل کر کھانا کھایا کرو...  
اسی باب کی بنیاد پر باب الترجل کنگھی کے باب میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت منتقل ہے "کنت ارجل  
راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصح  
یعنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کر لیا کرتی تھی اس حال میں کہ میں حائضہ ہوتی تھی  
اس روایت میں بھی وانا حائض سے یہود کے باطل خیال کی تردید مقصود ہے.....!!!!

## ١٠١ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَنَاؤلُ الشَّيْءِ مِنَ الْمُسْجِدِ

١٤- حَدَّثَنَا عَبْيَدُهُ بْنُ حُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ  
بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَأْوِلِينَى الْخُمُرَةَ مِنَ  
الْمُسْجِنِ، قَالَتْ: قُلْتُ: إِنِّي حَاعِضٌ، قَالَ: إِنَّ حَيْضَتِكَ لَيُسَتَّ فِي يَدِكِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

## حدیث عائشة حدیث حسنٌ

وَهُوَ قَوْلٌ عَامَّةٌ أَهْلِ الْعِلْمِ، لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا فِي ذَلِكَ: بِأَنْ لَا يَبْلُسَ أَنْ تَتَنَاهُ الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ  
الْمُسْجَدِ

باب ماحاء في الحاضر تناول الشي من المسجد

حائضہ کا مسجد میں داخل ہونا بالاتفاق ناجائز ہے لیکن کیا وہ مسجد کو عبور کر سکتی ہے حیض کی حالت میں یعنی گزر سکتی ہے یا نہیں...؟؟ امام شافعی کے نزدیک حائضہ کا مسجد سے عبور چائز ہے، البتہ دخول قام کیلئے چائز نہیں،

امام شافعی کی دلیل

ترمذی کے اس باب میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی مسجد سے چٹائی لانے کی کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا " "

ناولین الخمرة من المسجد قالت ابني حافظ قال ان حيضتك ليس في يدك .....

لیکن احتفاف کے نزدیک حائضہ کا مسجد سے عبور بھی جائز نہیں ہے  
ان روایات کی وجہ سے جن میں حائضہ کیلئے مسجد میں داخل ہونا منع ہے  
اس لیے کہ وہ گزرے گی تب جب داخل ہو گی نا۔!!

ترمذی میں موجود روایت کا جواب

قاضی عیاض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ من المسجد یہ جاری مجرور ملکرناولینی کا متعلق نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے قال آرہا ہے اور یہ اس کا متعلق ہے

اب عبارت یوں ہو گی "قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المسجد ناولینی الْخُمْرَةٌ"

یعنی مجھے نبی علیہ السلام نے مسجد سے فرمایا کہ مجھے چٹائی پکڑا دو

کیوں کہ نبی علیہ السلام مسجد میں اعتکاف میں تھے اور مسجد نبوی کے بالکل ساتھ امام عائشہ صدیقہ کا حجرہ تھا درمیان کھڑکی تھی جو مسجد نبوی میں کھلتی تھی

قاضی عیاض کی توجیہ کو امام نووی نے قبول کیا اور پسند کیا

اور اسکی تائید حضرت میمونہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 413 میں موجود ہے

اور سنن نسائی جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 53 میں موجود ہے باب بسط الحال ض الخمرۃ فی المسجد میں.....

## ١٠٢- بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ الْحَائِضِ

١٣٥ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَبَهْزُونُ أَسَدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَبَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمِ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَبِيَّبَةِ الْهُجَيْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوْ امْرَأَةً فِي دُبْرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ. لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمِ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَبِيَّبَةِ الْهُجَيْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

فَإِنَّمَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى التَّغْلِيظِ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَتَى حَائِضًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ. فَلَوْكَانِ إِتْيَانُ الْحَائِضِ كُفَّرَ الْمُؤْمِنُ فِيهِ بِالْكُفَّارَةِ.

وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ قَبْلِ إِسْنَادِهِ.

وَأَبُو تَبِيَّبَةِ الْهُجَيْبِيِّ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ

## ١٠٣- بَابِ مَا جَاءَ فِي الْكُفَّارِ فِي ذَلِكَ

١٣٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مَقْسِمٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَقْعُدُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ: يَتَصَدَّقُ بِنُصْفِ دِينَارٍ

١٣٧ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَرَيْثَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ أَبِي حَمْزَةِ السُّكَّرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مَقْسِمٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ، فَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ.

حَدِيثُ الْكُفَّارِ فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ قَدْ رُوِيَ عَنِ أَبْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا.

وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَالَ أَبْنُ الْمُبَارَكِ: يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ وَلَا كَفَارَةَ عَلَيْهِ.

وَقَدْ رُوِيَ مِثْلُ قَوْلِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ بَعْضِ التَّابِعِينَ مِنْهُمْ: سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخْعَنِيُّ،  
وَهُوَ قَوْلٌ عَامَّةً عَلَيْهِ الْأَمْصَارِ

#### ٤٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الشُّوْبِ

١٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُنْ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَانُ، عَنْ هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ  
أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ الَّتِيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّوْبِ يُصِيبُهُ الدَّمُ مِنَ  
الْحَيْضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُتْتِيْهِ، ثُمَّ اقْرِصِيهِ بِالْمَاءِ، ثُمَّ رُشِّيْهِ، وَصَلِّ فِيهِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَمْرِ قَيْسِ بْنِتِ مَحْصَنٍ.

حَدِيثُ أَسْمَاءِ فِي غَسْلِ الدَّمِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ  
وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الدَّمِ يَكُونُ عَلَى الشُّوْبِ فَيُصَلِّ فِيهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهُ:  
فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: إِذَا كَانَ الدَّمُ مِقْدَارَ الدِّرْهَمِ فَلَمْ يَغْسِلُهُ وَصَلَّ فِيهِ أَعَادَ  
الصَّلَاةَ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ الدَّمُ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ أَعَادَ الصَّلَاةَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَانَ الثَّوْرَيِّ، وَابْنِ  
الْمُبَارَكِ.

وَلَمْ يُوجِبْ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَيْهِ إِلَّا عَادَةً وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ، وَبِهِ  
يَقُولُ أَحَمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: يَجِبُ عَلَيْهِ الغَسْلُ وَإِنْ كَانَ أَقْلَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ، وَشَدَّدَ فِي ذَلِكَ  
\* بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ مِنَ الشُّوْبِ

نجاست غلیظہ بدن پر اور کپڑے پر کتنی مقدار معاف ہے کہ بغیر دھوئے اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں ..؟؟؟

احناف کے نزدیک اگر نجاست غلیظہ یعنی بول و براز خون پیپ وغیرہ ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تنزہ یہی ہے

اور اگر ایک درہم کے برابر نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہو تو اس سمیت نماز پڑھنا مکروہ تحریکی ہے  
اور اگر ایک درہم سے زیادہ لگی ہوئی ہو تو پھر نماز فاسد ہو جاوے گی  
کیوں کہ اب اسکو دھونا فرض ہے  
(وعلیہ الفتوی)

درہم کی مقدار کیا ہوتی ہے

جسامت کے اعتبار سے درہم کی مقدار فقہاء کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ہاتھ کی ہتھیلی کو کھولا جائے پھر اس پر پانی ڈال دیا جائے تو ہتھیلی کی گہرائی میں جتنا پانی باقی ٹھرتا ہے اتنا ہی بڑا درہم ہو اکرتا تھا  
اور اگر وزن کے اعتبار سے درہم کو دیکھا جائے تو اسکی مقدار تین گرام 62 ملی گرام کی بنتی ہے

مذہب نمبر دو

امام ترمذی نے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کا مذہب یہ بیان کیا ہے کہ اگر درجنوں سے زیادہ بھی نجاست لگی ہو اور نماز پڑھ لی جائے تو لوٹانا واجب نہیں  
لیکن عرف الشذی میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ امام احمد کے مذہب میں تفصیل ہے،  
اُنکے نزدیک اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قدرے درہم سے زیادہ نجاست لگی ہوئی ہے تو نماز لوٹانا واجب نہیں ہے، نماز درست ہو جائے گی،  
اور اگر نماز سے پہلے معلوم ہوا تو نماز درست نہ ہوگی !!

مذہب نمبر تین

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر نجاست کی مقدار درہم سے کم بھی ہو پھر بھی نجاست کو دھونا واجب ہے  
امام ترمذی نے فرمایا۔ وشد دفی ذالک۔۔  
یعنی امام شافعی اس بارے میں سختی اختیار فرماتے ہیں...!!!!!!

## ١٠٥ - بَابِ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمْكُثُ النُّفَسَاءُ

١٣٩ - حَدَّثَنَا نَصْرٌ بْنُ عَلَىٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو بَدْرٍ، عَنْ عَلَىٰ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ، عَنْ أَمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَتُ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالوَرْسِ مِنَ الْكَفِ.

هَذَا حَدِيثٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ، عَنْ أَمِّ سَلَمَةَ، وَاسْمُ أَبِي سَهْلٍ، كَثِيرُ بْنُ زِيَادٍ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: عَلَىٰ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ثَقَةٌ، وَأَبُو سَهْلٍ ثَقَةٌ.

وَلَمْ يَعْرِفْ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَهْلٍ

وَقَدْ أَجْبَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ عَلَى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهُورَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي.

فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا تَدْعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفيَانُ التَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمِبَارِكُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَاحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَيُرَوِّى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ خَمْسِينَ يَوْمًا إِذَا لَمْ تَرَ الطُّهُورَ.

وَيُرَوِّى عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَّاجٍ، وَالشَّعْبِيِّ سِتِّينَ يَوْمًا

بابِ مَا جَاءَ فِي كَمْ تَمْكُثُ النُّفَسَاءُ ..

الفاظ کی تشریح

نطلی

ماش کرنا کے معنی میں ہے  
اسی سے نظلا حکیموں کی دوائی بھی ہے

ورس کرم  
ایک بوئی کا نام ہے  
جس سے چہرے کی جھائیاں ختم ہو جاتی ہے  
یہ عرب عورتیں ایام نفاس میں چہروں پر مل لیا کرتی تھی ...

(بہترین کتاب اس موضوع پر طب نبوی اور جدید سائنس حضرت ڈاکٹر خالد محمود غزنوی صاحب کی)

البحث الاول فی هذا الباب  
نفاس کی تعریف یہ ہے کہ وہ دم جو عورت کے رحم میں سے آتا ہے پچے کی پیدائش کے بعد

نفاس کی اقل مدت کوئی متعین نہیں ہے بالاتفاق.

البحث الثاني  
اگر نفاس جاری رہے تو چالیس دن تک نفاس والی عورت نماز چھوڑ سکتی ہے  
یہ عدد بالاتفاق ہے...  
ہمارے معاشرے میں عورتیں اسے چھلہ کہتی ہیں اور جہالت کی وجہ سے وہ چالیس دن تک نماز نہیں پڑھتی  
حالانکہ بالاتفاق شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ چالیس دن سے پہلے پاک ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا فرض ہے

البحث الثالث  
اگر نفاس والی عورت کو چالیس دن سے زیادہ دم آئے  
تو اس میں اختلاف ہے

مذہب نمبر ایک

جمہور علماء کے نزدیک چالیس دن تک دم آجائیں تو وہ نفاس شمار ہو گا اسکے بعد اگر آئے تو وہ استخاضہ ہو گا  
اور وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی  
یہی مذہب امام شافعی امام احمد بن اور احناف کا ہے  
(وعلیہ الفتوی)

مذہب نمبر دو

حسن بصری کے نزدیک اگر وہ پاک نہ ہو تو پچاس دن تک نماز چھوڑ سکتی ہے

مذہب نمبر تین

عطاء ابن ابی رباح اور امام شعبی رحمہ اللہ کے نزدیک سین یوما... اگر نفاس کا دم جاری رہے تو ساٹھ دن تک نماز چھوڑ سکتی ہے  
!!!!!!...  
۱۰۶ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفيَّانُ، عَنْ مَعْبِرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَّسِ،  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ.

حدیث انس حديث حسن صحیح، و هو قول غیر واحد من اهل العلم منهم: الحسن البصري: أن لا  
بأس أن يعود قبل أن يتوضأ.

وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ هَذَا، عَنْ سُفِّيَّانَ، فَقَالَ: عَنْ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الْخَطَابِ، عَنْ أَنَّسِ.  
وَأَبُو عُرْوَةَ هُوَ مَعْبُرُ بْنُ رَاشِدٍ، وَأَبُو الْخَطَابِ، قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ

### ١٠٧ - بَابِ مَا جَاءَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ تَوْضَأَ

٤١ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَتَقْ أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُواً.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ.

حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

وَقَالَ بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأْ قَبْلَ أَنْ يَعُودَ.

وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ اسْمُهُ عَلِيُّ بْنُ دَاؤَدَ

وَأَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ بْنِ سِنَانٍ

## ۱۰۸ - بَابِ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَجَدَ أَحَدٌ كُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدأْ بِالْخَلَاءِ

۱۴۲ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ، قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ، وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ، وَقَالَ: سَبِيعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَجَدَ أَحَدُ كُمِ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدأْ بِالْخَلَاءِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَثَوْبَانَ، وَأَبِي أَمَامَةَ.

**حدیث عبد الله بن الأرقام حدیث حسن صحیح**

هَكَذَا رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَانِ، وَغَيْرُو احِدٍ مِنَ الْحُفَاظِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ.

وَرَوَى وُهَيْبٌ، وَغَيْرُهُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ.

وَهُوَ قُولُ غَيْرُو احِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ.

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، قَالَا: لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَجُدُ شَيْئًا مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَقَالَا: إِنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، فَلَا يُنْصِرُ فَمَا لَمْ يَشْغُلُهُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَأْسُ أَنْ يُصْلِي وَبِهِ غَائِطٌ أَوْ بَوْلٌ مَا لَمْ يَشْغُلُهُ ذَلِكَ عِنِ الصَّلَاةِ

باب ماجاء اذا اقيمت الصلاة و وجد احدكم .....  
.....

اگر انسان کو بول و براز کی شدت ہو تو کیا اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ....???

مذہب نمبر ایک

امام مالک کے نزدیک عند مدافعۃ الا خشین (دو بری چیزیں) یعنی بول و براز کی شدت کے وقت اگر کوئی نماز پڑھ سکتے ہے گا تو اسکی نماز

ادا نہیں ہوگی

انکی دلیل یہی باب کی روایت ہے

## مذہب نمبر دو

جمہور علماء کے نزدیک بول و بر از کے وقت اگر نماز ادا کرے گا تو نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہو گی یعنی خلاف سنت۔ اور اگر صرف خشوع فوت ہو رہا ہو تو مکروہ تنزیہی ہو گی اُنکی دلیل بھی یہی روایت ہے

## مذہب نمبر تین

احناف کے نزدیک اگر بول و بر از کا تقاضا اضطراب کی حد تک ہو یعنی روکنے کی وجہ سے بے چینی ہو تو نماز پڑھنا مکروہ تحریکی ہے وہ اگر اضطراب کی حد تک تقاضانہ ہو تو پھر نماز پڑھنا جائز ہے۔

## ١٠٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْمُؤْطِلِ

٤٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَّسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: إِنِّي امْرَأٌ أُطِيلُ ذِيَّلِي وَأَمُشِّي فِي الْبَكَانِ الْقَدِيرِ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُطَهَّرُهُ مَا بَعْدُهُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَتَوَضَّأُ مِنْ الْمُؤْطِلِ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا وَطَئَ الرَّجُلُ عَلَى السَّكَانِ الْقَدِيرِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الْقَدَمِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَطْبًا فَيَغْسِلَ مَا أَصَابَهُ.

وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَّسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِهُودِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَهُوَ وَهُمْ، وَلَيْسَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَبْنُ يُقَالُ لَهُ: هُودٌ.

وَإِنَّهَا هُوَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَهَذَا الصَّحِيحُ

باب ماجاء في الوضوء من الموطئ

یطہرہ ما بعدہ کا ترجمہ

یعنی ناپاک جگہ کے بعد جب پاک زمین آئے گی تو وہ اسکو پاک کر دے گی جبکہ گندگی خشک ہو ورنہ کپڑے کو دھونا پڑے گا۔

## ١١٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيْمِ

٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو حَقْصِ عَمْرُو بْنُ عَلَى الْفَلَّاْسُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِالتَّيْمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

حَدِيثُ عَمَّارٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

وَهُوَ قُولُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: عَلِيٌّ، وَعَمَّارٌ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَغَيْرٍ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ، مِنْهُمْ: الشَّعْبِيُّ، وَعَطَاءُ، وَمَكْحُولٌ قَالُوا: التَّيْمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ: ابْنُ عَمَّرَ، وَجَابِرُ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَالْحَسَنُ قَالُوا: التَّيْمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْبِرْفَقَيْنِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَانُ، وَمَالِكُ، وَابْنُ الْبَيْارِكِ، وَالشَّافِعِيُّ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَمَّارٍ فِي التَّيْمِ أَنَّهُ قَالَ: لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ أَنَّهُ قَالَ: تَيَسَّنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ.

فَضَعَفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ حَدِيثَ عَمَّارٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيْمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ لَهَا رُوِيَ عَنْهُ حَدِيثُ الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ

قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدِيثُ عَمَّارٍ فِي التَّيْمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، وَحَدِيثٌ عَمَّارٍ: تَيَسَّنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَبَاطِ لَيْسَ هُوَ بِسْخَالِفٍ لِحَدِيثِ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، لَأَنَّ عَمَّارًا لَمْ يَذْكُرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِذَلِكَ، فَإِنَّمَا قَالَ: فَعَلْنَا كَذَا

وَكَذَا، فَلَمَّا سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَكُ بِالوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ مَا أَفْتَى بِهِ عَيَّارٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّيِّمِ أَنَّهُ قَالَ: الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، فَغَيْرِ هَذَا دَلَالَةً أَنَّهُ اسْتَهَى إِلَى مَا عَلَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ الْقَرْشِيِّ، عَنْ دَاؤَدَ بْنِ حُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ سُيِّلَ عَنِ التَّيِّمِ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ فِي كِتَابِهِ حِينَ ذَكَرَ الْوُضُوءَ: {فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ إِلَى الْبَرَافِقِ}، وَقَالَ فِي التَّيِّمِ: {فَامْسِحُوا بِوُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ}، وَقَالَ: {وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقةُ فَاقْطُعُوا أَيْدِيهِمَا}، فَكَانَتِ السُّنْنَةُ فِي الْقَطْعِ الْكَفَّيْنِ، إِنَّهُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَانِ، يَعْنِي التَّيِّمَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

{باب ماجاء في التيم}

یہاں محمد شین دو بخشیں فرماتے ہیں ...

نمبر ایک

تیم میں کتنی ضریبیں ہیں۔ یعنی کتنی مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنا ہو گا

مذہب نمبر ایک

امام احمد بن حنبل کے نزدیک ضربۃ واحدہ یعنی ایک بار مٹی پر ہاتھ ماریں گے اسی سے ہاتھوں اور چہرے پر مل لیں گے

مذہب نمبر دو

انہمہ ثلاش کے نزدیک ضربۃان ہے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر ملنا ہو گا اور دوسری مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو ملنا ہو گا

البحث الثاني

تیم میں ہاتھوں کو کہاں تک ملتا ہو گا ...

## مذہب نمبر ایک

امام احمد بن حنبل کے نزدیک الی الرسن یعنی گھوں تک  
انکی دلیل السارقة فاقطعوا الید یہما ہے  
کہ وہاں ایدی کا اطلاق رسن تک ہے

## مذہب نمبر دو

جمہور علماء کے نزدیک یعنی امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک الی المرفقین کہنیوں سمیت تک پرہاتھ پھیرنا ہو گا۔

.....  
مذہب نمبر دو

ہمارے نزدیک یعنی جمہور کے نزدیک کہنیوں سمیت دھونا ضروری ہے  
انکی دلیل آیت وضو ہے  
کہ فاغسلوا وجو حکم واید کیم الی المرافق  
جب وضو کے اندر ایدی کی وضاحت الی المرافق تک آیا تو وضو کا قائم تمیم ہے تو قائم مقام میں بھی یہ کا اطلاق اصل یعنی وضو والا ہو گا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ مائدہ آیت نمبر ۶ قَسَمُوا اصْعِدَ اطْبَاقًا مَسْحُوا  
لہذا تمیم میں بھی اید کیم الی المرافق ہو گا  
الی الرسن نہیں ہو گا

تمیم کو وضو ہر قیاس کرنا چاہیے نہ کہ السارق والسارقة پر  
(امام احمد بن حنبل کی دلیل کا بھی جواب ہو گیا)

## مذہب نمبر تین

ابن شہاب زہری کے نزدیک تمیم میں ہاتھ ملیں گے الی الاباط والمناکب تک یعنی بغل اور کندھے تک

اور انکی دلیل حضرت عمار والی روایت ہے  
وقد روی عن عمار انه قال تمم النبي صلی اللہ علیہ وسلم ای الاباط والمناکب  
جو امام ترمذی نے نقل فرمائی ہے

جمہور علماء وہی جواب دیتے ہیں جو آمنا ترمذی نے دو جواب دیئے

جواب نمبر ایک  
امام ترمذی نے خود فرمایا  
کہ عمار والی روایت کو بعض اہل علم ضعیف قرار دیتے ہیں

جواب نمبر دو

امام ترمذی نے یہ جواب بھی دیا حضرت عمار والی روایت یہ وجہ اور کفین والی روایت کے خلاف نہیں ہے  
اس لیے کہ حضرت عمار نے اس روایت میں یہ نہیں کہا کہ ہمیں اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا  
بلکہ انہوں نے تو کہا کہ ہم ایسا کرتے تھے  
پھر جب انہوں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا تو نبی علیہ السلام نے وجہ اور کفین کو ملنے کا حکم دیا  
اور امام ترمذی نے اس جواب پر یہ دلیل پیش کی کہ حضرت عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وجہ اور کفین ہی پر فتویٰ دیتے تھے

احناف کی دلیل  
احناف کے دلائل احادیث میں بھی ہے

حدیث نمبر ایک  
دارقطنی جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 180  
عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً للتمم ضربتان ضربۃ للوجہ و ضربۃ للیدين والمرفقین  
(اس میں واو بمعنی مع کے ہیں)

## ١١١- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنْبًا

٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٌ الْأَشْجَجُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، وَابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلِيمَةَ، عَنْ عَلَىٰ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنْبًا.  
حَدِيثٌ عَلَىٰ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَبِهِ قَالَ غَيْرُوا حَدِيدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ التَّبِيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ.  
قَالُوا: يُقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، وَلَا يُقْرَأُ فِي الْمُصَحَّفِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.  
وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ الثُّورِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ  
**١١٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُولِ يُصِيبُ الْأَرْضَ**

٤٧ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَيْنَةَ، عَنِ  
الرُّهْبَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِ الْمَسْجِدِ وَالثَّبِيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَصَلَّى، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَنِنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنِّا أَحَدًا، فَاتَّفَتَ إِلَيْهِ  
الثَّبِيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا، فَلَمْ يَلْبِسْ أَنْ بَالَّا فِي الْمَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ  
الثَّابِسُ، فَقَالَ الثَّبِيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهْرِيقُوا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءِ، أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءِ، ثُمَّ قَالَ:  
إِنَّمَا بِعِشْتُمْ مُّيَسِّرَيْنَ وَلَمْ تُبَعَّثُوا مُعَسِّرَيْنَ

٤٨ - قَالَ سَعِيدٌ: قَالَ سُفِيَّانُ: وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، نَحْوَهُذَا.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَيْنُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

وَقَدْ رَوَى يُونُسُ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنِ الرَّهْرِيِّ، عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

## ۲- أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

{} أبواب الصلاة {}

ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاب موقتنا " "

بے شک نماز ایمان والوں پر مقررہ وقت میں فرض کی گئی ہے  
اس لیے کہ اصول فقه میں لکھا ہے کہ نماز کا وقت سبب وجوب ہے نماز کیلئے  
اگر نماز کا وقت نہیں ہو گا تو نماز فرض نہیں ہو گی  
اس لیے جن ممالک میں اگر کسی نماز کا وقت نہیں ہوتا تو ان لوگوں پر وہ نمازیں فرض نہیں ہوتی جیسے ناروے میں میں جوں کے  
اندر کئی ہفتوں تک سورج غروب ہی نہیں ہوتا تو ان لوگوں پر عشاء مغرب اور فجر کی نماز فرض نہیں ہو گی۔۔۔

دجال کو بھی مسح کہا اور حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مسح کہا گیا ہے تو ان میں فرق کیا ہے

تو یہ مسئلہ حل ہو گا علم اشتقاق کے ذریعے سے ب  
عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسح کہا گیا ہے یہ مسح سے مشتق ہے بمعنی ہاتھ پھیرنا  
عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد نبینا کو پینا کر دیتے تھے ہاتھ پھیر کر

اور دجال کو جو مسح کہا گیا ہے یہ مساحت سے مشتق ہے بمعنی مسافت  
کہ وہ پوری دنیا کا سفر چند دنوں میں طے کرے گا اس لیے اسکو مسح کہا گیا ہے.....!!!!!!

## ١٤٩ - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٤٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّهْرَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ وَهُوَ أَبُونَ عَبَادِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جَبَيرٍ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ عَبَاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى الطُّهْرَ فِي الْأُولَى مِنْهُا حِينَ كَانَ الْفَجْرُ مِثْلَ الشَّهَارِكِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرَقَ الْفَجْرُ، وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ، وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّالِثَةَ الطُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوقْتِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَتِ الْأَرْضُ، ثُمَّ التَّفَتَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ فِيهَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَبُرِيدَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ، وَعَبَرِو بْنِ حَزْمٍ، وَالْبَرَاءِ، وَأَنَسِ.

١٥٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلَيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي وَهُبُّ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَّنِي جِبْرِيلُ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَبَاسٍ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ لِوقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ.

حَدِيثُ ابْنِ عَبَاسٍ حَدِيثُ حَسَنٌ.

وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَصَحُّ شَيْءٍ فِي الْمَوَاقِيتِ حَدِيثُ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَحَدِيثُ جَابِرٍ فِي الْمَوَاقِيتِ قَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، وَأَبُو الرَّبِيعِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ وَهُبِّ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### ١٤- بَابٌ مِنْهُ

١٥١ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتٍ صَلَاةً الظَّهْرِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَآخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتٍ صَلَاةً الْعَصْرِ حِينَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَصْفَرُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتٍ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَغِيبُ الْأَفْقُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتٍ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِينَ يَغِيبُ الْأَفْقُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتٍ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو.

سَيِّعْتُ مُحَمَّدًا، يَقُولُ: حَدِيثُ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدِ فِي الْمَوَاقِيتِ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ خَطَأً خَطَأً فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ.

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ الْفَزَارِيِّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، نَحْوَهُ بِيَعْنَاهُ

### ١٥- بَابٌ مِنْهُ

١٥٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاجِ الْبَزَّارُ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، الْبَعْنَى وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ، عَنْ سُفِيَانَ، عَنْ عَلْقَبَةَ بْنِ مَرْثِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرْيَدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: أَقِمْ مَعَنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَأَمْرَبِلَالًا فَأَقَامَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ أَمْرَهُ فَأَقَامَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى

الظہر، ثُمَّ أَمْرَةُ فَاقَامَ، فَصَلَّى اللَّعْصُرَ وَالشَّسِيسُ يَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةً، ثُمَّ أَمْرَةُ بِالنَّغْرِبِ حِينَ وَقَعَ حَاجِبُ الشَّسِيسِ، ثُمَّ أَمْرَةُ بِالْعِشَاءِ فَاقَامَ حِينَ غَابَ السَّفَقُ، ثُمَّ أَمْرَةُ مِنَ الْغَدِ فَنَوَرَ بِالْفَجْرِ، ثُمَّ أَمْرَةُ بِالظُّهُرِ، فَأَبْرَدَ وَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرَدَ، ثُمَّ أَمْرَةُ بِالْعَصْرِ فَاقَامَ، وَالشَّسِيسُ آخِرٌ وَقُتُّهَا فَوْقَ مَا كَانَتْ، ثُمَّ أَمْرَةُ فَأَخْرَى النَّغْرِبِ إِلَى قُبَيْلٍ أَنْ يَغِيبَ السَّفَقُ، ثُمَّ أَمْرَةُ بِالْعِشَاءِ فَاقَامَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ بِرَوْبِنْ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، فَقَالَ: مَوَاقِيتُ الصَّلَاةِ كَمَا بَيْنَ هَذَيْنِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ عَلْقَبَةَ بْنِ مَرْثَدٍ أَيْضًا  
باب ماجاء في مواقيت الصلاة عن النبي صلى الله عليه وسلم

ثلث الليل معلوم کرنے کا طریقہ  
لیل کا اطلاق شریعت میں ہوتا ہے سورج غروب ہونے سے لیکر صبح صادق تک  
اہذا اس وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیجیے  
تو ثلث اللیل معلوم ہو جائے گا  
جیسے مثال کے طور پر چھے بجے سورج غروب ہوتا ہو اور صبح صادق بھی چھے بجے طلوع ہوتی ہو تو یہ کل بارہ گھنٹے ہو گئے اس کے  
تین حصے بنالیں تو ایک تھائی چار گھنٹے بنیں گے  
اب ثلث اللیل معلوم کرنے کے لیے چھ میں چار جمع کر دیں تو یہ کل دس ہو گئے  
اہذا ثلث اللیل ہوتی رات دس بجے تک اس صورت مسئلہ میں ۔۔۔۔۔

وقال يا محمد هذا وقت الانبياء من قبلك

جبریل عليه السلام نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ سے پہلے انبواء کا وقت تھا  
جبکہ پانچ نمازیں تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوئی تھی مراجع کے موقع پر

پھر حدا وقت الانبیاء من قبلک کا کیا معنی ہو گا...!!

اس کا محمد شین نے خواب جواب دیا ہے  
کہ حدا وقت الانبیاء من قبلک سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قول ہوئی تھی فجر کے وقت تو وہ فجر کے وقت  
دور کعین پڑھتے تھے

ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل کی قربانی ظہر کے وقت قول ہوئی تھی تو وہ ظہر کے وقت چار رکعت پڑھا کرتے تھے  
عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کیا تھا عصر کے وقت میں تو وہ چار رکعت عصر کی پڑھا کرتے تھے  
اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قول ہوئی مغرب کے وقت تو وہ تین رکعت پڑھا کرتے تھے  
لیکن عشاء کی نماز کسی نبی پر یا اس کی امت پر فرض نہیں رہی  
یہ عشاء کی نماز صرف امت محمد یہ کا خاصہ ہے  
جیسا کہ سنن ابی داؤد میں روایت آرہی ہے  
عشاء کے بارے میں یہ الفاظ ہیں .....  
ولم تصلحه امة قبلکم

کہ عشا کی نماز آپ کی امت سے پہلے کسی نے نہیں پڑھی  
(سنن ابی داؤد جلد اول باب وقت العشاء الآخرة عن معاذ بن جبل رضي الله عنه)  
اس لیے اکثر نمازوں کا تعلق مختلف انبیاء سے رہا  
اس لیے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ کہا "یا محمد حدا وقت الانبیاء من قبلک" ---  
تفصیل کیلیے دیکھیے طحاوی شریف باب صلوٰۃ الوسطی ای الصلوٰۃ

ثُلث اللَّيل معلوم كرنے کا طریقہ  
لیل کا اطلاق شریعت میں ہوتا ہے سورج غروب ہونے سے لیکر صبح صادق تک  
لہذا اس وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیجیے  
تو ثُلث اللَّيل معلوم ہو جائے گا  
جیسے مثال کے طور پر چھے بجے سورج غروب ہوتا ہوا صبح صادق بھی چھے بجے طلوع ہوتی ہو تو یہ کل بارہ گھنٹے ہو گئے اس کے  
تین حصے بنالیں تو ایک تہائی چار گھنٹے بنیں گے

اب ثلث اللیل معلوم کرنے کے لیے چھ میں چار جمع کر دیں تو یہ کل دس ہو گئے  
لہذا ثلث اللیل ہوتی رات دس بجے تک اس صورت مسئلہ میں ۔۔۔۔۔

عین یغیب الافت

عشاء کا وقت تب شروع ہوتا ہے جب افق غائب ہو جائے

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ عرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ "فَإِنْ غَيْبَةَ الْأَفْقِ بِغَيْبَةِ شَفْقِ الْأَيْضِ" یعنی افق غائب ہوتا ہے شفق الایض کے غائب ہونے کے بعد

شفق کے عربی میں دو معنی ہیں

شفق احر

اور شفق ایض

جب سورج غروب ہو جاتا ہے یعنی اس کا گول جسم نظر وہ سے غائب ہو جاتا ہے تو مغرب کی جانب گھنٹہ سوا گھنٹہ سرخی رہتی ہے پھر اس کے بعد کچھ دیر سفیدی رہتی ہے پھر اس کے غائب ہونے کے بعد رات چھا جاتی ہے مغرب کی جانب یعنی افق غائب ہو جاتا ہے

نصف لیل کس کو کہتے ہیں

مثال کے طور پر سورج غروب ہو رہا ہو چکے اور پچھے بجے صبح صادق ہوتی ہو یہ کل بارہ گھنٹے ہو گئے

اب اسکو دوپر تقسیم کر لیجیے تو چھ گھنٹے ہو گئے

اب چھ کو چھ میں جمع کر دیں تو بارہ نج گئے رات کے

لہذا اس حساب سے بارہ بجے نصف لیل ہو گی رات کے بارہ بجے .....!!!!!!

\*باب ماجاء في مواقيت الصلاة عن النبي عليه وسلم

امام ترمذی نمازوں کے او قات کے بارے میں تین روایات لائے ہیں

حدیث امامت جبریل

## ابو ہریرہ والی روایت

وہ روایت جس میں ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا تھا ان تینوں روایات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ نمازوں کے اوقات میں سے تین اوقات ایسے ہیں جن میں روایات میں اختلاف ہے یا اجمال ہے جس کی وجہ سے فقهاء کے درمیان ان تین اوقات کے بارے میں اختلاف ہوا.....

1 ظہر کے وقت کے اختتام اور عصر کے وقت کے آغاز میں اختلاف ہوا

2 مغرب کے وقت کے اختتام میں اور عشاء کے وقت کے آغاز میں اختلاف ہوا

3 عشاء کے وقت کے اختتام میں اختلاف ہوا۔  
یاد رہے کہ یہ اختلاف جواز اور عدم جواز کا ہے اس لیے یہ بحثیں قابلِ توجہ ہے۔

## البحث الاول

## انہتاظہر اور ابتداء عصر میں اختلاف

مدہب نمبر ایک  
امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک ظہر کا وقت مثل اول کے اختتام تک ہے اور اس کے بعد جب مثل ثانی شروع ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔۔۔

ان حضرات کی دلیل  
حدیث امامت جبریل ہے...۔

مدہب نمبر دو  
امام ابوحنیفہ سے مختلف روایتیں منقول ہے

روایت نمبر 1 ظہر کا وقت تا اختتام مثل اول ہے اس کے بعد عصر کے نماز کا آغاز ہو گا  
 یہ وہی مذہب ہے جو صاحبین نے اختیار کیا ہے  
 اور امام محمد سے امام ابو حنیفہ سے ایک روایت تا اختتام مثلین کے ہے یعنی دو مثل سایہ ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اس  
 کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے  
 وعلیہ الفتوی

قول ثانی  
 امام ابو حنیفہ سے یہ روایت بھی منقول ہے مثل اول سے لیکر مثل ثانی تک کا وقت مہمل ہے نہ ظہر کا وقت ہے نہ عصر کا وقت ہے

قول ثالث  
 مثل اول کے اختتام سے مثل ثانی کے اختتام تک یہ وقت مشترک ہے بین الظہر والعصر یعنی یہ ظہر کا بھی وقت اور عصر کا بھی  
 انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قول نمبر تین کو معذور اور مسافر کیلئے مفتی بہ کہا گیا ہے  
 احناف کے نزدیک فتویٰ تا مثل ثانی پر ہے  
 اس لیے اس کے دلائل لکھے جائیں گے

دلیل نمبر 1  
 جامع ترمذی ہی میں باب ماجاء فی تاخیر الظہر فی شدة الحر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا اشتد الحر فابردو عن الصلوة  
 یعنی جب گرمی سخت ہو جائے تو ظہر کے نماز کو خوب ٹھڈا کر کے پڑھا کرو  
 احناف اس سے استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ گرمی کی شدت مثل ثانی میں کم ہوتی ہے  
 معلوم ہوا کہ مثل ثانی میں ظہر کا وقت ہے۔۔۔

دلیل نمبر 2  
 اسی باب کے آخر میں ابوذر سے روایت منقول ہے کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ظہر کے نماز میں تاخیر  
 کروائی۔۔۔  
 صحابی کہتے ہیں کہ "حتیٰ رأينا في ..... یہاں تک کہ ہم نے ٹیکوں کا سایہ دیکھ لیا

ریت کے ٹیلے مخروطی شکل کے ہوتے ہیں اور ریت کے ٹیلوں کا سایہ مثل اول میں ٹھیلے کے اوپر ہی رہتا ہے زمین پر نہیں آتا اور زمین پر ٹھیلے کا سایہ نظر آتا ہے مثل ثانی میں ب معلوم ہوا کہ مثل ثانی میں ظہر کا وقت ہوتا ہے ...

### البحث الثاني

مغرب کے وقت اختتام اور عشاء کے وقت کے آغاز میں اختلاف

**مذہب نمبر ایک**  
امام شافعی کی قدیم روایت یہ تھی کہ مغرب کے نماز کا وقت بس اتنا ہوتا ہے جس میں پانچ رکعتیں ادا کی جاسکے کیوں کہ حدیث امامت جبریل میں مغرب کی نمازوں کی صورتوں میں ایک ہی وقت میں پڑھائی

**مذہب نمبر دو**  
امام ابو حنفیہ کے نزدیک شفق ابیض کے غائب ہونے تک مغرب کے نماز کا وقت رہتا ہے پھر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے یہی منقول ہے ابو بکر اور حضرت عائشہ سے اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن زبیر سے.....

**اختلاف دلائل کا سبب**  
در اصل مدار اختلاف لفظ شفق ہے جو ترمذی کے ان تینوں روایات میں موجود ہے اور شفق کے معنی میں علماء لغت کا اختلاف ہے۔ سیبویہ کے استاد علامہ خلیل نجوى کے نزدیک الشفق هو الحمرة یعنی شفق سرخی کو کہتے ہیں اور امام فراور مبرد کے نزدیک هو الحمرة والا بیاض

در اصل جب سورج غروب ہو جاتا ہے یعنی اسکا گول جسم نظروں سے او جھل ہو جاتا ہے تو گھنٹہ یا سو گھنٹہ مغرب کی طرف سرخی رہتی ہے

پھر اس کے بعد کچھ دیر تک سفیدی رہتی ہے پھر مغرب کی جانب افق میں اندر ہیرا چھا جاتا ہے  
اب احناف یہ کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت اس سفیدی کے اختتام تک رہتا ہے  
کیوں کہ اسے بھی شفق کہتے ہیں

احناف کی تائید اوقات الصلوٰۃ میں ابو ہریرہ کی روایت میں ایک جملہ سے ہوتی ہے "حین یغیب الافق""  
یہ شفق الایض کیلئے احناف کی دلیل ہے کیون کہ ترمذی کے شرح عرف الشفری میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں  
کہ "فَإِنْ غَيْبَةَ الافقِ بِغَيْبَةِ الْشَّفَقِ الْأَيْضُ"

یعنی افق تب غائب ہوتا ہے جب شفق ایض غائب ہو جاتا ہے  
افق کا لغوی معنی۔ بلندی آسمان کا کنارہ

البتہ احناف اختلاف سے بچنے کیلئے مختلف فیہ وقت میں کوئی نماز نہیں پڑھتے  
ظہر کی نماز مثل اول میں پڑھتے ہیں مثل ثانی میں نہ ظہر کی نماز اور نہ عصر کی نماز پڑھتے ہیں  
عصر کی نماز مثل ثالث میں پڑھتے ہیں جو کہ متفق علیہ ہے

مغرب کی نماز سورج غروب کے بعد شفق احر کے وقت میں پڑھتے ہیں

اور عشاء کی نماز شفق ایض کے غائب ہونے کے بعد پڑھتے ہیں اور شفق ایض کے وقت میں نہ مغرب کی نماز اور نہ عشاء کی نماز  
پڑھتے ہیں  
تاکہ نماز متفق علیہ وقت میں ہو جائے۔

عشاء کے وقت کے اختتام میں اختلاف

مذہب نمبر ایک  
امام شافعی کے نزدیک عشاء کا جائز وقت الی نصف اللیل ہے  
انکی دلیل ابو ہریرہ والی روایت کے الفاظ ہیں  
وان آخر وقتھا حین ینتصف اللیل

یعنی آدمی رات تک عشاء کی نماز کا وقت رہتا ہے

نمہب نمبر دو

احناف نے ایسا نہ ب اختیار کیا ہے جس میں تمام روایات پر عمل ہو جاتا ہے

احناف یہ کہتے ہیں کہ عشاء کی نماز نصف لیل تک جائز ہے

البتہ ثلث اللیل تک مستحب ہے اور نصف لیل کے بعد سے لیکر صحیح صادق تک عشاء کا وقت مکروہ تنزیہ ہے

لہذا احناف کے نزدیک عشاء کا جائز وقت شفق ابیض کے غائب ہونے سے لیکر صحیح صادق سے پہلے تک ہے

احناف کے پاس کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے جس میں تینوں اوقات موجود ہو

البتہ اوقات صلوہ سے متعلق روایتوں کا خلاصہ یہی ہے

تفصیلات کیلئے دیکھیے

شرح معانی الآثار للطحاوی

## ١١٦ - بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيسِ بِالْفَجْرِ

١٥٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَّسٍ (ص) وَحَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ عَيْرَةَ، إِنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصْلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: فَيَمْرُرُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّقَاتٍ بِمُرْوُطِهِنَّ مَا يُعْرَفُنَّ مِنَ الْغَلِيسِ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: مُتَلَفِّعَاتٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ، وَأَنَّسٍ، وَقَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ.

حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُوا حِدِّيْدِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرٍ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، يَسْتَحْبُونَ التَّغْلِيسَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ

## ١١٧ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْإِسْفَارِ بِالْفَجْرِ

١٥٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيْدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَسْفَرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ.

وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ أَيْضًا، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، وَجَابِرٍ، وَبِلَالٍ.

حَدِيثُ رَافِعِ بْنِ خَدِيرٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَأَى غَيْرُوا حِدِّيْدِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ: الْإِسْفَارَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ التَّوْرَثِيُّ.

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: مَعْنَى الْإِسْفَارِ: أَنْ يَضْخَمَ الْفَجْرُ فَلَا يُشَكُّ فِيهِ وَلَمْ يَرُوا أَنَّ مَعْنَى  
الْإِسْفَارِ: تَأْخِيرُ الصَّلَاةِ  
باب ماجاء في التغليس بالفجر باب ماجاء في الاسفار بالفجر

امام ترمذی یہاں سے آئندہ آنے والے ابواب میں مستحب اوقات کے بارے میں بحث کریں گے

فجر کی نماز میں تغليس افضل ہے یا اسفار

تغليس کا لغوی معنی ہیں اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھنا  
اور اسفار کا معنی ہے خوب روشن کر کے پڑھنا

مذہب نمبر ایک

امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق کے نزدیک فجر کی نماز تغليس افضل ہے  
انکی دلیل تغليس بالفجر والی روایت ہے  
جو حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہی روایت سنن ابن ماجہ باب وقت صلاۃ الفجر میں آرہی ہے اور اس میں ما یعرف  
من الغلس کے بجائے ما یعرف تعمی من الغلس لکھا ہے  
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ من الغلس کے الفاظ راوی کی طرف سے اضافہ ہے۔  
لہذا اسے تغليس کیلئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا

مذہب نمبر دو

احناف کے نزدیک اسفار بالفجر افضل ہے

احناف کی دلیل

اسفار بالفجر کے باب میں آنے والی روایت جو کہ حضرت رافع ابن خدیج سے مرفوعاً منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
... اسفر وبالفجر فانه اعظم للاجر ""

لہذا فجر کی نماز کو خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شافعی اور امام احمد کی طرف سے اسفار والی روایت کا یہ جواب دیا ہے کہ اسفار کا معنی ہے فجر کو روشن کرنا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ درست ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ فجر کو تاخیر سے پڑھاجائے اس جواب کے تحت احناف کے مذہب کو تفصیل سے سمجھنا چاہیے۔۔۔؟!

احناف کے نزدیک اسفار کرتے ہوئے فجر کو کتنی روشنی میں پڑھنا چاہیے اس کیلئے احناف یہ وصول بتاتے ہیں کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے اتنا مقدم کرنا چاہیے کہ اگر بالفرض کسی وجہ سے فجر کی نماز فاسد ہو جاوے تو دوبار استننت کے مطابق فجر کی نماز ادا کی جاسکے

یاد رہے کہ احناف اسفار اور تغیییں دونوں روایتوں پر عمل کرتے ہیں اس طرح کہ رمضان میں سحری کے وقت لوگ جلدی اٹھے ہوئے ہوتے ہیں لہذا تمام حنفی مساجد میں رمضان میں فجر کی نماز بہر حال تغیییں میں ہوتی ہے۔۔ باقی غیر رمضان میں اسفار مستحب ہے

حضرت علامہ انور شاہ رحمہ اللہ نے پانچوں نمازوں کے مستحب اوقات میں اختلاف کا جائزہ لیتے ہوئے ایک خلاصہ بیان کیا ہے عرف الشذی میں

کہ امام شافعی کے نزدیک ہر نماز میں تجھیں افضل ہے سوائے عشاء کے اور احناف کے نزدیک ہر نماز میں تاخیر افضل ہے سوائے مغرب کے .....!!!!!!

## ١١٨ - بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّعْجِيلِ بِالظُّهُرِ

١٥٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِّيَانَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهُرِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا مِنْ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا مِنْ عُمَرَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَخَبَابٍ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ.

حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِهِ الَّذِي رَوَى، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ. قَالَ يَحْيَى: وَرَوَى لَهُ سُفِّيَانُ، وَزَائِدَةُ، وَلَمْ يَرَيْهُ بِحَدِيثِهِ بَأْسًا.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَعْجِيلِ الظُّهُرِ

١٥٦ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلْوَانِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الرَّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهُرَ حِينَ زَالَتِ السَّنُسُ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

## ١١٩- بَابِ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الظُّهُرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

١٥٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنْ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحَ جَهَنَّمَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ عُمَرَ، وَالْمُغِيرَةَ، وَالْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي مُوسَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَنَسٍ.

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا وَلَا يَصِحُّ.  
حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ اخْتَارَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ تَأْخِيرَ صَلَاةِ الظُّهُرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ.

وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ  
وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا الإِبْرَادُ بِصَلَاةِ الظُّهُرِ إِذَا كَانَ مَسْجِدًا يَنْتَابُ أَهْلُهُ مِنَ الْبُعْدِ، فَأَمَّا الْمُصَلِّ  
وَحْدَهُ وَالَّذِي يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَالَّذِي أَحِبُّ لَهُ أَنْ لَا يُؤْخَرَ الصَّلَاةُ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ.  
وَمَعْنَى مَنْ ذَهَبَ إِلَى تَأْخِيرِ الظُّهُرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ: هُوَ أَوْلَى وَأَشْبَهُ بِالِّتِبَاعِ.

وَأَمَّا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ أَنَّ الرُّخْصَةَ لِمَنْ يَنْتَابُ مِنَ الْبُعْدِ وَالْمَشَقَّةُ عَلَى النَّاسِ، فَإِنَّ فِي حَدِيثِ  
أَبِي ذَرٍّ مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ مَا قَالَ الشَّافِعِيُّ.

قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَذَنَ بِلَالٌ بِصَلَاةِ الظُّهُرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بِلَالُ أَبِرْدُ، ثُمَّ أَبِرْدُ.

فَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ لَمْ يَكُنْ لِلِّإِبْرَادِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ مَعْنَى لِجُنْتِنَا عِنْهُمْ فِي السَّفَرِ،  
وَكَانُوا لَا يُحْتَاجُونَ أَنْ يَنْتَابُوا مِنَ الْبُعْدِ

۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحْمَودٌ بْنُ عَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَوْدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبْنَى الْحَسَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ وَمَعَهُ بَلَاءٌ، فَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ: أَبِرِدُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبِرِدُ فِي الطُّفُورِ، قَالَ: حَتَّى رَأَيْنَا فِي الْتَّلُولِ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحِرْ منْ فَيْح جَهَنَّمَ، فَأَبِرِدُ وَاعِنِ الصَّلَاةِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

### باب ماجاء في تمجيل الظہر

ظہر کا مستحب وقت کیا ہے

مذہب نمبر ایک  
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کی نماز کو ہر موسم میں جلدی پڑھنا افضل ہے  
انکی دلیل باب ماجاء فی تمجیل بالظہر میں آنے والی روایت ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ سے منقول ہے  
اسی طرح ایک اور روایت اسی باب میں آرہی ہے جو حضرت انس بن مالک سے منقول ہے ..... ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم زالت الشس .....  
یعنی نبی علیہ السلام نے زوال کے فوراً بعد ظہر کی نماز پڑھائی .....  
لیکن محدثین اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ فی الشتاء یعنی سردی کے موسم پر محسول ہے  
تو احتلاف کی طرف سے تمجیل والی روایت کا بھی جواب ہو گیا

مذہب نمبر دو  
احناف کے نزدیک گرمی کے موسم ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے

### احناف کی دلیل

باب ماجاء فی تاخیر الظہر میں آنے والی دو روایتیں ہیں

روایت نمبر 1 عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا شتد الحرج فابردو عن الصلوة

امام شافعی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ظہر کی نماز کو گرمی کے موسم میں تاخیر سے پڑھنے کو ان لوگوں کیلئے محمول کیا جائے گا جو دور سے چل کر مسجد کو آتے ہوں لیکن وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھنے والا ہے یا اپنے محلے کے مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو اس کیلئے جلدی ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے گرمی میں بھی

لیکن امام ترمذی نے ایک حدیث لاکر امام شافعی کی اس توجیہ کو رد کیا ہے

اور فرمایا..... کہ جو فقهاء گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا افضل قرار دیتے ہیں وہ سنت کے زیادہ قریب ہے پھر سند کے ساتھ حضرت ابوذر والی روایت نقل کی کہ ایک مرتبہ سفر میں صحابہ نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے حضرت بلاں نے آذان دینا چاہی ظہر کی توبی کریم نے فرمایا ذرا ٹھنڈا کرو پھر دوبارہ انہوں نے آذان دینا چاہی تو نبی علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ ٹھنڈا کرو

صحابہ کہتے ہیں حتیٰ رأینا في المطول

یاد رہے کہ ٹیکے کا سایہ ایک مثل تک زمین پر نظر نہیں آتا مثل ثانی کا سایہ زمین پر نظر آتا ہے امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت سفر میں صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے کسی نے دور سے نہیں آنا تھا پھر بھی نمازِ ظہر کو موخر کر کے پڑھنے کا حکم دیا

### اہم بات

فی الشاء کی توجیہ سے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ احناف تجھیں والی روایات پر بھی عمل کرتے ہیں اور تاخیر والی روایات پر بھی عمل کرتے ہیں۔ اس طرح کہ تجھیں والی روایات کو سردی کے موسم پر محمول کرتے ہیں اور تاخیر والی روایات کو گرمی کے موسم پر محمول کرتے ہیں.....!!!!!!

## ١٢- بَابِ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْعَصْرِ

١٥٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَاتَلتُ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسَ فِي حُجْرَتَهَا، وَلَمْ يَظْهُرِ الْفَرْعُونُ مِنْ حُجْرَتَهَا.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ، وَأَبِي أَرْوَاهِ، وَجَابِرٍ، وَرَافِعٍ بْنِ خَدِيرٍ.  
وَيُرَوَّى عَنْ رَافِعٍ أَيْضًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَأْخِيرِ الْعَصْرِ وَلَا يَصْحُّ  
حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: عُمَرُ، وَعَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَّسَ، وَغَيْرُهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ: تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَكَرْهُوا تَأْخِيرَهَا.  
وَبِهِ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

١٦٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصَرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الطَّهْرِ، وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: قُومُوا فَصَلُّوا الْعَصْرَ، قَالَ: فَقُنْدَنَا فَصَلَّيْنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ فُنَّا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ، حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْبِنِي الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعاً لَا يَذَرُ كُرْمَ اللَّهِ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

## ١٢١- بَابِ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

١٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَبِي عُلَيْبَ، عَنْ أَبِي مُلِيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَيْةَ، أَنَّهَا قَاتَلتُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهُرِ مِنْكُمْ، وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ ابْنِ جُرِيجَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَمْرِ سَلَمَةَ نَحْوَهُ

١٦٢ - وَجَدْتُ فِي كِتَابِي، أَخْبَرَنِي عَلَيْهِ بْنُ حُجْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ جُرِيجَ

١٦٣ - وَحَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ مُعَاذِ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ ابْنِ جُرِيجَ بِهَذَا

الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَهَذَا أَصَحُّ

## ١٢٢ - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْمَغْرِبِ

١٦٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ،

قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَثَ بِالْحِجَابِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَنَسٍ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجَ، وَأَبِي أَئْوَبَ، وَأَمْرِ حَبِيبَةَ، وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

وَحَدِيثُ الْعَبَّاسِ قَدْ رُوِيَ مَوْقُوفًا عَنْهُ وَهُوَ أَصَحُّ.

حَدِيثُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ،

اخْتَارُوا تَعْجِيلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَكَرِهُوا تَأْخِيرَهَا، حَتَّى قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَيْسَ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ

إِلَّا وَقْتٌ وَاحِدٌ وَذَهَبُوا إِلَى حَدِيثِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ صَلَّى بِهِ جَبَرِيلُ.

وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيٌّ

## ١٢٣ - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

١٦٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمِلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَّارِبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشِيرٍ، عَنْ بَشِيرٍ

بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوْقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيَهَا لِسُقُوطِ الْقَبْرِ لِشَالِثَةِ

١٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، بِهَذَا  
الإِسْنَادِ نَحْوُهُ.

رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الْتَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ  
هُشَيْمٌ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ شَابٍِّ.

وَحَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ أَصَحُّ عِنْدَنَا، لَأَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ رَوَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، نَحْوَ رِوَايَةِ أَبِي  
عَوَانَةَ

اصلیحہ سقوط القمر لشائیہ

اس عبارت کی وضاحت  
اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھاتے تھے چاند کی تیری رات کے چاند کے ساقط ہونے کے  
وقت

یہ وقت کو نہ ہو گا  
در اصل ہر رات کا چاند  پہلی رات کے مقابلے میں اڑتا لیس منٹ زائد رہتا ہے اس طرح تیری کا چاند تقریباً ڈھائی گھنٹے  
تک رہتا ہے  
پھر اس کے بعد یہ چاند نظروں سے او جھل ہو جاتا ہے  
ترمذی کے حاشیے میں یہی وضاحت لکھتے ہوئے وہاں چھ بڑھ سات لکھا ہے جو کہ اڑتا لیس منٹ بنتے ہیں  
یہ جملہ ثلث اللیل والی روایت کے قریب قریب ہے

## ١٢٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

١٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ، عَنْ سَعِيدِ الْقُبْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلَا أَنْ أَشْتَقَ عَلَى أُمَّقِي لَأَمْرُتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَأَبْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَأَبْنِ عُمَرَ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، رَأَوْا تَأْخِيرَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، فَإِسْحَاقُ

## ١٢٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالسَّمَرِ بَعْدَهَا

١٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيِّعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَشْشِيمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، قَالَ أَحْمَدُ: وَحَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَادٍ هُوَ الْمُهَلَّبُ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ جَبِيعًا، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ هُوَ أَبُو الْبِنْهَالِ الرِّيَاحِيُّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ، وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَنَّسِ.

حَدِيثُ أَبِي بَرْزَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ كَرِهَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ النَّوْمَ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُهُمُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارِكِ: أَكْثَرُ الْأَحَادِيثِ عَلَى الْكَرَاهِيَةِ.

وَرَخَّصَ بَعْضُهُمُ فِي النَّوْمِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي رَمَضَانَ.

وَسَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ هُوَ أَبُو الْمِنَهَالِ الرِّيَاحِيُّ

### ١٢٦ - بَاب مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

١٦٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَةَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَابِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُرُ مَعَ أَبِيهِ بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنَا مَعْهُمَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرِيْو، وَأُوسِ بْنِ حُذَيْفَةَ، وَعِمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.  
حَدِيثُ عِمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ الْحَسَنُ بْنُ عَبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَةَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُعْفِيْيُّوْقَانُ لَهُ: قَيْسٌ أَوْ أَبْنُ قَيْسٍ، عَنْ عِمَرَ، عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثُ فِي قَصَّةٍ طَوِيلَةٍ.  
وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي السَّمَرِ بَعْدَ صَلَاتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَكَيْفَ كَوْمٌ مِنْهُمْ السَّمَرَ بَعْدَ صَلَاتِ الْعِشَاءِ، وَرَخْصَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ فِي مَعْنَى الْعِلْمِ، وَمَا لَا بُدَّ مِنْهُ مِنَ الْحَوَائِجِ، وَأَكْثَرُ الْحَدِيثِ عَلَى الرُّخْصَةِ.  
قَدْ رُوِيَ عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا سَمَرٌ لِلْمُصَلِّ أَوْ مُسَافِرٍ

## ١٢٧ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْوَقْتِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَضْلِ

- ١٧٠ - حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارُ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعَمَرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ، عَنْ عَيْتَهِ أَمْرِ فَرَّوَةَ، وَكَانَتْ مِنْ بَايَعَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: سُلِّمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْيَّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ. قَالَ: الصَّلَاةُ الْأَوَّلِ وَقُتْهَا ١٧١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهْنَىِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا تُؤْخِرُهَا: الصَّلَاةُ إِذَا آتَتْ، وَالجَنَازَةُ إِذَا حَاضَرَتْ، وَالْأَيْمَنُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا ١٧٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَغْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدِينِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللَّهِ، وَالْوَقْتُ الْآخِرُ عَفْوُ اللَّهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ: حَدِيثُ أَمْرِ فَرَّوَةَ لَا يُرُوَى إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعَمَرِيِّ، وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَاضْطَرَّ بُوافِي هَذَا الْحَدِيثِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ ١٧٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعاوِيَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ، عَنْ أَبِي عَبْرِو الشَّيْبَانِيِّ، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: أَمْيَّ الْعَيْلِ أَفْضَلُ. قَالَ: سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيْتِهَا، قُلْتُ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: وَبِرِ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ: وَمَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَهَذَا حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى الْمَسْعُودِيُّ، وَشُعْبَةُ، وَالشَّيْبَانِيُّ وَغَيْرُهُ أَحَدٌ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ هَذَا الْحَدِيثَ

١٧٤ - حَدَّثَنَا الْيَتُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَتُّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّرَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً لِوقْتِهَا الْآخِرِ مَرَّتِينِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ.

هَذَا حَدِيثٌ عَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِتَصْلِيلٍ.  
قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَالوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ، وَمِمَّا يَدْلُّ عَلَى فَضْلِ الْأَوَّلِ الْوَقْتِ عَلَى آخِرِهِ اخْتِيَارُ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعَمَّرَ، فَلَمْ يَكُونُوا يَخْتَارُونَ إِلَّا مَا هُوَ أَفْضَلُ، وَلَمْ يَكُونُوا يَدْعُونَ الْفَضْلَ، وَكَانُوا يُصَلِّونَ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ.

حَدَّثَنَا بِنْ دِلْكَ أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ، عَنِ الشَّافِعِيِّ

### باب ماجاء في وقت الاول من الفضل

اس باب میں آنے والی حدیث کو لیکر بعض لوگ احناف پر شدید تقيید کرتے ہیں کہ احناف کے نزدیک مغرب کے علاوہ ہر نماز کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کو اول وقت میں پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے

اس کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ یہاں اول وقت ہے مراد ال وقت الحثار ہے یعنی مستحب وقت جب شروع ہو جائے تو اسکے آغاز ہی میں نماز پڑھ لی جائے

وہ دو موقع کو نے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں نماز پڑھی تھی...؟؟

نمبر ایک

حدیث امامت جبریل جب جبریل علیہ السلام نے دوسرے دن ہر نماز سوائے مغرب کے ہر نماز آخری وقت میں پڑھائی

اور دوسری مرتبہ جب سائل پوچھنے آیا تھا نمازوں کے اوقات کے بارے میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں نماز پڑھائی تھی.....

### ١٢٨ - بَابِ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

١٧٥ - حَدَّثَنَا الْيَثْرَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَثْرَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أُبْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَانَهَا وَتِرَاهُلَهُ وَمَالَهُ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرِيْدَةَ، وَنَوْفَلِ بْنِ مَعَاوِيَةَ.  
حَدِيثُ أُبْنِ عُمَرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.  
وَقَدْ رَوَاهُ الرُّهْرُوْيُّ أَيْضًا، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فکا نما و ترا احلہ و مالہ

اس کے اندر دو ترکیب ہیں

1 \_\_\_\_\_ و تر متعدد بیک مفعول ہو

تو اس وقت مالہ مرفع ہو گا یعنی نائب فاعل بنے گا  
بمعنی چھین لینا

گویا کہ اسکے اہل اور مال چھین لیے گئے

2 \_\_\_\_\_ یا یہ و تر متعدد بہ دو مفعول ہو گا

اسکے اندر حصیر نائب فاعل ہو گی اور احلہ و مالہ منصوب اور مفعول ثانی ہو گا  
اس وقت ترجمہ ہو گا و تر یعنی کمی کرنا ...

## ١٢٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ إِذَا أَخْرَهَا الْإِمَامُ

١٧٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الصُّبَاعِيَّ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوَيْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِيتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي يُبَيِّنُونَ الصَّلَاةَ، فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوقْتِهَا، فَإِنْ صُلِّيَتْ لِوقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً، وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَخْرَزْتَ صَلَاتَكَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِيتِ.

حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِهِ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحْجُونَ أَنْ يُصْلِّي الرَّجُلُ الصَّلَاةَ لِيَقَاتِهَا إِذَا أَخْرَهَا الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصْلِّي مَعَ الْإِمَامِ، وَالصَّلَاةُ الْأُولَى هِيَ الْمُكْتُوبَةُ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوَيْنِيِّ اسْبُهُ عَبْدُ الْبَلِيكِ بْنُ حَبِيبٍ

## ١٢٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ عَنِ الصَّلَاةِ

١٧٧ - حَدَّثَنَا قُتْبِيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَائِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ  
الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: ذَكَرُوا لِلثَّبَّابِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُؤْمِنُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّهُ  
لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ، إِنَّهَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقِنَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيُصِلِّهَا إِذَا  
ذَكَرَهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي مَرِيمَ، وَعِمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجَبَيرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَأَبِي جُحَيْفَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الصَّهْرِيِّ، وَذِي مِخْبَرٍ، وَهُوَ أَبُنْ أَخِي النَّجَاشِيِّ.

وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عِنْ الصَّلَاةِ، أَوْ يَسْأَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ، أَوْ يَذْكُرُ وَهُوَ فِي غَيْرِ وَقْتٍ صَلَاةً، إِنَّدَ طُلُوعَ الشَّمْسِ، أَوْ إِنَّدَ غُرْبَهَا.

**فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُصْلِيهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ أَوْ ذَكَرَ، وَإِنْ كَانَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، أَوْ عِنْدَ غُرُوبِهَا، وَهُوَ قَوْلٌ أَحْبَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَالشَّافِعِيَّ، وَمَالِكٌ.**

**وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ**

باب ماجاء في النوم عن الصلوة

وقد اختلف اهل العلم اخـ---

امام ترمذی نے ایک خاص مسئلہ میں یہاں اختلاف نقل کیا ہے  
وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہواں حال میں کہ سورج طلوع ہو رہا ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو تو کیا اس وقت  
بھی نماز یڑھ سکتا ہے یا نہیں۔.....؟؟؟

مذہب نمبر ایک

جمهور علماء امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل امام اسحاق رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر وہ شخص طلوع یا غروب کے وقت بیدار ہو تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ سکتا ہے  
 انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فليصلها اذا ذكرها..  
 جب اسے یاد آئے وہ پڑھ لے  
 لہذا عین طلوع اور عین غروب کے وقت بھی پڑھ سکتا ہے ...

مذہب نمبر دو

احناف کے نزدیک عین طلوع اور عین غروب ہے وقت بیدار ہو تو نماز پڑھنا مکروہ تحریکی ہے

احناف کی دلیل بخاری شریف میں آنے والی روایت ہے  
 جو حضرت عبد اللہ ابن عمر سے منقول ہے  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع حاجب الشّمس فاخروا الصلوة حتى ترتفع واذا غاب حاجب الشّمس فاخروا حتى تغيب  
 !!...

یعنی جب سورج کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو نماز کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جاوے اور جب سورج کا کنارہ غائب ہونے لگے تو نماز کو مؤخر کر دو یہاں تک مکمل غائب ہو جاوے

کوکب الدری جلد نمبر ایک صفحہ 100 میں حضرت گنگوہی نے فرمایا  
 1 او قات مکروہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت والی روایات معنامتواتر ہے

2 حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں کہ فليصلها اذا ذكرها یہ حدیث اداء صلوة کے بارے میں نص ہے اور بیان وقت کے بارے میں ظاہر ہے اور نص ظاہر پر مقدم ہوتی ہے  
 اور او قات مکروہ والی روایت ممانعت والی روایات کے بارے میں نص ہے

## ١٢١ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ

١٧٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَبِشْرٌ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَّسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا.  
 وَفِي الْبَابِ عَنْ سَمِرَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ.  
 حَدِيثُ أَنَّسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.  
 وَيُرَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ، قَالَ: يُصَلِّيهَا مَتَى مَا ذَكَرَهَا فِي وَقْتٍ أَوْ فِي غَيْرِ وَقْتٍ، وَهُوَ قُولُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.  
 وَيُرَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَوْنَةً: أَنَّهُ نَامَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَاسْتَيقَظَ عِنْدَ غُرْوِبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصلِّ حَتَّى غَرَبَتِ  
 الشَّمْسُ.  
 وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى هَذَا.  
 وَأَمَّا أَصْحَابُنَا فَذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

## ١٢٢ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ تَفْوِيْتُ الصَّلَواتِ بِأَيْتِهِنَّ يَنْدَأُ

١٧٩ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي الرُّبِّيْرِ، عَنْ نَافِعٍ بْنِ جَبَّارٍ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْيَدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ الْمُسْتَرِ كَيْنَ شَغَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَواتٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، حَتَّىٰ ذَهَبَ مِنَ الْلَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَأَمَرَ بِلَا فَأَذَنَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهُرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ.

حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ لَيْسٍ بِإِسْنَادٍ بَأْسٍ، إِلَّا أَنَّ أَبَا عَبْيَدَةَ لَمْ يَسْتَعِمْ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْفَوَائِتِ، أَنْ يُقْيِمَ الرَّجُلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَضَاهَا، وَإِنْ لَمْ يُقْمِ أَجْزَاهُ، وَهُوَ قُولُ الشَّافِعِيِّ

١٨٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَيْمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَمْرَبْنَ الْخَطَابِ، قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَجَعَلَ يَسْبُبُ كُفَّارَ قُرْيَشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كِدْتُ أُصْلِيَ الْعَصْرَ حَتَّىٰ تَغْرِبَ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ إِنْ صَلَّيْتُهَا، قَالَ: فَنَزَّلَنَا بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّأْنَا، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٍ

باب ماجاء في الرجل تفوية الصلوة باختصار يبداء

مسئلة اولى قضاء الصلوة

البحث الاول نمازوں کو قضاء کرنا

ہمارے معاشرے میں دو انتہائی سوچیں ہائی جاتی ہے اور دونوں ہی غلط ہیں ایک نظریہ یہ ہے کہ قضاۓ نمازوں کا کوئی تصور نہیں ہے یعنی قضاۓ نمازوں کو پڑھنا بندے کے ذمے فرض نہیں ہے یہ تمام لوگ فقہاء سے بیزاری اختیار کرتے ہیں اسے جزوی منکرین حدیث کہتے ہیں ظاہر ہے یہ صریح حدیث کے خلاف ہے اور ترمذی کے اس باب میں دو صریح روایتیں نقل کی ہے 1 عبد اللہ ابن مسعود سے کہ غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں قضاہو گئی تھی تو عشاء کے وقت قضاۓ نمازوں پڑھی

پہلے جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھائی پر ہ عصر کی پھر مغرب کی پھر عشاء کی نماز عشاء کے آخری وقت میں پڑھائی 2 جابر والی روایت کہ حضرت عمر نبی علیہ السلام سے عرض کیا میری عصر کی نماز قضاہ ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بھی قضاہ ہوئی ہے تو نبی علیہ السلام نے مل کر قضاۓ پڑھی لہذا ثابت ہوا کہ نمازوں کی قضاۓ کرنا صریح احادیث سے ثابت ہے جونہ مانے وہ منکر حدیث ہے

دوسری انتہا ہمارے معاشرے میں یہ ہے قضاۓ عمر میں کہ رمضان کے آخری جمعہ کو عوام جمعۃ الوداع کہتے ہیں اس دن دور رکعت نفل نماز قضاۓ پڑھی جاتی ہے تو عمر بھر کی قضاۓ نمازوں ادا ہو جاتی ہے

یہ بھی من گھڑت باتیں ہیں کوئی موضوع حدیث بھی نہیں ہے ہر قضاۓ نماز انسان کے ذمے فرض رہتی ہے جب تک کہ اسکو ادا نہ کرے

البحث اثنانی  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی نمازیں قضاہوئی تھی غزوہ خندق کے موقع پر بعض روایات میں ایک نماز کا ذکر ہے بعضوں میں دونمازوں کا شک ذکر ہے اور بعض میں تین نمازوں کا ترمذی کے اس باب میں چار نمازوں کے قضائا ذکر ہے اس کا جواب محمد بن شین نے یہ دیا ہے کہ دراصل غزوہ خندق کے موقع پر اکیس دن خندق کی کھدائی ہوتی رہی اس کے بعد ستائیں دن تک محاصرہ رہا (غزوہ خندق سن پانچ بھری کو ہوا تھا)

چنانچہ اس طویل عرصے میں کئی بار نمازیں قضا ہونے کا مسئلہ پیش آیا۔  
زیادہ سے زیادہ تین نمازیں قضا ہوئی ہے  
اور ترمذی میں موجود اربع صلوٰۃ کا محدثین یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں بھی تین نمازوں کے قضا ہونے کا ذکر ہے ظہر، عصر،  
مغرب لیکن عشاء کے وقت میں بھی رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا اس لیے تغییباً چار نمازوں کو قضا کہا گیا  
لہذا غزوہ خندق کے موقع پر ان روایات میں تعارض نہیں رہا

### ابحث الثالث

قضا نمازوں کے بارے میں صاحب ترتیب کیلئے احکام.....!

صاحب ترتیب کی تعریف  
اس بارے میں فقهاء کے تین اقوال ہیں  
1\_ صاحب ترتیب وہ ہوتا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد لیکر اب تک لگاتار پانچ نمازیں قضانہ ہوئی ہو

2\_ جب سے اسلام قبول کیا اس کے بعد سے لیکر اب تک لگاتار پانچ نمازیں قضانہ ہوئی ہو

3\_ صاحب ترتیب وہ ہوتا ہے جب سے عہد کیا ترتیب سے پڑھنے کا تب سے اب تک کوئی پانچ نمازیں قضانہ ہوئی ہو لگاتار۔۔  
فقہاء کے نزدیک یہ تمام تعریفیں قابل قبول ہے

صاحب ترتیب کے احکام ~

اگر کسی شخص کی فجر کی نماز قضاء ہو جائے لیکن ظہر کا وقت ہو گیا اور اس نے فجر کی نماز کی قضاء نہیں کی اور ظہر کی نماز پڑھ لی تو  
اسکی ظہر کی یہ نماز ادائے موقوف ہو گی پھر اسی طرح عصر کی نماز پڑھ لی تو یہ بھی ادائے موقوف ہو گی اگر پانچ نمازیں پڑھ لی اور  
قضا نہیں کی تو موقوف ساری نمازیں درست ہو جائے گی لیکن یہ شخص صاحب ترتیب نہیں رہے گا۔

اور

پانچ نمازوں سے پہلے فجر کی نماز پڑھ لی تو یہ ساری نمازوں بیکار ہو جائے گی اور سب کو ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا جیسا کہ ترمذی کے اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں نمازوں کی ترتیب سے قضاء کی اور پھر آخر میں عشاء کی نماز پڑھ لی اور

کیا سنتوں کی قضاہوتی ہے یا نہیں؟

مذہب نمبر ایک  
امام شافعی کے نزدیک سنتوں کی بھی قضاہوتی ہے  
انکی دلیل ترمذی میں موجود یہی روایت ہے

مذہب نمبر دو  
احناف کے نزدیک سنتوں کی قضاہاجب نہیں  
جیسا کہ امام طحاوی نے سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے  
انہوں نے سنتوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَذْفَانَنَا قَالَ: لَا۔۔  
یعنی ہم نے نبی علیہ السلام سے سنتوں کے بارے میں پوچھا اگر وہ جائے تو کیا ہم قضاہ کرے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔

اور ترمذی میں موجود روایت کا جواب ابن حجر والاجواب دیا جاتا ہے کہ سنتوں کو قضاہ کرنا یہ نبی علیہ السلام کی خصوصیت تھی...  
...

## ١٢٣ - بَابِ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى أَنَّهَا الْعَصْرُ

١٨١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤِدَ الطَّيَالِسِيُّ، وَأَبُو الظَّفَّارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَّرِّفٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ الْمَهْدَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

١٨٢ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمِّرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي هَاشِمٍ بْنِ عُتْبَةَ.  
قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ عَلَيْهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدِيثُ الْحَسَنِ، عَنْ سَمِّرَةَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَدْ سِبَعَ مِنْهُ.  
حَدِيثُ سَمِّرَةِ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ  
وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَعَائِشَةُ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الظَّهِيرَةِ.  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ عُمَرَ: صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الصُّبْحِ.

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْبُشَّارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَّسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، قَالَ:  
قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: سَلِ الْحَسَنَ مِنْ سِبْعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: سِبْعَتُهُ مِنْ  
سَمِّرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلَيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ قُرَيْشِ بْنِ أَنَّسٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ.  
قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ عَلَيْهِ: وَسَبَاعُ الْحَسَنِ مِنْ سَمِّرَةَ صَحِيحٌ، وَاحْتَاجَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

## ١٣٤ - بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ

١٨٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهُوَ ابْنُ زَادَانَ، عَنْ قَتَادَةَ،

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَالِيَّةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَسَيْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِرٍ، وَمُعاذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، وَالضَّنَابِحِيِّ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَلَيْةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، وَزَيْدَ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَائِشَةَ، وَكَعْبَ بْنِ مُرَّةَ، وَأَبِي أُمَّامَةَ، وَعَبْرِو بْنِ عَبَّاسَةَ، وَيَعْلَى بْنِ أُمَّيَّةَ، وَمُعاوِيَةَ

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنَّهُمْ: كَرِهُوا الصَّلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَأَمَّا الصَّلَوَاتُ الْفَوَائِتُ فَلَا يَبْسُدُ أَنْ تُقْضَى بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ.

قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ شُعْبَةُ: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةَ مِنْ أَبِي الْعَالِيَّةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ: حَدِيثُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى، وَحَدِيثُ عَلِيٍّ: الْقُضَايَا ثَلَاثَةٌ

## ١٢٥ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ

١٨٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِينَ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، لَأَنَّهُ أَنَّهُ مَا لَفَظَ فَشَغَلَهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظَّهَرِ، فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ لَمْ يَعْدُهُمَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَيْةَ، وَمَيْمُونَةَ، وَأُبَيِّ مُوسَى.

حَدِيثُ أَبْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَقَدْ رَوَى غَيْرُواحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

وَهَذَا خِلَافٌ مَا رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

وَحَدِيثُ أَبْنِ عَبَّاسٍ أَصَحُّ، حَيْثُ قَالَ: لَمْ يَعْدُ لَهُمَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَحْوُ حَدِيثِ أَبْنِ عَبَّاسٍ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةِ فِي هَذَا الْبَابِ رِوَايَاتٌ:

رُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَخَلَ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

وَرُوِيَ عَنْهَا، عَنْ أُمِّ سَلَيْةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

وَالَّذِي اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى كَرَاهِيَّةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، إِلَّا مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ ذَلِكَ، مِثْلُ الصَّلَاةِ بِسَكَّةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ

الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ بَعْدَ الطَّوَافِ فَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةً فِي ذَلِكَ

وَقَدْ قَالَ بِهِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ.

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ أَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الصَّبْحِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ الثَّوْرَيْ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَّسٍ، وَبَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ

باب ماجاء في الصلاة بعد العصر

الصلوة بمکة بعد الطواف

عصر کے فرض کے بعد اور فجر کے فرض کے بعد کوئی نفل نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں

مذهب نمبر ایک

امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کے نزدیک نوافل ذات الاسباب پڑھنا جائز ہے جیسے تحيۃ الوضوء و المسجد اور دور کعت واجب الطواف

الصلوة بمکة سے مراد

دور کعت واجب الطواف مراد ہے

مذهب نمبر دو

امام ابوحنیفہ امام مالک اور سفیان ثوری کے نزدیک نوافل ذات الاسباب بھی ان دو اوقات میں پڑھنا مکروہ تحریکی ہے

شوافع کی دلیل

ایک روایت ہے جو مختلف حدیث کی کتابوں میں ہے اور ترمذی کے حاشیے میں بھی وہ روایت لکھی ہوئی ہے  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔ لا تمنعوا احدا طاف هذا البيت وصلی عليه ساعۃ۔

جو بیت اللہ کا طواف کرے تو اسے اس بات سے کہ روکو کہ وہ نماز پڑھے جس لمحے چاہے رات اور دن میں

جواب

احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ، ایتھے ساعۃ شاء یہ اوقات غیر مکروہ کے بارے میں ہے

احناف کی دلیل

حضرت ام سلمہ والی روایت ہے جو امام ترمذی نے اس باب میں نقل کی ہے

عن ام سلمہ انه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه نہی عن الصلوۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس و بعد اصحاب تطلع الشمس .....  
.....

## ١٣٦ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

١٨٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرْيَدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانِنِ صَلَاةٍ لِمَنْ شَاءَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَلَمْ يَرَبَعُضُهُمُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصْلِلُونَ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالإِقَامَةِ.

وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: إِنْ صَلَّاهُمَا فَحَسَنٌ. وَهَذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ

### باب ما جاء في الصلاة قبل المغرب

کیا مغرب سے پہلے دور کعتیں پڑھنا سنت ہے۔ ؟؟؟

امام ترمذی نے اس بارے میں صحابہ کا بھی اختلاف نقل کیا ہے

نمہب نمبر ایک  
امام احمد اور امام اسحاق کے نزدیک  
مغرب کے فرض سے پہلے دور کعت پڑھنا مستحب ہے  
اور امام شافعی سے دور و ایتیں منقول ہے  
ایک روایت استحباب کی ہے

ایک روایت جواز کی ہے  
 (لیکن کسی بھی فقیہ سے سنت موکدہ ہونے کی روایت منقول نہیں ہے)  
 ان حضرات کی دلیل ترمذی میں موجود روایت اس باب کے  
 "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَبْنَىْ مَغْفِلٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانٍ صَلَوةٌ لِمَنْ شَاءَ..."

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں تعلیماً کہا گیا ہے کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔

### مذہب نمبر دو

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مغرب کے فرض سے پہلے دور کعت مستحب نہیں ہے  
 اور احناف مغرب سے پہلے دور کعت پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں  
 حضرت بریدہ اسلمی والی روایت کی وجہ سے جو حضرت سہارنپوری نے حاشیہ ترمذی میں نقل کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 وابا بکر عمر لم یصلوحا

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال مارأیت احدا يصلیها على عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

<sup>١٣٧</sup> - بَابٌ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغُرِّبَ الشَّمْسُ

١٨٦ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُشَّرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنْ الْأَعْمَرِ جِيَحِدِ شُونَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

حدیث ابی هریرۃ حدیث حسن صحیح۔

**وَبِهِ يُقْرَأُ أَصْحَابُنَا، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.**

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْهُمْ لِصَاحِبِ الْعُذْرِ، مِثْلُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ يَسْأَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ،  
وَيَنْذِكُهُ عِنْدَ طَلُوعِ السَّنَّةِ، وَعِنْدَ عُرْغٍ وَبِهَا

ما يحياء في من ادرك من العصر قبل ان تغرب الشمس

اس باب میں دو حصے ہیں

امام ترمذی نے دوسرے حصے پر ترجمۃ الباب بنایا ہیلے حصے کو ذکر نہیں فرمایا

اس لیے کہ اس حدیث کا دوسرا جزو، جو عصر کے پارے میں ہے یہ متفق علیہ ہے

کہ اگر کوئی شخص غروب سے پہلے ایک رکعت پڑھ لے تو اس کی عصر کی نماز ادا ہو جائے گی کیونکہ عصر کا آخری وقت ناقص تھا و جو بھی بھی ناقص ہوا

جب ایک رکعت پڑھ لی تو ادا بھی ناقص ہو رہی ہے  
اس لیے عصر کی نماز یہ ہنا اس وقت چاہئے ہو اپالا تفاصیل۔

لیکن اختلاف یہے جزء کے پارے میں ہے جو فجر کی نماز سے متعلق ہے کہ

من ادرک من الصبح رکھتے قبل ان تطلع الشمس فتقد ادرک الصبح  
 یعنی جو شخص ایک رکعت پالے صبح کی تو اس نے نماز فخر پالی  
 احناف کے نزدیک اگر فیر کے نماز کے دوارن سورج طلوع ہو تو نماز فاسد ہو گئی  
 اس لیے کہ فخر کا وقت کامل تھا اس میں کوئی وقت ناقص نہیں ہے عصر کی طرح  
 لہذا فخر کی نماز کامل واجب ہوتی اور ادا بھی کامل فرض ہے  
 اگر ایک رکعت پڑھ لی درمیان میں سورج طلوع ہو تو ادا کامل کے درمیان ناقص وقت آگیا  
 لہذا نماز فاسد ہو جاوے گی  
 پھر احناف میں سے بھی شیخین کے نزدیک یہ نماز نفل شمار ہو گی  
 اور امام محمد کے نزدیک یہ اصل میں باطل ہو گی !

نمہب نمبر دو  
 لیکن انہمہ ثلاشہ اس حدیث کو معذور پر محمول کرتے ہیں  
 جیسے کوئی بندہ فخر کی نماز بھول جائیں یا سوچائے پھر اسے یاد اجائے یا وہ جاگ جائے تو ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہو تو فخر کی نماز  
 مکمل کر لیں  
 انکی دلیل ترمذی میں موجود یہی روایت ہے۔

احناف یہ کہتے ہیں کہ انہمہ ثلاشہ کے پاس معذور پر محمول کرنے کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے ایک تاویل ہے

احناف کی طرف سے ترمذی میں موجود روایت کا جواب

جواب نمبر 1  
 امام طحاوی نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ انه محمول على من صار اهل الوجوب  
 یعنی اس حدیث کو محمول کیا جائے گا ایسے شخص پر فخر کی نماز واجب ہو جاتی ہو  
 جیسے کوئی بچہ بالغ ہوا یا کوئی مسلمان ہوا اس وقت کہ وہ فخر کی ایک رکعت پڑھ سکتا تھا تو اس پر فخر کی نماز فرض ہو جائے گی

یہ معنی ہیں اس حدیث کا کہ جو کوئی فجر کی ایک رکعت پالے سورج طلوع ہونے سے پہلے تو اس نے فجر کی نماز پالی یعنی واجب ہو گئی

اور امام طحاوی نے اس کے منسوخ ہونے کا بھی قول اختیار کیا ہے

## ١٣٨ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

١٨٧ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَمِيعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهُرِ وَالعَصْرِ، وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطْرٍ، قَالَ: فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ بِذَلِكَ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحِرِّجَ أَمَّتَهُ، وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَفَقِيْتِ الْعَقَيْلِيْ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُهُذَا ١٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو سَلَيْمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفِ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَنِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَمِيعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ.

وَحَنَشُ هَذَا هُوَ أَبُو عَلَيِّ الرَّجِيْمُ، وَهُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَفَهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ لَا يَجْمِعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِلَّا فِي السَّفَرِ أَوْ بِعِرْفَةَ، وَرَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ فِي الْجَمِيعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لِلْمُرِيضِ. وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجْمِعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْمَطَرِ. وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَلَمْ يَرِالشَّافِعِيُّ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَجْمِعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عباس کی جو روایت آرہی ہے یہ ان دور روایات میں سے ایک ہے کہ جس کے بارے میں امام ترمذی نے کتاب العلل میں فرمایا تھا کہ ان دور روایتوں پر کسی فقیہ کا عمل نہیں ہے لیکن حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا کہ احناف ان دونوں روایات پر عمل کر رہے ہیں چنانچہ احناف اس روایت کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں

چنانچہ یہاں ایک اشکال بھی ہے کہ ترمذی کے اس باب میں پہلی روایت کے اندر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کو جمع کیا اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا مددینے میں یعنی حالت سفر بھی نہیں تھی اور کوئی خوف اور بارش بھی نہیں تھی پھر امام ترمذی ایک اور روایت لائے حضرت ابن عباس سے مر فوعا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص دونمازوں کو جمع کرے بغیر عذر کے تو وہ گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر آیا ہے تو ترمذی کے ایک باب میں موجود دونوں روایتوں میں تعارض محسوس ہوتا ہے جبکہ دونوں کے حضرت عبد اللہ ابن عباس ہیں چنانچہ محمد شین یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی روایت جمع صوری پر محمول ہے اور دوسری روایت جمع حقیقی پر محمول ہے لہذا دونوں روایتوں میں تعارض نہ رہا

جمع بین الصلوٰتین کے مسئلہ کو سمجھنے کے لیے بنیادی طور پر چند باتوں کو سمجھنا ضروری ہے .....  
جمع بین الصلوٰتین کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں

1\_ جمع حقیقی

2\_ جمع صوری

جمع حقیقی دونمازوں کو ایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ دونوں نمازوں کو ادا سمجھا جائے ..  
پھر جمع حقیقی کی دو قسمیں ہیں .....

1\_ جمع تقدیم

2\_ جمع تاخیر

جمع تقدیم کی صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک نماز کو اول وقت میں پڑھنا اور دوسرا نماز کو بھی وقت سے پہلے اسی نماز کے وقت میں پڑھنا اور دونوں کو ادا سمجھنا

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر میدان عرفات میں کیا تھا اور یہ جمع تقدیم آج بھی جاری ہے کہ حج کے امام صاحب میدان عرفات میں مسجد نمرہ کے اندر ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں دور کعت پڑھاتے ہیں اور ظہر ہی کے وقت میں فوراً عصر کی نماز بھی دور کعت پڑھاتے ہیں

یہ بالاتفاق جائز ہے  
لیکن صرف میدان عرفات میں !! ..

کسی اور جگہ جائز ہے یا نہیں  
اس میں اختلاف ہے

جمع تاخیر

یعنی ایک نماز کو موخر کر کے اگلے وقت میں پڑھنا اور اگلی نماز کو بھی اپنے وقت میں پڑھنا اور دونوں کو ادا سمجھنا جیسے مغرب کی نماز مغرب کے وقت میں نہ پڑھنا بلکہ عشاء کے وقت میں پڑھنا اور اسکے ساتھ عشاء کی نماز بھی پڑھنا ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر مزاد لفہ میں کیا آج بھی اسی طرح ہوا ہے اور یہ بالاتفاق جائز ہے کہ حاجی عرفات سے روانہ ہونے کے بعد مغرب کی نماز مغرب کی وقت میں نہیں پڑھتا بلکہ مزاد لفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء دونوں نمازوں میں عشاء کے وقت میں پڑھتا ہے اور دونوں نمازوں ادا سمجھی جاتی ہے

کیا ایسا کرنا مزاد لفہ کے علاوہ غیر حاجی کیلے جائز ہے یا نہیں

اس میں اختلاف ہے

یاد رہے کہ اگر مغرب کی نماز کسی کی رہ جائے عشاء کی وقت میں قضا کرے پھر عشاء کی نماز بھی پڑھ لے اس طرح جمع کرنا آج بھی جائز ہے ہر انسان کیلئے اس میں کوئی اختلاف نہیں کیوں کہ ایک نماز قضاء ہے ایک ادا ہے

**جمع صوری کی تعریف**  
 جمع صوری کہتے ہیں ایک نماز کو بالکل اخیر وقت میں پڑھنا اور دوسری نماز کو بالکل اول وقت میں پڑھنا یہ بالاتفاق بلاک کراہت ہر ایک کیلئے ہر جگہ جائز ہے جیسے ظہر کی نماز کو بالکل اخیر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھنا اسی طرح مغرب کی نماز کو اخیر وقت میں اور عشاء کو اول وقت میں پڑھنا

ترمذی کے اس باب میں موجود پہلی روایت کو احناف جمع صوری پر محول کرتے ہیں اور یہ بالاتفاق جائز ہے

### مسئلہ جمع بین الصلوٰتین

اس پر فقهاء کا اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے حقیقی جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں

**مذہب نمبر ایک**  
 انہمہ ثلاثہ کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین جائز ہے عذر کے ساتھ لیکن انہمہ ثلاثہ میں پھر اس بات پر اختلاف ہے عذر میں اختلاف ہے شوافع اور مالکیہ کے نزدیک سفر اور مطر (بارش) عذر ہے لیکن امام احمد بن حنبل کے نزدیک مرض بھی عذر ہے (سفر اور مطر کے ساتھ)

انہمہ ثلاثہ کے نزدیک عذر کی وجہ سے جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں جائز ہیں

مدہب نمبر دو

احناف کے نزدیک جمع تقدیم صرف عرفات میں جائز ہے اور جمع تاخیر صرف مزدلفہ میں جائز ہے اس کے علاوہ عذر کی وجہ سے بھی جمع تقدیم و تاخیر کسی کیلئے بھی جائز نہیں

انہمہ ثلاثة کی دلیل

صحیح مسلم میں آنے والی روایت جو حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے منقول ہے باب جواز الجمیع بین الصلوٰتین فی السفر "میں اس روایت میں یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کیا پھر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا

جواب

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہی روایت ترمذی میں بھی آئیگی روایت کے الفاظ پر جب غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع صوری فرمائی تھی کیوں کہ اس روایت میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ کس نماز کو مقدم کیا اور کس نماز کو مؤخر کیا...۔

احناف کے دلائل

دلیل نمبر ایک

سورۃ نساء کی آیت نمبر 103 "ان الصلوٰۃ کانت علی المونین کتاباً موقتاً"

کہ بے شک نمازوں کی وقت مقررہ پر فرض ہوتی ہے

دلیل نمبر 2

سورۃ الماعون

آیت نمبر 4 "فَوْلِیلُ الْمُصْلِیْنَ ° الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاةٍ قُمْ سَاھُونَ

دلیل نمبر 3

سورہ بقرہ آیت نمبر 238

حافظوا علی الصلوات والصلوة او سطحی  
اور نماز کی حفاظت کیلئے وقت کا ہونا ضروری ہے

#### دلیل نمبر 4

اسی باب میں حضرت عبد اللہ ابن عباس کی دوسری روایت  
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من جمع بین الصلوٰتین من غیر عذر فقد اتى بباب من ابواب الکبائر  
یعنی جو شخص دونمازوں کو جمع کرے بغیر عذر کے تو وہ گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر آیا ہے

امام ترمذی نے اس روایت میں حشش راوی کو ضعیف قرار دیا ہے  
لیکن اس روایت کی تائید موطا امام محمد صفحہ 129 میں آنے والی روایت سے ہوتی ہے کہ اس میں بھی دونمازوں کو جمع کرنے کو  
گناہ کبیرہ شمار کیا گیا ہے

## ١٢٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ الْأَذْانِ

١٨٩ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَمْوَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّتِيفِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَهَا أَصْبَحْنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الرُّؤْيَا حَقٌّ، فَقُمْ مَعَ بَلَالٍ فَإِنَّهُ أَنْدَى وَأَمْدُ صَوْتاً مِنْكَ، فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا قِيلَ لَكَ، وَلْيُنَادِ بَنْدِلَكَ، قَالَ: فَلَمَّا سَبَعَ عَمْرُوبْنُ الْخَطَابِ نِدَاءَ بَلَالٍ بِالصَّلَاةِ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَجْرِي أَرَادُهُ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ، فَذَلِكَ أَثْبَتُ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَتَمَّ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَأَطْوَلَ، وَذَكَرَ فِيهِ قِصَّةَ الْأَذْانِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْإِقَامَةِ مَرَّةً مَرَّةً.

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ أَبْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، وَيُقَالُ: أَبْنُ عَبْدِ رَبِّهِ.

وَلَا نَعْرِفُ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئاً يَصْحُحُ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ الْواحِدُ فِي الْأَذْانِ.

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَاصِمِ الْمَازِينِ لَهُ أَحَادِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَمْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ

١٩٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي النَّضِيرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ أَبْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَسِعُونَ فَيَتَحَبَّنُونَ الصَّلَواتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ

النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا قَرْنَانَا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَاتَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي  
بِالصَّلَاةِ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِي بِالصَّلَاةِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبْنِ عُمَرَ  
باب ماجاء في بدء الاذان

حضرت عبد اللہ ابن زید کی ان دونوں روایات کا مطالعہ کیا جائے جو ترمذی کے اس باب میں ہیں  
تو اذان کی مشروعيت اور تاریخ ذہن میں آجائی ہے  
کہ مکرمہ میں مسلمانوں کو اکٹھے ہو کر مشرکین عبادت نہیں کرنے دیتے تھے چنانچہ اس وقت اذان کی ضرورت پیش نہیں آتی  
تھی

پھر جب مسلمانوں نے ہجرت کی مدینہ منورہ آئے تو حضرت عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اکٹھے ہو جاتے تو نمازوں  
ہے اوقات مقرر کر لیتے تھے لیکن کوئی نماز کیلئے پکارتا نہیں تھا  
پھر صحابہ کرام نے ایک مرتبہ اس بارے میں بات چیت کی بعض صحابہ کرام نے یہ رائے دی "اتخذ وانا قوسا مثل النصارى" یعنی  
جس طرح نصری اپنے گرجے میں گھنٹی بجاتے ہیں تو آپ بھی گھنٹی بجا لیا کریں  
القاموس میں لکھا ہے کہ نصاری کا ناقوس اس طرح ہوتا تھا کہ ایک لمبی خشک لکڑی ہوتی تھی اس پر ایک چھوٹی لکڑی مارتے  
تھے تو اس سے آواز نکلتی تھی

عربانی زبان میں اسکو ویل کہا جاتا تھا ممکن ہے کہ آج کل گھنٹی کو ویل کہتے ہیں  
اب دور جدید میں گرجا گھروں کے اوپر لوہے کے گھنٹی ہوتی ہے اسکے اندر ایک چھوٹا لوہا ہوتا ہے اسکو بجا جاتا ہے

دوسری رائے

بعض صحابہ کرام نے یہ رائے دی کہ "اتخذ وانا مثل قرن اليهود"  
یعنی کہ یہودیوں کی سینگ کی طرح سینگ بنالیں

اس دور میں بھیں گے وغیرہ کا سینگ لیا جاتا تھا اس کے بارے کی طرف کو منہ میں رکھ کر آواز نکالتے تھے آج کل اسکو بجا کہتے ہیں  
یہ سارے مشورے سن کر حضرت عمر نے فرمایا "أولاً تبعثون رجلاً ينادي بالصلوة"

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال ہو فرمایا "اے بلال تم نماز کیلئے پکارو روایات میں آتا ہے جیسا کہ ہمارے محسنی نے نقل کیا ہے کہ اس وقت یہ الفاظ کہتے تھے  
الصلة جامعۃ

اس طرح وقت گزر تا چلا گیا کہ ایک صحابی عبد اللہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ انکو اذان کے کلمات سنائے گئے پھر یہ خواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خواب سچا ہے

اس بارے میں محدثین نے وضاحت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تصدیق کیسے فرمائی بعض محدثین نے یہ جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آذان کے کلمات معراج کے موقع پر سننے تھے اب محمد شین نے مر اسیل ابی داؤد اور مر اسیل عبد الرزاق میں آنے والے روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب عبد اللہ ابن زید نے خواب سنایا تو اسی وقت وحی نازل ہو گئی اور اذان کے کلمات سکھائے گئے

اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق کی چنانچہ انہی کتابوں کے روایات میں موجود ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن زید سے کہا کہ جاو بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات سکھلا دیکیوں کہ وہ اوپھی اور لمبی آواز والا ہے

حضرت بلال جب شیخ نے آذان دینا شروع کیا

جب حضرت عمر نے آذان سنی تو جلدی جلدی اپنے چادر کو گھیستے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا رسول اللہ میں نے بھی ایسے کلمات خواب میں دیکھے ہیں

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر ادا کیا اور فرمایا کہ یہ بات زیادہ ثابت ہو گئی اور مر اسیل ابی داؤد کی روایت کے مطابق حضرت عمر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ وحی تم سے سبقت لے چکی ہے

&&

#### ١٤۔ بَابِ مَاجَاءَ فِي التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ

١٩١ - حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَجَدِّي جَمِيعًا، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْعَدَهُ، وَأَلْقَى عَلَيْهِ الْأَذَانَ حَرًّا فَأَحْرَفَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: مِثْلَ أَذَانِنَا، قَالَ بِشْرٌ: فَقُلْتُ لَهُ: أَعْدُ عَلَىٰ، فَوَصَّفَ الْأَذَانَ بِالْتَّرْجِيعِ.

حدیثُ أَبِي مَحْدُورَةَ فِي الْأَذَانِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

وَعَلَيْهِ الْعَبْلُ بِكَّةَ، وَهُوَ قُولُ الشَّافِعِيٍّ

۱۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشَتَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَيَّامُ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيْرَيْنِ، عَنْ أَبِي مَحْدُورَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً، وَالإِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو مَحْدُورَةَ اسْمُهُ سَمِرْةُ بْنُ مَعْيَرٍ

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا فِي الْأَذَانِ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي مَحْدُورَةَ: أَنَّهُ كَانَ يُفْرِدُ الْإِقَامَةَ  
باب ماجاء في الترجيع في الاذان

ترجع کی لغوی

ترجع باب تعییل کا مصدر ہے اس کا لغوی معنی ہیں لوٹانا دھرا

ترجع کی اصطلاحی تعریف

"هو اعادة الشهادتين بصوت عالٍ بعد ذكرهما بخفض الصوت"  
یعنی شہادتین کو پہلے آہستہ آواز میں کہنا پھر اوپر جی آواز سے دوبارہ لوٹانا  
اس لیے ترجع کی وجہ سے آذان میں چار کلمات کا اضافہ ہو جاتا ہے

مسئلہ ترجع فی الاذان

مذہب نمبر ایک

احناف کے نزدیک ترجع جائز ہے لیکن مسنون نہیں ہے

افضل اذان بغیر ترجیح کے ہے  
چنانچہ ہمارے ہاں جو آذان دی جاتی ہے اس میں کل پندرہ کلمات ہیں

شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر

دو مرتبہ اشھد ان لا الہ الا اللہ

دو مرتبہ اشھد ان محمد رسول اللہ

دو مرتبہ حی علی الصلوٰۃ

دو مرتبہ حی علی الفلاح

دو مرتبہ اللہ اکبر

ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ

یہ کل پندرہ کلمات ہوئے

مذہب نمبر دو  
امام شافعی کے نزدیک چونکہ ترجیح افضل ہے  
اس لیے احناف والی آذان میں چار کلمات کا اضافہ ہو جائے گا  
اس لیے شوافع کے نزدیک اذان میں کل انیس کلمات ہیں

انکی دلیل

ترمذی کے اس باب میں موجود حضرت ابو مخدود رضی اللہ عنہ والی دونوں روایتیں ہیں  
ایک روایت میں تواتر خالق الفاظ ہیں  
النبي صلی اللہ علیہ وسلم، علمہ الاذان تسعہ عشر  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو انیس کلمات سکھائے

مذہب نمبر تین

امام مالک کے نزدیک ترجیح افضل ہے لیکن اذان کے شروع میں تکبیر چار کے بجائے دو مرتبہ ہے

لہذا امام شافعی والی آذان میں سے دو کلمات کم کر دیں تو باقی سترہ رہ گئے

انکی دلیل

ترجمہ کے آئندہ آنے والی روایات ہیں کہ جس میں یہ آرہا ہے کہ اذان کے تمام کلمات دو دو مرتبہ ہے اس لیے وہ شروع میں اللہ اکبر کے بھی دو مرتبہ کے قائل ہیں

احناف کی دلیل

وہ تمام روایات ہیں جو آئندہ ابواب میں آرہی ہے کہ آذان کے کلمات دو دو ہیں اور وہ روایات حضرت بلاں رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبد اللہ ابن زید سے منقول ہے

حضرت ابو مخدودہ والی روایت کا جواب

یاد رہے کہ ترجیح والی روایات صرف ابو مخدودہ سے منقول ہے اور کسی کی راوی سے ترجیح منقول نہیں اسکی اصل حقیقت ان تفصیلی روایات سے معلوم ہوتی ہے کہ جن میں حضرت ابو مخدودہ کے اسلام لانے کے واقعات بیان کیے گئے ہیں

کہ دراصل حضرت ابو مخدودہ یہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے بچپن کے اندر یہ یہودی تھے یہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے میں اس وقت حضرت بلاں نے آذان سنانا شروع کی، ابو مخدودہ نے نقل اتنا ناشروع کی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو مخدودہ کی آواز اچھی لگی قریب آئے تو اس بچے ابو مخدودہ سے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے تھے، مجھے بھی سناؤ، چنانچہ ابو مخدودہ نے آذان سنانا شروع کر دیا جب وہ شہادتیں پر پہنچے تو آواز کو آہستہ کر لیا کیوں کہ آگے الفاظ یہ تھے "اشهد ان محمد رسول اللہ،،،"

ظاہر ہے یہودی بچے اپنی زبان سے یہ کیسے کہتا ابو مخدودہ فرماتے ہیں کہ اس وقت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے میرے سر پر ہاتھ پھیر اواسی وقت میرے دل میں ایمان اتر گیا تو پھر میں نے اوپھی آواز سے شہادتیں کہے پھر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو مخدودہ کو مکہ میں آذان دینے کیلئے بھیجا دیا تو وہ ساری زندگی مکہ میں ترجیح کے ساتھ اذان دیتے رہے اور حضرت بلاں رضی اللہ عنہ کو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں موذن مقرر کیے رکھا اور وہ ساری زندگی بغیر ترجیح کے اذان دیتے رہے

اس لیے حضرت بلال سے کبھی بھی ترجیع والی آذان منقول نہیں  
اس تاریخی حقیقت کے پیش نظر حضرت ابو مخدورہ والی روایات کو انہی کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے.....

اسی وجہ سے احناف کہتے ہیں کہ ترجیع کے جائز اور ناجائز ہونے میں اختلاف نہیں، افضل ہونے میں اختلاف ہے.....!!!!!!

## ١٤١ - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ

١٩٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ التَّقِيِّ، وَيَنِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاعِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُمَرَّ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ، وَيُؤْتَرَ الْإِقَامَةَ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ.

حَدِيثُ أَنَّسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قُولُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ.  
وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

## ١٤٢ - بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى

١٩٤ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدِ الْأَشْجُونِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْرِو بْنِ مُرَّةَ،  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَ أَذَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
شَفْعًا شَفْعًا فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، رَوَاهُ وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى،  
قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الْأَذَانَ فِي الْبَنَامِ.

وَقَالَ شُعْبَةُ، عَنْ عَبْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ رَأَى الْأَذَانَ فِي

الْبَنَامِ

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبْنِ أَبِي لَيْلَى.

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، لَمْ يَسْتَعِمْ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: الْأَذَانُ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْإِقَامَةُ مَثْنَى مَثْنَى.

وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ التَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ.

ابنُ ابِي لَيْلَى هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابِي لَيْلَى، كَانَ قَاضِيَ الْكُوفَةَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَيِّهِ شَيْئًا، إِلَّا  
 أَنَّهُ يَرِدُّ إِلَيْهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَيِّهِ  
باب ماجاء في افراد الاقامۃ باب ماجاء في ان الاقامۃ شئی شئی.....!

اقامت کے کل کلمات کتنے ہیں

مذہب نمبر ایک  
 احناف کے نزدیک اقامت کے کل سترہ کلمات ہیں  
 چونکہ احناف کے نزدیک کل پندرہ کلمات ہیں اس میں دو مرتبہ قد قamat الصلوۃ کا اضافہ ہوا تو کل سترہ کلمات ہو گئے

دلیل احناف کی باب ماجاء شئی شئی والے باب کی روایت ہے جس میں شفعا شفعا کے الفاظ ہیں

مذہب نمبر دو

امام شافعی امام احمد بن حنبل کے نزدیک اقامت کے کل گیارہ کلمات ہیں  
 شروع میں دو مرتبہ اللہ اکبر  
 ایک مرتبہ اشهد ان لا اله الا اللہ  
 ایک مرتبہ اشهد ان محمد رسول اللہ  
 ایک مرتبہ حی علی الصلوۃ  
 ایک مرتبہ حی علی الغلایح  
 دو مرتبہ قد قamat الصلوۃ  
 دو مرتبہ اللہ اکبر  
 ایک مرتبہ لا اله الا اللہ  
 کل گیارہ کلمات ہو گئے

مذہب نمبر تین

امام بالک کے نزدیک اقامت کے کل دس کلمات ہیں  
 انکے نزدیک قد قامت الصلوٰۃ بھی ایک مرتبہ ہے  
 لہذا امام شافعی والی اقامت میں سے ایک قد قامت الصلوٰۃ کو کم کر دیں تو یہ دس کلمات رہ گئے

ان حضرات کی دلیل  
 باب ماجاء فی افراد الا قامة میں آنے والی روایت ہے  
 جس میں یوئی تر الا قامة کے الفاظ ہیں ...

## ١٤٣ - بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّرْسِلِ فِي الْأَذَانِ

١٩٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْلَى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُنْعِمِ، وَهُوَ صَاحِبُ السِّقَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَطَاءً، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: يَا بِلَالُ، إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلَ فِي أَذَانِكَ، وَإِذَا أَقْبَلْتَ فَأَحْدُرْ، وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرَغُ الْأَكْلُ مِنْ أَكْلِهِ، وَالشَّارِبُ مِنْ شَرِبِهِ، وَالْمُعْتَصِمُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ، وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرُوِنِ.

١٩٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُنْعِمِ، نَحْوُهُ. حَدِيثُ جَابِرٍ هَذَا حَدِيثٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوجهِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمُنْعِمِ، وَهُوَ إِسْنَادٌ مَجْهُولٌ

### باب ما جاء في الترسيل في الأذان

ترسل کا معنی ہوتا ہے ٹھرٹھر کر کلمات ادا کرنا درمیان میں سانس لینا  
 ١٤٤ - بَابِ مَا جَاءَ فِي إِذْخَالِ الْإِصْبَعِ فِي الْأَذْنِ عِنْدَ الْأَذَانِ

١٩٧ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفِيَّانُ الثُّورِيُّ، عَنْ عَوْنَ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ وَيَدُورُ وَيُتْبِعُ فَاهَا هَاهُنَا، وَهَاهُنَا، وَإِصْبَاعَا فِي أَذْنِيْهِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةِ الْحَمَراءِ، أَرَاهُ قَالَ: مِنْ أَدَمَ، فَخَرَجَ بِلَالٌ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْعَنْزَةِ فَرَكَّهَا بِالْبَطْحَاءِ، فَصَلَّى إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْبِّيْنَ يَدَيْهِ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمَراءُ، كَانَ أَنْظَرَ إِلَيْهِ سَاقِيَهُ قَالَ سُفِيَّانُ: نُرَا هِبَّةً.

حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحْبِبُونَ أَنْ يُدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ إِصْبَاعَيْهِ فِي أَذْنِيْهِ فِي الْأَذَانِ.  
 وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: وَفِي الْإِقَامَةِ أَيْضًا يُدْخِلُ إِصْبَاعَيْهِ فِي أَذْنِيْهِ، وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ.

وَأَبُو جَيْفَةَ، اسْمُهُ وَهُبْ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّوَاعِيْ

#### ٤٥ - بَابُ مَاجَاءَ فِي الشَّوَّيْبِ فِي الْفَجْرِ

١٩٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الرِّبِّيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ بِلَالٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُشَوِّبَنَّ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَحْذُوْرَةَ.

حَدِيثُ بِلَالٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْمُلَاقِيِّ.  
وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ لَمْ يَسْتَعِمْ هَذَا الْحَدِيثُ مِنَ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ  
وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ اسْمُهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَلَيْسَ هُوَ بِذَكَرِ الْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.  
وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ الشَّوَّيْبِ:  
فَقَالَ بَعْضُهُمْ: الشَّوَّيْبُ أَنْ يَقُولَ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْمِ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْبَارَكِ،  
وَأَحْمَدَ.

وَقَالَ إِسْحَاقُ، فِي التَّشْوِيبِ غَيْرَهُذَا، قَالَ: هُوَ شَيْءٌ أَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدَ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
أَذَنَ الْمُؤْذِنُ فَاسْتَبَطَأَ الْقَوْمُ قَالَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالإِقَامَةِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى  
الْفَلَاحِ.

وَهَذَا الَّذِي قَالَ إِسْحَاقُ هُوَ الشَّوَّيْبُ الَّذِي كَرِهَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ، وَالَّذِي أَحْدَثُوهُ بَعْدَ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالَّذِي فَسَرَ ابْنُ الْمَبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، أَنَّ الشَّوِيبَ: أَنْ يَقُولَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

وَهُوَ قَوْلٌ صَحِيحٌ، وَيُقَالُ لَهُ التَّشِيبُ أَيْضًا.

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَرَأَوْهُ.

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ الصَّلَاةُ: خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

وَرُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا وَقَدْ أَذْنَ فِيهِ، وَنَحْنُ نُرِيدُ أَنْ نُصَلِّي فِيهِ، فَتَشَوَّبَ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَقَالَ: إِنَّمَا مِنْ عِنْدِ هَذَا الْبُنْتَدِعِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

وَإِنَّمَا كَرِكَ عَبْدُ اللَّهِ التَّشِيبَ الَّذِي أَحْدَثَهُ النَّاسُ بَعْدَ بَابِ ماجاء في التشييب في الفجر

### تشييب كالغوی معنی

الاعلام بعد الاعلام ....

اگاہ کرنے کے بعد پھر اگاہ کرنا

### اصطلاحی تعریف

محمد شین کے نزدیک تشویب کے دو الگ الگ مفہوم ہیں

### مفہوم نمبر ایک

ایک مرتبہ اذان دینے کے بعد پھر موذن لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کیلئے کچھ الفاظ دہراتے جیسے اذان دینے کے کچھ دیر بعد موذن یوں کہتا رہے الصلوة، یا حی على الصلوة، یا قد قامت الصلوة، کہے نماز باجماعت پڑھنے کیلئے ..

محمد شین کے نزدیک یہ بدعت ہے

مفہوم نمبر دو

فخر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کو بھی تشویب کہتے ہیں  
یہ بالاتفاق مسنون ہے...!!!

سوال

حضرت عبد اللہ ابن عمر نے اس تشویب کو اتنا برائیوں سمجھا حالانکہ وہ تو نیک کام کیلئے آواز لگا رہا تھا...؟؟؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے  
ہر بدعت اصل میں پہلے جائز کام ہوتا ہے  
ناجائز کام بدعت ہوتا ہی نہیں

جب اس جائز کام کو سنت واجب فرض کا درجہ دے دیا جاتا ہے تو وہ بدعت ہو جاتی ہے  
اور جب تک آپ وہ جائز کام کرتے رہیں فرض واجب سنت نہ سمجھیں وہ سالہا سال تک بدعت شمار نہیں ہو گا  
اور اگر کسی موقع پر اسکو دین میں شامل کر لیا تو وہ بدعت ہو جائے گی  
آپ کو کبھی کسی بھی بدعت کے خلاف قرآن اور حدیث میں ممانعت کی دلیل نہیں ملے گی  
اس لیے کہ اگر خلاف دلیل مل گئی تو وہ ناجائز اور ممنوع ہو گیا اور ممنوع بدعت ہوتا ہی نہیں.....!!!!!!

## ٤٦ - بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مَنْ أَذْنَ فَهُوَ يُقِيمٌ

۱۹۹ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، وَيَعْلَى بْنُ عَبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ بْنِ أَنْعَمٍ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمِ الْحَاضِرِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِقِ، قَالَ: أَمْرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُؤَذِّنَ فِي صَلَاتِ الْفَجْرِ، فَأَذْنَتُ، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صَدَاعَ قَدْ أُذِنَ، وَمَنْ أَذْنَ فَهُوَ يُقِيمٌ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ

وَحَدِيثُ زِيَادٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْإِفْرِيقِيِّ.

وَالْإِفْرِيقِيُّ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، ضَعَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ وَغَيْرُهُ قَالَ أَحَدُهُ: لَا أَكُتُبْ حَدِيثَ الْإِفْرِيقِيِّ.

وَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يُقَوِّي أَمْرَهُ، وَيَقُولُ: هُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ مَنْ أَذْنَ فَهُوَ يُقِيمُ

باب ماجاء ان من اذن فهو يقيم

مذہب نمبر ایک

امام شافعی کے نزدیک جو آذان دے وہی اقامت کہے یہ واجب ہے

انکی دلیل بھی یہی حدیث ہے

مذہب نمبر دو

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مستحب ہے

امام ابوحنیفہ کی دلیل بھی یہی حدیث ہے

وہ اس حدیث کو استحباب پر محمول کرتے ہیں

البتہ احناف کے نزدیک اگر کسی اور کے اقامت کہنے سے موذن کو رنج ہو تو پھر اقامت کہنا کسی دوسرے شخص کا یہ مکروہ ہے۔

## ٤٧ - بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَذَانِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ

٢٠٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجَّرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَؤْذِنُ إِلَّا مُتَوَضِّعٌ

٢٠١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ إِلَّا مُتَوَضِّعٌ.

وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ وَهْبٍ، وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

وَالرُّهْرِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ:

فَكَرِهَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ.

وَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِهِ يَقُولُ سُفيَانُ، وَابْنُ الْبَيْارِكِ، وَأَحْمَدُ

باب ماجاء في كراهيۃ الاذان بغیر وضوء

مذہب نمبر ایک

امام شافعی کے نزدیک اذان اور اقامۃ دونوں کیلئے وضوء شرط ہے  
انکی دلیل یہی روایت ہے " لا یؤذن الا متوضئ "

مذہب نمبر دو

احناف اور مالکیہ اور حنبلہ کے نزدیک اذان کیلئے وضوء شرط نہیں ہے، واجب بھی نہیں ہے  
اگر بغیر وضوء کے اذان دے دی تو اذان ہو جائے گی  
البتہ اسکی عادت بنالینے کو فقهاء نے مکروہ قرار دیا ہے ..!

البٰتِه اقامت کلیئے وضوء سنت ہے

### ۱۴۸ - بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِمَامَ أَحَقُّ بِالْإِقَامَةِ

۲۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سِبَّاكُ بْنُ حَرْبٍ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْهِلُ فَلَا يُقِيمُ، حَتَّىٰ إِذَا رَأَى رَأْيَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِينَ يَرَاهُ.

حَدِيثُ جَابِرٍ بْنِ سَمْرَةَ هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَحَدِيثُ سِبَّاكٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوجهِ.

وَهَكَذَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّ الْمُؤَذِّنَ أَمْدَكُ بِالْأَذَانِ، وَالْإِمَامُ أَمْدَكُ بِالْإِقَامَةِ

### باب ماجاء ان الإمام احق بالإقامة

امام امامت کا زیادہ حقدار ہے یعنی امام جب اجائے تو اقامت کی جائے ایسا نہ ہو کہ امام کی غیر موجودگی میں اقامت کہہ کر امام کا انتظار کیا جائے...!!!

## ٤٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ

٢٠٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَهُوذَى، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بِلَالاً يَعْذِنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُّوا وَاشْرُبُوا حَتَّى تَسْبِعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أَمِّ مَكْتُومٍ.  
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُنْيَسَةَ، وَأَنَسَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَسَمِرَةَ.  
حَدِيثُ ابْنِ عَبْرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ:  
فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذَنَ الْمُؤْذِنُ بِاللَّيْلِ أَجْزَاهُ وَلَا يُعِيدُ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ،  
وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ  
٢٠٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَهُوذَى، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بِلَالاً يَعْذِنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُّوا وَاشْرُبُوا حَتَّى تَسْبِعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أَمِّ مَكْتُومٍ.  
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُنْيَسَةَ، وَأَنَسَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَسَمِرَةَ.  
حَدِيثُ ابْنِ عَبْرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْأَذَانِ بِاللَّيْلِ:  
فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذَنَ الْمُؤْذِنُ بِاللَّيْلِ أَجْزَاهُ وَلَا يُعِيدُ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ،  
وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ  
وَالصَّحِيحُ رِوَايَةُ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَغَيْرِهِ وَاحِدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَبْرَ، وَالرُّهْبَرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبْرَ،  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بِلَالاً يَعْذِنُ بِلَيْلٍ.

وَلَوْكَانَ حَدِيثُ حَمَادٍ صَحِيحًا لِمَ يُكُنْ لِهَذَا الْحَدِيثِ مَعْنَى إِذْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ  
بِلَالًا يُؤْذِنُ بِلَيْلٍ فَإِنَّا أَمْرَهُمْ فِيهَا يُسْتَقْبَلُ، فَقَالَ: إِنَّ بِلَالًا يُؤْذِنُ بِلَيْلٍ وَلَوْأَنَّهُ أَمْرَهُ كُبِّيَّا عَادَةً الْأَذَانِ  
حِينَ أَذَانَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ لَمْ يَقُلْ: إِنَّ بِلَالًا يُؤْذِنُ بِلَيْلٍ.  
قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْبَدِيرِ: حَدِيثُ حَمَادِ بْنِ سَلَيْمَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَغَيْرُ مَخْفُوظٍ، وَأَخْطَأَ فِيهِ حَمَادُ بْنُ سَلَيْمَةَ

### باب ماجاء في الاذان بالليل

اس باب کا مشایہ ہے کہ رات کو اذان دینا یعنی فجر کا وقت یعنی ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو اگر کسی نے فجر کی اذان دے دی قبل  
از وقت توفیہاء کا اختلاف ہے

منہب نمبر ایک  
امام شافعی امام مالک امام احمد بن عبد اللہ ابن مبارک امام اسحاق اور امام ابو یوسف کے نزدیک  
وہ اذان درست ہے دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں  
انکی دلیل ترمذی کی یہی روایت ہے ...

### منہب نمبر دو

امام ابوحنیفہ اور امام محمد اور سفیان ثوری ہے نزدیک وقت سے پہلے اذان دی تو اسے دھرنا ہو گا  
احناف کی دلیل  
سنن ابی داؤد میں آنے والی روایت،، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال لاتُؤذن حتی ايطع الفجر  
اے بلال تم اذان نہ دو یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہو جائے

اور ترمذی میں موجود روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ روایت رمضان ہے بارے میں ہے  
حضرت بلال رات کو اذان دیتے تھے وہ تہجد کی اذان ہوتی تھی

ایسا صرف رمضان میں ہوتا تھا اور حضرت عبد اللہ ابن مکتوم فجر کی اذان دیتے تھے جب سحری کا وقت ہو جاتا تھا۔ اور اسکی تائید روایت ہی کے الفاظ سے ہوتی ہے کہ۔ "فَكُلُوا شَرْبُوا..." معلوم ہوا کہ اگر صحیح صادق کا وقت ہو جائے تو رمضان میں فجر کی اذان کے وقت کھانا پینا جائز نہیں ہے اور لوگوں کا اس سے یہ استدلال کرنا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان کے دوران کھاتے پیتے رہو یہ ہرگز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا

## ١٥٠ - بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ

٤٠ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِّيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي الشَّعْشَاءِ،  
قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أَذِنَ فِيهِ بِالْعَصْرِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا  
الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَعَلَى هَذَا الْعَيْلِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنْ لَا يَخْرُجَ  
أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ، إِلَّا مِنْ عُذْرٍ: أَنْ يَكُونَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، أَوْ أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ.  
وَيُرْوَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: يَخْرُجُ مَا لَمْ يَأْخُذْ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ.  
وَهَذَا عِنْدَنَا لِمَنْ لَهُ عُذْرٌ فِي الْخُرُوجِ مِنْهُ.

وَأَبُو الشَّعْشَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمَ بْنُ أَسْوَدَ، وَهُوَ الْدُّلْأَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْشَاءِ.

وَقَدْ رَوَى أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْشَاءِ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ أَبِيهِ

## ١٥١ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ

٢٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ، عَنْ سُقِيَانَ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَّابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَابْنُ عَمِّي، فَقَالَ لَنَا: إِذَا سَافَرْتُمْ تَبَأَّدُنَا وَأَقِيمَا، وَلَيَوْمَ مَكْبَرَنَا أَكْبُرُ كُبَراً.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الْأَذَانَ فِي السَّفَرِ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُجْرِيُ الْإِقَامَةُ، إِنَّمَا الْأَذَانَ عَلَى مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَجْمِعَ النَّاسَ، وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَصَحُّ، وَبِهِ يَقُولُ أَحَمَدُ، وَإِسْحَاقُ

## ١٥٢ - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْأَذَانِ

٢٠٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُبَيْدٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تُبَيْلَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَبِيعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَذْنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَثَوْبَانَ، وَمُعَاوِيَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثُ غَرِيبٍ.

وَأَبُو تُبَيْلَةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ.

وَأَبُو حَمْزَةَ السَّكِيرِيِّ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ.

وَجَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْجَعْفِيُّ ضَعْفُوكُ، تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ.

سَمِعْتُ الْجَارُوَدَ، يَقُولُ: سَبِعْتُ وَكِيمَا يَقُولُ: لَوْلَا جَابِرُ الْجَعْفِيُّ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ حَدِيثٍ

وَلَوْلَا حَمَادَ لَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِغَيْرِ فِقْهٍ

## ١٥٢ - بَابُ مَا جَاءَ أَبْنَاءَ الْإِمَامَ ضَامِنٍ، وَالْمُؤْذِنَ مُؤْتَمِنٌ

٢٠٧ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصٍ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا إِمَامٌ ضَامِنٌ، وَالْمُؤْذِنُ مُؤْتَمِنٌ، اللَّهُمَّ أَرْشِدْ أَلَّا إِنَّهُ، وَاغْفِرْ لِلْمُؤْذِنِينَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.  
 حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ سُفِيَّانُ الثُّورِيُّ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَرَوَى نَافِعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ، هَذَا الْحَدِيثُ.

وَسَيْعُتْ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَصْحَاحٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَائِشَةَ.  
 وَسَيْعُتْ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَصْحَاحٌ، وَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمَدِينِيِّ أَنَّهُ لَمْ يُشِّبِّهْ  
 حَدِيثَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَا حَدِيثَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذَا

باب ماجاء ان الامام ضامن والمؤذن موثمن

ضامن كالغوى معنى ہیں زمہ دار

ضامن کا مفہوم ...

بے شک امام ضامن ہوتا ہے یعنی ذمہ دار ہوتا ہے اپنے مقتدیوں کے نماز کا

اگر اسکے عمل میں کوتاہی ہو گی تو سارے نمازوں کی نماز خراب ہو گی  
 مثال کے طور پر بے غسل ہونے کی حالت میں نماز پڑھادی یا بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھادی یا وضو اور غسل کے  
 اندر ایک فرض کو چھوڑ دیا تھا یا نماز میں کوئی فرض چھوڑ دیا یا اجب چھوڑ دیا اور سجدہ سہونہ کیا یا نماز کی کوئی شرط چھوڑ دی شرائط  
 نماز میں سے تو ان تمام بالتوں کا ذمہ دار امام ہو گا.....

والموذن موْتمن

موذن کے پاس امانت رکھی ہوئی ہے

یعنی نماز کے اوقات کے بارے میں موذن امین ہے وقت پر آذان دے گا تو اس امانت کو ادا کرنے والا ہو گا

(شرط الشیئ شیئ سے خارج ہوتی ہے، نماز کے شرائط اور فرائض دونوں کا درجہ ایک ہی ہے)

## ١٥٤ - بَابِ مَا يَقُولُ إِذَا أَذْنَ الْمُؤْذِنُ

٢٠٨ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ (ص) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ الْلَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سِمِّعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤْذِنُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَعَائِشَةَ، وَمُعاذِ بْنِ أَنَّسٍ، وَمُعاوِيَةَ.

حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهَكَذَا رَوَى مَعْبُرٌ، وَغَيْرُواحِدٍ، عَنِ الرُّهْرِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَرِوَايَةُ مَالِكٍ أَصَحُّ

## ١٥٥ - بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ أَن يَأْخُذَ الْمُؤْذِنُ عَلَى الْأَذَانِ أَجْرًا

٢٠٩ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْرٍ وَهُوَ عَبْرُونُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: إِنَّ مِنْ آخِرِ مَا عَاهَدَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ اتَّخِذْ مُؤْذِنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا.

**حدیث عثمان حديث حسن۔**

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَأْخُذَ الْمُؤْذِنُ عَلَى الْأَذَانِ أَجْرًا، وَاسْتَحْبُوا لِلْمُؤْذِنِ أَنْ يَحْتَسِبَ فِي أَذَانِهِ

\*باب جاء في كراهيّة أن يأخذ المؤذن على الأذان أجراً

اجرت على الطاعات

عبادت کے کاموں پر اجرت لینا کیسا ہے... ؟؟؟؟

نمہب نمبر ایک

امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اجرت على الطاعات جائز نہیں ہے یعنی قرآن کریم کی تعلیم دینے پر اجرت لینا اذان دینے پر اجرت لینا وغیرہ اسکی اجرت لینا جائز نہیں ہے

ان حضرات کی دلیل

ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن ابی العاص کو جب طائف کا زمہ دار بنا کر بھیجا تو اس وقت چند نصیحتیں فرمائی، ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ آپ ایسا موزن مقرر کرنا جو اجرت نہ لے

دلیل نمبر 2

سنن ابن ماجہ ابواب التراجمات

باب الاجر علی تعلیم القرآن میں حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو قرآن مجید کی تعلیم دی اس نے حضرت ابی بن کعب کو ایک تیر کی کمان دی یعنی قوس، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان اخذت اخذت قوساً من نار، اگر تو وہ قوس یعنی کمان لے گا تو تو جہنم کی آگ بنی ہوئی کمان لے گا

دلیل نمبر 3....

سنن ابن ماجہ کے اسی باب میں ایک اور روایت حضرت عبادہ بن صامت سے منقول ہے کہ میں نے قرآن پڑھانے پر ایک کمان ہدیہ میں لی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان سرگ ک ان تطوق من نار۔۔۔ کیا تمہیں یہ بات خوش کرے گی کہ یہ آگ کا طوق بن کر تمہارے گلے میں ڈالا جائے

ندہب نمبر دو  
امام شافعی کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے

انکی دلیل

جامع الترمذی ابواب الرقیا میں آنے والی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت سعید خدری کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا کہ سفر کے دوران ایک قبیلہ کے پاس ٹھررے، قبیلہ والوں نے حضرت ابوسعید خدری اور انگر رفقاء کا اکرام نہیں کیا، اسی زمانے میں اس قبیلے کے سردار کو کسی موذی جانور نے ڈس لیا تو انہوں نے حضرت ابوسعید خدری سے پوچھا کہ آپ میں سے کوئی شخص دم کرنے والا ہے،؟

حضرت ابوسعید خدری نے کہا ہاں لیکن اسکی شرط یہ ہے کہ آپ پہلے ہمیں تین بکریاں دے دیں حضرت ابوسعید خدری نے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو شفاذے دی

حضرت ابوسعید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابھی بکریوں کا استعمال نہ کرو پہلے ہم مدینہ جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بتا دیں، جب مدینہ پہنچے اور واقعہ بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی استعمال کرنے کی اور ترمذی کے روایت میں یہ الفاظ بھی ہے، واخربواں بحسم، یعنی کہ اس میں میراحصہ بھی رکھ دو

قدیم حنفی فقهاء اجرت علی الطاعات کو ناجائز قرار دیتے رہے ہیں

لیکن جب اسلام بہت پھیل گیا تو عبادات کا کام کرنے کیلئے ثواب کا کام سمجھ کر مفت کام کرنے والے کم پڑ گئے اور شعائر اسلام کی ادائیگی کیلئے مشکل پیش آنے لگی، قرآن اور حدیث کے معلمین بھی بغیر اجرت کے ملنے کم ہو گئے تب متاخرین حفیہ نے اجرت علی الاطاعات کی اجازت دے دی الہذا اب قرآن پڑھانے پر اذان دینے پر حدیث کا درس دینے پر فتویٰ کا کام کرنے پر اسی طرح دیگر عبادات کے کاموں پر اجرت لینا جائز قرار دیا گیا ہے اگرچہ افضل اب بھی یہی ہے کہ امام اور موزن وغیرہ کوئی اور کام کر کے زریعہ معاش اختیار کرے اور اجرت علی الاطاعات نہ

لے

تفصیل کیلئے دیکھئے باب الاجارة،

یاد رہے کہ ابھی تک ہمارے مشائخ اور اکابرین نے ابھی تک ترواتح میں اجرت لینے کو جائز نہیں قرار دیا ہے، اگر کوئی حافظہ نہ ملے تو چھوٹی چھوٹی سورتیں کر کے ترواتح کی نمازوں ادا کی جائے بعض مشائخ ترواتح وغیرہ کی اجرت کو وقت کامعاوضہ سمجھتے ہیں نہ کہ اذان اور نمازوں وغیرہ کا الہذا دم اور اسی طرح دیگر عبادات کے کام کر کے اجرت لینا جائز ہے لیکن اسکو ذریعہ معاش نہ بنایا جائے۔

## ١٥٦ - بَابِ مَا يَقُولُ إِذَا أَذْنَ الْمُؤْذِنُ

٢١٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْبُوَادْنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيَتْ بِاللَّهِ رَبِّا، وَبِمَحَمَّدٍ رَسُولاً، وَبِالإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ.  
وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْلَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ حُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ

## ١٥٧ - بَابِ مِنْهُ أَيْضًا

٢١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ عَسْكَرِ الْبَغْدَادِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوِسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعُثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حدیث جابر حدیث حسن غریب من حدیث محمد بن المکدر، لان علمنا أحدا رواه غير شعیب بن ابی حمزہ  
باب ما يقول اذا اذن المؤذن من الدعاء---- باب منه ايضا

امام ترمذی نے باب منه کے تحت جو روایت نقل کی ہے اس میں اور عوام میں جو مشہور دعا ہے تین جگہ فرق موجود ہے  
تین جملوں کی کمی محسوس ہوتی ہے  
اس میں وارز فنا شفاعت نہیں ہے--

حضرت علامہ اور شاہ کشمیری نے عرف الشذی میں فرمایا... لا اصل لھا" یعنی اس جملے کی کوئی اصل نہیں ہے یعنی اس کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے!

الہذا اس جملے کا اضافہ اگر کر لیا جائے تو چونکہ مفہوم درست ہے اس لیے اضافہ کرنا درست ہو گا لیکن اگر اسے باقی دعاکی طرح سنت سمجھا تو ان الفاظ کا پڑھنا بدعت ہو جائے گا

2\_ دوسر افرق" و ادرجۃ الرفیعۃ کے الفاظ اس حدیث میں نہیں ہے  
 حضرت علامہ عرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ لیس لھا اصل  
 اسکی بھی کوئی حدیث میں دلیل نہیں ہے معنی درست ہے  
 الہذا اضافہ جائز ہے لیکن اس اضافے کو سنت نہ سمجھا جائے

3\_ دعا کے آخر میں، انک لاتخلف المیعاد نہیں ہے  
 اس کے بارے میں حضرت اور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ترمذی میں تو نہیں ہے لیکن سنن کبریٰ للیہقی کی روایت میں موجود ہے  
 الہذا اس جملے کو سنت سمجھ کر پڑھا جائے گا....!!!

## ١٥٨ - بَابِ مَاجَاءَ فِي أَنَّ الدُّعَاءَ لَا يُرْدَبُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

٢١٢ - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَعَبْدُ الرَّزَاقِ، وَأَبُو أَحْمَدَ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ زَيْدِ الْعَسْعَى، عَنْ أَبِي إِيَّاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّعَاءُ لَا يُرْدَبُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

**حدیث انس حديث حسن.**

وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْهَنْدَائِيُّ، عَنْ بُرْيِدِ بْنِ أَبِي مَرِيمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هَذَا

## ١٥٩ - بَابُ مَا جَاءَ كَمْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَىٰ عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَواتِ

٢١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْبُرٌ، عَنِ الْرُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ  
بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فِرِضْتُ عَلَى الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً أُسْرَىٰ بِهِ الصَّلَواتُ خَمْسِينَ، ثُمَّ  
نُقِصَّتْ حَتَّى جَعَلْتُ خَمْسًا، ثُمَّ نُودِيَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُ لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَّيِّ، وَإِنَّ لَكَ بِهِذِهِ الْخَمْسِ  
خَمْسِينَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِيتِ، وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَمَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ،  
وَأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ.

حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ عَرَيْبٌ

## ١٦٠ - بَابِ فِي فَضْلِ الصَّلَواتِ الْخَمْسِ

٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجَّرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّلَواتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَحَنْظَلَةَ الْأَسْيَدِيِّ.  
حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

## ١٦١ - بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْجَمَاعَةِ

٢١٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَبْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ، بِسَبْعِ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ، وَمُعاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

حَدِيثُ أَبْنِ عَبْرَةِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَهَكَذَا رَوَى نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عَبْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ بِسَبْعِ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.

وَعَامَّةُ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا قَالُوا: خَمِسٌ وَعِشْرِينَ، إِلَّا ابْنَ عَبْرَةَ فَإِنَّهُ قَالَ: بِسَبْعِ وَعِشْرِينَ

٢١٦ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُونُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسِيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَرِيدُ عَلَى صَلَاةِهِ وَحْدَهُ بِخَمْسَةِ وَعِشْرِينَ جُزْعًا.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

## ١٦٢ - بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَا يُحِبُّ

٢١٧ - حَدَّثَنَا هَنَّا دَعَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصْمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ هَبَتْ أَنْ آمْرَ فِتْيَتِي أَنْ يَجْمِعُوا حُزْمَ الْحَطَبِ، ثُمَّ آمْرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ، ثُمَّ أُحْرِقَ عَلَى أَقْوَامٍ لَا يَشْهُدُونَ الصَّلَاةَ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعاذِ بْنِ أَنَّسٍ، وَجَابِرٍ.  
حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا: مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: هَذَا عَلَى التَّعْلِيقِ وَالشَّدِيدِ، وَلَا رُخْصَةَ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ

٢١٨ - قَالَ مُجَاهِدٌ، وَسُعِيلٌ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَصُومُ الظَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ، لَا يَشْهُدُ جُمْعَةً وَلَا جَمَاعَةً بِرَبِّنِي فَقَالَ: هُوَ فِي النَّارِ، حَدَّثَنَا بِذَلِكَ هَنَّا دَعَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ.

وَمَعْنَى الْحَدِيثِ: أَنْ لَا يَشْهُدَ الْجَمَاعَةَ وَالْجُمْعَةَ رَغْبَةً عَنْهَا، وَاسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا، وَتَهَاوِنًا بِهَا

## باب ماجاء في من سمع النداء فلا يحب

جو شخص اذان سنے پھر اس کا عملی جواب نہ دے یعنی جماعت میں شریک نہ ہو اسکے بارے میں اس حدیث میں وعدید آئی ہے  
اس وعدید کی شدت کی وجہ سے فقهاء کے درمیان اختلاف سامنے آیا

ندہب نمبر ایک

احناف کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے  
اور ایک قول احناف کا سنت مؤکدہ کا ہے  
یاد رہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا سنت لیکن صرف جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے

مذہب نمبر دو

امام شافعی کے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت علی الْعَيْن ہے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی الگ الگ طور پر ہر ایک کیلئے سنت ہے لیکن اگر اس مسجد میں جماعت ہی نہ ہو تو پھر ہر ایک فرض کے تارک کا گناہ گار ہو گا اور اگر مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہو جائے پھر کوئی شخص الگ نماز پڑھے تو وہ سنت کا تارک ہو گا

مذہب نمبر تین

حتابله کے نزدیک جماعت کے ساتھ فرض نماز پڑھنا فرض عین ہے یعنی اگر کوئی اکیلا نماز پڑھتا ہے اسکی نماز ہو گی ہی نہیں

سب کی دلیل یہی روایت ہے۔!!!!

### ١٦٣ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْلِي وَ حَدَّهُ ثُمَّ يُدْرُكُ الْجَمَاعَةَ

٢١٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتُهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْحَرَفَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقُومِ لَمْ يُصْلِيَا مَعَهُ، فَقَالَ: عَلَىٰ بِهِمَا، فَجِئَ عَبِهِمَا تُرْعَدُ فَرَأَصُهُمَا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصْلِيَا مَعَنَا، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا، قَالَ: فَلَا تَفْعَلَا، إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا مَسْجِدًا جَمَاعَةً فَصَلِّيَا مَعَهُمْ، فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحْجَنِ، وَيَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِهِ أَحِدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ التَّوْرِيْقُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

قَالُوا: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ فَإِنَّهُ يُعِيدُ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا فِي الْجَمَاعَةِ، وَإِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الْمَغْرِبَ وَحْدَهُ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ، قَالُوا: فَإِنَّهُ يُصَلِّيهَا مَعَهُمْ وَيَسْفَعُ بِرَكُوعِهِ، وَالْقِيَامِ صَلَّى وَحْدَهُ هِيَ الْمُكْتُوبَةُ عِنْدَهُمْ

کیا ہر نماز کے بعد جماعت میں شریک ہو کر نفل نماز ادا کر سکتے ہیں ..؟

فقہاء کا اس بارے میں اختلاف ہے

مذہب نمبر ایک

امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کے نزدیک ہر نماز کے بعد جماعت میں شریک ہو کر بطور نفل پڑھ سکتے ہیں

مذہب نمبر دو

امام مالک کے نزدیک چار نمازوں میں پڑھ سکتے ہیں مغرب میں نہیں  
کیوں کہ نفل تین ہوتے

مذہب نمبر تین

احناف کے نزدیک ظہر اور عشاء میں شریک ہو سکتے ہیں باقی تین نمازوں میں نہیں !

اس لیے کہ فجر اور عصر کے بعد نفل کے پڑھنا جائز نہیں

اور مغرب میں اس لیے کہ تین نفل نماز نہیں ہوتے

اور جو حضرات مغرب میں شرکت کی اجازت دیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ مغرب میں بھی جماعت کے بطور نفل میں شریک  
ہو جائے پھر چوتھی رکعت خود پڑھ لے

امام ابوحنیفہ کی دلیل

دارقطنی کی ایک روایت ہے جو حضرت عبد اللہ ابن عمر سے منقول ہے اسمیں الا الفجر والمغرب کا استثناء ہے اور ترمذی کے اس باب میں موجود روایت کو یہ جواب دیتے ہیں کہ اس روایت کے متن میں اضطراب ہے ترمذی میں یہاں فجر کی نماز منقول ہے جبکہ امام محمد بن کتاب الآثار میں یہی روایت موجود ہے اس میں ظہر کے الفاظ ہیں اور ظہرواںی روایت کے مطابق احناف کا مزہب صحیح ہے۔!!!

## ١٦٤ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ مَرَّةً

٢٢٠ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَوْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هَذَا بِرْجِي، فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَّامَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَالْحَكَمِ بْنِ عَبْيُرٍ  
وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَهُوَ قُولُ غَيْرِهِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ.  
قَالُوا: لَا يَأْتِي أَنْ يُصَلِّي الْقَوْمُ جَمَاعَةً فِي مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ جَمَاعَةً، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.  
وَقَالَ آخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُصَلِّونَ فُرَادَى.  
وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ، وَابْنُ الْبَارَكِ، وَمَالِكٌ، وَالشَّافِعِيُّ، يَخْتَارُونَ الصَّلَاةَ فُرَادَى

باب ماجاء في الجماعة قد صلّى فيه مرّة

جس مسجد میں جماعت ہو چکی ہو کیا اس میں دوبارہ جماعت کر سکتے ہیں

مذہب نمبر ایک

امام احمد امام اسحاق کے نزدیک دوبار جماعت کر سکتے ہیں کوئی حرج نہیں  
انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوسری جماعت کی اجازت دی

مذہب نمبر دو

امام شافعی امام مالک امام ابوحنیفہ سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک یعنی جہور علماء کے نزدیک الگ الگ نماز پڑھ لیں جماعت نہ  
کیجائے

اور احناف کے نزدیک دوسری جماعت کر انہا مکروہ تحریکی ہے  
وعلیہ الفتوی

جمهور علمائی دلیل  
طبرانی میں حضرت ابو بکرہ کی روایت میں ہے کہ پھر گھر جا کر پڑھ لے

دلیل نمبر 2  
وہ مشہور روایت ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز پڑھنے کے بعد اس جیسی دوسری نمازنہ پڑھی جائے  
اس کا ایک معنی یہ کیا جاتا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ جماعت ہو جائے پھر دوبارہ جماعت نہیں کرانی چاہیے  
البتہ احناف کے نزدیک چند صورتوں میں استثنی ہے ...

اگر وہ مسجد طریق یعنی راستے کی مسجد ہو تو اس میں بار بار جماعت کرائی جاسکتی ہے کیوں کہ مسافر لوگ آتے جاتے ہیں  
اسی طرح ہوائی اڈہ، ریلوے اسٹیشن، پٹرول پمپ وغیرہ پر جو مسجدیں بنی ہوتی ہے ان میں بھی بار بار جماعت کی جاسکتی ہے

ترمذی میں موجود روایت کے مطابق احناف کا مسلک نہیں ہے اس لیے اس کا جواب درکار ہے .. !!  
احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہی روایت مسند ابو یعلیٰ میں موجود ہے اس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ  
یہ واقعہ مسجد بنی شعبہ کا ہے اور یہ مسجد طریق تھی جس میں جماعت ثانی جائز ہوتی ہے --

اور اگر اس مسجد کے ساتھ ایسی جگہ ہو جو خارج مسجد ہو تو وہاں بھی جماعت ثانیہ ہو سکتی ہے  
ظاہر ہے مسجد کا ثواب نہ ہو گا جیسے جامعہ اشرفیہ کے مسجد کے مغربی جانب کچھ حصہ مسجد سے باہر ہے .. !!!!!

## ١٦٥ - بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي الْجَمَاعَةِ

٢٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيهِ بْنُ السَّرِّاِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُقِيَانُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهَدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامٌ نُصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَيْمٌ لَيْلَةٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَّسِ، وَعُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ، وَجُنْدَبِ، وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي مُوسَى، وَبُرِيدَةَ.

**حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.**

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ مَوْقُوفًا، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهِهِ عَنْ عُثْمَانَ مَرْفُوعًا

٢٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاؤُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْحَسِنِ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفِيَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَلَا تُخْفِرْ وَاللَّهُ فِي ذِمَّتِهِ

٢٢٣ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَانَ الْعَنْبَرِيُّ، عَنْ إِسْبَاعِيلَ الْكَحَّالِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ الْخُرَاعِيِّ، عَنْ بُرِيدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَشِّرْ الْمَسَائِينَ فِي الظُّلْمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّالِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

**هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ نَاقصٌ**

## ١٦٦ - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّفِ الْأَوَّلِ

٢٢٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوْلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوْلُهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي عَائِشَةَ، وَالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، وَأَنَّسِ .  
حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلنَّصَفِ الْأَوَّلِ ثَلَاثًا، وَلِلنَّصَفِ الْآخِرِ ثَلَاثًا  
٢٢٥ - وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْأَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ مَا فِي النِّدَاءِ وَالنَّصَفِ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُ وَإِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَا سَتَهِمُوا عَلَيْهِ .

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُونُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ، عَنْ سُعِيْدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلُهُ  
٢٢٦ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، نَحْوُهُ

## ١٦٧ - بَابِ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الصَّفُوفِ

٢٢٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِهَّاٰثِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الْعُثَمَانِ بْنِ بَشِّيرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا، فَخَرَجَ يَوْمًا فَأَئِرَ رَجُلًا خَارِجًا صَدْرُهُ عَنِ الْقَوْمِ، فَقَالَ: لَتُسَوِّنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ.  
 وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَالْبَرَاءِ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَسِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ.  
 حَدِيثُ الْعُثَمَانِ بْنِ بَشِّيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
 وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ تَنَاهِي الصَّلَاةِ إِقَامَةُ الصَّفِيفِ.  
 وَرُوِيَ عَنْ عُبَّارٍ: أَنَّهُ كَانَ يُوَكِّلُ رِجَالًا إِلَيْإِقَامَةِ الصَّفُوفِ، وَلَا يُكِيدُهُ حَتَّى يُخْبَرَ أَنَّ الصَّفُوفَ قَدِ اسْتَكُونَ.  
 وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ، وَعُثَمَانَ، أَنَّهُمَا كَانَا يَتَعَاهَدَانِ ذَلِكَ، وَيَقُولَا: اسْتَوْا.  
 وَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ: تَقَدَّمْ يَا فُلَانُ، تَأْخِرْ يَا فُلَانُ

## ۱۶۸ - بَابُ مَا جَاءَ لِيَلِيْتِي مِنْكُمْ أَوْ لِأَهْلِ الْأَحْلَامِ وَالنَّهَىٰ

۲۲۸ - حَدَّثَنَا نَصْرٌ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّادُ، عَنْ أَبِي مَعْشَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِيَلِيْتِي مِنْكُمْ أَوْ لِأَهْلِ الْأَحْلَامِ وَالنَّهَىٰ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنَهُمْ، وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، وَإِلَيْا كُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَالْبَرَاءَ، وَأَنَّسٍ.

حَدِيثُ أَبْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٍ وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَلِيهِ الْبَهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، لِيَخْفَظُوا عَنْهُ.

وَخَالِدُ الْحَدَّادُ هُوَ خَالِدُ بْنُ مِهْرَانَ، يُكْنَى أَبَا الْمُنَازِلِ.

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: إِنَّ خَالِدًا الْحَدَّادَ مَا حَذَّا نَعْلًا قَطْ، إِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُ إِلَى الْحَدَّادِ فَنُسِبَ إِلَيْهِ.

وَأَبُو مَعْشَى اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ  
ليَلِيْتِي مِنْكُمْ أَوْ لِأَهْلِ الْأَحْلَامِ وَالنَّهَىٰ

چا ہیے کہ میرے نزدیک کھڑے ہوں وہ لوگ جو بصیرت والے ہیں اور عقلمند،،،،،

محمد شین نے اسکی دو توجیہات بیان کی ہے

1۔ امام کے پیچھے اہل بصیرت اور عقلمند لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے جو کہ شرعی مسائل جانتے ہو خاص طور پر نماز کے مسائل تاکہ اگر امام کا ضوٹ جائے درمیان نماز میں یا اسکی طبیعت خراب ہو جائے نماز کے دوران تو پیچھے سے کسی مقتندی کو پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دے تاکہ وہ باقی نماز مکمل کرائے، اور اس بارے میں وہ تمام مسائل جانتا ہو اس لیے قریب عقلمند اور بصیرت والے لوگ کھڑے ہوں

2 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لیے فرمایا کہ میرے قریب بصیرت اور عقائد لوگ کھڑے ہوں نماز میں تاکہ وہ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھے اور پھر اپنے اپنے علاقوں میں جا کر بالکل صحیح طریقے سے نماز کی تعلیم دیں،،، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوک مارآئیتوںی اصلی،،،، تم اس طرح نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو،،

دوايام و حثیثات الاسواق  
اور تم بچو بازار کے شور سے

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا  
محمد شین نے اسکی دو توجیہات بیان کی  
1 تم بازاروں کے شور سے بچو یعنی بازاروں میں ضرورت کیلئے جاؤ زیادہ وقت نہ گزارو ورنہ نماز رہ جائے گی  
اس توجیہ کی صورت میں دایام و حثیثات یہ مستقل جملہ ہے۔۔۔۔

2 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دایام و حثیثات الاسواق یعنی تم مسجدوں میں بازار جیسی اوپھی آوازیں اور شور سے بچو (نہ کرو) تو پھر اس جملے کا تعلق ما قبل سے ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اور نماز کے آداب بیان فرمار ہے ہیں..  
ترمذی شریف اول

## ١٦٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّفِيفِ بَيْنَ السَّوَارِي

٢٢٩ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئٍ بْنِ عُمَرَةَ الْبُرَادِيِّ، عَنْ عَبْدِ  
الْحَبِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ، قَالَ: صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيرِ مَنِ الْأَمْرَاءِ، فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ  
فَلَهَا صَلَّيْنَا، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كُنَّا تَقْرِيَهُنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ إِيَّاسٍ الْمُزَنِّ.  
حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ.  
وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَفَّ بَيْنَ السَّوَارِي.  
وَبِهِ يَقُولُ أَحَدُ، وَإِسْحَاقُ.  
وَقَدْ رَحَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ

## ١٧٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ

٢٠. حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: أَخَذَ زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ يَبْدِئِي وَنَحْنُ بِالرَّقَّةِ، فَقَامَ بِي عَلَى شَيْخِ يُقَالُ لَهُ: وَابْصَةُ بْنُ مَعْبِدٍ، مِنْ بَنِي أَسَدٍ، فَقَالَ زِيَادٌ: حَدَّثَنِي هَذَا الشَّيْخُ أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، وَالشَّيْخُ يَسْتَعِمُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَى بْنِ شَيْبَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

حَدِيثُ وَابِصَةَ حَدِيثُ حَسَنٌ.

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُصَلِّي الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، وَقَالُوا: يُعِيدُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ وَبِهِ يَقُولُ أَحَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُجَزِّئُهُ إِذَا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ الثُّورَيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ.

وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِلَى حَدِيثِ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبِدٍ أَيْضًا، قَالُوا: مَنْ صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ كَلِيلٌ.

مِنْهُمْ: حَنَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمانَ، وَابْنُ أَبِي لَيْلَى، وَوَكِيعٌ.

وَرَوَى حَدِيثُ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ غَيْرُ وَاحِدٍ، مِثْلَ رِوَايَةِ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ وَابِصَةَ

وَفِي حَدِيثِ حُصَيْنٍ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَلَالًا قَدْ أَذْرَكَ وَابِصَةً.

فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي هَذَا:

**فَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَدِيثُ عَمِرٍ وَبْنِ مُرَّةَ، عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافِ، عَنْ عَمِرِ وَبْنِ رَاشِدٍ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبِدٍ أَصَحٌ.**

**وَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَدِيثُ حُصَيْنٍ، عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبِدٍ أَصَحٌ.**

**وَهَذَا عِنْدِي أَصَحٌ مِنْ حَدِيثِ عَمِرٍ وَبْنِ مُرَّةَ، لَأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ هَلَالِ بْنِ يَسَافِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبِدٍ**

۲۳۱ - **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمِرِ وَبْنِ**

**مُرَّةَ، عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافِ، عَنْ عَمِرِ وَبْنِ رَاشِدٍ، عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبِدٍ، أَنَّ رَجُلًا صَلَّى خَلْفَ الصَّفِ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ.**

**سَمِعْتُ الْجَارُ وَدِيَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيَعًا، يَقُولُ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِ وَحْدَهُ فَإِنَّهُ يُعِيدُ**  
باب ماجاء في الصلة خلف الصف

صف میں اکیلے نماز پڑھنا صف کے پیچے اس کا کیا حکم ہے۔ ؟؟؟

مذہب نمبر ایک

امام احمد بن حنبل امام اسحاق حماد بن ابی سلیمان ابن ابی لیلی اور امام و کعب کا بھی یہی مذہب ہے  
یاد رہے کہ یہاں امام ترمذی نے اصل کوفہ کا جو مذہب بیان کیا ہے اس سے احناف مراد نہیں ہے  
 بلکہ امام ترمذی نے ان میں سے تین فقهاء کے نام بتائیں ہیں کوفہ کے  
 حماد بن سلیمان، ابن ابی لیلی، اور امام و کعب

ان حضرات کی دلیل

ترمذی میں آنے والی روایت ہے جو حضرت وابصہ بن معبد کی ہے، ان رجل اصلی خلف الصف وحدہ.....

مذہب نمبر دو

جمہور فقہاء یعنی امام مالک امام شافعی اور سفیان ثوری اور عبد اللہ ابن مبارک کے نزدیک اگر کوئی شخص اکیلے صفائحہ نماز پڑھے تو یہ عمل مکروہ ہے لیکن نماز ہو جائے گی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

جمہور علمائی دلیل

کتاب الصلاۃ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو بکر والی روایت ہے کہ ایک صحابی نے صفائحہ کیلے نماز پڑھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، «زادک اللہ حرصا ولا تقد»، اللہ تمہارے شوق کو بڑھائے لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا معلوم ہوا نماز ہو جاتی ہے..!

ترمذی میں موجود روایت کا جواب یہ ہے کہ یہ استحباب پر محمول ہے یعنی جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز لٹانے کا حکم دیا ہے وہ روایات وہ حکم استحباب پر محمول ہے اور اس کیلے دلیل سنن ابی داؤد والی روایت ہے احناف صفائحہ کیلے اکیلے نماز پڑھنے والے کیلے ایک تفصیلی طریقہ بتاتے ہیں کہ اکیلا شخص امام کے رکوع تک انتظار کرے اگر کوئی اور شخص آئے تو ساتھ کھڑا کر دے ورنہ اگلی صفائحہ سے ایک شخص کو پیچھے کر کے اپنے ساتھ کھڑا کرے (یاد رہے کہ ایسا وہاں کرے جہاں ماحول بناءوں)

باب نمبر 58: ایک امام اور ایک مقتدی کے نماز پڑھنے کا طریقہ

اگر ایک امام ہو اور ایک مقتدی تو امام مقتدی کو اپنے دائیں طرف کھڑا کرے اس طرح کہ مقتدی کی پاؤں کی انگلیاں امام کے ایڑھی کے قریب ہو یہ مسئلہ متفق علیہ ہے

## ١٧١ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْلِي وَمَعْهُ رَجُلٌ

٢٢٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاؤُدُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ عَبْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقُبِّلَتْ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَسَارِهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ.

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَيْنُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، قَالُوا: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مَعَ الْإِمَامِ يَقُولُ مَعَهُ عَنْ يَسَارِهِ الْإِمَامِ

## ١٧٢ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْلِي مَعَ الرَّجُلِيْنِ

٢٢٣ - حَدَّثَنَا بُنْدَارُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَ مَنَّا أَحَدُنَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرٍ.

وَحَدِيثُ سَمْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَالْعَيْنُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً قَامَ رَجُلٌ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ صَلَّى بِعَلْقَبَةَ، وَالْأَسْوَدِ، فَأَقَامَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِهِ، وَرَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ

اگر ایک امام ہو اور دو مقتدی ہو تو کیا کریں ..؟؟؟

نمہب نمبر ایک  
احناف اور جمہور کے نزدیک امام آگے کھڑا ہوں

ان حضرات کی دلیل  
ترمذی کے اس باب میں موجود روایت حضرت سمرہ بن جندب والی روایت ہے  
امر نار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنا ثلاثة ان یتقد منا احمدنا،،،

نمہب نمبر دو  
امام ابو یوسف کے نزدیک اگر ایک امام ہو اور دو مقتدی ہوں تو امام انکے درمیان میں کھڑا ہوں اور مقتدی دائیں کھڑے رہیں  
امام ابو یوسف حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے عمل کو دلیل بناتے ہیں جو ترمذی کے اس باب میں موجود ہے  
حضرت عبد اللہ ابن مسعود حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی ایک کو اپنے دائیں طرف اور ایک کو دائیں طرف کھڑا کیا

احناف اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی یہ بات منسوب ہے ترمذی کے اس روایت کی وجہ سے۔۔۔

توجیہ نمبر دو  
کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے جگہ کی قلت کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ آج بھی جائز ہے

## ١٧٣ - بَابِ مَاجَاءِ فِي الرَّجُلِ يُصْلِي وَمَعَهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ

٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَدَّتَهُ مُلِيْكَةً دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَاعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلْنُصِّلِ بِكُمْ، قَالَ أَنَّسٌ: فَقُنْتُ إِلَى حَصِيرِ لَنَاقَدُ اسْوَادَ مِنْ طُولِ مَالِيسِ، فَنَضَحْتُهُ بِالبَاءِ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَقَتْ عَلَيْهِ أَنَا، وَالْبَيْتِيْمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَارٍ كَعْتَبِينَ، ثُمَّ انْصَرَفَ.

حَدِيثُ أَنَّسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: إِذَا كَانَ مَعَ الْإِمَامِ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَهُما وَقَدْ احْتَجَ بَعْضُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي إِجَازَةِ الصَّلَاةِ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَلْفَ الصَّفِ وَحْدَهُ، وَقَالُوا: إِنَّ الصَّبِيَّ لَمْ تَكُنْ لَهُ صَلَاةٌ، وَكَانَ أَنَسًا كَانَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهُ فِي الصَّفِ. وَلَيْسَ الْأَمْرُ عَلَى مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ، لَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهُ مَعَ الْبَيْتِيْمِ خَلْفَهُ، فَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْبَيْتِيْمِ صَلَاةً لَهَا أَقَامَ الْبَيْتِيْمَ مَعَهُ، وَلَا قَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَّسٍ، عَنْ أَنَّسِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقَامَهُ عَنْ يَمِينِهِ.

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى تَطْوِعاً أَرَادَ إِدْخَالَ الْبَرَكَةِ عَلَيْهِمْ

باب ماجاء في الرجل يصلى ومعه رجال ونساء

جدتہ

اس کا اطلاق دادی اور نانی دونوں پر ہوتا ہے یہاں نانی مراد ہے !!

نوافل کی جماعت جائز ہے یا نہیں

مذہب نمبر ایک

امام شافعی کے ہاں نوافل کی جماعت جائز ہے  
انکی دلیل ترمذی میں موجود حضرت انس کی نانی ملیکہ والی روایت ہے

مذہب نمبر دو

احناف کے نزدیک شارع علیہ السلام نے جو نوافل جماعت کے ساتھ ادا کیے ہیں وہ جائز ہے باقی جماعت کے ساتھ خلاف سنت ہے

جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ استسقاء صلوٰۃ تراویح اور صلوٰۃ الکسوف وغیرہ یہ جماعت کے ساتھ پڑھی ہے  
الہذا یہ جماعت کے ساتھ سنت ہے

لیکن آج کل جو صلوٰۃ لشیع جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے وہ خلاف سنت ہے...!!!

ترمذی میں موجود نوافل کا احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ نوافل بغیر تداعی کے تھے

اور احناف کے نزدیک بغیر تداعی کے نوافل جماعت کے ساتھ جائز ہے

تداعی کا معنی ہے نفل نماز کی جماعت کیلئے بلا نادعوت دینا

الہذا اگر کوئی ایک حافظ نوافل میں قرآن پڑھائے دوسرا سن لے تو جائز ہے

وعلیہ الفتوى

## ١٧٤ - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ

٢٢٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، حٍ: وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَابْنُ نُبَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءِ الرَّبِيعِيِّ، عَنْ أُوسِ بْنِ ضَيْعَجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودِ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمٌ  
الْقَوْمَ أَقْرَءُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنْنَةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنْنَةِ سَوَاءً،  
فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَكْبَرُهُمْ سِنًا، وَلَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُجْلِسُ عَلَى  
تَكْرِيمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا دُرْنَاهُ، قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ ابْنُ نُبَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ: أَقْدَمُهُمْ سِنًا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرَثِ، وَعَبْرِو بْنِ سَلَمَةَ.

وَحَدِيثُ أَبِي مَسْعُودِ حَدِيثُ حَسَنٍ

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

قَالُوا: أَحَقُّ النَّاسِ بِالإِمَامَةِ أَقْرَءُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ وَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنْنَةِ.

وَقَالُوا: صَاحِبُ الْمِنْزِلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَذِنَ صَاحِبُ الْمِنْزِلِ لَغَيْرِهِ فَلَا يَأْسَ أَنْ يُصْلَى بِهِ.

وَكَرِهُهُ بَعْضُهُمْ، وَقَالُوا: السُّنْنَةُ أَنْ يُصْلَى صَاحِبُ الْبَيْتِ.

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُجْلِسُ عَلَى

تَكْرِيمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا دُرْنَاهُ، فَإِذَا أَذِنَ فَأَرْجُو أَنَّ الْإِذْنَ فِي الْكُلِّ، وَلَمْ يَرِبِهِ بَأْسًا إِذَا أَذِنَ لَهُ أَنْ يُصْلَى بِهِ

باب ماجاء من حق بالامامة

اما مرت کا زیادہ حقدار کون ہے؟؟

مذہب نمبر ایک

امام احمد بن حنبل امام امان ابو یوسف کے نزدیک قرآن زیادہ بہتر پڑھنے والا امامت کا زیادہ حقدار ہے

مذہب نمبر دو

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اعلم بالسنۃ زیادہ راجح ہے

مذہب نمبر تین

امام مالک امام شافعی سے دونوں روایتیں منقول ہے

ایک روایت کے مطابق اقر آزیادہ حقدار ہے

اور ایک روایت کے مطابق اعلم بالسنۃ زیادہ راجح ہے

مذہب نمبر ایک والوں کی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

اور اعلم بالسنۃ والوں کی دلیل

محضی حاشیہ میں لکھتے ہیں

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو اپنی جگہ پر امام بنادیا حالانکہ ان سے زیادہ اقر آس جگہ موجود تھے  
(وَدَلِيلُ الثَّانِيِ قول ابو سعید، كان ابو بكر اعلمنا، و هذا آخر الامرین من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فیکیون لمعول فیہ)

لیکن حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ عرف الشذی میں روایات کے اختلاف کو ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس دور میں جو اعلم ہوتا تھا وہ اقر آ بھی ہوتا تھا اور جو اقر آ ہوتا تھا وہ عالم بھی ہوتا تھا..!!!!!!

## ١٧٥ - بَابِ مَا جَاءَ إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيَخِفْ

٢٣٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ الْبَيْهِىَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيَخِفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ، وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ، فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ.  
 وَفِي الْبَابِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ، وَأَنَسِ، وَجَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَمَالِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبِي وَاقِدِ، وَعُثْيَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.  
 حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.  
 وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا: أَلَا يُطِيلَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ مَخَافَةَ الْبَشَقَةِ عَلَى الضَّعِيفِ وَالْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ.  
 وَأَبُو الزِّنَادِ أَسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذَكْوَانَ.

٢٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَخْفِ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَاهِيرِ  
 وَهَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

## ١٧٦ - بَابِ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الصَّلَاةِ وَتَحْلِيلِهَا

٢٢٨ - حَدَّثَنَا سُقِيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضِيلِ، عَنْ أَبِي سُقِيَانَ، طَرِيفِ السَّعْدِيِّ  
عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ،  
وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا الشَّسْلِيمُ، وَلَا صَلَاةً لِمَنْ يَقُولُ بِالْحَمْدِ، وَسُورَةً فِي فِرِيقَةٍ أَوْ غَيْرِهَا.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَيٍّ، وَعَائِشَةَ.

وَحَدِيثُ عَلَيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَجْوَدٌ إِسْنَادًا وَأَصَحٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ، وَقُدُّوكَتَبَنَاهُ فِي أَوَّلِ كِتَابٍ  
الْوُضُوءِ

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ.  
وَبِهِ يَقُولُ سُقِيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: إِنَّ تَحْرِيمَ الصَّلَاةِ  
الْتَّكْبِيرُ، وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ دَاخِلًا فِي الصَّلَاةِ إِلَّا بِالْتَّكْبِيرِ.

سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ مُحَمَّدَ بْنَ أَبَانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ، يَقُولُ: لَوْ افْتَشَّ الرَّجُلُ  
الصَّلَاةَ بِسَبْعِينَ اسْنَاءَ مِنْ أَسْنَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِه، وَإِنْ أَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ أَمْرُتُهُ أَنْ  
يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى مَكَانِهِ وَيُسْلِمَ، إِنَّهَا الْأَمْرُ عَلَى وَجْهِهِ.

وَأَبُونَضْرَةُ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكٍ بْنِ قُطَّعَةَ

**باب ما جاء في تحريم الصلاة وتحليلها**

### تحريمها تكبير

اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے اندر حرام کرنے والی چیز اللہ اکبر کہنا ہے  
یعنی جب انسان اللہ اکبر کہتا ہے جسے تکبیر تحریم کہتے ہیں تو اس کے فوراً بعد بہت سی چیزیں اس انسان کیلئے منوع ہو جاتی ہیں  
جیسے کھانا پینا اچنا بھرنا ہنسنا وغیرہ۔۔۔۔۔

### تکبیر تحریکہ کی شرعی حیثیت اور اسکے الفاظ

مذہب نمبر ایک

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حضرت حسن بصری کے نزدیک تکبیر فرض نہیں ہے  
صرف نیت سے نماز شروع ہو جاتی ہے

مذہب نمبر دو

امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تکبیر تحریکہ کیلئے اللہ کی کبریائی پر دلالت کرنے والا لفظ فرض ہے  
جیسے اللہ اجلل، اللہ اعظم، اور اللہ اکبر کے الفاظ واجب ہے  
اگر اللہ اکبر نہ کہا تو نماز واجب الاعادہ ہو گی....  
(وعلیہ الفتوی)

مذہب نمبر تین

امام ابویوسف امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل کے نزدیک صیغہ تکبیر فرض ہے...!

پھر ان حضرات میں صیغہ تکبیر میں اختلاف ہے  
امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صیغہ تکبیر صرف اللہ اکبر ہے...!  
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صیغہ تکبیر اللہ اکبر اور اللہ الا کبر ہے...  
امام ابویوسف کے نزدیک صیغہ تکبیر اللہ اکبر، اللہ الا کبر، اور اللہ الکبیر ہے،

احناف کی دلیل

احناف کی دلیل فرضیت کیلئے سورۃ الاعلیٰ کی آیت نمبر 15 ہے،،، و ذکر اسم ربہ فصلی،،،  
اس سے تکبیر تحریکہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے  
اور جو احادیث میں صیغہ تکبیر آرہا ہے اسے واجب قرار دیا گیا  
(دلیل قطعی سے فرضیت ثابت ہوئی دلیل ظنی سے وجوب ثابت ہوا)

البحث الثاني  
تحمیلہا التسلیم،،،،

اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کے اندر ان ممنوعہ چیزوں کو حلال کرنے والی چیز سلام کرنا ہے (جو چیزیں تکمیر تحریمہ کی وجہ سے ممنوع ہو گئی تھی)

نماز کے آخر میں تسلیم کرنے کی شرعی حیثیت

مذہب نمبر ایک  
امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور ائمہ ثلاشہ کے نزدیک خروج عن الصلوٰۃ کیلئے صیغہ سلام یعنی السلام علیکم فرض ہے

مذہب نمبر دو  
امام ابو حنیفہ کے نزدیک خروج بِصُنْعِ الْمَصْلُحِ فرض ہے  
یعنی نمازی خود قصد آخلاف صلوٰۃ فعل کرے یہ فرض ہے  
(اس قول کی وجہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز کے فرائض سات ہو جائیں گے حالانکہ احناف کے نزدیک چھ ہیں)

چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک سلام سنت ہے  
اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کے نزدیک سلام واجب ہے  
یہی راجح اور مختار ہے  
(وعلیہ الفتوی)

لہذا اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ نماز سے کسی طرح سے نکلے گا تو نمازو اجب الاعداد ہو گی

ائمه ثلاشہ کی دلیل تحلیلہا التسلیم ہے

لیکن احناف یہ کہتے ہیں کہ دلیل ظنی سے وجوب ثابت ہو گا

احناف سلام کے فرض نہ ہونے پر ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں  
سنن ابو داؤد باب تشهد جلد اول اس میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تشهد کے  
کلمات سکھائے پھر فرمایا؛ اذ اغلت هذا فقد تمت صلوٰتك....  
اگر سلام فرض ہوتا تو نماز مکمل کیسے ہوتی؟

### ۱۷۷ - بَابُ فِي نَسْرِ الْأَصَابِعِ عَنْدَ التَّكْبِيرِ

۲۳۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجُونِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ بْنِ سِيمَاعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَرَ لِلصَّلَاةِ نَشَأَ أَصَابِعَهُ.  
وَقَدْ رَوَى غَيْرُواحِدٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ بْنِ سِيمَاعَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدِيهِ مَدًّا.  
وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ، وَأَخْطَأَ ابْنُ الْيَمَانِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ  
۴۰ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْخَنَفِيُّ، قَالَ:  
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ بْنِ سِيمَاعَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدِيهِ مَدًّا.  
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ، وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ الْيَمَانِ خَطَأٌ

### باب في نشر الأ صالح عند التكبير

عموماً فہی کتابوں میں یہ لکھا جاتا ہے کہ تکبیر تحریک کے وقت انگلیوں کو پھیلانا سنت نہیں ہے اور یہاں اس باب کی حدیث میں انگلیوں کو پھیلانے کا ذکر ہے...؟؟؟

محمد شین نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں لیکن بہترین جواب کو کب الدری میں حضرت گنگوہی نے دیا ہے ..!!  
 کہ لفظ نشر دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے  
 نمبر ایک، ضد القبض۔ قبضہ کا معنی مٹھی۔ تکبیر تحریمہ کے وقت نشر کا یہی معنی ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت انگلیوں کو بند  
 کر کے مٹھی کہ شکل میں نہ رکھا جائے بلکہ نشر یعنی کھولا جائے

دوسرا معنی ضد اضم۔۔۔ ضم کا معنی انگلیوں کو ملانا  
 یہ لفظ رکوع کے اندر رہا تھوں سے گھٹنوں کو پکڑنے کے وقت سمجھ میں آتا ہے  
 کہ یہ نشر اصابعہ اس وقت انگلیوں کو کھلا رکھے یعنی ملائے نہ  
 یہ بھی سنت غیر مؤکدہ ہے

## ۱۷۸ - بَابُ فِي فَضْلِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى

۲۴۱ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرِمٍ، وَنَصْرٌ بْنُ عَلَىٰ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي شَابٍِ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى بِاللَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتُبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ。 وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَّسٍ مَوْقُوفًا، وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ إِلَّا مَارَوَى سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو  
 وَإِنَّمَا يُرَوَى هَذَا عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْبَجْلِيِّ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلَهُ.  
 حَدَّثَنَا بِنْ دِلْكَ هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ طَهْبَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ الْبَجْلِيِّ، عَنْ أَنَّسٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.  
 وَرَوَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عُبَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَبْرَبِنِ الْخَطَابِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْوِهً هَذَا。  
 وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٌ، وَهُوَ حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. عُبَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ لَمْ يُدْرِكْ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ.  
 قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ يُكْنَى أَبَا الْكَشْوَثَ، وَيُقَالُ أَبُو عُبَيْرَةَ

### باب ماجاء في فضل تكبير الاولى

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کیلئے چالیس دن تک جماعت میں نماز پڑھے اس طرح کہ وہ تکبیر اولیٰ کو پالے تو اس کیلئے دو چیزوں سے بری ہونا لکھ دیا جاتا ہے

1 آگ سے بری ہونا

2 نفاق سے بری ہونا

تکبیر اولیٰ پانے کی حد کیا ہے

اس بارے میں چند اقوال ہیں

1۔ اشتراک فی تحریۃ الامام

یعنی امام کے ساتھ تکبیر تحریبہ میں شامل ہونا اسے تکبیر اولیٰ کہتے ہیں

2۔ امام کی قرائت شروع کرنے سے پہلے اگر یہ جماعت میں مل جائے تو یہ تکبیر اولیٰ پانے والا ہو گا

3۔ رکوع میں جانے سے پہلے امام کے ساتھ مل جائے تو یہ تکبیر اولیٰ پانے والا شمار ہو گا

4۔ ادارک رکعت اولیٰ یعنی اگر پہلی رکعت امام کے ساتھ پالے تو یہ تکبیر اولیٰ پانے والا ہو گا

ظاہر ہے کہ سب سے افضل قول اول ہے اور ادنیٰ درجہ قول رابع ہے

لیکن ہمارے مشايخ قول رابع کو ہی کافی مانتے ہیں ورنہ چاروں اقوال درست ہیں.....

## ١٧٩ - بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ افْتَاحِ الصَّلَاةِ

٢٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفُرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الصُّبَيْعِيَّ، عَنْ عَلَيِّ بْنِ عَلَيٍّ الرِّفَاعِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ بِاللَّيْلِ كَبَرَ، ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، ثُمَّ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَنْزَةِ وَنَفْخَةِ وَنَفْثَةِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَيٍّ، وَعَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرِ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَابْنِ عُمَرَ وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدِ أَشْهَرُ حَدِيثٍ فِي هَذَا الْبَابِ.

وَقَدْ أَخَذَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

وَأَمَّا أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَقَالُوا: إِنَّمَا يُرَاوِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَهَكَذَا رُوَا عَنْ عُبَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا إِنْدَأَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ، وَغَيْرِهِمْ.

وَقَدْ تُكَلِّمُ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ، كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ يَتَكَلَّمُ فِي عَلَيِّ بْنِ عَلَيٍّ الرِّفَاعِيِّ، وَقَالَ أَحَمَدُ: لَا يَصْحُ هَذَا الْحَدِيثُ

٢٤٣ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفةَ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عَبْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَسَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.

هَذَا حَدِيثٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَحَارِثَةُ قُدْتُكُلَّمٍ فِيهِ مِنْ قِبْلٍ حِفْظِهِ.

وَأَبُو الرِّجَالِ اسْبُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَدِينِيُّ

باب ما يقول عند افتتاح الصلاة

مذہب نمبر ایک

امام مالک کے نزدیک نماز شروع کرتے وقت کوئی کلمات مسنون نہیں ہے  
دلیل آئندہ چند ابواب کے بعد ایک باب آرہا ہے باب فی افتتاح القراءة بالحمد لله رب العالمين،  
اس میں حضرت انس سے روایت ہے کہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر و عمر و عثمان یقتضیون الصلاة بالحمد لله رب  
العالمین

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قراءت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے، سب جانک اللہم کا  
ذکر نہیں ہے

احناف اس روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قراءت الحمد للہ رب العالمین سے  
شروع کرتے تھے اور قراءت کا اطلاق قرآن کے پڑھنے پر ہوتا ہے اور سب جانک اللہم یہ قرآن نہیں ہے  
قراءت الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے

مذہب نمبر دو

شوافع کے نزدیک توحیح افضل ہے  
دلیل سورۃ انعام کی آیت نمبر 79 انی وجہت و جھی للذی فطر السموات والارض حنیفا ہے

مذہب نمبر تین

احناف کے ہاں ثناء افضل ہے

دلیل یہ ہے کہ ترمذی کے اس باب میں موجود حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وآلی روایت ہے،،،  
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام ای الصلاة باللہل کبر ثم یقول سب جانک اللہم ان لخ۔۔۔۔۔

احناف کی دوسری دلیل

سورۃ ہود آیت نمبر 48

وَسَجَّعَ بَمْرَبِ حِينَ تَقُومُ هے

## ١٨٠ - بَابِ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجَهْرِ بِ{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}

٤٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْمِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّاْيَةَ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ، قَالَ: سَيْعَنِي أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ، أَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ لِي: أَمْيُ بُنَى مُحَدَّثٌ إِلَيْكَ وَالْحَدَثُ، قَالَ: وَلَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْإِسْلَامِ، يَعْنِي مِنْهُ، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ، وَمَعَ عُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْتَعِمْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا، فَلَا تَقُلُّهَا، إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ قُلْ: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}

حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفِّلٍ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَغَيْرُهُمْ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ الثُّورِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لَا يَرُونَ أَنْ يَجْهَرَ بِ{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}، قَالُوا: وَيَقُولُهَا فِي نَفْسِهِ

## ١٨١ - بَابِ مَنْ رَأَى الْجَهْرَ بِ{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}

٤٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَبِرُ بْنُ سُلَيْمانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِ{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}.

وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ.

وَقَدْ قَالَ بِهَذَا عِدَّةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْهُمْ أَبُوهُرَيْرَةُ، وَابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الرَّبِيعِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، رَأَوْا الْجَهْرَ بِ{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}.

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ۔

فَإِسْبَاعِيلُ بْنُ حَمَادٍ هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ۔

وَأَبُو خَالِدٍ، هُوَ أَبُو خَالِدٍ الْوَالِيُّ وَاسْمُهُ هُرْمُوزٌ هُوَ كُوفِيٌّ

باب ماجاء في ترك الجهر بسم الله الرحمن الرحيم .. اور .. باب من رأى الجهر بسم الله .. . . .

بسم الله الرحمن الرحيم او پنجی آواز سے پڑھنا چاہیے یا آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے ..؟؟

مذہب نمبر ایک

بسم الله آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے (سنن غیر مؤکدہ)

یہی منقول ہے خلفاء راشدین سے (حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ امام احمد بن حنبل سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک اور امام اسحاق کا

انکی دلیل

ترمذی کے اس باب میں موجود یزید بن عبد اللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ والی روایت ہے،

مذہب نمبر دو

بسم الله او پنجی آواز سے پڑھنا سنت ہے

یہی منقول ہے حضرت ابو هریرہ حضرت عبد اللہ ابن عمر، ابن عباس، عبد اللہ ابن زییر سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا ..

ان حضرات کی دلیل

حضرت عبد اللہ ابن عباس والی روایت ہے جو ترمذی کے اس دوسرے باب میں ہے

"قال كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم یقتتح صلوٰۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم ---!

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس روایت سے بسم اللہ او پھی آواز سے پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اور محشی محدث نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے ہی ایک اور روایت نقل کی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکھر بسم اللہ الرحمٰن الرحيم۔۔۔، لیکن اس کی سند کو محمد شین نے ضعیف قرار دیا ہے،،،

## ۱۸۲ - بَابُ فِي افْتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِ{الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}

٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، يُفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَيْلُ عَلَى هَذَا إِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنَّمَا مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، كَانُوا يُفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، مَعْنَاهُ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْدَءُونَ بِقِرَاءَةِ فَاتِحةِ الْكِتَابِ قَبْلَ السُّورَةِ، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ: أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَءُونَ {بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}.

وَكَانَ الشَّافِعِيُّ يَرَى: أَنْ يُبَدِّأُ بِ{بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}، وَأَنْ يُجْهَرَ بِهَا إِذَا جُهِرَ بِالْقِرَاءَةِ

باب فی افتتاح القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین

محمد شین لکھتے ہیں کہ اس باب کا نشوائیہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں

مذہب نمبر ایک

امام ابوحنیفہ کے نزدیک بسم اللہ قرآن کا جزو ہے  
اس وجہ سے کہ سورۃ نمل کی آیت نمبر 30 میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط موجود ہے  
اسکی عبارت یہ ہے،،،  
انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم،،،  
اس آیت کی وجہ سے بسم اللہ قرآن کریم کا جزء ہے  
لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک بسم اللہ الرحمن الرحیم کسی سورۃ کا جزء نہیں ہے نہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہے

(انزلت لفصل بین السور)

یہ سورتوں کے درمیان جدائی ظاہر کرنے کیلئے نازل کی گئی  
یاد رہے کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا،،، و لقد آتیناک سبعا من المثاني والقرآن العظيم  
یعنی ہم نے آپ کو سات آیات دی جو بار بار دھرائی جاتی ہے  
وہ سات آیات بسم اللہ کے بغیر ہے اگرچہ عام طور پر مصحف کے اندر چھ آیات لکھی جاتی ہے لیکن احناف اس قول کو ترجیح دیتے  
ہیں کہ صراط الذین انعمت علیہم پر بھی آیت ہے  
البته شوافع کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہے اور انعمت علیہم پر آیت نہیں ہے  
لہذا نکنے نزدیک بھی یہ سات آیتیں ہی ہے

نمہب نمبر دو

امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ ہر سورۃ کا جزء ہے سورۃ فاتحہ کا بھی جزء ہے  
دلیل گزشته باب کی روایت ہے جو بسم اللہ جھرائی دلیل ہے

## ۱۸۳ - بَابِ مَا جَاءَ أَنَّهُ لَا صَلَاةٌ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۲۴۷ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عُمَرَ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجَّرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُقِيَانُ بْنُ عَيْنَيْنَةَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودٍ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَّسَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو. حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ كُثُرٍ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَعِمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَغَيْرُهُمْ، قَالُوا: لَا تُتْجِزُ صَلَاةً إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ. وَبِهِ يَقُولُ أَبُنُ الْمُبَارَكُ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

باب ماجاء انه لا صلوة الا بفتحة الكتاب

اس باب میں امام ترمذی جو حدیث ذکر کر رہے ہیں کہ،

لا صلوة لمن لم يقرأ فاتحة الكتاب

اس حدیث سے متعلق دو بحثیں کی جاتی ہے

1\_ قرائت خلف الامام

امام ترمذی اس بحث کو یہاں ذکر نہیں فرماتا ہے

کیوں کہ چند صفات کے بعد امام ترمذی مستقل باب قائم کر رہے ہیں، باب القراءۃ خلف الامام

وہاں فاتحہ خلف الامام کہ بھی بحث ہو گی ان شاء اللہ

دوسری بحث یہاں جو کیجاتی ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کی نماز میں شرعی حیثیت کیا ہے اس وقت اس باب میں یہی بحث مطلوب

ہے

نمہب نمبر ایک

انہمہ ثلاشہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل کے نزدیک سورۃ فاتحہ نماز میں پڑھنا فرض ہے یہ رکن صلوٰۃ ہے

انکی دلیل اسی باب میں آنے والی روایت ہے  
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لا صلوٰۃ  
لمن لم یقِرْ آبفاتحة الکتاب...!!!

## مذہب نمبر دو

امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلق قرات فرض ہے سورۃ مزم کی آیت نمبر بیس ۰۲ کی وجہ سے، فاقرو ما تیر من القرآن  
اور سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اسی باب میں موجود حدیث کی وجہ سے کہ لا صلوٰۃ لمن لم یقِرْ آبفاتحة الکتاب

احناف مذہب نمبر ایک والوں کو یہ جواب دیتے ہیں کہ لا صلوٰۃ میں لا فیہی کمال کیلئے ہے  
اور اسکی دلیل صحیح مسلم جلد اول باب وجوب قراءۃ الفاتحہ میں حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے  
،، من صلی صلوٰۃ لم یقِرْ آفیحہا مِنَ الْقُرْآنِ فَهِيَ خُدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرٌ تَمَامٌ...!!!  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھے اور اس میں فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز کامل نہیں ہوتی

## ١٨٤ - بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّأْمِينِ

٢٤٨ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ،  
عَنْ سَلَيْةَ بْنِ كَهْيَلٍ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَرَأً: {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}، فَقَالَ: آمِينَ، وَمَدَّ بِهَا صُوتَهُ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَيِّ، وَأَبِنِ هُرَيْرَةَ.  
حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثُ حَسَنٌ.  
وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَمَنْ  
بَعْدَهُمْ: يَرَوْنَ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلَ صَوْتَهُ بِالثَّأْمِينِ، وَلَا يُخْفِيهَا  
وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَرَوْى شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجْرَأَيِّ الْعَنْبَسِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّالِحِينَ}، فَقَالَ: آمِينَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ.

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ سُفِيَانَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةِ فِي هَذَا، وَأَخْطَأَ شُعْبَةً فِي مَوَاضِعَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: عَنْ حُجْرَأَيِّ الْعَنْبَسِ، وَإِنَّهَا هُوَ حُجْرُبْنُ عَنْبَسٍ وَيُكَنُّ أَبَا السَّكِّنِ، وَزَادَ فِيهِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ، وَإِنَّهَا هُوَ حُجْرُبْنُ عَنْبَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقَالَ: وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ، وَإِنَّهَا هُوَ: وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ

وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْبَعَةَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: حَدِيثُ سُفِيَانَ فِي هَذَا أَصَحُّ، قَالَ: وَرَوْى العَلَاءُ بْنُ صَالِحِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، نَحْوِ رَوَايَةِ سُفِيَانَ

٢٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُبَيْرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفِيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

### باب ماجاء في التامين

البحث الاول  
آمین کا لغوی معنی کیا ہے۔؟  
اس بارے میں مختلف اقوال ہیں

### قول اول

آمین کا معنی ہے استحجب دعا نایغنى ہماری دعاوں کو قبول فرمा

### قول ثانی

آمین کا معنی ہے فلکیں کذاں یعنی اسی طرح ہونا چاہیے

### قول ثالث

آمین کا معنی ہے لا تجیب رجائبنا یعنی ہماری امیدوں کو رسوانہ کرنا  
تینوں باتوں کا مفہوم قریب قریب ہی ہے  
بعض ماہرین لغت کہتے ہیں کہ یہ عربی محاورہ ہے اور یہ اسماء افعال میں سے ہے  
یہ بمعنی امر کے ہیں یا بمعنی نہیں کے  
اور بعض ماہرین لغت کہتے ہیں کہ یہ آمین سریانی زبان کا لفظ ہے ...

### البحث الثاني

آمین کون کہے؟ مقتدی یا امام؟

### مذہب نمبر ایک

امام مالک کے نزدیک آمین مقتدی کہے امام نہ کہے  
امام مالک کی دلیل

بخاری شریف جلد اول باب حجر المأمورون بالاتئین  
اس میں حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ  
اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين \*\*\*  
اس سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو آمین کہنا چاہیے

### مذہب نمبر دو \*

جمہور علماء کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں آمین کہے۔  
ان حضرات کی دلیل

ترمذی کا اگلابا ب ہے، باب ماجاء فی فضل التائیین، اس میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،  
قال اذا من الامام فامنوا

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو  
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کو آمین کہنا چاہیے یعنی آمین کہنا سنت ہے  
یاد رکھیں کہ امام محمد بن موسیٰ امام محمد صفحہ نمبر 103 باب آمین فی الصلوۃ میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انکے نزدیک  
صرف مقتدی آمین کہے  
لیکن امام محمد نے کتاب الآثار صفحہ نمبر 16 میں فرمایا کہ امام بھی آمین کہے !  
وعلیہ الفتوی

### البحث الثالث

آمین جہر اکہنا سنت ہے یا سررا

مذهب نمبر ایک  
شوافع اور حنابلہ کے نزدیک آمین جہر اکہنا سنت ہے

مذهب نمبر دو  
امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک آمین سرا کہنا سنت ہے

اس اختلاف کا مدار حضرت وائل بن حجر سے منقول دور روایتیں ہیں  
ایک روایت شعبہ نقل کرتے ہیں اور ایک روایت سفیان ثوری نقل کرتے ہیں  
جو سفیان ثوری والی روایت ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ "وقال مدحاصوتة،"  
یہاں شوافع مد کا معنی رفع یعنی آواز کو بلند کرنے کے کرتے ہیں  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آواز سے آمین کہا  
یہ روایت اسی باب میں امام ترمذی نے ذکر کیا ہے

اور اسی باب میں امام ترمذی نے شعبہ سے بھی روایت نقل کی ہے  
اس میں الفاظ یہ ہیں، فقال آمین و خفیض بحاصوتہ،،،  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا اور آواز آہستہ رکھی  
ظاہر ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی دلیل ہے  
لیکن اس پر امام ترمذی نے قال ابو عیسیٰ کہہ کر خوب جرح کی ہے اور اس شعبہ والی روایت پر تین اعتراضات کیے ہیں۔  
امام ترمذی نے فرمایا کہ شعبہ سے اس روایت کے نقل کرنے میں تین خطائیں ہوئی ہے اور ان تینوں خطاؤں کی وجہ سے روایت  
قابل انتدال نہیں رہی

## خطا نمبر 1

شعبہ نے اپنی سند میں عن ججرابی العنبس کہا اور سفیان ثوری والی روایت میں ججرابن عنبرس ہے  
اور صحیح ابن عنبرس ہے  
کیوں کہ ججر کی کنیت ابی العنبس نہیں بلکہ ابا لسکن ہے

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ججر کے والد کا نام عنبرس تھا اس لئے ججرابن عنبرس بھی درست ہے اور ججر کے  
بیٹے کا نام بھی عنبرس ہے اس لیے ابو العنبس کہنا بھی درست ہے  
جیسا کہ دارقطنی جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 333 میں یہی روایت موجود ہے  
باب تامین فی الصلوۃ میں وہاں سند کے الفاظ یہ ہیں کہ،،،  
ان ججر عن العنبس و هو ابن عنبرس،،،  
یعنی ابو العنبس بھی ہے اور ابن عنبرس بھی ہے

## خطا نمبر 2

امام ترمذی نے فرمایا کہ دوسری خطاء شعبہ نے یہ کی ہے سند میں کہ اسمیں عن علقہ کی زیادتی کی ہے  
حالانکہ عن علقہ سند میں نہیں ہے،،،



خطاء نمبر 2

اس کا جواب یہ دیتے ہیں محدثین کہ یہ روایت دونوں طرح درست ہے  
 علقمہ کا نام در میان میں ہو یہ سند بھی درست ہے اور علقمہ کا نام در میان میں نہ ہو یہ سند بھی درست ہے  
 اس لیے کہ یہی روایت مندابی داؤ دطیاری صفحہ 138 میں موجود ہے،  
 (ضم جو سنن ابی داؤ دپڑتے ہیں وہ ابو داؤ دسنجدتانی کی ہے)  
 مندابی داؤ دطیاری میں اس روایت کی سند اس طرح ہے کہ راوی کہتے ہیں،،،،  
 سمعت حجر ابا لعنیب قال سمعت علقمۃ ابن واکل بحدث عن واکل،  
 وسمعت من واکل بن حجر.....

یعنی جگر این عنہب خود وضاحت کر دی ہے کہ وہ دونوں طرح روایت کرتے ہیں کہ میں نے عالمہ سے سنا انہوں نے واکل بن جگر سے سنا

اور میں نے براہ راست واکل بن حجر سے بھی سنایا  
لہذا عالمگیر واسطہ ہو وہ سنڈ بھی درست اور واسطہ نہ ہو یہ سنڈ بھی درست ہے..!!!!!!

خطاء نمبر 3

و خفض بحاصوتة و انما مد بحاصوتة

امام ترمذی نے فرمایا کہ شعبہ سے تیسرا خطاب ہوئی کہ اس نے خفض بحاصوتہ کہا حالانکہ یہ مد بحاصوتہ ہے، جیسا کہ سفیان ثوری کی روایت میں ہے

اور اگر مد بحاصوتہ کا معنی رفع صوت کیا جائے تو ایک ہی صحابی کی دونوں روایتوں میں تعارض آئے گا ایک میں رفع صوت اور ایک میں خفض صوت آئے گا..؟  
لہذا شعبہ سے خط انہیں ہوئی،

ایک چوڑھا اعتراض آواز سے آمین کہنے کے بارے میں  
وہ ہے جو امام ترمذی نے العلل الکبریٰ میں کہا کہ امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کاماع واکل ابن حجر سے ثابت نہیں ہے  
لہذا ایسی سند متصل نہیں ہے ..

### جواب

اس اعتراض کے جواب کیلئے ترمذی جلد اول ابواب الحدود باب ماجاء فی المرأة اذا استقرت على الزنا  
اس میں امام ترمذی نے امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے،“  
سمعت محمد يقول عبد الجبار ابن واکل ابن حجر لم يسمع من ابيه ولا ادر كه، يقال انه ولد بعد موت ابيه باشهر،”  
یعنی میں نے امام بخاری سے سناؤہ فرماتے ہیں کہ عبد الجبار ابن واکل کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں نہ انہوں نے اپنے باپ کو پایا ہے

اس لیے کہ عبد الجبار ابن واکل اپنے والد کی وفات کے چند مہینے بعد پیدا ہوئے تھے  
پھر اس باب کے اخیر میں امام ترمذی نے فرمایا،“  
وعلقمة ابن واکل ابن حجر سمع من ابيه وهو اکبر من عبد الجبار ابن واکل، وعبد الجبار ابن واکل لم يسمع من ابيه..!!  
یعنی علقمه ابن واکل نے اپنے والد سے سنا ہے اور یہ عبد الجبار ابن واکل سے عمر میں بڑے تھے اور عبد الجبار ابن واکل نے اپنے والد صاحب سے نہیں سننا

لہذا یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام بخاری نے یہ فرمایا کہ واکل بن حجر کے بیٹے کا سماع اپنے باپ سے واکل ابن حجر سے ثابت نہیں ہے یہ بات درست ہے  
لیکن یہ امام بخاری کا یہ کہنا عبد الجبار ابن واکل کے بارے میں ہے علقمه کے بارے میں نہیں ہے ..!!!!!!  
فلا اشكال عليه !!

احناف کے مذہب کی وجہ ترجیح  
اگر مد بھاصوت سے مراد رفع صوت ہو تو پھر احناف خفض صوت والی روایت کو کیوں ترجیح دیتے ہیں

#### وجہ ترجیح نمبر 1

خفض صوت والی روایت اوفق بالقرآن ہے  
اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت نمبر 55 میں فرمایا،  
ادعو رکم تضرعا و خفیہ ..

#### وجہ ترجیح نمبر 2

خفض صوت والی روایت کلیئے اور کئیں روایات موئید موجود ہے  
اس لیے احناف نے ترجیح دی

#### وجہ ترجیح نمبر 3

کتاب الحجۃ جلد نمبر تین صفحہ 364 میں لکھا ہے کہ سفیان ثوری کا اپنا عمل آمیں سر آکھنے کا تھا  
معلوم ہوا کہ سفیان ثوری مد بھاصوت والی روایت نقل کر رہے ہیں اور خود انکے نزدیک مد بمعنی رفع کے نہیں ہے... !!

#### وجہ ترجیح نمبر 4

صحابہ کا تعامل آمیں سر آکھنے کا تھا  
اور محدثین اور فقهاء کا اصول ہے کہ جب دو احادیث میں تعارض اجائے جیسے یہاں رفع صوت اور خفض صوت کا تعارض آیا تو  
اب ہم تعامل صحابہ کو دیکھ کر ترجیح دیں گے.... ✓✓✓✓



## ١٨٥ - بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّأْمِينِ

٢٥٠ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَّسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الرُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَيْةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمْنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَاقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفرَانُهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبٍ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

## ١٨٦ - بَابِ مَا جَاءَ فِي السَّكَّتَيْنِ

٢٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْبَشَّارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمِّرَةَ، قَالَ: سَكَّتَانِ حَفْظُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَقَالَ: حَفِظَنَا سَكَّتَةً، فَكَتَبْنَا إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أُبَيٌّ: أَنْ حَفِظَ سَمِّرَةً، قَالَ سَعِيدٌ، فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكَّتَيْنِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ، وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: إِذَا قَرَأَ: {وَلَا الصَّالِيْنَ}، قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ أَنْ يَسْكُتَ حَتَّى يَتَرَدَّدَ إِلَيْهِ نَفْسُهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ هُرِيْرَةَ.

حدیث سَمِّرَةَ حَدیث حَسَنٌ.

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحْبُونَ لِلإِمَامِ أَنْ يَسْكُتَ بَعْدَ مَا يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

وَبِهِ يَقُولُ أَحَدُ، وَإِسْحَاقُ وَأَصْحَابُنَا

## باب ماجاء في السكتتين

یہ باب ہے دو سکتوں کے بارے میں  
سکته کہتے ہیں خاموشی کا وقفہ  
احناف اور مالکیہ کے نزدیک صرف ایک سکتہ ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد،  
جس میں احناف کے نزدیک خاموش رہ کر سجائب اللہم پڑھتے ہیں  
البتہ امام مالک کے نزدیک سکتہ تو ہے لیکن اس میں کوئی ذکر مسنون نہیں ہے  
امام شافعی کے نزدیک چار سکتے ہیں ....  
لیکن تکبیر اولیٰ کے بعد جو سکتہ ہے اس میں سب کا اتفاق ہے،  
امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کے نزدیک دو سکتے ہیں، تکبیر تحریمہ کے بعد والا سکتہ اور قراتت کے بعد والا سکتہ،

لیکن علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ احناف کے نزدیک تین سکنے مسنون ہے،

1 تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء والا وقفہ،

2 آمین کہنے والا وقفہ

3 رکوع میں جانے سے پہلے قرائت مکمل کرنے کے بعد والا سکنے،“

یہ سب سنت غیر مؤكدہ ہے!

اور یہ تینوں سکنے ترمذی کے اس باب کی روایت میں ہے

## ١٨٧ - بَابِ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ

٢٥٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِيَاحِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤْمِنُنَا، فَيَأْخُذُ شِيَالَهُ بِيَمِينِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَغَطَّيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ. حَدِيثُ هُلْبِ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، يَرَوْنَ أَنَّ يَضَعَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِيَالِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعُهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ. وَرَأَى بَعْضُهُمْ: أَنْ يَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ، وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

وَاسْمُ هُلْبِ: يَزِيدُ بْنُ قَنَافَةَ الطَّائِي

### باب ماجاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة

اس باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو بحثیں کی ہے،

پہلی بحث،،،  
نماز میں قیام کی حالت میں ہاتھوں کو باندھنا،،،

مذہب نمبر ایک  
امام مالک کے نزدیک نماز میں قیام کے وقت ارسال الیدین سنت ہے،  
یعنی دونوں ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دینا  
امام مالک کے پاس اس بارے میں کوئی مرفوع روایت بطور دلیل نہیں ہے، البتہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر اور حضرت حسن بصری کے آثار ہیں،

## مذہب نمبر دو

جمہور علماء کے نزدیک قیام کی حالت میں ہاتھ باندھناست ہے  
اسکی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے  
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومنا فیاًخذ شالہ بیمینہ،،،،

اسی طرح بعض تفصیلی روایات میں فقهاء کے نزدیک تفصیلی طریقہ بھی موجود ہے کہ نماز میں قیام کی حالت میں ہاتھوں کو اس طرح باندھا جائے کہ باسیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو رکھا جائے خصر اور ابہام سے رسخ پر حلقة بنایا جائے اور وسطی صبابہ اور بنسر کو کلائی کے اوپر رکھا جائے ..!!

## ابحث الثانی

ہاتھ کھاں باندھے جائیں .؟؟؟

## مذہب نمبر ایک

امام شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں  
1      تخت الصدر یعنی سینے کے نیچے  
2      علی الصدر یعنی سینے کے اوپر

## مذہب نمبر دو

احناف کے نزدیک تخت السرہ ہاتھ باندھناست ہے  
احناف کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے،  
ان من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تخت السرہ"

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کا اثر بھی منقول ہے تخت السرہ کا  
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بھی اثر موجود ہے  
تفصیل کے لیے دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 391.....

در اصل اس اختلاف میں مدار حضرت واکل بن حجر کی روایت ہے  
 صحیح ابن خزیبہ میں حضرت واکل بن حجر والی جو روایت ہے وہ علی الصدر کی ہے  
 اور یہی روایت مند بزار میں ہے اور اس میں عند صدرہ کے الفاظ ہیں،  
 شافع ان دور روایتوں کو ترجیح دیتے ہیں  
 لیکن واکل ابن حجر کی یہی روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہے اس میں تحت السرة کے الفاظ ہے۔!  
 چنانچہ احناف کے پاس تحت السرة کی موئید روایات ہیں،،،  
 اس لیے احناف تحت السرة کو ترجیح دیتے ہیں  
 یہ سب افضل اور سنت غیر موکدہ ہونے میں اختلاف ہے ورنہ یہ سب طریقے جائز ہے۔!!!

احناف علی الصدر والی روایات کو خواتین کیلئے محمول کرتے ہیں  
 اس لیے احناف دونوں طرح کی روایات پر عمل کر رہے ہیں!!!!

## ١٨٨ - بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

٢٥٣ - حَدَّثَنَا قَتْبِيَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَبَةَ، وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفِيعٍ، وَقِيَامٍ وَقُطْعَوْدٍ، وَأَبْوَبَكِيرٍ، وَعُمْرٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَّسِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي مَالِكِ الْأَشْعَرِيِّ، وَأَبِي مُوسَى، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَأَئِلِّ بْنِ حُجَّرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَصْحَابِ الْبَيِّنَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُو بَكِيرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَغَيْرُهُمْ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ

### باب ماجاء في التكبير عند الرکوع والسجود

یہ باب اس بارے میں ہے کہ رکوع اور سجدے کیلئے جاتے وقت تکبیر کہنا یاد رہے کہ اس مسئلہ میں کسی فقیہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ رکوع اور سجدے میں جاتے وقت تکبیر کہنا سنت ہے

شارحین ترمذی لکھتے ہیں کہ امام ترمذی نے یہ باب خاص طور پر بنو امیہ کی تردید میں قائم کیا ہے اس لیے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنو امیہ میں سے تھے جھکتے ہوئے آہستہ تکبیر کہتے تھے، بنو امیہ یہ سمجھے کہ یہ رکوع اور سجدے کیلئے جھکتے وقت تکبیر نہیں کہتے تھے چنانچہ بنو امیہ نے بھی یہی عادت ڈال لی وہ رکوع اور سجدے میں جھکتے وقت تکبیر نہیں کہتے تھے امام ترمذی نے انکی تردید میں یہ باب قائم کیا...!!!

### ١٨٩ - بَابِ مِنْهُ آخَرَ

٤٢٥٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلَيْهِ بْنَ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ جُرْيِيجَ، عَنِ الرُّهْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَهُوِي.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، قَالُوا: يُكَبِّرُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَهُوِي لِمَرْكُوعٍ وَالسُّجُودَ

## ١٩.- بَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

٢٥٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ

أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَنَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِي مَنْ كَبَيْهِ،

وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَزَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

٢٥٦ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الرُّهْرِيُّ

بِهَذَا الِإِسْنَادِ نَحْنُ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي عُمَرَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَأَئِلِّ بْنِ حُجْرَةِ، وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَأَنَسِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي حُبَيْدَةِ، وَأَبِي

أُسَيْدِ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلِمَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَجَابِرٍ، وَعُمَيْرٍ

اللَّيْثِيِّ.

**حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ**

٢٥٦ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الرُّهْرِيُّ

بِهَذَا الِإِسْنَادِ نَحْنُ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي عُمَرَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَأَئِلِّ بْنِ حُجْرَةِ، وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَأَنَسِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي حُبَيْدَةِ، وَأَبِي

أُسَيْدِ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلِمَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَجَابِرٍ، وَعُمَيْرٍ

اللَّيْثِيِّ.

**حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ**

حَدَّثَنَا بِنْ دِلَكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْأَمْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ، عَنْ سُفِيَّانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ.

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوئِيسٍ، قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يَرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

وَقَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزْاقِ قَالَ: كَانَ مَعْبُرِيَّرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

وَسَيِّعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعاذٍ يَقُولُ: كَانَ سُفِيَّاً بْنُ عَيْنَةَ، وَعُمَرُ بْنُ هَارُونَ، وَالنَّضْرُ بْنُ شُبَيْلٍ يَرْفَعُونَ أَيْدِيهِمْ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعُوا، وَإِذَا رَفَعُوا رُعْوَسَهُمْ

### ۱۹۱ - باب ما جاء أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ

۲۵۷ - حَدَّثَنَا هَنَّاءُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفِيَّاً، عَنْ عَاصِمٍ بْنِ كَلْيَّاً، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَبَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أَصَلِّ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ.

وَهُوَ قُولُ سُفِيَّاً الشَّوَّرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ

رُفِعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ اتْخِرِيمِهِ

يَهْ تَقْنُونَ عَلَيْهِ

2: عند السجدة و عند الرفع منه

یہ روایات سے ثابت ہے لیکن متروک ہے بالاتفاق

یعنی سجدے میں جاتے وقت رفع الیدين کرنا اور سجدے سے اٹھتے وقت رفع الیدين کرنے بالاتفاق مکروہ ہے اس پر عمل نہیں کیا

جاتا

3: رفع الیدين عند الرکوع و عند الرفع منه،

فیہ اختلاف.....

مذہب نمبر ایک

شوافع اور حنبلہ کے نزدیک رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یہ دین سنت ہے  
انکی دلیل

ترمذی میں موجود حضرت عبد اللہ ابن عمر والی روایت ہے

قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم——ان

یاد رہے کہ یہ روایت صحاح ستہ میں ہے

مذہب نمبر دو

احناف اور مالکیہ کے نزدیک رکوع میں چاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یہ دین سنت نہیں ہے!۔

مذہب نمبر تین

امام اوزاعی، امام حمیدی اور امام ابن خزیمہ کے نزدک رفعِ بدْن واجب سے...!

انگی دلیل بھی حضرت عبد اللہ ابن عمر والی روایت سے جو صحیح ستہ میں سے

ہے بات یاد رہے کہ رفع یہ دن اور ترک رفع یہ دن دونوں سنت سے ثابت ہے

اور سہ بھی بادر سے کہ رفع یہ سن کی روایات ثابت ہیں اور ان میر جرح مقصود نہیں ہے

اس لے کے دونوں طرف صحابہ سے !!!

امام ترمذی رحمہ اللہ نے رفع یہ بن کرنے والے صحابہ اور تابعین کی فہرست اس باب میں نقل کی ہے

جن میں حضرت حامی بن عبد اللہ، عبد اللہ ابن عم، حضرت ابو هریرہ، حضرت انس، حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت عبد اللہ

ابن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین، اور تابعین میں سے چنگاڑ کرامہ ترمذی نے کہا ان میں حضرت حسن بصری، حضرت عطاء،

حضرت طاؤوس، حضرت محايد، حضرت نافع، سالم ابن عبد الله، سعيد بن جبير رحمهم الله

دوسری طرف ترک رفع ید بن کے قائل بھی کبار صحابہ ہیں

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ ابن مسعود، رضوان اللہ علیہم اجمعین  
بیہقی جلد نمبر دو صفحہ 79 میں یہ بات موجود ہے کہ خلفاء راشدین ترک رفع یہ دین کے قائل تھے  
اور عشرہ مبشرہ کے صحابہ بھی سب ترک رفع یہ دین کے قائل تھے

یاد رہے کہ اہل مکہ رفع یہ دین کے قائل تھے لیکن اہل مدینہ ترک رفع پر عمل کرتے تھے  
اور اہل کوفہ بھی ترک رفع پر عمل کرتے تھے  
اور یہ بھی بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امام مالک کا یہ مزاج تھا کہ اگر کسی مسئلے میں دونوں طرح کی روایات ہوتی تو امام مالک  
تعامل مدینہ والا مسلک اختیار کرتے تھے،  
یہی وجہ ہے کہ اس مسئلے میں روایات دونوں طرف سے ثابت ہونے کے باوجود امام مالک رحمہ اللہ ترک رفع یہ دین کے قائل  
تھے،“

ترک رفع یہ دین کے قائلین کے دلائل  
جامع ترمذی کے اسی باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود والی روایت نقل کی ہے اور پھر یوں کہا "قال  
ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن،"  
اور وہ روایت یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا  
الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یہ دین اول مرتبہ

دلیل نمبر دو  
حضرت بر ابن عازب والی روایت جو سنن ابن داؤد جلد اول باب من لم یذکر الرفع میں ہے  
اس کے الفاظ یہ ہے،“  
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا فتح اصلوٰۃ رفع یہ دین ای قریب مرن اذنیه ثم لا یعود،

دلیل نمبر 3  
طبرانی میں مرفوعاً حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت موجود ہے  
ترفع الایدی فی سبعۃ مواطن:

یعنی ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے سات مقامات میں  
عند افتتاح الصلوٰۃ

و استقبال الْبَيْتِ

و عند الصفاء والمرود

و عند الموتفین

و عند حجر الاسود

یعنی نمبر ایک

نماز کو شروع کرتے ہوئے تکبیر تحریک کے وقت

بیت اللہ کے استقبال کے وقت

سمیٰ کرتے ہوئے صفا پر

مردا پر

وقوف عرفہ کے وقت

وقوف مزدلفہ کے وقت

(موتفین سے یہی دونوں وقوف مراد ہے)

حجر اسود کے استیلام کے وقت

اس میں رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے کے وقت میں رفع یہ دین مذکور نہیں ہے  
صاحب حدایہ نے ترک رفع یہ دین کیلئے اسی روایت سے استدلال کیا ہے

دلیل نمبر 4

حافظ ابن حجر نے الدرایہ فی تخریج احادیث الحدایہ میں حضرت عباد ابن زبیر سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے نماز پڑھتے ہوئے رفع یہ دین فی اول صلوٰۃ ثم لم ير فعها

## دلیل نمبر 5

حضرت جابر بن سرہ والی روایت جو صحیح مسلم جلد اول کتاب الصلاۃ باب الامر بالسکون میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ہونماز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فقال: ما لی ارکم رافعی اید کیم کاخا اذنا ب خیل شمس مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم شمسی گھوڑوں کی دموم کی طرح ہاتھ اٹھا رہے ہو پھر فرمایا اسکنوانی الصلاۃ یعنی نماز میں سکون سے رہو!۔

کتاب میں اس حوالے سے

(نیل الفرقہ دین فی ترک رفع الیدین انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ،،،،، اردو زبان میں حضرت مولانا سرفراز خان صندر رحمہ اللہ کی کتاب رفع الیدین کے بارے میں)

ترمذی اور صحابی سنت میں موجود حضرت عبد اللہ ابن عمر کی روایت کو احناف ترجیح کیوں نہیں دیتے..؟؟؟؟ جو کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی دلیل ہے

اس کا جواب محمد شین نے یہ دیا کہ صحابی سنت میں اس روایت کے راوی ہیں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ ابن عمر سے جتنی روایات منقول ہے رفع یہ دین کے بارے میں ان سب میں بہت زیادہ تعارض ہے

1 طحاوی میں حضرت عبد اللہ ابن عمر سے جو روایت ہے اس میں صرف ایک مرتبہ رفع یہ دین منقول ہے اور وہ ہے عند تکبیر التحریمه

2 حضرت عبد اللہ ابن عمر سے موطا امام مالک صفحہ 59 میں جو روایت موجود ہے اس میں دو مرتبہ رفع یہ دین کا ذکر ہے  
1 تکبیر التحریمه کے وقت  
2 رکوع سے اٹھتے وقت

اس روایت میں رکوع میں جاتے ہوئے رفع یہ دین منقول نہیں ہے

3 ترمذی میں جو روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے اس میں تین جگہ رفع یہ دین کا ذکر ہے  
ا) تکبیر التحریمه کے وقت

۲ رکوع میں جاتے وقت  
۳ رکوع سے اٹھتے وقت

- 4 اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر سے جو روایت منقول ہے اس میں رفع یہ دین چار مرتبہ ہے  
ا تکبیر تحریمہ کے وقت  
۲ رکوع میں جاتے وقت  
۳ رکوع سے اٹھتے وقت  
۴ قاعدہ اولی سے اٹھتے وقت

5 حضرت عبد اللہ ابن عمر سے ایک روایت امام بخاری میں نقل کی ہے، اس میں اور طبرانی میں بھی پانچوں جگہ بھی ہے رفع یہ دین کی اور وہ ہے عند السجود یعنی نمبر پانچ رفع یہ دین سجدہ میں جاتے وقت

6 امام طحاوی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے رفع یہ دین کی روایت نقل کی اس میں نمبر چھر رفع یہ دین بھی ہے اور وہ ہے بین السجد تین یعنی دونوں سجدوں کے درمیان ...

### ١٩٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكُوعِ

٢٥٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصَّينٍ، عَنْ أَبِي عَبْدٍ الرَّحْمَنِ السُّلَيْمَىٰ، قَالَ: لَنَا عُرْبُنُ الْخَطَابٍ: إِنَّ الرُّكَبَ سُئِّلَتْ لَكُمْ، فَخُذُوا بِالرُّكَبِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ، وَأَنَّسٍ، وَأَبِي حَبَّيْدٍ، وَأَبِي أَسِيْدٍ، وَسَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدٍ بْنِ مَسْلَةَ، وَأَبِي مَسْعُودٍ.  
حَدِيثُ عَبْرَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

والعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، لَا اخْتِلَافٌ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ، إِلَّا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَبَعْضِ أَصْحَابِهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا يُطِيقُونَ.

وَالْتَّطْبِيقُ مَنْسُوحٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

٢٥٩ - قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ: كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ، فَنَهَيْنَا عَنْهُ، وَأَمْرَنَا أَنْ نَضَعَ الْأَكْفَّ عَلَى الرَّكَبِ،

حَدَّثَنَا قَتْبِيَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُصَبِّبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ بِهَذَا.

وَأَبُو حُبَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدٍ بْنِ الْمُنْذِرِ.

وَأَبُو سَيِّدٍ السَّاعِدِيُّ اسْمُهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ.

وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْيَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَسَدِيُّ.

وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَيْمَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَبِيبٍ.

وَأَبُو يَعْفُورٍ، عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ.

وَأَبُو يَعْفُورٍ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ وَاقِدٌ، وَيُقَالُ: وَقْدَانُ، وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى.

وَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ

باب ماجاء في وضع اليدين على الركبتين في الركوع

رکوع کرنا فرض ہے

اتا جھکنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں فرض ہے

تعديل اركان واجب ہے

اتی دیر رکوع میں رہنا کہ اعضاء اپنی اپنی جگہ ٹھہر جائے اسے تعديل اركان کہتے ہیں !۔

اور رکوع میں اتنا جھکنا کہ کمر کو ہلے اور سر برابر ہو جائے یہ سنت ہے۔

گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا سنت ہے

آغاز اسلام میں نماز میں رکوع کے اندر صحابہ تطبيق کرتے تھے

تطبیق کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آپس میں ملا لینا اور دونوں رانوں کے درمیان ہاتھوں کو دبالینا چونکہ اس تطبیق کا حکم تورات میں تھا آغاز اسلام میں بھی ایسا رہا امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ حضرت سعد ابن ابی و قاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں تطبیق کا پہلے حکم دیا گیا تھا پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا ہاتھوں کو گھننوں پر رکھنے کا حکم دیا گیا اسکے باوجود بعض صحابہ تک اسکے منسوخ ہونے کا حکم نہ پہنچا چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ترمذی نے بتایا کہ وہ تطبیق کرتے تھے

اسی طرح رکوع میں تسبیحات کہنا سنت ہے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو گھننوں پر پھیلانا بھی سنت ہے رکوع کے اندر مردوں کیلئے دونوں کہنیوں کو پہلوں سے اور کمر سے جدار کہنا سنت ہے البتہ فقہاء نے احادیث کی روشنی میں عورت کیلئے رکوع کے اندر زیادہ جھکنے کا حکم نہیں دیا وہ فرض مقدار کے برابر جھک جائے یہی اُنکے لیے سنت قرار دیا گیا ہے اور عورتوں کیلئے یہ بھی سنت ہے کہ وہ اپنی دونوں کہنیاں بدن کے ساتھ ملائے رکھے

## ١٩٣ - بَابِ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُجَاهِ فِي يَدِيهِ عَنْ جَنْبِيهِ فِي الرُّكُوعِ

٢٦٠ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فَلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حَمِيرٍ، وَأَبُو أَسَيْدٍ، وَسَهْلٌ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدٌ بْنُ مَسْلِيَةَ، فَذَكَرُوا صَلَاتَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حَمِيرٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاتَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ، فَوَضَعَ يَدِيهِ عَلَى رُكُبَتِيهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدِيهِ، فَنَحَّا هُمَا عَنْ جَنْبِيهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ.

**حدیثُ أَبِي حَمِيرٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.**

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ: أَنْ يُجَاهِ الرَّجُلُ يَدِيهِ عَنْ جَنْبِيهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

## ١٩٤ - بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

٢٦١ - حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَنْدِيِّ، عَنْ عَوْنَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ الَّذِيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ، فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَ رُكُوعُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ، وَإِذَا سَجَدَ، فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَ سُجُودُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

**حدیثُ ابْنِ مَسْعُودٍ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِتَّصِيلٍ، عَوْنَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ لَمْ يُلْقَ ابْنَ مَسْعُودٍ.**

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّ أَنْ لَا يَنْقُصَ الرَّجُلُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مِنْ ثَلَاثَ تَسْبِيحَاتٍ.

وَرُوِيَّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ: أَسْتَحِبُّ لِلإِمَامِ أَنْ يُسَبِّحَ خَمْسَ تَسْبِيحَاتٍ لِكَيْ يُدْرِكَ مَنْ خَلْفَهُ ثَلَاثَ تَسْبِيحَاتٍ.

وَهَكَذَا قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٦٢ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤَدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَبِيعُتْ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ، عَنِ الْمُسْتَورِ، عَنْ صَلَةَ بْنِ زُفَّةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ، وَفِي سُجُودِهِ، سُبْحَانَ رَبِّ الْأَعْلَى، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ، وَمَا أَتَى عَلَى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

٢٦٣ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ حُذَيْفَةَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

### ١٩٥ - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

٢٦٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ (ح) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبِّسِ الْقَسِّيِّ، وَالْبَعْصَفِيِّ، وَعَنْ تَخْثِيمِ الدَّهْبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: كَرِهُوا الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

## ١٩٦ - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

٢٦٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْيَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجِزُّ صَلَاةً لَا يُقِيمُ فِيهَا الرَّجُلُ، يَعْنِي، صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَيِّ بْنِ شَيْبَانَ، وَأَنَّسِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَرِفَاعَةَ الرَّارِقِيِّ.

**حَدِيثُ أَبِي مَسْعُودٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ**

وَالْعَيْنُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ: يَرُونَ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَصَلَاتُهُ فَاسِدَةٌ لِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجِزُّ صَلَاةً لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. وَأَبُو مَعْبُرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخِيرٍ.

وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَبْرِدٍ

### باب ماجاء فيمن لا يقيم صلبه في الركوع والسجود

یہ باب اس بارے میں ہے کہ جو شخص اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا رکوع اور سجدے میں مدد شین فرماتے ہیں کہ اس باب کا نشوائے تعدل ارکان کی اہمیت بیان کرنا ہے تعدل ارکان کی تعریف یہ ہے کہ نماز کے ہر کن کو اس طرح ادا کرنا ہر عضو اپنی جگہ ٹھر جائے

اسکی شرعی حیثیت کے بارے میں فقهاء کا اختلاف ہے

نمہب نمبر ایک

امام شافعی امام احمد امام اسحاق اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک تعدلیل ارکان فرض ہے۔!!  
یعنی اگر کوئی شخص تعدلیل ارکان نہیں کرتا تو اسکی نماز فاسد ہو گئی

انکی دلیل اسی باب کی روایت ہے.....

### مذہب نمبر دو

امام ابو حنفیہ اور امام محمد کے نزدیک تعدلیل ارکان واجب ہے  
انکی دلیل بھی یہی روایت ہے کہ خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہو گی وجب ثابت ہو گا  
(وعلیہ الفتوی)

## ١٩٧ - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

٢٦٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ عَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤِدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَيْةِ الْبَاجِشُونُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِيَنْ حَمْدًا، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِنْ عَالَمَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِنْ عَمَالِكَ مَا يَنْهَا، وَمِنْ عَمَالِكَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ أَوْنَى، وَابْنِ جُحَيْفَةَ، وَابْنِ سَعِيدٍ.  
حَدِيثٌ عَلَيْهِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَبِهِ يَقُولُ: الشَّافِعِيُّ قَالَ: يَقُولُ هَذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ وَالْتَّطْقُوعِ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ: يَقُولُ هَذَا فِي صَلَاةِ التَّطْقُوعِ، وَلَا يَقُولُهُ فِي صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ

## ١٩٨ - بَابُ مِنْهُ آخَرُ

٢٦٧ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُعِيْدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِيَنْ حَمْدًا، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ أَنْ يَقُولَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِيَنْ حَمْدًا، وَيَقُولَ مَنْ خَلَفَ الْإِمَامِ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.  
وَبِهِ يَقُولُ أَحَدُ.

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَغَيْرُهُ: يَقُولُ مَنْ خَلَفَ الْإِمَامَ سَمِعَ اللَّهُ لِيَنْ حَمِدًا، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، مِثْلُ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ.

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ

باب ما يقول الرجل اذا رفع راسه من الرکوع

سمع الله يعني تسميع كهنا امام کیلئے سنت ہے  
اور ربنا لک الحمد يعني تحمید کهنا مقتدى کیلئے سنت ہے

یہی مذهب ہے امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمۃ اللہ کا

مذهب نمبر دو  
امام شافعی امام اسحاق اور علامہ ابن سیرین کے نزدیک مقتدى تسمیج بھی کہے گا اور تحمید بھی کہے گا یعنی سنت ہے

## ١٩٩ - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُودِ

٢٦٨ - حَدَّثَنَا سَلَيْهُ بْنُ شَبِيبٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرِقِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنْبِرٍ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. وَزَادَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَلَمْ يَرُو شَرِيكٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، إِلَّا هَذَا الحَدِيثُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرُ شَرِيكٍ. وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ إِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

وَرَوَى هَمَّامٌ، عَنْ عَاصِمٍ هَذَا مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ  
باب ماجاء في وضع اليدين قبل الركبتين في المسجد

جمہور علماء کے سجدے میں پہلے گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ اور پھر پیشانی رکھے زمین پر

اور امام مالک کے نزدیک پہلے ہاتھ رکھے اور پھر گھٹنے رکھیں  
اگر کوئی عذر کی وجہ پہلے ہاتھ رکھ لے تو جائز ہے  
جیسے وہ افراد جن کو گھٹنوں اور ہاتھوں میں تکلیف ہوان کو پہلے ہاتھ رکھنے پڑتے ہیں ...

## ٢٠- باب آخر منه

٢٦٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْمَرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَعْبُدُ أَحَدُكُمْ فَيَبُرُّكُ فِي صَلَاتِهِ بَرُوكَ الْجَمَلِ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هَذَا الوجهِ  
وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ الْقُبْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدِ الْقُبْرِيِّ ضَعَفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْقَطَانُ وَغَيْرُهُ

## ٢٠١- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى الْجَبَهَةِ وَالْأَنْفِ

٢٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بْنُ دَارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ الْبَيْهِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبَهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ، وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.  
 وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.  
 حَدِيثُ أَبِي حُمَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.  
 وَالْعَيْنُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ يَسُجُّدَ الرَّجُلُ عَلَى جَبَهَتِهِ وَأَنْفِهِ.  
 فَإِنْ سَجَدَ عَلَى جَبَهَتِهِ دُونَ أَنْفِهِ، فَقَالَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُجْزِئُهُ، وَقَالَ غَيْرُهُمْ: لَا يُجْزِئُهُ حَتَّى  
 يَسُجُّدَ عَلَى الْجَبَهَةِ وَالْأَنْفِ

### باب ماجاء في السجود على الجبهة والأنف

مسجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنا فرض ہے، سجدے کی تعریف ہی یہی ہے، وجہ الجبهۃ علی الارض...  
 اور پیشانی اور ناک دونوں رکھنا مسنون ہے بالاتفاق

اختلاف اس میں ہیکہ ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے یا نہیں..؟

مذہب نمبر ایک

امام احمد اور امام اسحاق کے نزدیک ناک اور پیشانی دونوں زمین پر رکھنا فرض ہے

مذہب نمبر دو

امام ابوحنیفہ کے نزدیک کسی ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے لیکن یہ امام ابوحنیفہ کا قول قدیم ہے  
 در مختار میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع ثابت ہے جو کہ مذہب نمبر تین میں آرہا ہے

مذہب نمبر تین

امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک پیشانی زمین پر رکھنا فرض ہے، اقتصار علی الانف جائز نہیں ہے یعنی صرف ناک پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے  
البتہ اگر پیشانی رکھ لی اور ناک نہیں رکھی تو سنت ادا نہیں ہوئی  
وعلیہ الفتوى عند الاحناف

## ٢٠٢ - بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ يَضَعُ الرَّجُلُ وَجْهُهُ إِذَا سَجَدَ

٢٧١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَيَّا ثُ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ، قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ  
بْنِ عَازِبٍ: أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذَا سَجَدَ، فَقَالَ: بَيْنَ كَفَّيْهِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، وَأَبِي حُمَيْدٍ.  
حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٌ.

وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ تَكُونَ يَدَاهُ قَرِيبًا مِنْ أَذْنَيْهِ

### ٢٠٣- بَابِ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْصَاءٍ

٢٧٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضْرَبَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ، وَكَفَاهُ، وَرُكْبَتَاهُ، وَقُدْمَاهُ.  
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

**حَدِيثُ الْعَبَّاسِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ**

وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

٢٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاؤُوسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،  
قَالَ: أَمْرَ الَّبَّئِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمِ، وَلَا يَكُفَ شَعْرَةً وَلَا ثِيَابَهُ.  
**هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ**

باب ماجاء في السجود على سبعة اعضاء

ولا يکف شعرہ

یہاں یہ حکم مردوں کیلئے ہیں

لیکن

نماز میں جوڑا باندھنا کمر وہ یعنی نماز کے دوران  
اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گی  
اور اگر نماز سے پہلے باندھا اور پھر بلا کر اہت نماز جائز ہے

ولا شیابہ

نماز کے دوران کپڑوں کو لپیٹنا کمر وہ ہے اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی!

اور اگر نماز سے پہلے کر لیا ہو تو بلا کراہت جائز اور درست ہے نماز... .

### عمل کثیر کی تعریف

عمل کثیر وہ ہے جس میں ایک رکن صلوٰۃ ادا کر سکے

### دوسری تعریف

اتنی دیر خلاف صلوٰۃ فعل کرنا جتنے دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے

### تیسرا تعریف

نماز کے علاوہ ایسے کام کر رہا ہو کہ دیکھنے والا سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا.. !

### چوتھی تعریف

ایسا عمل کرنا جس میں دونوں ہاتھ مصروف ہو جائیں.

## ٤- بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّحْجَافِ فِي السُّجُودِ

٢٧٤ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرْبَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٌ الْأَحْمَرُ، عَنْ دَاؤِدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَقْرَمِ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِيهِ بِاللَّقَاعِ مِنْ نَيْرَةَ، فَبَرَّثُ رَكْبَةً، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِمٌ يُصْلِي، قَالَ: فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفَرَقَ إِبْطَيْهِ إِذَا سَجَدَ، أَرَى بَيَاضَهُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ بُحِينَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَحْمَرَ بْنَ جَزْعٍ، وَمَيْمُونَةَ، وَأَبِي حَبِيبٍ، وَأَبِي مَسْعُودٍ، وَأَبِي أَسِيدٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، وَالبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَعَدِيِّ بْنِ عَبِيرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَحْمَرِ بْنِ جَزْعٍ هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حَدِيثٌ وَاحِدٌ. حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ دَاؤِدَ بْنِ قَيْسٍ. وَلَا نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَقْرَمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُذَا الْحَدِيثِ . وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ . وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَرْقَمَ الرُّهْبَرِيُّ، كَاتِبُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِيقِ . وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَرْقَمَ الْخُزَاعِيُّ إِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## ٢٠٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ

٢٧٥ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ اللَّهَ<sup>ﷺ</sup>  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ، وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتَرَاشَ الْكَلْبِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِبْلٍ، وَأَنَّسٍ، وَالْبَرَاءِ، وَأَبِي حُمَيْدٍ، وَعَائِشَةَ.  
**حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.**

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ الْإِعْتِدَالَ فِي السُّجُودِ، وَيَكْرَهُونَ الْافْتَرَاشَ كَافْتَرَاشِ السَّبِيعِ  
٢٧٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤَدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ:  
سَيْغُثُ أَنَّسًا، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطُنَّ  
أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ فِي الصَّلَاةِ بِسُطْرِ الْكَلْبِ.  
**هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ**

## باب ما جاء في الاعتدال في السجود

مسجدے کے اندر اعتدال کی کیفیات.....

مسجدے میں پیشانی زمین پر رکھنا فرض ہے

تعدیل ارکان واجب ہے یعنی اتنی دیر سجدہ میں رہنا کہ اعضاء اپنی اپنی جگہ ٹھہر جائے  
دونوں تیھلیوں کا زمین پر رکھنا سنت ہے

چہروں کو دونوں ہتخیلیوں کے درمیان رکھنا سنت ہے

کلایوں کو زمین سے بلند رکھنا مرد کیلئے سنت ہے۔ ۱

اور عورت کے لیے زمین پر لگانا سنت ہے

اپنے بیٹ کو رانوں سے جدار رکھنا مرد کیلئے سنت ہے

عورتوں کیلئے ساتھ لگانا سنت ہے

دونوں کہنیوں کو جسم سے جدار کھانہ مرد کیلئے سنت ہے  
اور عورت کیلئے کہنیوں کو جسم سے ملانا سنت ہے

## ٢٠٦ - بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ

٢٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَلَّمٌ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ

مُحَمَّدٌ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ

٢٧٨ - قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَقَالَ الْمُعَلَّمُ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ.

وَرَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ وَغَيْرُواحِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ مُرْسَلٌ. وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثٍ وَهَيْبٍ.

وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ وَأَخْتَارُوهُ

باب ماجاء في وضع اليدين ونصب القدمين

نصب القدمين

مسجدے کے اندر دونوں پاؤں کو سیدھا رکھنا سنت ہے  
لیکن پوری نماز میں استقرار علی الارض شرط ہے

اگر مسجدے کے اندر دونوں پاؤں کا ہوئی حصہ بھی زمین کے ساتھ نہ لگا رہا یہاں تک کہ تین بار سجوان اللہ کہہ لیں تو نماز فاسد ہو  
جائے گی، صرف انگوٹھا زمین پر لگانا اسکی پابندی شریعت میں نہیں ہے!

## ٢٠٧ - بَابِ مَا جَاءَ فِي إِقْامَةِ الصُّلْبِ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَالرُّكُوعِ

٢٧٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمِبَارَكُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكِيمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ: قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

وفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ

٢٨٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكِيمِ، نَحْوَهُ.

**حدیث البراء حدیث حسن صحیح**

## باب ماجاء في اقامة الصلب اذا رفع رأسه من السجود والركوع

اس باب کے روایت میں یہ آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کارکوں قومہ سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوا کرتا تھا  
اب یہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ رکوں میں تین بار تسبیح  
قومہ میں تسبیح اور تحمید  
پھر سجدے میں تسبیح  
ان تینوں کا وقت تو برابر ہوا  
لیکن دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا کیسے برابر ہو گا

اس کا جواب ترمذی کے آئندہ دو بابوں کے بعد ایک باب آرہا ہے  
روایت ہے،،،  
کان یقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین السجد تین، للحمد اغفرلی وارحمنی واجرلنی واحدنی وارزقنی.....

دو سجدوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے..!!!  
 واجربنی کا معنی ہے اے اللہ نقصان کو پورا کر دے  
 الہذا بچاروں چیزوں میں قریب قریب برابر وقت لگا۔

## ٢٠٨- بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُبَارِدَ الْإِمَامَ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

٢٨١- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ، وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ، قَالَ: كُلَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِنْا ظَهَرَهُ حَتَّى يَسْجُدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْجُدَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ، وَمُعَاوِيَةً، وَابْنِ مَسْعَدَةَ صَاحِبِ الْجِيُوشِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَبِهِ يَقُولُ أَهْلُ الْعِلْمِ: إِنَّ مَنْ خَلَفَ الْإِمَامَ إِنَّهَا يَتَبَعُونَ الْإِمَامَ فِيمَا يَصْنَعُ لَا يَرْكَعُونَ إِلَّا بَعْدَ رُكُوعِهِ، وَلَا يَرْفَعُونَ إِلَّا بَعْدَ رَفِيعِهِ، لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِي ذَلِكَ اخْتِلَافًا

## ٢٠٩- بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْإِقْعَادِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

٢٨٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلَيِّ، قَالَ: قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَعْلَمُ، أَحْبُّ لَكَ مَا أَحْبَبْ لِنَفْسِي، وَأَكْرَهُكَ مَا أَكْرَهَ لِنَفْسِي، لَا تُقْعِدْ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. هَذَا حَدِيثٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلَيِّ، إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِيهِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلَيِّ. وَقَدْ ضَعَّفَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْحَارِثَ الْأَعْوَرَ. وَالْعَيْنُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَكُرْهُونَ الْإِقْعَادَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَنَّسِ، وَأَبِيهِ هُرَيْرَةَ

## ٢١- بَابِ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْإِقْعَادِ

٢٨٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبِيرِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاؤُوسًا، يَقُولُ: قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَادِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، قَالَ: هِيَ السُّنَّةُ، فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجْلِ، قَالَ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرُونَ بِالْإِقْعَادِ بَأْسًا. وَهُوَ قُولُ بَعْضِ أَهْلِ مَكَّةَ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ، وَالْعِلْمِ. وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكُرْهُونَ الْإِقْعَادَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

محمد شین لکھتے ہیں کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں

1\_ دونوں گھٹنے زمین پر رکھے

دونوں پاؤں کو پیچھے کھڑا کر لیں اور ایرڑھیوں پر کو لہے رکھ کر بیٹھ جائیں  
جیسے بعض وہ لوگ بیٹھتے ہیں جو تکلیف کی وجہ سے پاؤں بچانہیں سکتے  
جی جائز ہے بلا عذر بھی

2\_ اقعاء کی دوسری صورت یہ ہے کو لہے زمین پر رکھ لیں اور دونوں گھنٹوں کو اٹھا لیں اور کھڑا رکھیں اور اپنے دونوں ہاتھوں سے گھنٹوں کے ارد گرد حلقہ بنالیں ..

یہ نماز کے دوران مکروہ ہے  
اگر کسی عذر کی وجہ سے ہوتوج — اائز ہے !!!

اس باب کے حدیث میں اقعاء کی دوسری صورت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس سے اگلے باب کی حدیث میں اقعاء کی پہلی صورت کا ذکر ہے  
تو یوں دونوں احادیث میں تطبیق بھی ہو گئی ... !!!

## ٢١- بَابِ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

٢٨٤ - حَدَّثَنَا سَلَيْهُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي

ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ

السَّجْدَتَيْنِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْتُقِنِي

٢٨٥ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ، عَنْ كَامِلٍ

أَبِي الْعَلَاءِ نَحْوَهُ.

هَذَا حَدِيثٌ عَرَبِيٌّ.

وَهَكَذَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ.

وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: يَرُونَ هَذَا جَائِزًا فِي الْكُتُوبَةِ وَالْتَّطْوِعِ.

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ مُرْسَلًا

## ٢١٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِمَادِ فِي السُّجُودِ

٢٨٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُعَىٰ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،  
 قَالَ: اشْتَكَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَقَّةَ السُّجُودِ  
 عَلَيْهِمْ إِذَا تَفَرَّجُوا، فَقَالَ: اسْتَعِينُوا بِالرُّكُبِ.  
 هَذَا حَدِيثٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَذَا  
 الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ الْلَّيْثِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ.  
 وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ سُفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، عَنْ سُعَىٰ، عَنِ النُّعَمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُنَّا.  
 وَكَانَ رِوَايَةُ هَؤُلَاءِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الْلَّيْثِ

## ٢١٣- باب کیف النھوض من السجود

٢٨٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُبْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّارِ، عَنْ أَبِي قِلَّابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ الْلَّيْثِيِّ أَنَّهُ، رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِي، فَكَانَ إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِي جَالِسًا.

حدیث مالک بن الحویرث حدیث حسن صحیح.

والعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا

## ٢١٤- باب مِنْهُ أَيْضًا

٢٨٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ صَالِحٍ، مَوْلَى التَّوَأْمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ.

حدیث ابی هریرۃ علیہ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَخْتَارُونَ أَنْ يَنْهَضَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ.

وَخَالِدُ بْنُ إِيَاسٍ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَيُقَالُ: خَالِدُ بْنُ إِيَاسَ، وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوَأْمَةِ هُوَ صَالِحٌ بْنُ أَبِي صَالِحٍ.

وَأَبُو صَالِحٍ اسْمُهُ تَبَهَانُ وَهُوَ مَدْنِي

## باب کیف النھوض من السجود

یہ باب اس بارے میں ہے کہ سجدے سے کس طرح اٹھنا چاہیے.....  
اس باب کا نشاء جلسہ استراحت کے مسئلے کو بیان کرنا ہے۔

جلسہ استراحت مسنون ہے یا نہیں

جلسہ استراحت کی تعریف

پہلی اور تیسری رکعت میں دو بحثے کرنے کے بعد بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں

مذہب نمبر ایک

امام شافعی کے نزدیک جلسہ استراحت مسنون ہے

انکی دلیل پہلے باب میں آنے والی روایت ہے..

فَكَانَ إِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِّنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْخُضْ حَتَّى يَسْتَوِي جَالِسًا...  
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کی طاق رکعتوں میں ہوتے یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں تو نہیں اٹھتے تھے یہاں تک

کہ برابر بیٹھ جاتے تھے

مذہب نمبر دو

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک جلسہ استراحت مسنون

نہیں ہے

انکی دلیل دوسرے باب میں آنے والی روایت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،،، کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَنْخُضْ عَلَى سِرِّ وَرْقَدِ مَرْبِيَةٍ

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل اٹھ جاتے تھے

محشی محدث بین السطور لکھ رہے ہیں، ای بدون الجلوس

معلوم ہوا جلسہ استراحت مسنون نہیں ہے!!

احناف پہلی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بیان جواز کیلئے ہے.. کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھکاوٹ محسوس ہوتی تو

پہلی اور تیسری رکعت میں بیٹھ کر اٹھتے تھے..!!

بعض محدثین یہ جواب دیتے ہیں کہ جلسہ استراحت کو غدر پر محول کیا جائے گا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمر مبارک کے آخری حصے میں بیماری کی حالت میں ایسا کر لیتے تھے۔ ✓

## ٢١٥- بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّشْهِيدِ

٢٨٩ - حَدَّثَنَا يَحْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرِقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفِّيَانَ الثُّورِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدْنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَنْ نَقُولَ: التَّحِيَاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَواتُ وَالطَّيَّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي مُوسَى، وَعَائِشَةَ.

حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشْهِيدِ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفِّيَانَ الثُّورِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْرِٰ، عَنْ خُصِيفٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، قَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ النَّاسَ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي التَّشْهِيدِ، فَقَالَ: عَلَيْكَ بِتَشْهِيدِ ابْنِ مَسْعُودٍ

## ٢١٦- بَابِ مِنْهُ أَيْضًا

٢٩٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ أَبِي الرِّئَيْسِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَطَاؤِسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشْهِيدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، فَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَاتُ الْمُبَارَكُ، الصَّلَواتُ الطَّيَّبَاتُ لِلَّهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ.

حدیث ابْن عَبَّاسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيْحٌ غَرِيبٌ.

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُبَيْدِ الرُّؤَايِّى هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ أَبِي الزَّيْرِ نَحْوَ حَدِيثِ الْلَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَرَوَى أَيْمَنُ بْنُ نَابِلِ الْمَكِّى هَذَا الْحَدِيثُ، عَنْ أَبِي الزَّيْرِ، عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ إِلَى حَدِيثِ ابْن عَبَّاسٍ فِي التَّشَهِيدِ

### باب ماجاء في التشهید

امام ترمذی تشهید کے بارے میں دو باب قائم فرمائے ہیں  
پہلے باب میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً تشهید کے کلمات نقل فرمائے ہیں  
یہ تشهید ابن مسعود کہلاتا ہے  
یہ امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک اور امام اسحاق کے نزدیک راجح ہے 

### تشہد نمبر 2

دوسرہ تشهید امام ترمذی نے باب منه ایضاً کہہ کر بیان کیا  
یہ تشهید حضرت عبد اللہ ابن عباس سے مرفوعاً منقول ہے  
اسے تشهید ابن عباس کہتے ہیں

یہ امام شافعی کے نزدیک راجح ہے 

### تشہد نمبر 3

اسکے وہ کلمات ہیں جو موطا امام مالک میں ہیں حضرت عمر سے منقول ہے  
اسکو تشهید عمر کہتے ہیں  
یہ امام مالک کے نزدیک راجح ہے   
اسکے الفاظ یہ ہیں ...

الْحَيَاةُ لِلَّهِ، الْزَّاكِيَّاتُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّهَا النَّبِيُّ.....  
آگے وہیں الفاظ ہیں جو تشهد ابن مسعود میں ہے۔

احناف کے نزدیک جو کلمات رانجھیں اسکی وجہ ترجیح

احناف کے نزدیک تینوں میں سے کوئی بھی پڑھ لے تو واجب ادا ہو جائے گا  
لیکن احناف ابن مسعود کو اس لیے ترجیح دیتے ہیں کہ یہ تشهد صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے مختلف سندوں کے ساتھ  
لیکن ان سب سندوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں ہے

2 حضرت عبد اللہ ابن مسعود والی روایت اس میں جو تشهد بیان کیا گیا ہے یہ روایت مسلسل باخذ الید ہے  
یعنی ہر شیخ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگر کا ہاتھ پکڑ کر اسکو سنائی  
جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کا ہاتھ پکڑ کر انکو سکھائی  
یہ حدیث بھی مسلسلات میں سے ہے!!!!

## ٢١٧ - بَابِ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُخْفِي التَّشَهِدَ

٢٩١ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٌ الْأَشْجُونِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِي التَّشَهِدَ.  
 حَدِيثُ أَبْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرَبِيٌّ.  
 وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ إِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

## ٢١٨- بَابُ كَيْفِ الْجُلُوسُ فِي التَّشْهِيدِ

٢٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، قُلْتُ: لَا نَظَرْنَاهُ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَلَسَ، يَعْنِي لِلتَّشْهِيدِ، أَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى، يَعْنِي، عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَيْنُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ، وَابْنِ الْبَارَكِ

## ٢١٩- بَابُ مِنْهُ أَيْضًا

٢٩٣- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حَمِيدٍ، وَأَبُو أَسِيدٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلِيَّةَ، فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ، يَعْنِي لِلتَّشْهِيدِ، فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَكَفَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ، يَعْنِي السَّبَابَةَ

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ.

قَالُوا: يَقْعُدُ فِي التَّشْهِيدِ الْآخِرِ عَلَى وَرِكَهِ، وَاحْتَجُوا بِحَدِيثِ أَبِي حُمَيْدٍ، وَقَالُوا: يَقْعُدُ فِي التَّشْهِيدِ الْأَوَّلِ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَيَنْصُبُ الْيُمْنَى

### باب کیف الجلوس فی الشہد

تشہد میں کس طرح بیٹھنا چاہیے  
اس لیے کہ احادیث میں تشہد میں بیٹھنے کے دو طریقے منقول ہے  
1 افتراش،،،،، اور 2 تورک

### افتراش کی تعریف

یہ ہے کہ دونوں پاؤں میں سے دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور باکیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جانا اسے افتراش کہتے ہیں۔

### تورک کی تعریف

دورک یا ورک سرین کو کولہوں کو  
تورک کا طریقہ یہ ہے کہ سرین کو زمین پر رکھ دینا اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف باہر نکال دینا  
اس طرح کے بیٹھنے کو تورک کہتے ہیں  
تشہد میں بیٹھنے کے لیے یہ دونوں طریقے جائز ہے اختلاف افضل غیر افضل ہونے میں ہے!

### مذہب نمبر ایک

احناف کے نزدیک افتراش افضل ہے مردوں کیلئے  
اور عورتوں کیلئے تورک افضل ہے  
اس طرح احناف تورک اور افتراش کی دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں

### مذہب نمبر دو

امام مالک کے نزدیک ہر نماز میں ہر ایک کیلئے تورک افضل ہے  
انکی دلیل تورک والی روایت ہے جو دوسرے باب میں آرہی ہے  
جبکہ احناف کی دلیل دونوں روایتیں ہیں

### مذہب نمبر تین

امام شافعی کے نزدیک جس قعدہ کے بعد سلام ہو رہا ہواں میں تو رک افضل ہے باقی قعدوں میں افتراش افضل ہے  
اسی طرح امام شافعی بھی دونوں احادیث پر عمل کرتے ہیں

### مذہب نمبر چار

امام احمد بن حنبل کے نزدیک ثانیٰ یعنی دور کعت والی نماز میں افتراش افضل ہے  
اور چار رکعت والی نماز میں تو رک کو افضل قرار دیتے ہیں۔

امام ترمذی نے پہلے باب میں افتراش والی روایت نقل کی ہے اور دوسرے باب میں تو رک والی روایت نقل کی  
اور یہ ترمذی کے اصم نادر مسائل میں سے ہیں کہ اس میں آنحضرت اربعہ میں سے ہر ایک کا الگ مسلک ہے۔!

## ٢٢۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشَارَةِ

٤٩٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، عَنْ مَعْبُرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُبَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَهُ اليمينَ عَلَى رُكُوبِتِهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ يَدْعُوبَهَا، وَيَدُكُ الْيُسْرَى عَلَى رُكُوبِتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرُّبَيْرِ، وَنَبِيْرِ الْخَزَاعِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي حَمَيْدٍ، وَأَئِلِّ بْنِ حُجْرٍ.  
 حَدِيثُ ابْنِ عُبَرَ حَدِيثُ حَسَنٍ غَرِيبٍ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَرَ إِلَّا مِنْ هَذَا الوجهِ.  
 وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ:  
 يَخْتَارُونَ الْإِشَارَةَ فِي الشَّهْهَدَةِ.  
 وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا

### باب ماجاء في الاشارة

تشہد میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کے وقت اشارہ کرنایہ سنت غیر موکدہ ہے  
 اس کا طریقہ حدیث میں یہ آرہا ہے کہ تشہد پڑھتے ہوئے جب اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑھا جائے تو خضر اور بنسرا انگلی کو بند کر کے  
 ابھام اور وسطی سے حلقة بنایا جائے اور تشہد والی انگلی سے اشارہ اس طرح کیا جائے کہ اشہد ان لا الہ پر نفی کے وقت انگلی اٹھائے  
 اور لا الہ یعنی اثبات کے وقت واپس رکھ لے پھر سلام پھیرنے تک ہاتھ کو اسی طرح رہنے دے!  
 بعض حضرات فقہا کو نہ ماننے والے تشہد میں انگلی کو بار بار حرکت دینے رہتے ہیں وہ استدلال اس روایت سے کرتے ہیں جس  
 میں حرک کا لفظ ہے

ید عوا بمعنى يشير کی جگہ ترمذی میں یہاں ید عوا بحاکا لفظ ہے یعنی يشير بحا  
 لیکن اس میں بار بار حرکت دینے کا ذکر کسی بھی روایت میں نہیں ہے

یاد رہے کہ ہمارے بعض علماء جب اشہد ان لا الہ الا اللہ پر انگلی اٹھاتے ہیں تو پھر سلام تک اسی طرح رہنے دیتے ہیں لیکن ہمارے اکثر مشائخ اور اکابرین واپس رکھ دیتے تھے کیون کہ وہ کہتے ہیں کہ یہاں یہ عوْبِحَايِشِر بھاکا الفاظ تو ہے لیکن واپس رکھنے کا حکم کہیں بھی نہیں ہے

## ٢٢١- بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ

٢٩٥ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، وَابْنِ عُبَرَ، وَجَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَالْبَرَاءِ، وَعَمَّارِ، وَأَئِلِّ بْنِ حُجْرَةَ، وَعَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

حَدِيثُ أَبْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ كَثِيرٍ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ.

وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ الشَّعْرَانيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ

**٢٢٢- بَابِ مِنْهُ أَيْضًا**

٢٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَيْةَ، عَنْ زُهَيرِ بْنِ مُحَمَّدٍ،

عَنْ هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، ثُمَّ يَبْيَلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

وَحَدِيثُ عَائِشَةَ، لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا، إِلَّا مِنْ هَذَا الوجْهِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: زُهَيرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَهْلُ الشَّامِ يَرُوونَ عَنْهُ مَنَاكِيرَ، وَرِوَايَةُ أَهْلِ الْعِرَاقِ أَشْبَهُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: كَانَ زُهَيرُ بْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِي كَانَ وَقَعَ عِنْدَهُمْ لَيْسَ هُوَ هَذَا الَّذِي يُرُوَى عَنْهُ بِالْعِرَاقِ، كَانَهُ رَجُلٌ آخَرُ، قَلَبُوا اسْمَهُ

وَقَدْ قَالَ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي التَّسْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ.

وَأَصْحَحُ الرِّوَايَاتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمَتَانِ.

وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ.  
وَرَأَى قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ: تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً فِي الْبَكْتُوبَةِ.  
قَالَ الشَّافِعِيُّ: إِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً، وَإِنْ شَاءَ سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ

### باب ماجاء في التسليم في الصلوة

اس باب کا منشاء یہ ہے کہ نماز کے آخر میں سلام کتنی بار کہنا چاہیے

#### مذہب نمبر ایک

امام ابو حنیفہ امام احمد بن حنبل سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک اور امام اسحاق کے نزدیک نماز کے آخر میں سلام دو مرتبہ ہے

#### مذہب نمبر دو

امام مالک کے نزدیک امام ایک مرتبہ سلام کہے اپنے سامنے کی جانب اور حضرت انور شاہ کشمیری نے عرف الشذی میں امام مالک کے مذہب کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ایک مرتبہ سلام کہے سامنے کی جانب اور مقتدری تین مرتبہ سلام کہے، ایک دفعہ سامنے کی جانب ایک دفعہ دائیں اور ایک دفعہ بائیں

#### مذہب نمبر تین

نمازی اگر چاہے تو ایک سلام کرے اور اگر چاہے تو دو سلام کریں لیکن وہ تین کے قائل نہیں ہے!!!!

## ٢٢٣ - بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ حَذْفَ السَّلَامِ سُنَّةً

٢٩٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمَبَارِكِ، وَهَقْلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْأَوَّلَاءِ، عَنْ

قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَيْهَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةً.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: وَقَالَ أَبْنُ الْمَبَارِكِ: يَعْنِي: أَنْ لَا تَمْدَدَدْهُ مَدًّا.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُهُ أَهْلُ الْعِلْمِ.

وَرُوِيَّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخِعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الشَّكِيرُ جَزْمٌ، وَالسَّلَامُ جَزْمٌ وَهَقْلٌ يُقالُ: كَانَ كَاتِبَ الْأَوَّلَاءِ

## ٢٢٤ - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ

٢٩٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا مُقْدَارَ مَا يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ

٢٩٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، بِهَذَا إِلَسْنَادِ نَحْوَهُ، وَقَالَ: تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ ثُوبَانَ، وَابْنِ عَبْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَالْبُغَيْرَةِ بْنِ شَعْبَةَ.

**حدیث عائشة حديث حسن صحيح**

وَقَدْ رُوِيَ خَالِدُ الْحَدَّادُ هَذَا الْحَدِيثُ، مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ نَحْوَهُ، حَدِيثِ عَاصِمٍ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحِبِّي وَيُبَيِّنُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِهَا أَعْطِيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِهَا مَنْعَتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

وَرُوِيَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصْفُونَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

٢٠٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّجِيْفِ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثُوبَانُ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصِرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفِرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُوعَبَّارٍ، اسْمُهُ شَدَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

## ٢٢٥ - بَاب مَاجَاءَ فِي الْإِنْصَارِ فِي عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ

١٣٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصةَ بْنِ هُلْبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤْمِنُ بِنَا، فَيَنْصِرُ فُلَانَيْ جَانِبَيْهِ جَبِيعًا: عَلَى يَمِينِهِ وَعَلَى شِمَائِلِهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرِو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

حَدِيثُ هُلْبِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَعَلَيْهِ الْعَبْلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ يَنْصِرُ فُلَانَيْ جَانِبَيْهِ شَاءَ، إِنْ شَاءَ عَنْ يَمِينِهِ، وَإِنْ شَاءَ عَنْ يَسَارِهِ.

وَقَدْ صَحَّ الْأَمْرَانِ عِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَيُرَوَى عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَمِينِهِ أَخْذَ عَنْ يَمِينِهِ، وَإِنْ كَانَتْ حَاجَتُهُ عَنْ يَسَارِهِ أَخْذَ عَنْ يَسَارِهِ

## ٢٢٦ - بَابِ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ الصَّلَاةِ

٢٠٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَادٍ بْنِ رَافِعِ الْزُّرْقِيِّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمُسْجِدِ يَوْمًا، قَالَ رِفَاعَةُ وَنَحْنُ مَعْهُ: إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ كَالْبَدْوِيِّ، فَصَلَّى فَأَخْفَفَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصْلِي فَإِنَّكَ لَمْ تُصْلِي، فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصْلِي فَإِنَّكَ لَمْ تُصْلِي، فَفَعَلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، كُلُّ ذَلِكَ يَأْتِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ، فَارْجِعْ فَصْلِي فَإِنَّكَ لَمْ تُصْلِي، فَخَافَ النَّاسُ وَكَبَرُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَخْفَفَ صَلَاتَهُ لَمْ يُصْلِي فَقَالَ الرَّجُلُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: فَأَرِنِي وَعَلِيَّنِي، فَإِنَّا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطَعُ، فَقَالَ: أَجَلُ إِذَا قُبِّتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمْرَكَ اللَّهُ، ثُمَّ تَشَهَّدُ فَاقِمًا أَيْضًا، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُمْ آنَ فَاقْرُأْ، وَإِلَّا فَاحْمِدِ اللَّهَ وَكِبِّرْ كِبِيرًا وَهَلَّلْهُ، ثُمَّ ارْكِعْ فَاطَّبِئْنَ رَاكِعًا، ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ فَاطَّبِئْنَ جَالِسًا، ثُمَّ قُمْ، فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ تَهَّبْتَ صَلَاتِكَ، وَإِنْ اتَّقْصَتْ مِنْهُ شَيْئًا اتَّقْصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ، قَالَ: وَكَانَ هَذَا أَهُونَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأَوَّلِ، أَنَّهُ مَنْ اتَّقْصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا اتَّقْصَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَلَمْ تَذَهَّبْ كُلُّهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ.

حَدِيثُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رِفَاعَةَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

٣٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْيُودُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ

قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمُسْجَدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى الَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصلِّ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى الَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَرَدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصلِّ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسِنْ غَيْرَهُذَا، فَعَلَيْنِي، فَقَالَ: إِذَا قُبِّتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكِيرْ، ثُمَّ افْتَأِبِي أَتَيْسَرْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطَبِّئَنَ رَاكِعاً، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدَنَ قَاعِداً، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطَبِّئَنَ سَاجِداً، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطَبِّئَنَ جَالِساً، وَافْعُلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلُّهَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَى أَبُونُبَرِّ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عَبْيُودِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذُكُّرْ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَرِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْيُودِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَصَحٌ.

وَسَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ، قَدْ سَبِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَرَوَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَأَبُو سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ اسْمُهُ كَيْسَانٌ.

وَسَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ يُكَفَّنَ أَبَا سَعِيدٍ

## ٢٢٧ - بَابِ مِنْهُ

٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُشَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ، قَالَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمِيدٍ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ،

قالَ: سِيَعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُوقَتَادَةَ بْنُ رِبْعَيْنَ يَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً، وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ إِتْيَانًا، قَالَ: بَلَى، قَالُوا: فَأَغْرِضْ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا، وَرَفَعَ يَدِيهِ حَتَّى يُحَادِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ، وَوَضَعَ يَدِيهِ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَرَكَعَ، ثُمَّ اعْتَدَلَ، فَلَمْ يُصِوبْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْ، ثُمَّ هَوَى إِلَى الْأَرْضِ سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ جَاءَ عَصْدَيْهِ عَنِ إِبْطِيْهِ وَفَتَحَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا، ثُمَّ اعْتَدَلَ حَتَّى يُرْجِعَ كُلُّ عَظِيمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ هَوَى سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ثَنَى رِجْلَهُ وَقَعَدَ وَاعْتَدَلَ حَتَّى يُرْجِعَ كُلُّ عَظِيمٍ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ نَهَضَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَرَ وَرَفَعَ يَدِيهِ حَتَّى يُحَادِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَسَحَ الصَّلَاةُ، ثُمَّ صَنَعَ كَذَلِكَ، حَتَّى كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقَضُ فِيهَا صَلَاتُهُ أَخْرَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَى شِقْقَهِ مُتَوَرِّكًا، ثُمَّ سَلَّمَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسْنٌ صَحِيفٌ.

وَمَعْنَى قَوْلِهِ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدِيهِ، يَعْنِي: إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ ٢٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلْوَانِيُّ، وَغَيْرُوَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سِيَعْتُ أَبَا حَمِيدِ الْسَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ: أَبُوقَتَادَةَ بْنُ رِبْعَيْنَ، فَذَكَرَ نَحْنُ حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِسَعْنَاهُ، وَزَادَ فِيهِ أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، هَذَا الْحَرفُ، قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## ٢٢٨- بَابِ مَاجَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ

٣٠٦ - حَدَّثَنَا هَنَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، وَسُفِيَانَ، عَنْ زَيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ، عَنْ عَيْهِ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُرَأُ فِي الْفَجْرِ؛ وَالثَّخْلَ بَاسِقَاتٍ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمِرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، وَجَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ.

**حَدِيثُ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ**

وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الصُّبْحِ بِالْوَاقِعَةِ.

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُرَأُ فِي الْفَجْرِ مِنْ سِتِّينَ آيَةً إِلَى مِائَةٍ.

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَرَأَ: {إِذَا الشَّمْسُ كُوَرَثَ}.

وَرُوِيَ عَنْ عُبَرَأَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَنَّ اقْرَأَ فِي الصُّبْحِ بِطَوَالِ الْبَفَصِيلِ.

وَعَلَى هَذَا الْعَمَلِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَانُ الثَّوْرَى، وَابْنُ الْبَيْارِكِ، وَالشَّافِعِيُّ

## ٢٢٩- بَابِ مَاجَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهُرِ وَالْعَصْرِ

٣٠٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِنَاكِ بْنِ حَرَبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُرَأُ فِي الظُّهُرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ، وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ، وَشِبْهِهِمَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ خَبَابٍ، وَأَبِي سَعِيْدٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَالبَرَاءِ.

**حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ**

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الظُّهُرِ قَدْرَ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ

وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظَّهَرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ خَمْسَ عَشْرَةً آيَةً.

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَنْ اقْرَأْ فِي الظَّهَرِ بِأَوْسَاطِ الْمُفَضَّلِ. وَرَأَى بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْقِرَاةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ كَحْوِ الْقِرَاةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ: يَقُولُ أَبِيقَارِ الْمُفَضَّلِ.

وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَعْدِلُ صَلَاةُ الْعَصْرِ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ فِي الْقِرَاةِ.

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: تُضَاعِفُ صَلَاةُ الظَّهَرِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي الْقِرَاةِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ

## ٢٢٠- بَابُ فِي الْقِرَاةِ فِي الْمَغْرِبِ

٣٠٨ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الرُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ الْفَضْلِ، قَالَتْ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَاصِبٌ رَأْسَهُ فِي مَرْضِيهِ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، فَقَرَأَ: بِالْمِرْسَلَاتِ، فَمَا صَلَّاهَا بَعْدَ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَأَبْنِ عُمَرَ، وَأَبِي أَيْوبَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ. حَدِيثُ أُمِّ الْفَضْلِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَرُوِيَ عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالْأَعْرَافِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كُلَّتِيهِمَا

وَرُوِيَ عَنِ الْبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالظُّورِ.

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: أَنْ اقْرَأْ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَضَّلِ.

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَضَّلِ.

وَعَلَى هَذَا الْعَمَلِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَبِهِ يَقُولُ أَبُنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وقال الشافعی: وذکر عن مالک أنَّه: كَرِهَ أَنْ يُقْرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِالسُّورِ الطَّوَالِ نَحْوَ الطُّورِ،  
وَالْمُرْسَلَاتِ، قال الشافعی: لَا أَكْرَهُ ذَلِكَ بَلْ أَسْتَحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ بِهَذِهِ السُّورِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

### ٢٢١ - بَابُ مَا جَاءَ فِي القراءةِ فِي صَلَاةِ العِشَاءِ

٣٠٩ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُجَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرَأُ فِي العِشَاءِ الْآخِرَةِ بِالشَّهِيسِ وَضُحَاحًا، وَنَحْوِهَا مِنَ السُّورِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

حَدِيثُ بُرِيَّةَ حَدِيثُ حَسَنٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فِي العِشَاءِ الْآخِرَةِ  
بِالثَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ.

وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ أَنَّهُ كَانَ يُقْرَأُ فِي العِشَاءِ بِسُورٍ مِنْ أُوسَاطِ الْبُفَّاصِلِ نَحْوِ سُورَةِ الْمُنَافِقِينَ،  
وَأَشْبَاهُهَا  
وَرُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّابِعِينَ: أَنَّهُمْ قَرَأُوا بِأَكْثَرِهِمْ هَذَا وَأَقْلَى، كَأَنَّ  
الْأَمْرَ عِنْدَهُمْ وَاسِعٌ فِي هَذَا.

وَأَحْسَنُ شَيْءٍ فِي ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ بِالشَّهِيسِ وَضُحَاحًا، وَالثَّيْنِ  
وَالزَّيْتُونِ

٢١٠ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعاوِيَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ،  
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي العِشَاءِ الْآخِرَةِ بِالثَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ.  
وَهَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

یہاں سے امام ترمذی مختلف نمازوں کے بارے میں مسنون قرآن پر چند ابواب قائم کر رہے ہیں۔ جو کے ہم نے فقہی کتابوں میں پڑھے ہیں۔

### طوال مفصل:

سورۃ الحجرات سے سورۃ البروج تک

ان سورتوں میں سے فخر اور ظہر کی نمازوں میں پڑھنا سنت غیر موکدہ ہے

### او ساط مفصل:

سورۃ البروج سے سورۃ البینۃ تک یہ عصر کی اور عشاء کی نمازوں میں پڑھنا مسنون ہے۔

### قصار مفصل

: سورۃ البینۃ سے والناس تک یہ مغرب کی نماز میں ان سورتوں سے پڑھنا مسنون ہے۔

امام ترمذی روایات لَا کر تفصیل بتارہے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنے دور رفت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور دیگر علاقوں کے گورزوں کو کوکھا کہ فلاں فلاں نمازوں میں طوال مفصل، او ساط مفصل اور قصار مفصل میں سے پڑھیں۔

یہاں مختلف روایات میں ان سورتوں کے ناموں میں کمی یا بھی ملتی ہے۔

جیسے بعض روایات میں طوال مفصل میں سورۃ محمد اور فتح کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اور اسی طرح طوال مفصل او ساط مفصل، قصار مفصل کن کن نمازوں میں پڑھا جائے اس میں بھی روایات میں اختلاف نظر آتا ہے۔

ہم نے مشائخ کے نزدیک جوراً حج قول ہے اسکو نقل کیا ہے۔

اسکو سنت کیسے کہہ دیا جکہ یہ حضرت عمر کی ایجاد ہے؟

### جواب

چونکہ سنت خلفاء الراشدین کی حدیث موجود ہے اس لیے یہ بھی سنت غیر مؤکدہ ہے۔

یہ جو بعض علماء کہتے ہیں کہ ایسا کرنا بدعت حسنہ ہے تو اس بدعت سے مراد بدعت کا لغوی معنی مراد ہے ورنہ کوئی بھی بدعت بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ آپ نے فرمایا: "کل بدعة ضلالۃ"

## ٢٢٢- بَابِ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

٢١١ - حَدَّثَنَا هَنَّا دَعْوَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْبُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَشَقَّلْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرُءُونَ وَرَاعَ إِمَامُكُمْ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي وَاللَّهِ أَكْبَرُ، قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَّسَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو.

حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ

وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثُ الرُّهْرُئِيُّ، عَنْ مَحْبُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحةِ الْكِتَابِ.

وَهَذَا أَصَحُّ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ.

وَهُوَ قُولُ مَالِكٍ بْنِ أَنَّسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ: يَرُونَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ

## ٢٢٣- بَابِ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ

٢١٢ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُونُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ أَكْيَةَ الْلَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ: هَلْ قَرَأْ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا (بِرَبِيعِي) ، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ (بِرَبِيعِي) ، قَالَ: فَاتَّهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبْنِ مَسْعُودٍ، وَعِمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

وَابْنُ أُكَيْبِيرَةِ الَّذِيْنِ اسْمُهُ عَمَارَةُ، وَيُقَالُ: عَمِرُو بْنُ أُكَيْبِيرَةَ.

وَرَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الرَّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ، وَذَكَرُوا هَذَا الْحَرْفَ: قَالَ: قَالَ الرَّهْرِيُّ: فَاتَّهَى

الثَّاَسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَلَيْسَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلَى مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ، لَأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوَى

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ، وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، هِيَ خِدَاجٌ، غَيْرُ تَامٍ، فَقَالَ لَهُ حَامِلُ

الْحَدِيثِ: إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، قَالَ: أَقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ، وَرَوَى أَبُو عُثْمَانَ التَّهْدِيُّ، عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا صَلَاةَ إِلَّا قِرَاءَةً فَاتِّحَةَ الْكِتَابِ

وَاخْتَارَ أَكْثَرَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ أَنْ لَا يَقْرَأَ الرَّجُلُ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ، وَقَالُوا: يَتَّبِعُ سَكَّاتَاتِ

الْإِمَامِ.

وَقَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ.

فَرَأَى أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: الْقِرَاءَةَ

خَلْفَ الْإِمَامِ.

وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ، وَابْنُ الْبَيْارِكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبَيْارِكِ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالثَّاَسُ يَقْرَأُ عُونَ، إِلَّا قَوْمًا مِنَ

الْكُوفِيِّينَ، وَأَرَى أَنَّ مَنْ لَمْ يَقْرَأْ صَلَاةً جَائِزٌ

وَشَدَّدَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْكِ قِرَاءَةِ فَاتِّحَةِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الْإِمَامِ، قَالُوا: لَا تُجِزِّي

صَلَاةً إِلَّا قِرَاءَةً فَاتِّحَةَ الْكِتَابِ وَحْدَهُ كَانَ أَوْ خَلْفَ الْإِمَامِ.

وَذَهَبُوا إِلَى مَا رَوَى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .  
 وَقَرَأَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَتَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ .  
 وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَغَيْرُهُمَا  
 وَأَمَّا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ: مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقُرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، إِذَا كَانَ وَحْدَهُ .  
 وَاحْتَجَ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَيْثُ قَالَ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقُرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمْ يُصْلِلْ إِلَّا  
 أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ .  
 قَالَ أَحْمَدُ: فَهَذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقُرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، أَنَّ هَذَا إِذَا كَانَ وَحْدَهُ .  
 وَاخْتَارَ أَحْمَدُ مَعَ هَذَا الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَأَنَّ لَا يَتْرُكَ الرَّجُلُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَإِنْ كَانَ خَلْفَ  
 الْإِمَامِ  
 ٢١٣ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ  
 وَهُبْ بْنِ كَيْسَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقُرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ  
 يُصْلِلْ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ .  
 هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٍ

باب ماجاء في القراءة خلف الامام \_\_\_\_\_ باب ماجاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر بالقراءة

من صلى صلاة ولم يقرأ فيها بام القرآن فحي خداع غير تمام)

یہ روایت امام ترمذی نے یہاں ابو ھریرہ سے بغیر سند کے نقل کی ہے یعنی تعلیقاً۔۔۔۔  
لیکن یہی روایت سند کے ساتھ صحیح مسلم جلد 1 کتاب الصلوٰۃ باب وجوب القراءۃ الفاتحہ میں موجود ہے۔

گزشتہ سے پیوستہ

روایات کے اختلاف کی وجہ سے فقہاء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف سامنے آیا کہ...

سورۃ الفاتحہ کی قرأت امام کے پیچھے کرنی چاہیے یا نہیں؟

(یاد رہے کہ سورۃ الفاتحہ نمازوں میں پڑھنا واجب ہے جبکہ امام ہو یا منفرد یعنی اکیلان نمازوں پڑھنے والا ہونے اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں)

مذہب نمبر ایک

احناف کے نزدیک قرأت فاتحہ خلف الامام جہری اور سری دونوں نمازوں میں مکروہ تحریکی ہے

یہی ظاہر روایت ہے۔

(علیہ الفتوی)

مذہب نمبر دو

امام محمد سے ایک یہ روایت منقول ہے کہ قرأت فاتحہ خلف الامام جہری نمازوں میں مکروہ ہے اور سری نمازوں میں مباح ہے۔

بعض متاخرین حفییہ نے بھی یہ قول اختیار کیا ہے

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کامیلان بھی اس طرف ہے۔

مذہب نمبر تین

امام شافعی کے نزدیک قرأت فاتحہ خلف الامام سری اور جہری دونوں نمازوں میں واجب ہے۔

مذہب نمبر چار

امام مالک اور احمد بن جبل کے نزدیکے جہری نمازوں میں قرأت فاتحہ خلف الامام واجب نہیں۔

البتہ ان دونوں کے نزدیک سری نمازوں کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

ایک روایت کے مطابق واجب ہے

اور ایک روایت مستحب کی ہے،

اور ایک روایت مباح کی ہے

یاد رہے کہ جہری نمازوں میں وجوہ کا قول صرف امام شافعی کا ہے اور ہمارے معاشرے میں قرأت فاتحہ خلف الامام کا مسلک

صرف غیر مقلدین حضرات کا ہے...!!!

یہ بات بھی یاد رہے کہ داؤد ظہری، امام ابن تیمیہ علامہ ابن قیم کے نزدیک بھی قرأت فاتحہ خلف الامام واجب نہیں۔

قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائلین کے دلائل

نمبر 1

ترمذی کے پہلے باب میں آنے والی حضرت عبادہ بن صامت والی روایت ہے

جسکے آخر میں یہ الفاظ ہیں

"اللَا يَأْمُرُ الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ لَا صَلُوةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْهَا"

دلیل نمبر 2

وہ روایت جو امام ترمذی نے حضرت ابو هریرہ کی نقل کی ہے تعلیقاً:

"میں صلی صلوٰۃ لم یقرا فیحاباً ماقرآن فھی خدا غیر تمام"

یہ قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائلین کے کی بنیادی دلائل ہیں۔۔۔۔۔

ترک فاتحہ خلف الامام کے قائلین کے دلائل  
(یعنی احناف کی طرف سے)

دلیل نمبر ایک

سورۃ الاعراف کی آیت 204  
"اذا قری القرآن فاستعوا به وانصتوا لعلکم ترحمون"

تفسیر قرآن حضرت مجاہد اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہے کہ  
یہ آیت ترک قرأت خلف الامام کی دلیل ہے۔  
حضرت مجاہد کی یہ روایت بیہقی "باب قرأت خلف الامام" میں موجود ہے....

دلیل نمبر دو

صحیح مسلم جلد 1 باب ماجاء فی تشهید فی الصلة میں حضرت ابو موسی اشعری کی روایت موجود ہے مرفوعاً:  
"و اذا قرأ فأنصتوا" یعنی جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو"

دلیل نمبر تین

ترمذی کے دوسرے باب میں موجود حضرت ابو هریرہ والی روایت "ما لی انزارع القرآن" کے الفاظ اُس "روایت میں ترک  
قرأت خلف الامام کے لیے واضح الفاظ ہیں۔

دلیل نمبر چار

ترمذی میں جو روایت تعلیقاً آئی ہے  
اس کے آخر میں امام ترمذی نے یہ بیان فرمایا کہ حضرت ابو هریرہ سے حدیث لینے والے ایک شاگرد نے پوچھا  
"انی اکون احیانا و راء الامام"  
بے شک میں کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو میں کیا کروں؟

تر حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا:

"اقرائج انی نفک"

یعنی سورۃ فاتحہ دل دل میں پڑھ لو

اور دل دل میں پڑھنے کو قرأت نہیں کہتے جبکہ ہونٹ اور زبان نہ ہے۔

دلیل نمبر 5

حضرت جابر سے مرفوعاً م McConnell ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ"

یعنی جس شخص کا امام ہو تو اس امام کی قرأت مقتدی کے لیے بھی قرأت ہے۔

یہ روایت حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے جیسے

"سنن ابن ماجہ ص 61"

مصنف ابن ابی شیبہ جلد اص 376

موطأ امام محمد صفحہ 98

مصنف عبد الرزاق جلد 2 میں صفحہ نمبر 136 میں بھی موجود ہے

ترک فاتحہ خلف الامام کے قائلین

اس میں کبار صحابہ کرام موجود ہیں

حضرت ابو بکر صدیق

حضرت عمر فاروق

حضرت عثمان غنی

حضرت علی المرتضی

حضرت عبد اللہ ابن مسعود

حضرت عبد اللہ ابن عباس

حضرت جابر بن عبد اللہ

حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔۔

عمدة القاری میں علامہ عین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترک قرائت فاتحہ خلف الامام اسی صحابہ کرام سے ثابت ہے

شافع کے دلائل کا جواب

شافع کی طرف سے بنیادی طور پر دو دلیلیں پیش کی جاتی ہے

1 عبادہ بن صامت والی روایت، فقلت کے الفاظ ہیں اور امام ترمذی نے پہلے باب میں اسکو نقل کیا ہے

اس روایت کا جواب نمبر 1

یہ روایت امام شافعی کے مذهب کیلئے صریح ہے لیکن صحیح نہیں ہے

اس لیے کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے معلول کہا ہے اور علامہ ابن البر نے بھی معلول قرار دیا ہے

جواب نمبر 2

یہ روایت حدیث کی بات کتابوں میں ہیں اور چاروں میں الفاظ مختلف ہیں

(۱) بخاری میں اس روایت ہے آخر میں یہ الفاظ ہیں "لا صلوٰۃ لمن لم یقِرَ آبفاتحۃ الکتاب"

(۲) ترمذی میں یہ الفاظ ہیں "لا صلوٰۃ لمن لم یقِرَ آبجا"

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ الفاظ ہیں "انہ لا صلوٰۃ الا بجا"

(۴) صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں "لا صلوٰۃ لمن لم یقِرَ آبفاتحۃ الکتاب فصاعدا"

تو یوں متن کے اعتبار سے اضطراب ہے

**جواب نمبر 3**

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ چاروں روایتوں کا معنی تو ایک ہے  
 اس کا بہترین جواب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ صحیح مسلم میں اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "لا صلوٰة لِمَنْ لَمْ يَقُرَّ أَبْغَا تَحْتَهُ الْكِتَابُ فَصَاعِدًا"  
 یعنی نماز نہیں ہوتی اس شخص کی جو سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھتا، تو پھر فصاعدہ اکا کیا معنی ہو گا، کیا زائد سورۃ بھی امام کے پیچھے جائز ہے  
 ؟

حالانکہ یہ قول کسی فقیر نے اختیار نہیں کیا ہے

**جواب نمبر 4**

حضرت عبادہ بن صامت والی روایت میں شدید اضطراب ہے  
 جسکی وجہ سے وہ قابل جحت نہیں رہی.

**دلیل نمبر دو کا جواب**

یہ حضرت ابو ہریرہ والی روایت ہے  
 جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز تام نہیں رہتی  
 یہ روایت تعلیقاً نقل کی گئی ہے---  
 اور صحیح مسلم جلد اول کتاب الصلاۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحہ میں سند کے ساتھ موجود ہے

**جواب نمبر 2**

احناف اسکو منفرد اور امام پر محمول کرتے ہیں

**جواب نمبر 3**

خود امام ترمذی نے فرمایا کہ اس سے قراءۃ خلف الامام پر استدلال نہیں کیا جاسکتا  
 کیوں کہ خود حضرت ابو ہریرہ سے انکے شاگرنے پوچھا، انی اکون احیاناً و راء الامام "یعنی میں کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو  
 پھر کیا کروں

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: اقر آجھافی نفسک  
 اپنے دل میں پڑھو  
 اور اسکو قراءت نہیں کہتے ہیں  
 چنانچہ یہ جواب خود امام ترمذی نے دے دیا.....

## ٤٢٤- بَابِ مَا يَقُولُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدِ

٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَدِّهَا فَاطِمَةِ الْكَبِيرِيَّ قَاتَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ.

٥- وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ بِكَةً، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي بِهِ، قَالَ: كَانَ إِذَا دَخَلَ قَالَ: رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: رَبِّ افْتَحْ لِي بَابَ فَضْلِكَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبْنِ حُمَيْدٍ، وَأُبْنِ أَسَيْدٍ، وَأُبْنِ هُرَيْرَةَ.

حَدِيثُ فَاطِمَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِّلٍ.

وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكَبِيرِيَّ إِنَّمَا عَاشَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهُرًا

باب ما يقول عند دخوله المسجد

عن امه فاطمة بنت الحسين

فاطمه بنت حسین کو فاطمه صغیری کہتے ہیں اور حضرت علی کی اہلیہ فاطمه بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمه کبری کہتے ہیں، امام ترمذی نے بتایا کہ فاطمه صغیری کا اپنی دادی حضرت فاطمه کبری سے سماں ثابت نہیں ہے، اس لیے درمیان میں کوئی راوی ساقط ہے۔۔

## ٢٣٥- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَيْزَ كَعْرَكُعَتَّيْنِ

٢١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَّسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْرِو بْنِ سُلَيْمَ الْرَّقِيقِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَيْزَ كَعْرَكُعَتَّيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ، وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي أُمَّامَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ.

وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، وَغَيْرُهُ وَاحِدٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ، نَحْوَ رَوَايَةِ مَالِكٍ بْنِ أَنَّسٍ

وَرَوَى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْرِو بْنِ سُلَيْمَ، عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٌ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ.

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا: اسْتَحْبُوا إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ الْمَسْجِدَ أَنْ لَا يَجْلِسَ حَتَّى يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ عُذْرٌ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: وَحَدِيثُ سُهَيْلٍ بْنِ أَبِي صَالِحٍ خَطَا أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمَدِينِيِّ

باب ما جاء اذا دخل احدكم المسجد فيركع ركعتين

اس باب میں جن دور کعتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو تحریۃ المسجد کہتے ہیں

اسکے بارے میں دو بحثیں ہیں

پہلی بحث

تحیۃ المسجد کی شرعی حیثیت کیا ہے۔؟؟؟

مذہب نمبر ایک

داود ظاہری کے نزدیک تحیۃ المسجد واجب ہے، لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک واجب نہیں ہے

مذہب نمبر دو

جمہور علماء کے نزدیک تحیۃ المسجد مستحب ہے یعنی سنت غیر مؤکدہ،

دونوں مذہب والوں کی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

ایک وجوب پر محمول کرتے ہیں

اور ایک استحباب پر محمول کرتے ہیں

دوسری بحث

اگر کوئی مسجد میں آکر بیٹھ جائے تو پھر اٹھ کر تحیۃ المسجد پڑھ سکتا یا نہیں

مذہب نمبر ایک

امام شافعی کے نزدیک جلوس سے تحیۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے، یعنی اگر کوئی مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ جائے پھر وہ تحیۃ المسجد پڑھے تو وہ تحیۃ المسجد نہیں ہو گی بلکہ عام نفل ہونگے۔

انکی دلیل ترمذی کے اس روایت میں آنے والے الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فَلَمَرْكَعَ رَكْعَتِينَ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ"

یعنی وہ بیٹھنے سے پہلے دور رکعتیں پڑھ لے

امام شافعی قبل ان یجلس کو قید احترازی سمجھتے ہیں

مذہب نمبر دو

احناف کے نزدیک مسجد میں بیٹھنے کے بعد بھی تجیہ المسجد پڑھ سکتے ہیں ...

احناف یہ کہتے ہیں کہ ترمذی میں موجود روایت ہماری دلیل ہے اس لیے کہ قبل ان مجلس کی قید اتفاقی ہے نہ کہ احترازی ہے ... دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ جلد اول صفحہ نمبر 340 میں حضرت ابوذر سے روایت ہے "دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو فی المسجد فقل لی یا ابا ذر، صلیت؟ قلت، لا، قال: فقم، فصل رکعتین، معلوم ہوا کہ جلوس سے تجیہ المسجد فوت نہیں ہوتی ..."

## ٢٣٦- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَرْضَ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةُ وَالْحَمَامُ

٢١٧ - حَدَّثَنَا أَبُونَا أَبِي عُمَرَ، وَأَبُو عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةُ وَالْحَمَامُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرِو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي أُمَّامَةَ، وَأَبِي ذَرٍ قَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جُعِلْتُ لِي الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَطَهُورًا. حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ قَدْرُهُ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ رِوَايَتِينِ: مِنْهُمْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَذْكُرْهُ وَهَذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ:

رَوَى سُفِيَانُ الثُّوْرَى، عَنْ عَبْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ. وَرَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَيْةَ، عَنْ عَبْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَكَانَ عَامَّةُ رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَكَانَ رِوَايَةُ الثُّوْرَى، عَنْ عَبْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَثْبَتُ وَأَصْحَحُ.

## ٢٣٧- بَابِ مَا جَاءَ فِي فَصْلِ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْخَنْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: سَبَعُتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ بَنَ لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَ لِلَّهِ لَهُ مِثْلُهُ فِي الْجَنَّةِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَعُبَيْرَ، وَعَلِيٌّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرِو، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَعَبْرِو بْنِ عَبَّاسَةَ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثُ عُثْمَانَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَمَحْمُودُ بْنُ لَبِيْدٍ قَدْ أَذْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا غَلَامًا مِنْ صَغِيرَاتِ مَدِينَانِ ٢١٩- وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَنَ لِلَّهِ مَسْجِدًا صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا بَنَ اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، حَدَّثَنَا بِنْ ذِكْرَ قُتَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى قَيْسٍ، عَنْ زِيَادِ النَّبِيِّرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

## ۲۲۸- بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةٍ أَنْ يَتَحَذَّلَ عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدًا

۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ، وَالْمُتَخَذِّلِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّبُّوحَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ

حَدِيثُ أَبْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ

بابِ ماجاءَ فِي كَرَاهِيَّةٍ أَنْ يَتَحَذَّلَ عَلَى الْقَبْرِ مَسَاجِداً

عورتوں کا قبرستان جانا

کیا عورتیں قبرستان جا سکتی ہے ..؟؟

اس بارے میں محدثین اور فقهاء لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے لوگ قبر پرستی میں بہت مبتلا تھے، اور عورتیں یہ عقیدہ کے اعتبار سے بہت کمزور تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو قبرستان جانے سے سختی سے منع فرمایا تھا جب لوگوں کے عقائد و نظریات درست ہو گئے اور خواتین کے بھی تو نبی علیہ السلام نے بعد میں جانے کی اجازت دے دی تھی

---

جیسا کہ صحیح مسلم جلد اول میں حضرت بریڈہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.....: كُنْتَ نَحْيِتُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فِزُورُوهَا"

یعنی کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، اب تم زیارت کر لیا کرو،۔  
(یعنی اجازت دے دی)

الله احمد شیخ علماء لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی عورت محرم کے ساتھ پرده کر کے جائے تو شرعی احکام کا خیال رکھے، وہاں جا کر رونا دھونا نہ کرے، صاحب قبر سے نہ مانگے، تو آج بھی عورت کیلئے قبرستان جانے میں کوئی حرج نہیں

جیسے کہ اگر کسی عورت کی ماں یا باپ فوت ہو جائے، یا بھن بھائیوں میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے، اور یہ عورت چاہتی ہو کہ قبر پر جا کر تسلی ہو جائیگی تو اس عورت کو لے جانا جائز ہے شرعی پابندیوں کے ساتھ،،،،

اور اگر کسی بزرگ کی بھی قبر پر عورت جائے بے پرده اور انکے جسم مردوں سے گلرار ہے ہوں اور وہ صاحب قبر سے منت اور مرادیں پوری کرنا چاہتی ہو تو پھر...  
 لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی زائرات القبور۔۔۔  
 یہ حکم دوبارہ سے نافذ ہو جائے گا..!!!!!!

## ٢٣٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

٢٢١ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الرُّهْبَرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبْرَةِ قَالَ: كُنَّا نَتَأْمُرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ شَبَابٌ.

حَدِيثُ ابْنِ عَبْرَةِ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رَخَصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا يَتَخَذُهُ مَبِيتًا وَمَقِيلًا.

وَقَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَهَبُوا إِلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ

## ٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ وَإِنْشَادِ الصَّالَّةِ وَالشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

٢٢٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمِّرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَنَاسِدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَنِ الْبَيْعِ وَالإِشْتَرَاءِ فِيهِ، وَأَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ فِيهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرِيْدَةَ، وَجَابِرِ، وَأَنَسِ

حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِّرِو بْنِ الْعَاصِ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَعَمِّرِو بْنُ شُعَيْبٍ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِّرِو بْنِ الْعَاصِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: رَأَيْتُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَذَكَرَ غَيْرَهُمَا يَحْتَجُونَ بِحَدِيثِ عَمِّرِو بْنِ شُعَيْبٍ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعَ شُعَيْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِّرِو.

وَمَنْ تَكَلَّمَ فِي حَدِيثِ عَمِّرِو بْنِ شُعَيْبٍ إِنَّهَا ضَعْفَهُ، لَأَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ، كَأَنَّهُمْ رَأَوْا أَنَّهُ لَمْ

يَسْمَعُ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ مِنْ جَدِّهِ

قَالَ عَلَيْهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدِيثُ عَمِّرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَآءِ.

وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ الْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ فِي الْمَسْجِدِ.

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِينَ: رُخْصَةٌ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْبَهِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ رُخْصَةٌ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

## ٢٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أَسْسَسَ عَلَى التَّقْوَىٰ

٢٢٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَنَّيْسِ بْنِ أَبِي يَحْيَىٰ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَمْتَرَى رَجُلٌ مِّنْ بَنِي خُدْرَةَ وَرَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَمِّرٍ وَبْنٍ عَوْفٍ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أَسْسَسَ عَلَى التَّقْوَىٰ، فَقَالَ الْخُدْرِيُّ: هُوَ مَسْجِدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ الْآخَرُ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَائِرِ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: هُوهَذَا، يَعْنِي مَسْجِدَهُ، وَفِي ذَلِكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٌ، عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي يَحْيَى الْأَسْلَمِيِّ، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ بِهِ بَأْشُ، وَأَخْوَهُ أَنَّيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى أَثْبَتُ مِنْهُ بَابُ ماجاء في المسجد الذي أسس على التقوى

امام ترمذی نے جو روایت ذکر کی اس کے مطابق بنی خدرہ اور بنی عمرہ این عوف کے دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 108 میں جو جہ فرمایا کہ "المسجد الذی اُسِسَ عَلَى التَّقْوَىٰ" اس سے کون مراد ہے (جبکہ تمام محدثین لکھتے ہیں کہ اس سے مراد مسجد قباء ہے) بنی خدرہ کے شخص نے کہا کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے اور این عمرہ کے صحابی نے کہا کہ اس سے مراد مسجد قباء ہے دونوں میں اختلاف ہوا اور یہ اس بات کو لیکر جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہو ہذہ (وہ یہی ہے)

کسی مسجد کا نام نہیں لیا لیکن ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں جواب دیا، حالانکہ تمام محدثین لکھتے ہیں کہ اس سے مراد مسجد قباء ہے۔

پھر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہو ہذا سے کیا بتایا؟

### جواب نمبر ایک

بعض محمد شین نے یہ جواب دیا ہے کہ مسجد قباء ہی مراد ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ کیا کہ مسجد نبوی کی بنیاد بھی تقویٰ پر ہی رکھی گئی ہے،  
اس لیے یہ بھی مسجد اس علی التقویٰ میں شامل ہے،،،،،،

### جواب نمبر دو

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نے عرف الشذی میں یہ جواب دیا ہے کہ کبھی کبھی مخاطب کو اشارے میں جواب دیا جاتا ہے،  
لیکن جواب کی تھہ تک مخاطب نہیں پہنچتا  
نبی کریم علیہ وسلم نے جب یوں فرمایا، ھو حدا  
تو اس سے مراد مسجد قباء ہی ہے،

### باب ماجاء فی ای المسااجد افضل

مسجد حرام میں چونکہ ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے  
اور ترمذی کے اس روایت کے مطابق مسجد نبوی کی ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے،  
بعض روایات میں پچاس ہزار کا بھی ذکر ہے

عرف الشذی میں امام مالک سے منقول ہے کہ مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے  
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مدینہ منورہ کیلئے کہ کی بنسبت دو گناہ کا برابر مانگا گا ہے

الہذا مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے دو لاکھ نمازوں کے برابر ثواب ملتا ہے!!!!!!

اہل عرب نماز پڑھنے کیلئے جو چیزیں بچھاتے تھے انکے حدیث میں چار نام آئے ہیں.....

### ا.. الخمرة

وہ چھوٹی سی چٹائی جو سجدہ کرنے کیلئے کافی ہو

(لمبے دھاگے کو تانا کہتے ہیں اور جو عرضاً گزرتا ہے اسکو پانہ کہتے ہیں) اسکا تانا کھجور کا ہو

### ۲.. الحصیر

وہ چٹائی جس کا تانا اور بانادونوں کھجور کے بنے ہوئے ہوں  
یہ بڑی چٹائی ہوتی ہے

### ۳.. بساط

ہر وہ چیز جو زمین پر بچھائی جاتی ہو جیسے دری وغیرہ  
اسکی جمع بسط آتی ہے

### ۴.. طفہ

قالین کو کہتے ہیں

## ٢٤٢- بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ

٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَبْرَدِ، مَوْلَى بَنِي خَطْبَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَسَيْدَ بْنَ ظُهَيرَ الْأَنْصَارِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُبْرَةٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

حَدِيثُ أَسَيْدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَلَا نَعْرِفُ لِأَسَيْدِ بْنِ ظُهَيرٍ شَيْئًا يَصْحُّ غَيْرُهُذَا الْحَدِيثُ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ جَعْفَرٍ.

وَأَبُو الْأَبْرَدِ أَسْمُهُ زِيَادُ مَدِينَى

## ٢٤٣- بَابِ مَا جَاءَ فِي أَيِّ الْمَسَاجِدِ أَفْضَلُ

٥- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ (ح) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةً فِي مَسْجِدٍ هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيهَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ.

وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، إِنَّمَا ذَكَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرِيِّ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرِيِّ أَسْمُهُ سَلْيَانُ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ عَيْرٍ وَجِهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلَىٰ، وَمَيْمُونَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيْرِ، وَأَبِي ذَرٍّ  
٢٦ - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَرَعَةَ، عَنْ  
أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ  
مَسَاجِدٍ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ هَذَا، وَمَسْجِدِ الْأَقصَى.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

#### ٤ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَشْرِيِّ إِلَى الْمَسْجِدِ

٢٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي الشَّوَّارِبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعَ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
مَعْبُرٌ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنِ أَبِي سَلَيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتِ  
الصَّلَاةُ، فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَونَ، وَلَكُنْ ائْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَنْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكُتُمْ  
فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتَتُوا  
وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسِ.  
اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْبَشْرِيِّ إِلَى الْمَسْجِدِ:

فِيهِمُ مَنْ رَأَى إِلِيْسَرَاعٍ إِذَا خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، حَتَّى ذُكِرَ عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ كَانَ يُهَرُّوْلُ إِلَى  
الصَّلَاةِ.

وَمِنْهُمُ مَنْ كَرَدَ إِلِيْسَرَاعَ، وَاخْتَارَ أَنْ يَنْشِيَ عَلَى تُوعَدَةٍ وَوَقَارِ.

وَبِهِ يَقُولُ أَحَسَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَقَالَا: الْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَقَالَ إِسْحَاقُ: إِنْ خَافَ فَوْتَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فَلَا بَأْسَ أَنْ يُسِيرَ فِي الْبَشْرِيِّ

٢٢٨ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الرَّهْبَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِعَنَّا هَذَا قَالَ عَبْدُ الرَّزَاقِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ

٢٢٩ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الرَّهْبَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

## ٢٤٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَعُودِ فِي الْمَسْجِدِ وَ اسْتِظَارِ الصَّلَاةِ مِنَ النَّصْلِ

٢٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْبُرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنْبِيِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرَأُ أَحَدٌ كُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ يُنْتَظِرُهَا، وَلَا تَرَأَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدٍ كُمْ مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضَرَ مَوْتَ: وَمَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءُ أَوْ ضَرَاطُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ

## ٢٤٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمُرَةِ

٢٢١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرَبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمُرَةِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَأَبْنِ عَبَّرَ، وَأُمِّ سَلَيْةَ، وَعَائِشَةَ، وَمَيْبُونَةَ، وَأُمِّ كُلُثُومٍ بِنْتِ أَبِي سَلَيْةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ وَلَمْ تَسْتَعِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَدِيثُ أَبْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ. وَبِهِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: قَدْ ثَبَّتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ عَلَى الْخُمُرَةِ. وَالْخُمُرَةُ: هُوَ حَصِيرٌ قَصِيرٌ

## ٢٤٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ

٢٢٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى حَصِيرٍ

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ، وَالْمُغِيرَةِ بْنِ شَعْبَةَ.

وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

إِلَّا أَنَّ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ اخْتَارُوا الصَّلَاةَ عَلَى الْأَرْضِ اسْتِحْبَابًا.

وَأَبُو سُفِيَّانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

## ٢٤٨ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْبَسْطِ

٢٢٣ - حَدَّثَنَا هَنَّاءُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّابِ الظُّبَيْعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ

مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِطُنَا، حَتَّى كَانَ يَقُولُ لِأَخِيلِ صَغِيرٍ: يَا أَبَا عَمِيرٍ

مَا فَعَلَ النُّعَيْرُ، قَالَ: وَنُضَحَ بِسَاطَلَنَا فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

حَدِيثُ أَنَّسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ: لَمْ يَرُوا

بِالصَّلَاةِ عَلَى الْبِسَاطِ وَالظُّنْفَسَةِ بَأْسًا.

وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، فِي سَحَاقٍ.

وَاسْمُ أَبِي التَّيَّابِ يَنِيدُ بْنُ حَمِيدٍ

## ٢٤٩ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْحِيطَانِ

٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاؤَدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي

الزَّبِيرِ، عَنْ أَبِي الطْفَلِ، عَنْ مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَحْبِطُ الصَّلَاةَ فِي

الْحِيطَانِ.

قَالَ أَبُو دَاؤَدَ: يَعْنِي الْبَسَاتِينَ.

حَدِيثُ مُعاذٍ حَدِيثُ غَرِيبٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ.

وَالْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ.

وَأَبُو الْرَّبِيعِ رَاسُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنِ تَدْرُسَ.

وَأَبُو الطَّفَيْلِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ

### ٢٥.- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُتْرَةِ الْمُصْلِي

٢٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَهَنَّادُ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِنَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصِلِّ، وَلَا يُبَالِي مَنْ مَرَّ وَرَأَعَ دَلِكَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَشْمَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَسَبْرَةَ بْنِ مَعْبِدٍ، وَأَبِي جُحَيْفَةَ، وَعَائِشَةَ.

حَدِيثُ طَلْحَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

وَقَالُوا: سُتْرَةُ الْإِلَامِ سُتْرَةُ لِئَنْ خَلْفُهُ

### باب ماجاء في سترة المصلي

ستره کا لغوی معنی ہے، ڈھال،  
اور اصطلاحی معنی ہیں۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کیلئے جور کاٹ رکھی جاتی ہے اسکو ستہ کہتے ہیں،

اٹھم قانون

سترة الامام ستہ لمن خلفه.....

یعنی امام کا ستہ مقتدیوں کیلئے بھی کافی ہوتا ہے۔

## ٢٥١- بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْمُزُورِ بَيْنَ يَدِيِ الْمُصَلِّي

٢٢٦- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَّسٍ، عَنْ أَبِي النَّضِيرِ، عَنْ بُشْرٍ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَبِيعَدَ بْنَ خَالِدِ الْجَهْنَىَّ، أَرْسَلَ إِلَيْهِ جُهَيْمَ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَبِيعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِبِ بَيْنَ يَدِيِ الْمُصَلِّيِّ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمَارِبُ بَيْنَ يَدِيِ الْمُصَلِّيِّ مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقْفَ أَرْبَعِينَ حَيْرَلَهُ مِنْ أَنْ يَرْبَيْنَ يَدِيهِ. قَالَ أَبُو النَّضِيرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرٍ وَحَدِيثُ أَبِي جُهَيْمٍ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَأَنْ يَقْفَ أَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ حَيْرَلَهُ مِنْ أَنْ يَرْبَيْنَ يَدَهُ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: كَرِهُوا الْمُرُورُ بَيْنَ يَدِيِ الْمُصَلِّيِّ، وَلَمْ يَرُدُّ أَنَّ ذَلِكَ يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّاجِلِ. وَاسْمُ أَبِي النَّضِيرِ، سَالِمٌ مَوْلَى عَبْرَبِنِ عَبْيَدِ اللَّهِ الْمَدِينِيِّ

## ٢٥٢- بَابِ مَا جَاءَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ

٢٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَلِيلِ بْنُ أَبِي الشَّوَّارِبِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُونُ الرُّزْهُرِيُّ، عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ الْفَضْلِ عَلَى أَتَانِ، فَجِئْنَا وَالثَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ بِيَنِّي، قَالَ: فَنَزَلْنَا عَنْهَا فَوَصَلْنَا الصَّفَّ، فَهَرَّثْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، فَلَمْ تَقْطَعْ صَلَاتَهُمْ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ وَحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ إِنْدَأَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ مِنَ  
الثَّالِتِينَ، قَالُوا: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ.  
وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَانُ، وَالشَّافِعِيُّ

## ٢٥٣ - بَابِ مَاجَاءَ: أَنَّهُ لَا يُقْطِعُ الصَّلَاةَ إِلَّا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ

٢٢٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْيَعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَمَنْصُورُ بْنُ زَادَانَ، عَنْ حُبَيْدِ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَلَّى الرَّجُلُ وَلَيْسَ بِيُنَيْسَ يَدِيهِ كَآخِرَةِ الرَّاحِلَةِ، أَوْ كَوَاسِطَةِ الرَّاحِلَةِ: قَطَعَ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْبَرَّأَةُ وَالْحِمَارُ، فَقُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ مِنَ الْأَبَيِضِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتُنِي كَمَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَالْحَكْمُ الْغِفارِيٌّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسِّ. حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَيْهِ قَالُوا: يُقْطِعُ الصَّلَاةَ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ. قَالَ أَحْمَدُ: الَّذِي لَا أَشْكُ فِيهِ أَنَّ الْكَلْبَ الْأَسْوَدَ يُقْطِعُ الصَّلَاةَ، وَفِي نَفْسِي مِنَ الْحِمَارِ وَالْبَرَّأَةِ شَيْءٌ. قَالَ إِسْحَاقُ: لَا يُقْطِعُهَا شَيْءٌ إِلَّا الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ

بابِ ماجاءَ انَّهُ لَا يُقطعُ الصَّلَاةَ إِلَّا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ  
اس حدیث کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ مصلی کے آگے سے اگر یہ تین چیزیں گزر جائیں تو نمازی کی نمازوٹ جاتی ہے، حالانکہ احناف کامنہ ہب اسکے بر عکس ہے یعنی ان تین چیزوں کے گزر جانے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی،

اس حدیث کے محمد بنین نے کئی جوابات دیئے ہیں

جواب نمبر ۱

امام طحاوی نے کہا کہ یہ حکم منسوخ ہے، آغاز اسلام میں یہ حکم تھا لیکن اب نہیں رہا۔۔۔

جواب نمبر 2

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ یہاں قطع الصلاۃ سے مراد قطع خشوع صلوٰۃ مراد ہے یعنی نمازی کی خشوع و خضوع ختم ہو جاتی ہے،

اس حدیث میں ان تین چیزوں کو کیوں خاص کیا گیا

محمد شین نے یہ جواب دیا ہے کہ ان تین چیزوں کے ساتھ شیطان کا کچھ نہ کچھ تعلق ہے  
جیسے کہ کالاکتا، ترمذی کے اسی حدیث میں ارشاد نبوی ہے، الکلب الاسود شیطان، (کالاکتا شیطان ہوتا ہے)

### عورتیں

مشکوٰۃ جلد ثانی کتاب الرقاۃ فصل ثالث میں ایک ارشاد نبوی میں موجود ہے کہ "النساء جبائل الشیطان  
یعنی یہ عورتیں شیطان کی رسیاں ہوتی ہیں"۔

### نوت

اسلام نے ماں، بیوی، بیٹی اور بہن حتیٰ کہ سب عورتوں کی رتبہ اور فضیلت بیان کی ہے لیکن بعض بد کار عورتیں واقعی انسان کیلئے  
شیطان کی جائی ہے اور اس حدیث میں عورتوں کی برائی نہیں بیان کی گئی بلکہ ان بد کار عورتوں کے مکروہ فریب سے بچنے کی  
تلقین کی گئی ہے۔۔۔

### حمار

صحیح مسلم جلد دوم باب استحباب الدعااء...  
یعنی مرغ جب بولے تو اس وقت دعا کرنا مستحب ہے

یہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اس میں گدھے کے آواز نکالنے کا بھی ذکر ہے  
نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ش اذَا سَمِعْتُمْ نَخْيَلَ الْحَمَارِ قَتَعُوا ذُفَافَنَّهَارَى شَيْطَانَ .."

جب تم گدھے کی آواز سنو تو اللہ کی پناہ مانگو کیوں کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے  
(الاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا مسنون ہے)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھے، کتے اور عورت کا کچھ نہ کچھ تعلق شیطان سے ہوتا ہے،

## ٢٥٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ

٢٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ هِشَامٍ هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرَبَبْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ، رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِّي فِي يَوْمٍ سَلَمَةً مُشْتَبِلًا فِي تَوْبِ وَاحِدٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، وَأَنَسٍ، وَعَبْرِو بْنِ أَبِي أَسِيدٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّاصِمِ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَكَيْسَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأُمِّ هَانِعَ، وَعَبَّارَ بْنِ يَاسِيرًا، وَطَلْقَ بْنِ عَلِيٍّ، وَصَامِتَ الْأَنْصَارِيَّ.

حَدِيثُ عُرَبَبْنِ أَبِي سَلَمَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ الْبَيِّنَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ بَعْدُهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ.

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يُصْلِّي الرَّجُلُ فِي تَوْبَيْنِ

٢٥٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِدَاءِ الْقِبْلَةِ

٤٠ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةً، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {قَدْرَى تَقْلِبَ وَجْهَكَ فِي السَّيَاءِ فَلَنُوَلِّنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ}، فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ، وَكَانَ يُحِبُّ ذَلِكَ، فَصَلَّى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: هُوَ يَشْهُدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: فَانْحَرْفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ أَوْسٍ، وَعَمِرٍو بْنِ عَوْفٍ الْمِزْنِيِّ، وَأَنَّسٍ. حَدِيثُ الْبَرَاءِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

٤١ - حَدَّثَنَا هَنَّا دَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ، عَنْ سُفِيَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوا رُكُوعًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

## ٢٥٦ - بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةً

٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمِّرٍو، عَنْ أَبِي سَلَيْهَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

٤٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مَعْشِرٍ، مِثْلُهُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَيِّ مَعْشِرٍ مِّنْ قِبْلِ حَفْظِهِ، وَاسْتَهْنَاهُ نَجِيْحٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، قَالَ مُحَمَّدٌ: لَا أَرُوِي عَنْهُ شَيْئًا، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ الْبَخْرَمِيِّ، عَنْ عُثْيَانَ بْنِ مُحَمَّدِ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدِ الْبَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَقْوَى مِنْ حَدِيثِ أَيِّ مَعْشِرٍ وَأَصَحُّ

٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَكْرٍ السُّرْوَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْبَخْرَمِيِّ، عَنْ عُثْيَانَ بْنِ مُحَمَّدِ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدِ الْبَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ الْمَسْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةً.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَإِنَّمَا قَيلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْبَخْرَمِيِّ لِأَنَّهُ مِنْ وَلَدِ الْبِسْوَرِ بْنِ مَحْرَمَةَ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ الْمَسْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةً، مِنْهُمْ عَبْرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلَيْهِ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ.

وَقَالَ ابْنُ عُبَرَ: إِذَا جَعَلْتَ الْمَغْرِبَ عَنْ يَمِينِكَ، وَالْمَسْرِقَ عَنْ يَسَارِكَ فَمَا بَيْنَهُمَا قِبْلَةً، إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ.

وَقَالَ ابْنُ الْمِبَارَكِ: مَا بَيْنَ الْمَسْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةً، هَذَا الْأَهْلُ الْمَسْرِقِ.

وَاخْتَارَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمِبَارَكِ التَّيَاسِرَ لِأَهْلِ مَرْوِيِّ

## ٢٥٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْلِي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فِي الغَيْمِ

٤٥ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ السَّيَّانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، فَلَمْ نَدْرِ أَيْنَ الْقِبْلَةُ، فَصَلَّى كُلُّ رَجُلٍ مِنْنَا عَلَى حِيَالِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَّلَ: {فَإِنَّمَا تُولُوا فَشَمَّ وَجْهُ اللَّهِ}.

هَذَا حَدِيثٌ لِيَسِ إِسْنَادُهُ بِذَكَرِهِ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثِ السَّيَّانِ.

وَأَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو الرَّبِيعِ السَّيَّانُ يُضَعِّفُ فِي الْحَدِيثِ وَقَدْ ذَهَبَ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا جَاءِزَةً.

قَالُوا: إِذَا صَلَّى فِي الْغَيْمِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ اسْتَبَانَ لَهُ بَعْدَ مَا صَلَّى أَنَّهُ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَإِنَّ صَلَاتَهُ وَبِهِ يَقُولُ سُفِيَّانُ التَّوْرِيْقُ، وَابْنُ الْمِبَارَكُ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ

### باب ماجاء في الرجل يصلى لغيره القبلة في الغيم

فَإِنَّمَا تُولُوا فَشَمَّ وَجْهَ اللَّهِ  
یہ اس شخص کیلئے ہے کو قبلہ کی طرف رخ کرنے سے عاجز ہو  
لیکن اگر کسی شخص کو قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری کر لے، یعنی سوچ و بچار کرے یا کسی سے پوچھ لے،  
اگر تحری کر کے نماز پڑھی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ غلط سمت نماز پڑھی تھی تو اسکی نماز ہو گئی ہے اور اگر بغیر تحری کیے نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ غلط رخ پڑھی تھی تو اب نمازو اجب الاعداد ہے۔۔۔۔

قبلہ سے کتنا رخ ہتا ہو اہو تو نماز ہو جاتی ہے  
اسکے لیے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اہل حرم کیلئے عین کعبہ فرض ہے

## عین کعبہ

کہتے ہیں کہ اگر نمازی اور کعبہ کے درمیان خط مستقیم کھینچا جائے تو سیدھا خانہ کعبہ تک پہنچ جائے اور اہل حرم کے علاوہ کیلئے عین کعبہ فرض نہیں ہے بلکہ سمت کعبہ فرض ہے

## سمت کعبہ

کہ اگر نمازی اور کعبہ کے درمیان خط یا مستقیم کھینچا جائے تو اسکے دائیں طرف 45° اور بائیں طرف 45° گری تک رخ پھیرنا جائز ہے

در اصل زوایہ قائمہ کے درمیان 90° گری کا فاصلہ ہوتا ہے اس 90° گری کے درمیان کا فاصلہ سمت کھلااتا ہے،

## ٢٥٨ - بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ مَا يُصْلَى إِلَيْهِ وَفِيهِ

٤٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعُقَرْبَىُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَئْبُوبَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ

جَبِيرَةَ، عَنْ دَاؤِدِ بْنِ الْحَصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصْلَى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنٍ: فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَامِ، وَفِي مَعَاطِنِ

الْإِبْلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ

٤٧ - حَدَّثَنَا عَلَىٰ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ، عَنْ دَاؤِدِ بْنِ

حَصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِسَعْنَاهُ نَحْوَهُ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَرْثِدٍ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ.

حَدِيثُ ابْنِ عُمَرٍ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ، وَقَدْ تُكْلِمَ فِي زَيْدِ بْنِ جَبِيرَةَ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ.

وَقَدْ رَوَى الْلَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ هَذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعَبْرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ

عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلُهُ.

وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهُ وَأَصْحَحُ مِنْ حَدِيثِ الْلَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ.

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْعَبْرِيُّ ضَعَفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ مِنْهُمْ: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَانُ

باب ماجاء في كراهة ما يصلى اليه وفيه

نھی ان يصلی في سبعة مواطن

فی المزبلة (کوڑا پھیلنے کی جگہ)

اس کا تعلق فیہ سے ہے

امجرہ

جانوروں کے ذبح کی جگہ  
اسکا تعلق بھی فیہ سے ہے

المقبرة

قبرستان  
اسکا تعلق الیہ سے ہے  
(قبر پرستی سے مشابہت کی وجہ سے منع کیا گیا ہے)

وقارعۃ الطریق

راستے کے درمیان  
اسکا تعلق بھی فیہ سے ہے

وفی الحمام

غسل خانے میں  
اسکا تعلق بھی فیہ سے ہے

معاطن الابل

او نٹوں کے باندھنے کی جگہ  
اسکا تعلق بھی فیہ سے ہے

ونوق ظہر بیت اللہ

بیت اللہ کی حچھت پر  
اسکا تعلق بھی فیہ سے ہے

بحث اصولۃ فوق بیت اللہ

بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے

مذہب نمبر ایک

احناف کے نزدیک اگر بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھی تو یہ بے ادبی ہے لیکن نماز ہو جائے گی، اگرچہ کوئی بھی نماز ہو فرض ہو یا نفل وغیرہ

مذہب نمبر دو

امام احمد بن حنبل کے نزدیک بیت اللہ کی چھت پر فرض نماز پڑھنا درست نہیں البتہ نوافل پڑھنا درست ہے

مذہب نمبر تین

امام مالک کے نزدیک فرض اور دور کعت واجب الطواف اور فجر کی سنتیں بھی ادا نہ ہو گی

### ٢٥٩- بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنِمِ، وَأَعْطَانِ الْإِبْلِ

٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِينِ

سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنِمِ، وَلَا تُصْلُّوا

فِي أَعْطَانِ الْإِبْلِ

٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي

صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِلِّهِ، أَوْ بِنَحْوِهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ، وَالْبَرَاءِ، وَسَبُرَةَ بْنِ مَعْبُدِ الْجُهَنِيِّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلِ، وَابْنِ عَمْرَ،

وَأَنَسِ.

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ  
وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ إِنَّدَ أَصْحَابِنَا، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَحَدِيثُ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.  
 وَرَأَاهُ اسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مَوْقُوفًا لِمَ يُرْفَعُهُ  
 وَاسْمُ أَبِي حَصِينٍ: عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمِ الْأَسْدِيِّ  
 ۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّتِيَاحِ الصُّبَيْعِيِّ،  
 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ  
 هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.  
 وَأَبُو التَّتِيَاحِ الصُّبَيْعِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ

### باب ماجاء في الصلة في مراقب الغنم واعطان الابل

ان دونوں میں فرق کیوں کیا گیا ہے  
 محمد شین نے دو توجیہات بیان کی ہے.....

1 \_ بکریوں کی نجاست زیادہ پھیلی ہوئی نہیں ہوتی بنت بنت او نٹوں کے

2 \_ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے بکریوں کی طرف سے نقصان کا اندیشه نہیں ہوتا جبکہ او نٹوں کی طرف سے نقصان کا اندیشه ہوتا ہے

## ٢٦۔ بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّائِبِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ

٤٥١ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ، عَنْ أَبِي الرُّبِّيرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَجَعْتُهُ وَهُوَ يُصْلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَسْرِقِ، وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ.  
حَدِيثُ جَابِرٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ.

وَالعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بِيُنَاهُمُ اخْتِلَافًا:  
لَا يَرُونَ بَأْسًا أَنْ يُصْلِّي الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطْوِعًا حَيْثُ مَا كَانَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرُهَا

## ٢٦١۔ بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ

٤٥٢ - حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى إِلَيْهِ بَعِيرَةً، أَوْ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ يُصْلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ.

هَذَا حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَرُونَ بِالصَّلَاةِ إِلَى الْبَعِيرِ بَأْسًا أَنْ يَسْتَرِبِهِ  
بابِ ماجاء في الصلاة على الدابة حيث متوجهت به

در اصل یہ نقلی نماز کا حکم ہے  
اور نقلی نماز میں قیام فرض نہیں ہوتا بغیر عذر کے نوافل بیٹھ کر پڑھے جاسکتے ہیں  
بغیر عذر کے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی تو آدھا ثواب ملیگا  
اسی طرح نوافل میں اگر آغاز میں قبلہ کی طرف منہ کر لیا سواری پر بیٹھ کر تو یہ کافی ہے

پھر جس طرف مرضی سواری گومتی رہے نماز ہو جائیگی..

دور جدید کے مسائل  
ریل گاڑی، بس، کار اور ہوائی جہاز میں نماز کا حکم....

1۔ ان تمام سواریوں میں نفل نماز پڑھ کر ادا کی جاسکتی ہے

### فرض نماز کے احکام

ریل گاڑی...

پاکستان میں اب ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر دور کعت فرض پڑھنا انتہائی آسان ہے  
شروع میں قبلہ کی طرف رخ کر لے پھر دور کعت فرض پڑھنے کے دوران گاڑی کا رخ زیادہ نہیں مڑتا  
اور جو شخص عام حالات میں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ ریل گاڑی کی سیٹ پر بیٹھ کر فرض پڑھ سکتے ہیں  
اسی طرح کار اور بس میں بھی یہ لوگ بیٹھ کر فرض نماز پڑھ سکتے ہیں اگر قبلہ کی طرف رخ ہو۔  
اگر کوئی شخص عام حالات میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے لیکن ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر فرض نماز ممکن نہیں تو ریل گاڑی  
کے فرش پر جائے نماز بچھا کر بیٹھ کر رکوع سجدے کے ساتھ نماز پڑھ لے،

ہوائی جہاز...

ہوائی جہاز میں استقرار علی الارض نہیں ہوتا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی جگہ بھی نہیں ہوتی  
اب اگر کوئی شخص اپنی سیٹ پر بیٹھ کر فرض نماز پڑھ لے قبلہ رخ ہو تو فرض نماز ادا ہو جائے گی، لیکن واپس زمین پر اتر کر دوبارا  
نماز ادا کر لے، اگر وقت نہ ہو تو قضاء کر لے۔

## ٢٦٢ - بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَعُوا بِالْعَشَاءِ

٢٥٣ - حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُقِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الرُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَّسِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَعُوا بِالْعَشَاءِ.  
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَسَلِيمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، وَأُمِّ سَلِيمَةَ.  
حَدِيثُ أَنَّسٍ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

وَعَلَيْهِ الْعَبْلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرَ،  
وَابْنِ عُمَرَ.

وَبِهِ يَقُولُ أَحَدُ، وَإِسْحَاقُ يَقُولُ: يَبْدُأُ بِالْعَشَاءِ فَإِنْ فَاتَتِهِ الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ  
سِعْتُ الْجَارُودَ يَقُولُ: سِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: يَبْدُأُ بِالْعَشَاءِ إِذَا كَانَ طَعَامًا يَخافُ  
فَسَادَهُ.

وَالَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَغَيْرِهِمْ، أَشْبَهُ  
بِالِإِتِّبَاعِ.

وَإِنَّا أَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَلْبُهُ مَشْغُولٌ بِسَبِيبٍ شَرِيعٍ.  
وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: لَا نَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي أَنْفُسِنَا شَيْءٌ  
٢٥٤ - وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أُوضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ  
فَابْدَعُوا بِالْعَشَاءِ وَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ، حَدَّثَنَا بِنْ دِلَكَ هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا  
عَبْدَةُ، عَنْ عَبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

امام ابوحنیفہ کا ایک قول حاشیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ  
میر اسارے کا سارا کھانا نماز ہو جائے یہ میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ میری ساری نماز کھانا بن جائے  
امام ابوحنیفہ کا یہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے  
امام ابوحنیفہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی بندے کو بھوک لگی ہو، کھانا بھی اجائے اور نماز کا وقت بھی ہو جائے تو وہ پہلے کھانا کھا

لے

اب سارے کھانے کے دوران اسکی توجہ نماز کی طرف رہی تو سارا کھانا نماز بن گیا  
اور اگر یہ نماز پہلے پڑھے گا تو پوری نماز کے دوران اسکی توجہ کھانے کی طرف رہی تو پورا نماز کھانا ہو جائے گا

## ٢٦٣ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ النُّعَاصِ

٢٥٥ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَبْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكَلَابِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَاتَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصْلِي فَلْيُرُقْدُ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ يَنْعَسُ، فَلَعْلَهُ يَذْهَبُ لِيَسْتَغْفِرَ فِي سُبَّ نَفْسِهِ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَّسِ بْنِ عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ.  
حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

## ٢٦٤ - بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَصِلُّ بِهِمْ

٢٥٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَهَنَّادُ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَطَّارِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعَقِيلِيِّ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، رَجُلٌ مِنْهُمْ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثَ يَأْتِينَا فِي مُصَلَّاتِنَا يَتَحَدَّثُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا، فَقُلْنَا لَهُ: تَقَدَّمْ، فَقَالَ: لِيَتَقَدَّمُ بَعْضُكُمْ حَتَّى أُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا أَتَقَدَّمُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يُؤْمِنُ بِهِمْ، وَلَيُؤْمِنُ بِهِمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

وَالْعَيْلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: صَاحِبُ الْمَنْزِلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ مِنَ الزَّائِرِ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا أَذْنَ لَهُ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصْلِي بِهِ.

وَقَالَ إِسْحَاقُ بِحَدِيثِ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، وَشَدَّدَ فِي أَنَّ لَا يُصْلِي أَحَدًا بِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ، وَإِنْ أَذْنَ لَهُ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ.

قَالَ: وَكَذَلِكَ فِي الْمَسْجِدِ، لَا يُصْلِي بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا زَارُهُمْ، يَقُولُ: يُصْلِي بِهِمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ

## ٢٦٥- بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُخْضَعُ الْإِمَامُ لَنَفْسِهِ بِالدُّعَاءِ

٢٥٧ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ بْنُ حُجَّةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرَّيْحٍ، عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ الْجِبْرِيِّ، عَنْ شُوبَانَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِإِمَرِئٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي جَوْفِ بَيْتِ امْرِئٍ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ، فَإِنْ نَظَرَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلَا يَؤْمِنُ قَوْمًا فَيَخْصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةِ دُونِهِمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ، وَلَا يَقُولُ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ حَقِينٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي أُمَّامَةَ.  
حَدِيثُ شُوبَانَ حَدِيثُ حَسَنٍ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ السَّفْرِ بْنِ نُسَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرَّيْحٍ، عَنْ أَبِي أُمَّامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.  
وَرُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرَّيْحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.  
وَكَانَ حَدِيثَ يَزِيدَ بْنِ شَرَّيْحٍ عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ، عَنْ شُوبَانَ فِي هَذَا أَجْوَدِ إِسْنَادٍ وَأَشْهَرٍ

## ٢٦٦- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَمْ قُوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ

٢٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوفِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسْدِيُّ، عَنِ الفَضْلِ بْنِ دَلَّهِمْ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: سَيِّعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكَ، قَالَ: لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ أَمَرَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَرَجُلٌ سَيِّعَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ، وَطَلْحَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِّرٍو، وَأَبِي أَمَامَةَ.  
حَدِيثُ أَنَسٍ لَا يَصِحُّ، لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ.  
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ تَكَلَّمَ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَضَعَفَهُ، وَلَيْسَ بِالْحَافِظِ  
وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنْ يَوْمَ الرَّجُلُ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ فَإِذَا كَانَ إِلَامَمْ غَيْرُ ظَالِمٍ فَإِنَّهَا  
الْإِثْمُ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ.

وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ فِي هَذَا: إِذَا كَرِهَ وَاحِدًا أَوْ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّي بِهِمْ حَتَّى يَكُرِهَهُ أَكْثَرُ  
الْقَوْمِ

٢٥٩- حَدَّثَنَا هَشَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ زَيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ،  
عَنْ عَمِّرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ: أَشَدُ النَّاسِ عَذَابًا اثْنَيْنِ: امْرَأَةٌ عَصَتْ  
رَوْجَهَا، وَإِلَامَمْ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ.

قَالَ جَرِيرٌ: قَالَ مَنْصُورٌ: فَسَأَلْنَا عَنْ أَمْرِ إِلَامَمٍ فَقِيلَ لَنَا: إِنَّمَا عَنِّي بِهَذَا الْأَعْيَةِ الظَّلِيمَةِ، فَأَمَّا مَنْ  
أَقَامَ السُّنَّةَ فَإِنَّهَا إِلَثْمٌ عَلَى مَنْ كَرِهَهُ

٣٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ،  
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَالِبٍ، قَالَ: سَيِّعْتُ أَبَا أَمَامَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ

لَا تُجَاوِزْ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمْ: الْعَبْدُ الْأَبْقَى حَتَّىٰ يَرْجِعَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَرَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَإِمَامٌ قَوْمٍ  
وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَأَبُو غَالِبِ اسْمُهُ حَرَوْرٌ  
باب ماجاء من أم قوما و حرم لهم کارھون.....

اگر امام کو لوگ ناپسند سمجھتے ہوں تو ایسے امام کا کیا حکم ہے...???

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رجل آم قوما و حرم لهم کارھون.....  
کہ اس شخص پر لعنت ہے جو لوگوں کی امامت کروائے اس حال میں کہ لوگ اسکو ناپسند سمجھتے ہو!  
محمد شین لکھتے ہیں کہ اس کراہت سے مراد امور شرعیہ کی وجہ سے کراہت مراد ہے  
جیسے وہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہو، ٹخنوں سے نیچے شلوار رکھتا ہو، یا کسی اور گناہ کبیرہ کا بار بار ارتکاب کرتا ہو،  
اور جو باتیں خلاف شریعت نہیں ہے یا ذاتی باتیں ہیں یا سیاسی باتیں ہیں انکی وجہ سے ناپسندیدگی معتبر نہیں ہے،  
بلکہ ذاتی اور سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے ناپسندیدگی کی وجہ سے وہ کراہت رکھنے والا گناہ گار ہو گا،

## ٢٦٧- بَابِ مَا جَاءَ إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

٢٦١ - حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: حَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ، فَجُحْشَ، فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا، فَصَلَّى لَنَا مَعَهُ قُعُودًا، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: إِنَّا إِلَمَامُ، أَوْ إِنَّا جِعْلَ إِلَمَامُ، لِيُوتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَرَ فَكِبِرُوا، وَإِذَا رَكِعَ فَأْرَكُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَأْرَفُوا، وَإِذَا قَالَ: سِعَ اللَّهُ لِيَنْ حِيدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا جُمِعُونَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَمُعَاوِيَةَ.

وَحَدِيثُ أَنَّسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ عَنْ فَرَسٍ فَجُحْشَ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ . وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ مِنْهُمْ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَأَبُوهُرَيْرَةَ، وَغَيْرُهُمْ . وَبِهَذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا صَلَّى إِلَمَامُ جَالِسًا مُّيَصَّلٍ مَّنْ خَلْفَهُ إِلَّا قِيَامًا، فَإِنْ صَلَّوا قُعُودًا لَمْ تُجْزِهُمْ .

وَهُوَ قَوْلُ سُفِيَّانَ الثُّورِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَّسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

## ٢٦٨- بَابِ مِنْهُ

٢٦٢ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّاِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ نُعِيمٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْمُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي مَرْضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَاعِدًا . حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ .

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ التَّبِيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا  
جُلُوسًا.

وَرُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَجَ فِي مَرَضِهِ وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِ أَبِيهِ بَكْرٍ، وَالنَّاسُ يَأْتُهُنَّ بِأَبِيهِ بَكْرٍ، وَأَبُوبَكْرٍ يَأْتُهُمْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرٍ، وَرُوِيَ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِيهِ بَكْرٍ قَاعِدًا.

وَرُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ قَاعِدٌ  
٢٦٣ - حَدَّثَنَا بِنَدِيلَكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّاٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

طَلْحَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَّسٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا فِي شَوَّبٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ.  
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهَكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِيهِ.

وَقَدْ رَوَاهُ عَيْرُواحِيدٌ، عَنْ حَبِيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ وَأَفْيَهُ عَنْ شَابٍ.

وَمَنْ ذَكَرَ فِيهِ عَنْ ثَابِتٍ فَهُوَ أَصَحُّ

## باب ما جاء اذا صلى الامام قاعدا فصلوا قعودا

اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائیں تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے یا کھڑے ہو کر...؟

اس مسئلے کے بارے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ امام اور منفرد بغیر عذر کے فرض نماز قعوڈ؎ ایعنی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں  
بالاتفاق۔

کیوں کہ قیام فرض ہے

اور یہ بات بھی یاد رہے کہ امام کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہا ہو اور منفرد عذر کی وجہ سے پچھے بیٹھ کر نماز لے تو بالاتفاق جائز ہے

لیکن اگر امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی جو معذور نہیں پچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر اس میں اختلاف ہے.....

**مذہب نمبر ایک**  
 امام بالک کے نزدیک امام قاعد کی اقتداء جائز نہیں  
 اگر مقتدی بھی معذور ہو تو جائز ہے۔  
 یہی مذہب امام محمد رحمہ اللہ کا ہے  
 (جیسے ہستپال کے اندر امام اور مقتدی سارے مریض ہوں)

قاعد سے مراد زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا مراد ہے نہ کہ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا

**مذہب نمبر دو**  
 امام احمد بن حنبل امام اوزاعی اور امام اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک امام مریض قاعد کی اقتداء جائز ہے، لیکن تندرست مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھئے

انکی دلیل جامع ترمذی کی روایت ہے۔

**مذہب نمبر تین**  
 امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک، معذور امام قاعد کے پچھے اقتداء جائز ہے لیکن غیر معذور مقتدی پچھے کھڑے ہونگے

دلیل نمبر 1

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 238 "وَقَوْمُ اللّٰہِ قَاتِلُنَّ"

اس آیت کی وجہ سے قیام فرض ہے، بغیر عذر کے یہ فرض ذمے سے ساقط نہیں ہو گا

اور احناف ترمذی میں موجود روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے  
 اس حدیث کی وجہ سے جس میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں وفات سے ایک دن پہلے پیٹھ کرنماز پڑھائی، اور صحابہ کرام پچھے کھڑے ہوئے تھے،  
 اور یہی روایت احناف کی دلیل نمبر دو بھی ہے

## ٢٦٩ - بَابِ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ بَنْهَضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ نَاسِيَا

٢٦٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ السَّعْجِيِّ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَتِهِ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَسَعْدٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ.

حَدِيثُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَدْ رُوِيَّ مِنْ غَيْرِ وَجِهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ،  
وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ.

قَالَ أَحْمَدُ: لَا يُحْتَاجُ بِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ابْنُ أَبِي لَيْلَى هُوَ صَدُوقٌ، وَلَا أَرُوِيَ عَنْهُ لَأَنَّهُ لَا يَدْرِي صَحِيحَ حَدِيثِهِ مِنْ سَقِيهِ، وَكُلُّ مَنْ كَانَ مِثْلَ هَذَا فَلَا أَرُوِيَ عَنْهُ شَيْئًا.

وَقَدْ رُوِيَّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجِهٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

وَرَوَى سُفِيَّانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.  
وَجَابِرُ الْجُعْفَى قَدْ ضَعَفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ؛ تَرَكَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ  
وَغَيْرُهُمَا.

وَالْعَيْلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: عَلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مَضَى فِي صَلَاتِهِ وَسَجَدَ  
سَجْدَتَيْنِ مِنْهُمْ مَنْ رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى بَعْدَ التَّسْلِيمِ، وَمَنْ رَأَى قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَحَدِيثُهُ أَصْحَحُ لِمَارَوَى الرُّهْرُئِيِّ، وَيَحْيَى بْنُ  
سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَاجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ

٦٦٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَيْرِدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَّاقَةَ، قَالَ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بْنُ شُعْبَةَ قَلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجِلسْ، فَسَبَّحَ بِهِ مَنْ خَلَقُهُ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قَوْمُوا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ سَلَّمَ وَسَجَدَ سَجْدَاتِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: هَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجِهٍ عَنِ الْبُغَيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
باب ماجاء في الامام يحضر في الركعتين ناسيا  
امام اگر دور رکعتوں کے بعد اٹھ کھڑا ہو تو اب کیا کرنا چاہیے؟؟

اس باب میں آنے والی روایت سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو کر لینا چاہیے  
یہاں دو بحثوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے  
 1 \_\_\_\_\_ سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے  
 2 \_\_\_\_\_ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے یا بعد میں

### البحث الاول

سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے..؟

سجدہ سہو مندرجہ ذیل تین بالوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے واجب ہوتا ہے

ا) فرض میں تاخیر ہو جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے  
جیسے دو سجدوں کے بینے ایک سجدہ کر لیا اب آگے کسی رکعت میں وہ تین سجدے کر لے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے،  
یا قعده اخیرہ فرض ہے یہ بھول کر کھڑا ہو گیا یا کھڑے ہونے کے قریب ہو گیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا  
کیوں کہ فرض میں تاخیر ہو گئی۔۔۔

اسی طرح تعدد اولیٰ میں تشهد کے بعد قیام فرض تھا اس نے بھول کر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا جملہ مکمل کر لیا، یعنی اللہم  
صل علی محمد تک کہہ دیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا  
(اگر فرض مکمل چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو گئی دوبارہ پڑھے! جیسے ایک سجدہ چھوٹ گیا)

کھڑے ہونے کے قریب ہونے سے مراد.....  
اگر رانیں پنڈلیوں سے جدا ہو چکی ہیں تو یہ کھڑے ہونے کے قریب ہے ورنہ یہ بیٹھنے کے قریب ہے!  
۲ واجب میں اضافہ ہو جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا  
جیسے چار رکعت والی نماز میں تیسرا رکعت میں بھی بیٹھ گیا یا سورۃ فاتحہ دو دفعہ پڑھ لی

۳ واجب چھوٹ جائے تو بھی سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے  
جیسے چار رکعت والی نماز میں تعدد اولیٰ واجب ہے۔۔۔۔۔

### البحث الثاني

سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے یا بعد میں

نمہب نمبر ایک  
احناف کے نزدیک سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا واجب ہو گا  
لہذا سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہو گا کہ عبدہ و رسولہ تک تشهد پڑھ کر سلام پھیر دے ایک طرف پھر دو سجدے کرے اسکے بعد دوبارہ  
تشهد درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔۔۔۔۔  
وعلیہ الفتوی

### احناف کی دلیل

حضرت مغیرہ ابن شعبہ والی روایت ہے  
جس میں سلام کے بعد سجدہ سہو کیا گیا ہے

مذہب نمبر دو

امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو قبل التسلیم ہے یعنی سلام پھیرنے سے پہلے سلام کرے

انکی دلیل وہ روایات ہے جو آئندہ چند صفات کے بعد آئیں گے

مذہب نمبر تین

امام مالک کے نزدیک اگر واجب میں نقصان ہوا ہے تو قبل السلام سجدہ سہو کرے  
اور اگر واجب زیادہ ہو گیا ہے تو بعد السلام سجدہ کرے۔

اس طرح امام مالک دونوں طرح کی روایات پر عمل کر رہے ہیں،

محمد ثین اور فقہاء امام مالک کے اس مذہب کو یوں بھی بیان کرتے ہیں،

القاف بالقاف، والدال بالدال

یعنی اگر نقصان ہو تو قبل السلام

ان دونوں میں قاف ہے

اور اگر زیادہ ہو جائے تو بعد السلام

ان دونوں میں دال ہے

(یہ کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ امام مالک کے مذہب کو یاد رکھنے کا فارمولہ ہے)



ترمذی شریف اول

### باب ماجاء فی الاشارة فی الصلوة

اس باب کا منشاء یہ ہے کہ نماز میں سلام کا جواب اشارہ سے دینا کیسا ہے ...

1 ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سلام کا جواب الفاظ سے دینا نماز پڑھتے ہوئے جائز نہیں ہے --

2 اور نماز کے دوران اشارہ سے سلام کا جواب دینا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے بالاتفاق۔

3 حسن بصری سعید ابن مسیب اور حضرت قادہ کے نزدیک سلام کا جواب الفاظ میں دینا اسکی گنجائش موجود ہے --

انکی دلیل وہ روایات ہیں جن میں صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نماز کے دوارن سلام کر لیا کرتے تھے احناف اور جہور اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بات درست ہے کہ آغاز اسلام میں نماز کے اندر سلام کرنا اور جواب دینا جائز تھا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا تھا

اور اسکی دلیل ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی نسخ الكلام فی الصلوٰۃ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں باقی کرتے تھے، یہاں تک کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 238 نازل ہوئی "وَقَوْمُوا لَهُ قَانِتِينَ"

تو اسکے بعد ہم کو خاموش ہونے کا حکم ہوا اور کلام سے ہمیں روک دیا گیا  
لیکن سنن ابی داؤد جلد اول باب الاشارة فی الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے "من اشار فی صلوٰۃ  
اشارة قائم عنہ فلیعد بها الصلوٰۃ" ۱

یعنی اگر کوئی شخص نماز میں اشارہ کرے اور اس سے کوئی بات سمجھ میں آجائے تو وہ نماز کو لوٹادے،

جمہور علماء اسکے دو جواب دیتے ہیں

\_\_\_\_\_ 1 خود امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اسکو راویوں کا وہم کہا ہے ..

\_\_\_\_\_ 2 یہ حدیث حاجت غیر شرعیہ کے اشارے پر محول ہے !!!!!!!

سالانہ

## 272-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّسِيعَ لِلْمَرْجَالِ، وَالْتَّصْفِيقَ لِلنِّسَاءِ

التسبیح۔ سبحان اللہ کہنا

التصفیق۔ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو باکیں ہاتھ کی پشت پر مارنا  
نماز کے دوران اگر کوئی بات پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہے اور عورت اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں باکیں ہاتھ کی پشت پر مارے

## 273-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الشَّاؤِبِ فِي الصَّلَاةِ

جمائی کی تعریف:

جب انسان کا سارا بدن سست ہو جاتا ہے تو پھیپھڑے بھی سست ہو جاتے ہیں، سانس لینے کا عمل بھی سست ہو جاتا ہے۔ جب خون میں آسیجن کم ہو جاتی ہے تو دماغ پھیپھڑوں کو حکم دیتا ہے کہ زور سے ہوا اندر کی طرف کھینچو۔ چنانچہ انسان بڑا سامنہ کھول کر سانس لیتا ہے، اس عمل کو جمائی کہتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

إذ اثناء ب أحدكم فليظمه فمه بيده فان الشيطان يدخل فيه

یعنی جب کوئی شخص تم میں سے جمائی لیتا ہے تو اپنے منہ کو ہاتھ سے ڈھانپ لے کیونکہ شیطان اس کے منہ میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جمائی برا عمل ہے اگر کوئی شاگرد سبق میں جمائی لے تو فوراً اس سے وہی سبق پوچھیں وہ ہرگز نہیں بتائے گا

کیونکہ اس وقت وہ سست ہو چکا تھا۔ اسی لئے چست استاذ کو کبھی جمائی نہیں آتی۔

اور یاد رہے کہ نبی ﷺ کو ساری زندگی جمائی نہیں آئی۔

چھینک کی تعریف:

جب انسان کی ناک کے اندر غدد کے ساتھ ہوا ٹکراتی ہے اور وہ ہوانہ انتقام دہ ہوتی ہے تو چھینک آجائی ہے۔  
چھینک صحت مندی کی علامت ہے اسی لئے اس پر الحمد للہ کہنے کو کہا گیا۔ الیرونی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر زکام کے چھینکے تو وہ 3 دن تک طبعی موت نہیں مر سکتا۔

## 274-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النُّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

یہ فرائض کے لئے نہیں ہے یہ حدیث نوافل کے لئے ہے۔ فرائض کے اندر قیام فرض ہوتا ہے، بغیر عذر کے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی تو فرض نماز نہیں ہو گی کیونکہ فرض چھوٹ گیا اور فرض نماز بغیر عذر کے لیٹ کر اور اشارہ کے ساتھ پڑھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن عذر کی وجہ سے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی تو پورا قیام والا ثواب ملے گا۔

اصل: نوافل کے اندر قیام فرض نہیں ہے بغیر عذر کے نفل نماز بیٹھ کر پڑھی تو جائز ہے لیکن قیام کی نسبت آدھا ثواب ملے گا۔  
 اصل: اگر نفل نماز عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھی تو پورا ثواب ملے گا قیام کے برابر۔  
 بغیر عذر کے نفل نماز سنت سمجھ کر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے۔

## 275-بَابُ فِيمَنْ يَنْطَوِعُ جَالِسًا

**نفل نماز**

276-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَا أَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّسِّيِّ فِي الصَّلَاةِ  
**فَأُخْفِفُ**

## 277-بَابُ: مَا جَاءَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ

**الْحَائِضِ** بالغ

بالغہ کی نماز بغیر چادر کے قبول نہیں ہوتی۔ اس سے مراد قبول اصابت ہے یعنی نماز ہی نہیں ہوگی۔  
 عورت کا ستر نماز میں کتنا ہے؟

دونوں ہاتھ گٹھوں سے آگے، دونوں پاؤں ٹخنوں سے نیچے اور چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے اس کے علاوہ پورا جسم ستر میں داخل ہے۔ عورت کے بال ستر میں داخل ہیں، اسی لئے باریک دوپٹہ پہن کر نماز پڑھنے سے نماز قبول نہیں ہوگی۔  
 مرد کا ستر نماز میں ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک۔ ناف ستر میں داخل نہیں، گھٹنا ستر میں داخل ہے۔

نماز میں ٹوپی پہننا سنت غیر موکدہ ہے، کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں کہ نبی ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھی ہو سوائے حالت احرام کے۔ اگر کسی شخص نے بغیر ٹوپی کے نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی لیکن ٹوپی پہننے کو حقیر سمجھا تو نماز پڑھنے سے پہلے کلمہ پڑھ لے۔

**کیا چہرہ پر دے میں شامل ہے؟**

یہ اشکال اس وقت ہوتا ہے جب ستر اور حجاب دونوں کا ترجمہ پر دے کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ستر میں عورت کا چہرہ شامل نہیں لیکن حجاب میں چہرہ شامل ہے، سورۃ الحزاب کی آیت 53 کے تحت:

**وَإِذَا سَأَلَّتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ**

## 278-بَابِ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ

سدل کے مفہوم میں محدثین کے 3 اقوال ہیں:

قول 1: چادر یا رومال کو سر پر یا کندھے پر رکھ کر کنارے لٹکا کر چھوڑ دینا۔ احناف کے نزدیک یہ نماز میں مکروہ ہے اور حدیث میں یہی معنی مراد ہے۔

قول 2: سدل سے مراد اسبال الازار تھت الکعبین یعنی ٹخنوں سے نیچے شلوار یا تہہ بند کو لٹکانا احناف کے نزدیک مکروہ تحریکی ہے نماز کے علاوہ بھی اور نماز کے اندر بھی۔ (وعلیہ الفتوی)

بغیر تکبر کے لٹکانے کا جواز یہ شافع کا قول ہے احناف کا نہیں ہے احناف کے پاس وہ روایات ہیں جن میں تکبر کا ذکر نہیں ہے اسبال الازار کے اندر، جیسے شماں ترمذی کی روایت کہ نبی ﷺ نے ایک صحابی کے تہہ بند کو زمین تک لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ارفع ازار ک اپنے تہہ بند کو اٹھا لو صحابی نے عرض کیا انہماً می بردا ظلماً یہ دھاری دار چادر ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: اما لک فی اسوة کیا تمہارے لئے میرے اندر کوئی نمونہ زندگی نہیں ہے؟ معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے بھی جائز نہیں ہے۔

قول 3: سدل کہتے ہیں ایک کپڑے کو پورے بدن پر اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ بھی اس میں بند جائیں اور یہ یہود کا طریقہ تھا اسی قول ثالث کی طرف ام اترمذیؓ نے اس باب میں اشارہ فرمایا۔

## 279-بَابِ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ

## 280-بَابِ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ

## 281-بَابِ مَاجَاءَ فِي النَّهَىٰ عَنِ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ

الاختصار کا معنی ہے کہ پرہاتھر کھانا

## 282-بَابِ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَفِ الشَّغْرِ فِي الصَّلَاةِ

کف الشغر کے دو مطلب ہیں:

(1) نماز کے دوران بالوں کو لپیٹنا یہ عمل کثیر ہے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(2) بالوں کو لپیٹ کر نماز پڑھنا۔ یہ مردوں کے لئے مکروہ ہے عورتوں کے لئے بلا کراہت جائز ہے یعنی عورت جوڑا باندھ کر نماز پڑھ سکتی ہے۔ اور اگر عورت نماز پڑھتے ہوئے جوڑا باندھے تو عمل کثیر کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

## 283-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخْشِعِ فِي الصَّلَاةِ

تخشع۔ عاجزی

الصلوة مثن شنی۔ مراد نفل نماز  
و تخشع۔ نماز میں عاجزی ہوتی ہے

تضرع۔ اور خوف ہوتا ہے  
و تمسک۔ اور مسکین بننا ہوتا ہے

و قلع یہیک۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا ہوتا ہے

مستقبلابسطو نھما و جھک۔ متوجہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کے اندر ورنی حصے اپنی طرف  
نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگنا اس حدیث سے ثابت ہے۔

نماز کے بعد دعا مانگنا بالاتفاق سنت ہے اس کی دلیل مشکوٰۃ شریف میں باب الدعاء بعد الصلاۃ کی تمام احادیث ہیں۔

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

نبی پاک ﷺ نے عام نماز کے بعد دعا مانگنے کو کہا تو فرضوں کے بعد بطریق اولیٰ افضل ہو گا۔  
آواز نکال کر دعا مانگنا:

نبی پاک ﷺ نے آواز سے دعا مانگی ہے تو صحابہ کو پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے یہ دعا مانگی ہے۔

## 284-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّشْبِيلِ بَيْنَ الْأَصَابِعِ فِي الصَّلَاةِ

## 285-بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ

طول القنوت کی تشریح:

لفظ قنوت کے کئی معنی ہیں:

(1) دعا

- (2) فرما بردار
- (3) صلاۃ(نماز)
- (4) قیام(یہاں ترمذی کے اس باب میں حدیث کے اندر طول القنوت سے مراد طول القیام یعنی قیام کو لمبا کرنا ہے)
- (5) سکوت(خاموش ہونا)
- (6) خشوع(اللہ کا دھیان)

## 286-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

جزء: کسی وقت میں کوئی عبادت مقرر کر لینا جسے ہم وظیفہ کہتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہاں دو باب قائم کیے ہیں

اس لیے کہ دونوں کے بارے میں احادیث موجود تھی کہ نوافل میں قیام لمبا کرنا افضل ہے یا رکوع و سجود میں زیادہ افضل ہے

آسان الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ کمر کعینی لمبی پڑھنا زیادہ افضل ہے یا زیادہ رکعتیں پڑھنا زیادہ افضل ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ دونوں بابوں کے بارے میں روایات لا کر چار مذاہب بیان کیے ہیں

مذہب نمبر 1۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں طول القیام افضل ہے (اس سے مراد احناف نہیں ہیں)

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول اول بھی یہی ہے

مذہب نمبر 2۔

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کثرت رکوع و سجود افضل ہے یہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

مذہب نمبر 3۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے توقف منقول ہے

جب ان سے ان دو حدیثوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کوئی فیصلہ کرن بات نہ کی

مذہب نمبر 4۔

امام ابویوسف اور امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک دن کے وقت کثرت رکوع و سجود افضل ہے اور رات کو طول القیام افضل ہے

اس طرح مذہب نمبر 4 والے دونوں حدیثوں پر عمل کر رہے ہیں

یہ افضل کا اختلاف ہے ہمارے اکابر چوتھے مذاہب پر عمل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں

## 287- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدِينِ فِي الصَّلَاةِ

## 288- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجْدَتِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

## 289- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجْدَتِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

مسجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کرنا چاہیئے یا سلام پھیرنے کے بعد؟

یہ ترمذی کی مباحثت میں وہ نادر مقام ہے جہاں ایک مسئلہ کے اندر چاروں آئندہ کامنہ ہب الگ الگ ہے۔ دراصل اس بارے میں دونوں روایتیں ہیں، امام ترمذیؒ نے اسی لئے اس پر دو باب قائم کئے۔ روایات کے ان اختلاف کی وجہ سے فقہاء کے اندر اختلاف ہوا، امام ترمذیؒ نے اس بارے میں چار مذاہب نقل فرمائے:

مذہب 1: اختلاف کے نزدیک سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کرنا ہو گا۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جو امام ترمذیؒ نے دوسرے باب میں ذکر کی ہے۔

مذہب 2: شوافع کے نزدیک سجدہ سہو قبل السلام ہے۔ ان کی دلیل وہ روایت ہے جو باب مَا جَاءَ فِي سُجْدَتِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ میں ذکر کی ہے۔

مذہب 3: امام مالکؓ نے دونوں قسم کی روایات کو جمع کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر نماز میں کوئی عمل زیادہ ہو جائے تو سجدہ سہو بعد السلام کریں گے اور اگر نماز میں کوئی نقصان یعنی کمی ہو جائے تو پھر قبل السلام سجدہ سہو کریں گے۔

اس مذہب کو فقہاء بسا وفات اس انداز میں بیان کرتے ہیں: القاف بالقاف والدال بالدال۔ نقصان میں ق ہے تو قبل السلام میں بھی قاف ہے اور زیادہ میں دال ہے تو بعد السلام میں بھی دال ہے۔ یاد رہے کہ یہ کوئی فقہی اصول نہیں ہے بلکہ مذہب کو یاد رکھنے کا ایک طریقہ ہے۔

مذہب 4: امام ترمذیؒ نے امام احمد بن حنبلؓ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ انہوں نے دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا کہ جہاں جس صورت میں نبی ﷺ نے قبل السلام سجدہ سہو کیا اس صورت میں قبل السلام ہی سجدہ سہو کرنا ہو گا۔ جیسے نبی ﷺ نے ظہر کی نماز میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو قبل ان یسلم سجدہ سہو کیا اور جب ایک مرتبہ ظہر کی 5 رکعتیں پڑھادیں تو بعد السلام سجدہ سہو کیا۔ امام احمد بن حنبلؓ نے یہ بھی کہا کہ ہر وہ سہو کی صورت جو نبی ﷺ سے منقول نہیں اس میں قبل السلام ہی سجدہ سہو کرنا ہو گا۔

دوسرے باب کی دوسری حدیث جو ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتِي لَشَّهُو بَعْدَ الْكَلَامِ یہ اس وقت کی بات ہے جب نماز میں کلام کی اجازت تھی۔

## 290- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهِيدِ فِي سَجْدَتِي السَّهْوِ

## 291- بَابُ فِيمَنْ يَشْكُونَ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ

نماز میں کی یا زیادتی کا شک ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟

مذہب 1: امام اوزاعیؓ، امام شعبیؓ کے نزدیک اگر نماز میں شک ہو جائے، چاہے کم میں شک ہو یا زیادہ میں، نماز دوبارہ لوٹائے اعادہ واجب ہے۔ ان کی دلیل مصنف ابن ابی شیبہ جلد 2 ص 28 میں آنے والی روایت ہے جو حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے منقول ہے۔ اس روایت کے مطابق اگر نماز میں شک ہو تو نماز کا اعادہ کرنا چاہیئے۔

مذہب 2: حضرت حسن بصریؓ کے نزدیک بناء علی الاقل ہو یا بناء علی الاکثر بہر حال سجدہ سہو کر لے۔ ان کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے جو حضرت ابو هریرہؓ سے منقول ہے جس کے الفاظ ہیں: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ --- ارْجِعْ

مذہب 3: امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک بناء علی الاقل واجب ہے اور ہر اس رکعت پر بیٹھنا ضروری ہے جس کے بارے میں آخری رکعت ہونے کا گمان ہو اور سجدہ سہو بھی آخر میں لازم ہے۔ آئمہ ثلاثة کی دلیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وآلی روایت ہے جو ترمذی کے اس باب میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں: إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ --- اور سجدہ سہو کیلئے آئمہ ثلاثة کی دلیل إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ وَالرُّوایَةُ

مذہب 4: امام ابو حنیفہؓ کے نزدیک اس مسئلہ میں تفصیل ہے اگر یہ شک نماز میں پہلی مرتبہ ہوا ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر اکثر شک ہوتا ہے تو تحری کرے یعنی سوچ و بچار کرے اور غالب گمان پر عمل کرے۔

یہ روایت صحیحین میں موجود ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے بخاری شریف میں باب التوجہ نحو القبلۃ میں موجود ہے اور صحیح مسلم جلد اول باب السهو فی الصلاۃ میں موجود ہے۔

اور اگر غالب گمان نہ ہو، شک باقی رہے تو پھر بناء علی الاقل کرے یعنی کم پر عمل کرے۔ جیسا کہ ترمذی کے اس باب کی روایت میں آیا، آخر میں سجدہ سہو اور ہر قعدہ وآلی رکعت میں بیٹھے۔ (وعلیہ الفتوی)

احناف کے مذہب کی وجہ ترجیح؟

اس مسئلے میں چار طرح کی روایات ہیں

1۔ اعادہ والی روایت

2۔ سجدہ سہو والی روایت

3۔ تحری والی روایت

4۔ بنا علی الا قل والی روایت

اور احناف ان چاروں روایات پر عمل کرتے ہیں

تحری والی روایت کے الفاظ یہ ہیں

اذا شک احد کم فی صلوٰتہ فلیتیر

## 292-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهُرِ وَالغَصْرِ

ذوالیدین صحابی کا لقب ہے ذوالیدین کا معنی ہے دو ہاتھوں والا ان کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے اس لئے ان کا لقب ذوالیدین پڑ گیا اسلام لانے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں ان کا نام تھا خرباق اسلام لانے کے بعد ان کا نام عبد ابن عمر وہ اور ان کو ذوالشمالیں بھی کہا جاتا تھا وہ باعث ہاتھوں والا

الكلام في الصلة نامي

بھول کر نماز میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہوتی ہے کہ نہیں

اس باب میں موجود ذوالیدین والی روایت سے فقہاء میں اختلاف ہوا

مذہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک چاہت بھول کر کلام کرے یا جہالت نا واقفیت کی وجہ سے کلام کرے نماز فاسد ہو جائے گی

احناف ذوالیدین والی روایت کو نماز میں کلام کرنے کی ممانعت سے پہلے کے زمانے پر محول کرتے ہیں

احناف کی دلیل نسخ کلام والی روایت ہے جو ترمذی میں گز شته ابواب میں ہم نے پڑھی

اور آئندہ تین ابواب کے بعد خود امام ترمذی باب قائم کر رہے ہیں باب فی نسخ الكلام

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال کنا تتکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل مناصحہ

الى جنبہ حتی نزلت و قوموا اللہ قانتین فامرنا بالسکوت و نھینا عن الكلام

مذہب نمبر 2۔

شوافع کے نزدیک نماز میں بھول کر کلام کرے یا جہالت کی وجہ سے نماز میں کلام کرے تو نماز فاسد نہیں ہوگی ان کی دلیل اس باب میں موجود ذوالیدین والی روایت ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے شوافع کی طرف سے احتفاض پر ایک اعتراض اور تعریض بھی نکل کی ہے کہ یہ احناف روزے میں کوئی بھول کر کھاپی لے تو کہتے ہیں روزہ نہیں ٹوٹا حالانکہ روزے میں بھول کر کھانے والی جو روایت ہے ذوالیدین والی روایت اس سے کہیں زیادہ قوی ہے

جواب۔

احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تحریم الكلام فی الصلاۃ سے پہلے کی بات ہے

مذہب نمبر 3۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ذوالیدین والی روایت کی روشنی میں اگر امام نماز میں کلام کرے اس حال میں کہ وہ سمجھتا ہو کہ نماز مکمل ہو گئی ہے پھر معلوم ہو کہ نماز مکمل نہیں ہوئی تو وہ کلام کرنے کے باوجود نماز مکمل کر لے اور اگر کوئی مقتدی امام کے پیچھے کلام کرے اس حال میں کہ وہ جانتا ہوا بھی نماز باقی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ نماز نئے سرے سے پڑھنے نماز فاسد ہو گئی ہے

## 293-بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ

باب ماجاء فی الصلاۃ فی النعال۔

کیا جوتے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتے سمیت نماز پڑھ لیتے تھے یہ اس حدیث سے ثابت ہے

اس لئے محدثین اور فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر یقین ہو کہ جوتے مکمل پاک ہیں تو جو توں سمیت نماز پڑھنا جائز ہے آج بھی اگر کوئی پاک جوتے پہن کر نماز پڑھنا چاہے وہ اس سنت پر گھر میں عمل کر سکتا ہے مسجد میں نہیں مسجد میں جو توں سمیت داخل ہونا جائز نہیں یہ ادب کے خلاف ہے سورۃ بقرہ کی اس آیت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے موہی علیہ السلام کو حکم دیا فالخ نعلیک انک بالقاف المقدس طوی اگر جوتے پاک بھی ہو تو بھی ادب کے خلاف ہے

## 294-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

### 295-بَابُ فِي تَرْكِ الْقُنُوتِ

باب ما جاء في القنوت في صلاة الفجر-----باب في ترك القنوت۔

**مسئلہ قنوت فی الصلاۃ**

قنوت فی الصلاۃ کی تین سورتیں حدیث میں آرہی ہیں

1- قنوت فی الوتریہ متفق علیہ ہے

2- قنوت نازلہ یعنی مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو فجر کی نماز میں دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں دشمن کے لئے بدعما اور مسلمانوں کے لیے دعا کرنا قنوت نازلہ کہلاتا ہے اس میں بھی اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھنا چاہیے یا رکوع کے بعد

3- قنوت فی صلاۃ الْفَجْر اس بارے میں اختلاف ہے

مذہب نمبر 1-

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قنوت فی صلاۃ الْفَجْر پورے سال میں مسنون ہے ان کی دلیل ترمذی کے باب ما جاء فی القنوت فی صلاۃ الْفَجْر میں آنے والی روایت ہے

مذہب نمبر 2-

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قنوت فی صلاۃ الْفَجْر مستحب ہے

مذہب نمبر 3-

امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک قنوت فی صلاۃ الْفَجْر سار اسال مسنون نہیں ہے البتہ مخصوص حالات میں قنوت نازلہ فی فجر کی سنت ہے

احناف کی دلیل باب فی ترك القنوت میں آنے والے روایت ہے

قنوت فی الخبر والی روایت کا احناف جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ قنوت نازلہ پر محمول ہے

### 296-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَعْطُسُ فِي الصَّلَاةِ

ابتدرا حابضعة وثلاثون مکاً

تیس سے زیادہ فرشتے ایک دم بڑھے اس بات کے لئے کہ کون ان کلمات کو اوپر اللہ کے پاس لے کر جائے گا

نماز میں یہ کلمات کہنے سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں

احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ نماز میں کلام کی حرمت ممانعت سے پہلے کی بات ہے

اب اگر کوئی دل میں پڑھے گازبان ہونٹ ہلانے بغیر تودرست

اور اگر ہوٹ زبان ہلانے تو نماز فاسد ہو جائے گی

بچے اپنے بڑوں سے ذہانت میں 20 سال آگے ہوتے ہیں

دو سنتیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بچے کو نہیں مارا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بیوی پر عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا

### 297-بَابِ فِي نَسْخِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

### 298-بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ

### 299-بَابِ مَا جَاءَ مَتَى يُؤْمِرُ الصَّبِيُّ بِالصَّلَاةِ

### 300-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحْدَثُ فِي التَّشَهِيدِ

مذہب نمبر 1

جب کوئی شخص تشدید کی مقدار بیٹھ جائے اور سلام سے پہلے وضو توڑے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خروج بصنع المصلی ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک چھ فرض پورے ہو گئے  
مذہب نمبر 2۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر تشدید پڑھنے سے پہلے یا سلام پھیرنے سے پہلے وضو تھوڑا تو نماز لوٹائے کیونکہ ان کے نزدیک سلام لازم ہے  
مذہب نمبر 3۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک تشهد نہیں پڑھا لیکن سلام پھیر دیا تو نماز ہو جائے گی ان کے نزدیک سلام کی اہمیت تشهد سے زیادہ ہے  
مذہب نمبر 4۔

امام اسحاق ابن ابراہیم کے نزدیک جب جب تشهد پڑھ لیا سلام نہیں پھیر تو نماز ہو جائے گی ان کے نزدیک تشهد سلام سے زیادہ اہم ہے

### 301-بَابُ مَا جَاءَ إِذَا كَانَ الْمَطَرُ فَالصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ

الرحال۔ قیام گاہ

### 302-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْبِيحِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَاةِ

فی ادبار الصلاۃ۔ نماز کے بعد تسبیح کرنے کے بارے میں

یعنیون۔ غلام آزاد کر کے ثواب کماتے ہیں

### 303-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّائِةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ

الطین۔ کیچھڑ

مضین۔ ننگ جگہ

والبلة۔ کیچھڑ

فاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ واحد جگہ ہے ترمذی میں جس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے اذان دی اہم عام حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان نہیں دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اذان کیوں نہیں دیتے تھے

محمد شین نے اس کی حکمت یہ بتائی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں میں اذان دیتے اور کہتے ہی علی الصلاۃ اور کوئی نہ آتا تو اس کا ایمان باقی نہ رہتا اس لیے کہ بخاری میں ہے کہ اگر نبی بلائے تو نماز کے اندر بھی اس کو جواب دو نبی جب اذان دیتا ہے تو ہر ایک پر نماز کے لئے آنا فرض اور واجب ہو جاتا ہے اس لئے اگر کوئی نبی کے اذان دینے پر نماز کے لیے نہ آتا تو شاید اس کا ایمان باقی نہ رہتا اور یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے اذان دی کہ یہاں نماز پڑھنے والے سارے پاس ہی موجود تھے کسی کو دور سے نہیں آنا تھا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اور بھی چند مقامات ایسے ذکر کیے ہیں جہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی ہے  
**الاجتہاد۔ جد و جہد کرنا کو شش کرنا مشقت الْحَمَانَة**

یہ باب اجتہاد کرنے کے بارے میں نہیں ہے بلکہ کو شش کرنے کے بارے ہیں  
استقامت۔ پاؤں سونج جاتے تھے  
اعتكاف۔ آپ اتنی تکلیف مشقت الْحَمَانَة ہیں  
غفرنک ماقدم من ذنبک وما تخر۔

آپ کے اگر اگلے پچھلے گناہ ہوتے بھی تو وہ معاف کر دیے گئے (سورۃ الفتح کی آیت نمبر 2)

**304-بابِ ماجاءَ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يُؤْمَنُ بِالْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ**

اشکال۔

یہاں اس حدیث میں آرہا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا اور ابواب الحدود میں یہ روایت آرہی ہے کہ سب سے پہلے انسانی خونوں اور انسانی جانوں کا حساب لیا جائے گا تو ان دونوں احادیث میں تعارض ہے

جواب۔

اس کا محمد شین نے یہ لکھا ہے کہ حقوق دو قسم کے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اور حقوق العباد میں سے سب سے پہلے خونوں اور جانوں کا حساب لیا جائے گا

یہ حدیث دور حاضر کے ایک اہم سوال کا جواب بھی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی نمازیں پڑھی ہیں اتنی ہی پڑھنی چاہیے اور یہ جو آپ سنتیں پڑھتے ہیں یہ نفل ہی تو ہیں جلیسا صالحا۔ اچھا ساتھی وانچ۔ نجات پائی

**306-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُنُتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ، مَالَهُ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ مِنَ السُّنَّةِ۔ سُنْتُ مُؤَكِّدَةٌ مِنْ سَهْرِي**  
 ماهِ منِ الفضل۔ اس کے لیے کیا فضیلت ہو گی  
 بارہ رکعتیں یہ ہیں  
 دو فجر سے پہلے چار ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد  
 ثابر۔ جو پابندی سے پڑھے  
 اس سے ان کا سنت مؤكدہ ہونا معلوم ہوتا ہے

### **307-بَابُ مَا جَاءَ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ مِنَ الْفَضْلِ**

اس لیے فقہاء نے لکھا کہ اگر پہنچ چل جائے کہ امام قرات لمبی کرے گا تو پیچھے فجر کی دو سنت پڑھ لیں لیکن اس کو عادت نہ بنائیں  
**308-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْفِيفِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهَا**

مراد فجر کی دو سنتیں  
 رقمت۔ لگاتار دیکھتا رہا

### **309-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ رَكْعَتِي الْفَجْرِ**

### **310-بَابُ مَا جَاءَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ طَلُوعِ الْفَجْرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ**

### **311-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَصْطِبْجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتِي الْفَجْرِ**

نمہب نمبر 1۔

احناف یہ کہتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن عادیہ میں سے تھا سنن تشریعیہ میں سے نہیں تھا یہ سنت غیر مؤكدہ ہے  
 نمہب نمبر 2۔

شوافع کے نزدیک یہ سنن تشریعیہ میں سے ہے

مذہب نمبر 3-

امام ابن حظیم ظاہری کے نزدیک فجر کی دو سنیں پڑھنے کے بعد لیٹنا واجب ہے

### 312-بَابِ مَاجَاءٍ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةِ فَلَا صَلَاةٌ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

مذہب نمبر 1-

احناف اور مالکیہ کے نزدیک جب فرض نماز کھڑی ہو جائے تو پھر فرض نماز ہی پڑھی جائے سوائے فجر کی نماز کے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں کی اہمیت زیادہ بیان کی ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس بارے میں صحابہ کا عمل بھی نقل کیا ہے

مذہب نمبر 2-

امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک کے نزدیک فجر سمیت کوئی بھی نماز کھڑی ہو جائے تو فرض ہی پڑھے جائیں  
سنیں وغیرہ نہ پڑھیں

ان حضرات کی دلیل ترمذی کے اس باب کی روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرふاً منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة

احناف کی طرف سے حدیث کا جواب۔

احناف اس دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں ہم اسی پر عمل کرتے ہیں  
لیکن چونکہ فجر کی سنتوں کی اہمیت زیادہ بیان ہوئی ہے اس لیے ہم اس پر بھی عمل کرتے ہیں  
البتہ احناف کے نزدیک یہ عادت بنانا مناسب نہیں ہے کہ ہر روز فجر کی نماز کھڑی ہو جائے تو سنیں پڑھی جائیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو باب قائم کیے  
پہلا باب اگر فجر کی سنیں رہ جائیں تو فجر کے دو فرضوں کے بعد سنیں پڑھنے کے بیان میں  
اور دوسرا باب فجر کی دو سنیں رہ جائیں تو طلوع شمس کے بعد سنیں ادا کرنے کے بیان میں

احناف کے نزدیک طلوع شمس کے بعد سنتیں ادا کی جائیں گی

احناف کی طرف سے حدیث کا جواب۔

محمد بن ابراہیم کا سماع قیس سے ثابت نہیں

اہم بات۔

شوافع بھی اس روایت پر عمل نہیں کرتے اگلے باب میں آنے والی حدیث کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ وضاحت کر رہے ہیں کہ سفیان ثوری ابن المبارک امام شافعی امام اسحاق امام احمد بن حنبل کے نزدیک رہنے والی سنتیں طلوع شمس کے بعد ادا کی جائے گیں

**313-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَفَوَّهَ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ**

**314-بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعَادَتِهِمَا بَعْدَ طَلُوعِ الشَّمْسِ**

**315-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهُرِ**

ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ظہر سے پہلے کی چار رکعات دو دو کر کے پڑھنی ہو گیں پڑھتے چار ہی ہیں (اس اختلاف کی وجہ سے کہ شوافع کے نزدیک دن اور رات کے نوافل دو دور کutzt ہیں)

اور احناف کے نزدیک چار رکعت ایک سلام کے ساتھ

**316-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهُرِ**

**317-بَابُ آخِرٍ**

**318-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ العَصْرِ**

**319-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَالقراءة فيهما**

### 320-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّهُ يُصْلِيهِمَا فِي الْبَيْتِ

### 321-بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّطْوِعِ وَسِتِّ رَكَعَاتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ وہ چھر کعات ہیں جن کو اوابین شمار کیا گیا ہے یہاں روایات میں اوابین کا نام نہیں آتا اوابین کا نام وجود کرنے والے توبہ کرنے والے

جامع ترمذی میں اوابین والی روایت پر اعتراض ہوتا ہے کہ اس میں یہ راوی عمر بن عبد اللہ ابن ابی خشم ضعیف ہے خود امام ترمذی بھی کہہ رہے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ترمذی میں بھی ضعیف روایت ہے ہے تو پھر اس کو زیادہ اہمیت کیوں دیتے ہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ یہی روایت صحیح ابن خزیمہ میں موجود ہے اس کی سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے اس وجہ سے محدثین اس پر عمل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

### 322-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

### 323-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مَشَى مَشَى

### 324-بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ

### 325-بَابِ مَا جَاءَ فِي وَضْفِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ

یہ آٹھ (8) تراویح پڑھنے والوں کی اہم ترین دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے تراویح ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ روایت کے الفاظ ہیں

، ما كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان  
و لافی غیرہ علی احمدی عشرۃ رکعۃ،  
جواب نمبر 1۔

اس میں، ولائی غیرہ، کو سامنے رکھ کر یہ سوال کریں گے کہ یہ غیر رمضان میں کوئی تراویح ہوتی تھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث تراویح کے بارے میں نہیں ہے قیام اللیل کے بارے میں ہے جواب نمبر 2۔

آٹھ تراویح پر اصرار کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت ہوتی ہے ہم یہ کہتے ہیں اگر آپ اس کو آٹھ تراویح کے لئے دلیل بنائیں گے تو پھر وتر تین ثابت ہو جائیں گے اور اگر وتر ایک رکعت ہونے پر اصرار ہے تو پھر اس روایت سے تراویح کی دس رکعتیں ثابت ہو گیں آٹھ نہیں

### 326-بَابِ مِنْهُ

### 327-بَابِ مِنْهُ

### 328-بَابِ إِذَانَامُعْنِي صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ صَلَى بِالنَّهَارِ

329-بَابِ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ  
باب ما جاء في نزول رب تبارك وتعالي إلى السماء الدنيا

نزول رب تبارك وتعالي إلى السماء الدنيا۔

اس کے بارے میں چند مذاہب ہیں  
مذہب نمبر ایک۔

مشہب (وہ فرقہ جو اللہ تعالیٰ کی تمام بالتوں کو حقیقی معنی میں لیتے ہیں جیسے یہ اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہی مراد لیتے ہیں) کے نزدیک نزول رب تبارک وتعالي إلى السماء الدنيا، اسے ظاہری حقیقی معنی پر محمول کرتے ہیں یہ مذہب باطل ہے

مذہب نمبر دو۔

معزلہ اور خوارج جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں وہ نزولِ رب وغیرہ جیسی احادیث کو صحیح نہیں مانتے یہ مذہب بھی باطل ہے

مذہب نمبر تین۔

جمہور اسلاف اور محدثین ایسی احادیث کو متشابہات میں سے شمار کرتے ہیں یعنی ان کے اندر توقف کرنا چاہیے ہمارے بعض اکابر کا یہی خیال ہے

مذہب نمبر چار۔

متکلمین کے نزدیک یہاں ظاہری معنی مراد نہیں ہے  
نزولِ رب تبارک و تعالیٰ سے مجازی معنی مراد ہے یعنی نزول رحمت اور نزول ملائکہ  
ہمارے اکابر اور اساتذہ کا یہی خیال ہے اور یہی راجح ہے۔

### 330-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ بِاللَّيلِ

قرآن کو ساری عمر یاد رکھنے کا طریقہ اور اصول۔

جو حافظ اپنے قرآن کو بچانا چاہتا ہے وہ روزانہ دیکھ کر ایک پارہ تاریخ وار اونچی آواز سے تلاوت کرتا رہے  
وہ مرتبے دم تک قرآن نہیں بھولے گا

عن سلمة۔

سلمہ کے آخر میں اگر گول، وہ، ہولام پرفتح پڑھیں گے جیسے عن سلمة  
اور اگر گول ہونہ ہو تو یعنی کھڑی زبریاں ہو تو پھر سلمی پڑھیں گے

قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایة۔۔۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے ہوئے گزار دی سورہ مائدہ آیت 118۔ ان تعذیب حم فا نہم  
عبد ک۔۔۔

اے اللہ اگر تو ان بندوں کو عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں تو دے سکتا ہے اگر تو ان کو بخش دے گا تو تو ذبر دست حکمت والا ہے

### 331-بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَلَاةِ التَّطْوِعِ فِي الْبَيْتِ

محمد شین نے اس ارشاد نبوی کی دو توجیہات لکھی ہیں

1- یہ جملہ ولاستحذ و حا قبورا، مستانفہ ہے ایک مستقل جملہ ہے کہ تم گھروں میں نماز پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ یعنی گھروں کے اندر قبریں نہ بناؤ بعض محمد شین نے اس سے یہ مراد لیا ہے

2- لیکن اکثر محمد شین نے یوں فرمایا کہ تم گھروں میں سنتیں اور نوافل پڑھوان کو قبرستان نہ بناؤ یعنی جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھتے قبروں کی وجہ سے اس طرح تم گھروں کو نہ بناؤ

### 3-أَبْوَابُ الْوِتْرِ

#### 1-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْوِتْرِ

ان اللہ ام کم۔

1-بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی ایک نماز کے ساتھ یعنی وتر کے ساتھ

2-اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے یعنی دتر کا

جعله اللہ لکم فيما بین صلاة العشاء الی ان يطع الخجر۔

وتر کا وقت عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے لے کر صحیح صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے

اگر عشاء کے فرض نہیں پڑھے اور وتر کی نماز پڑھ لی تو وتر کی نماز ادا نہیں ہوگی

اسی مسئلے کو بعض لوگ رمضان میں غلط رخ سے بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی تو کیا وہ وترجماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جس شخص نے عشاء کے فرض نہیں پڑھے خواہ جماعت کے ساتھ یا اکیلے تو وہ وتر امام کے ساتھ بھی نہیں پڑھ سکتا اور اکیلے بھی نہیں پڑھ سکتا کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوتا ہے۔

#### 2-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَثْمٍ

مہر محدث نے بین السطور لکھا لیس بواجب

وتر کی شرعی حیثیت؟

مذهب نمبر ایک۔

ائمه ثالثہ امام شافعی امام مالک امام احمد ابن حنبل اور صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ (جمہور) کے نزدیک وتر واجب نہیں ہیں سنت ہیں

صاحبین کا یہ مسلک صاحب ہدایہ نے ہدایہ جلد اول صفحہ 144 باب صلاۃ الوتر میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے و قالا سنۃ لظہور اثار السنن فیہ

ان حضرات کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایات ہیں  
جن کے الفاظ یہ ہیں

پہلی روایت کے الفاظ یہ ہیں  
الوتر لیس بحتم صلاتکم المکتوبہ  
دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں  
الوتر لیس بحتم کھینۃ الصلاۃ المکتوبہ

مدہب نمبر دو۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک و ترواجب ہیں  
وعلیہ الفتوی  
دلیل نمبر 1۔

سنن ترمذی کے علاوہ باقی تمام سنن (سنن نسائی سنن ابو داؤد سنن ابن ماجہ میں) میں یہ روایت موجود ہے کہ قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم الوتر واجب حنیف علی کل مسلم

دلیل نمبر 2۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت جو ترمذی کے ابواب الوتر میں چند صفحات بعد آرہی ہے کہ نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا  
من نام عن وترِ آذنسیہ، فلیصل اذا صحي او زكره  
یعنی جب کوئی وتر پڑھنے کے بجائے سوچوں جائے تو جب بیدار ہو جب یاد آجائے تو پڑھ لے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس روایت سے استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ وتر سنت نہیں ہیں ورنہ ان کی قضانہ ہوتی واجب کی قضا  
ہوتی ہے

دلیل نمبر 3۔

سنن ابو داؤد ابواب الوتر میں آنے والی روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الوتر حَقِيقَةٌ فَنَّمْ لَمْ يُوَرِّثْ فَلَيْسَ مَنَا۔

اس سے بھی وجوب ثابت ہو رہا ہے

ترمذی کے اس باب میں موجود روایت کا جواب۔

احناف کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اس کے الفاظ میں غور کریں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

الوتر لیس بحتم صلاتکم المكتوبہ

و تراس طرح لازم نہیں ہے جس طرح تمہاری فرض نماز ہوتی ہے

اس قول علی سے فرضیت کی نفی معلوم ہوتی ہے وجوہ کی نفی معلوم نہیں ہوتی بلکہ یہ تو احناف کی دلیل بنے گی

### 3-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ النَّوْمِ قَبْلَ الْوِتْرِ

### 4-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهِ

### 5-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِسِعِ

باب ماجاء فی الوتر بسیع۔

و ترا یک ہوتا ہے یا تین ہوتے ہیں یا سات ہوتے ہیں

و تر کی رکعت کی تعداد کتنی ہے؟

اس بارے میں روایات کا مطالعہ کرنے سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کسی حدیث میں یہ نہیں آتا کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت و تر پڑھی ہو البتہ تمام روایات میں اوتر یو ترا ایتار اباب افعال سے یا آذ ترا آرہا ہے یا یو تر آرہا ہے

کبھی روایات میں صرف و تر کے لئے آتا ہے

اور کبھی صلاۃ اللیل کو طاق بنانے کے لئے آتا ہے

روایات ایتار یہ صحاح ستہ میں 1 سے لے کر 13

تک آرہی ہیں دیکھیے سنن نسائی جلد نمبر 1 صفحہ 248 سے 251 تک وہاں امام نسائی رحمہ اللہ نے

ہر روایت کے لئے الگ الگ باب قائم کیا

1- بَابُ كِيفَ الْوِتْرُ بِواحِدٍ

2- بَابُ كِيفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثٍ

3- بَابُ كِيفَ الْوِتْرُ بِخَمْسٍ

4- كِيفَ الْوِتْرُ بِسِعَ

5- بَابُ كِيفَ الْوِتْرُ بِتَسْعَ

6- بَابُ كِيفَ الْوِتْرُ بِاحِدٍ عَشَرَةً رَكْعَةً

7- كِيفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثَةِ عَشَرَةَ رَكْعَةً

یہ تمام ابواب سنننسائی میں ہیں

بعض محدثین نے سترہ سعیع عشرہ والی روایت بھی نقل کی ہے لیکن ذخیرہ احادیث میں 15 والی کوئی روایت نہیں ہے

ان تمام روایات میں تطیق ہمارے اکابر نے کھول کر رکھ دی ہے

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے (آپ کے پرداد استاذ اس لیے کہ بخاری شریف میں نے حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمہ اللہ سے پڑھی اور انہوں نے بخاری مولانا شبیر احمد عثمانی رحیم اللہ سے پڑھی) مقدمہ فتح المکہم میں جلد نمبر 2 صفحہ 88 میں ان تمام روایات میں تطیق بیان کر دی کہ وہ سترہ رکعتیں اس طرح تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کی صلاۃ اللیل کا آغاز کرتے تھے برکعتیں خفیتیں

پھر آٹھ طویل رکعتیں تہجد کی پڑھتے تھے

پھر تین و تر پڑھتے تھے

پھر دور کعت نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے

پھر طلوع فجر کے بعد دو سنتیں پڑھتے تھے

پھر تھوڑا آرام فرمائیتے تھے

پھر فجر کے دو فرض پڑھتے تھے

**6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِخَمْسٍ**

**7- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ**

یقروءُ فیھن بِتَسْعَ سُورَ مِنْ الْمَفْضِلِ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت و تر تین نو سورتیں پڑھتے تھے یعنی ہر رکعت میں تین سورتیں پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر سورۃ القدر سورۃ الزلزال

دوسری رکعت میں سورۃ الحصیر سورۃ النصر سورۃ الکوثر

تیسرا رکعت میں سورۃ الکافرون سورۃ لہب سورۃ الاخلاص

### 8-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ

مذہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک و تر تین رکعتیں ہیں ان کی دلیل

باب ماجاء فی الوتر بثلاث و ای روایت ہے

اور 1 سے 13 تک یا 17 تک جو روایات آرہی ہیں وہ سب احناف کی دلیل ہیں

کیوں کہ ان تمام روایات کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک رکعت و تر نہیں پڑھے

مذہب نمبر 2۔

انہمہ ثلاثة امام شافعی امام مالک امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک و تر ایک رکعت ہے

ان کی دلیل باب ماجاء فی الوتر برکعۃ میں آنے والی روایت ہے

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل شنی منشی

و یو تر برکعۃ۔

و یو تر برکعۃ سے استدلال۔

و یو تر برکعۃ سے استدلال سے یہ استدلال کرنا کہ ایک ہی رکعت پڑھتے تھے امام ترمذی رحمہ اللہ کی وضاحت کے مطابق و تر تین

رکعت ہی ثابت ہوتے ہیں

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا، رَأَوْا نَفْصُلَ الرَّجُلَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالثَّالِثَةِ يُو تر برکعۃ

معلوم ہوا کہ اختلاف صرف اتنا ہے کہ دور رکعت پڑھنے کے بعد سلام کر کے فصل کیا جائے یا نہیں

ورنہ انہمہ ثلاثة بھی و تر تین ہی پڑھتے ہیں

باب ماجاء فی الوتر برکعۃ میں آنے والی روایت کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ اگر یو تر برکعۃ کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ وہ ایک رکعت

و تر پڑھتے تھے

تو پھر

یوْتُرُ بَلَاثُ عَشَرَ

یوْتُرُ بَادِي عَشَرَ

یوْتُرُ بَقْعَ

یوْتُرُ بَسِعَ

اور یوْتُرُ بَحْنَسٍ کا کیا ترجمہ کیا جائے گا

## 9-بَابُ مَا جَاءَ مَا يُقْرَأُ فِي الْوِتْرِ

### 10-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

اس باب میں محمد شین تین بخشیں فرماتے ہیں

البحث الاول۔

قتوت سار اسال پڑھنا ہوتا ہے یا نہیں

عند الاحناف و ترویں میں قتوت سار اسال پڑھنا واجب ہے

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف رمضان میں واجب ہے

شوافع اور حنبلہ کے نزدیک صرف رمضان کے نصف آخر میں مشروع ہے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ترمذی میں موجود ہے

لايقنت الا في النصف الآخر من رمضان

احناف کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے جو امام ترمذی نے اس باب میں نقل کیا۔ القنوت فی الوتر فی السنۃ کلمہ

البحث الثاني۔

قطوت قبل رکوع ہے یا بعد رکوع

مذہب نمبر 1۔

احناف اور مالکیہ کے نزدیک قبل الرکوع ہے

ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول جو ترمذی کے اس باب میں ہے  
و اختار القنوت قبل الرکوع  
مذہب نمبر 2۔

شوافع اور حنبلہ کے نزدیک قوت بعد الرکوع واجب ہے  
ان کی دلیل قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جو ترمذی میں موجود ہے۔ وکان یقنت بعد الرکوع  
اس کے علاوہ اور بعد الرکوع والی روایات بھی ہیں

احناف ان تمام روایات کا یہ جواب دیتے ہیں کہ بعد الرکوع والی تمام روایات قوت نازلہ کے بارے میں ہیں

البحث الثالث۔  
دعائے قوت کے الفاظ کو نے افضل ہیں  
مذہب نمبر 1۔

صحابہ سنتہ میں دعائے قوت کے یہ الفاظ منقول ہیں  
اللهم اهدنی فین حديث--- الی قوله--- تبارکت ربنا و تعالیٰ  
یہ شوافع اور حنبلہ کے نزدیک افضل ہے

مذہب نمبر 2۔  
احناف کے نزدیک دعائے قوت کے جو الفاظ راجح ہیں وہ۔ اللهم انا نستعينک و اے ہیں  
یہ الفاظ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے بخاری

**11-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الْوِثْرِ، أَوْ يَنْسَأُهُ**

**12-بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَادَرَةِ الصُّبْحِ بِالْوِثْرِ**

### 13-بَابِ مَا جَاءَ لَا وُتْرَانٍ فِي لَيْلَةٍ

### 14-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْوَتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

### 15-بَابِ مَا جَاءَ فِي صَلَاتِ الضُّحَىِ

ضُحَىٰ چاشت کی نماز

اضھیٰ عید کی نماز

آضھیٰ اضھیٰ کی جمع ہے

### 16-بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الزَّوَالِ

### 17-بَابِ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ

### 18-بَابِ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الِاسْتِخَارَةِ

استخارے کی حقیقت۔

استخارے کا الغوی معنی ہیں خیر طلب کرنا

استخارے کے ذریعے اللہ سے خیر طلب کی جاتی ہے

پوری دعا کا مفہوم ہی یہی ہے

استخارے کا طریقہ۔

حدیث کے مطابق استخارے کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ

دور کعت نفل پڑھے اس کے بعد مسنون دعائے

استخارے کا عمل مکمل ہو گیا

استخارے کے بعد سو نا ضروری نہیں رات کو استخارہ کرنا ضروری نہیں خواب آنا بھی ضروری نہیں اگر آجائے تو اس کی تعبیر کسی

عالم سے پوچھ لیں خواب میں کسی بزرگ کا آنایا کسی اشارے کا ہو نا حدیث سے ثابت نہیں ہے کوئی رنگ نظر آنا بھی حدیث سے

ثابت نہیں ہے عوام میں مشہور ہے کہ سرخ رنگ نظر آئے تو نا ہوتی ہے سبز رنگ نظر آئے تو ہاں ہوتی ہے یہ تو پھر استخارہ نہ ہوا ڈیک کے اشارے ہو گئے

اگرچہ بعض بزرگوں نے اپنے تجربے سے رنگ لکھے ہیں لیکن اس کو سنت کا درجہ نہ دیا جائے اس لیے عوام کو دعا کا ترجیح بھی پڑھنا چاہیے

استخارے کو فال کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے استخارہ کو فال کی طرح ہاں یا انہیں سمجھنا چاہیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فال نکالنے سے منع کیا ہے

لا ادویٰ ولا طیرۃ

فال نکالنا جائز نہیں ہے ہے جیسے زمانہ جاہلیت میں لوگ پرندہ اڑاتے تھے اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو ہاں سمجھتے اور اگر وہ بائیں طرف اڑتا تو نا سمجھتے یہ شرعی طور پر جائز نہیں ہے اسی طرح لوگ خود استخارہ نہیں کرتے لوگ استخارے سے خوف کھاتے ہیں ڈرتے ہیں کہ اگر ہاں ہو گئی پھر ہم نے وہاں رشتہ نہ کیا تو نقصان ہو گا اور اگر استخارے میں نا ہو گئی پھر بھی ہم نے وہ مکان خرید لیا تو نقصان ہو گا یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے بس استخارہ حدیث کے مطابق کرنا چاہیے پھر ذہن جس طرف مطمئن ہو وہ کام کر لے

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ دو چیزوں میں کیا جاتا ہے ایک میں نہیں جیسے کسی لڑکی کے دور شستہ آئیں تو استخارہ کرتے ہیں اور اگر ایک ہی رشتہ آئے تو اس میں استخارہ نہیں کرتے یہ تصور بھی غلط ہے استخارہ قریب اندازی کا نام نہیں ہے جو عبادت انسان کے ذمے فرض ہے اس کے بارے میں کرنے یا نہ کرنے کے لیے استخارہ کرنا جائز نہیں جیسے حج فرض ہو گیا تو یہ استخارہ کرنا کہ میں حج کروں یا نہ کروں یہ جائز نہیں ہے البتہ اس بارے میں استخارہ کرنا کہ میں کس کمپنی کے تحت حج پر جاؤں تو ٹریول اینجینٹ کے متعلق استخارہ کرنا جائز ہے

گناہ کے لیے استخارہ کرنا جائز نہیں جیسے میں مکان بنانے کے لیے بینک سے سودی قرضہ لوں یا نہ لوں

دوسرے سے استخارہ کروانے کی بجائے خود استخارہ کریں  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر استخارے کی دعا بھی بتائی۔ اللہُمَّ خِرِّنِي وَاخْتَرْنِي۔ اللہ میرے لئے اس کام میں خیر ڈال دے اور میرے لئے اختیار فرمائے

استخارہ کرنے کی عادت ڈالیئے اس لیے کہ ترمذی جلد ثانی میں ارشاد نبوی موجود ہے

حدیث: مَنْ شَفَاعَةُ أَبْنِ آدَمَ تَرْكُهُ إِسْتِخَارَةُ اللَّهِ

ترجمہ: یعنی ابن آدم کی بد بختی و بد نصیبی ہے استخارے کو چھوڑ دینا یعنی اللہ سے خیر طلب کرنے کو چھوڑ دینا

## 19-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

صلاتہ تسبیح کا طریقہ

1- سورہ فاتحہ سے پہلے 15 مرتبہ

2- رکوع میں جانے سے پہلے 10 مرتبہ

3- رکوع میں جا کر 10 مرتبہ

4- رکوع سے اٹھ کر 10 مرتبہ

5- سجدے میں جا کر 10 مرتبہ

6- سجدے سے اٹھ کر 10 مرتبہ

7- دوسرے سجدے میں جا کر 10 مرتبہ

ایک رکعت میں تسبیح کی تعداد 75 ہو گئی اس طرح چار رکعت میں 300 کی تعداد مکمل ہو جائے گی

اگر ایک جگہ کی تسبیح بھول جائے تو اگلی جگہ اس کو پورا کر لیا جائے  
تسپیح کی گنتی پوروں پر نہ کریں تاکہ کسی بھی فقیہ کے نزدیک عمل کثیر نہ ہو جائے بعض علماء اس کی اجازت دیتے ہیں  
تسپیح کو گنے کیلئے ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کو ایک ایک کر کے ہلاکا ساد باتے جائیں اسی طرح دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کو ہلاکا  
دباتے جائیں تو دس کی گنتی آسانی سے مکمل ہو جائے گی۔

## 20-بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## 21-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قال عمر بن الخطاب لاسپیع فی سوق الامن تفقہ فی الدین۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومتی سطح پر یہ قانون بنایا تھا کہ جو شخص دین کی سمجھ نہیں رکھتا وہ مار کیت میں آکر  
دکان داری نہیں کر سکتا  
سوال۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے درود شریف کی فضیلت کے باب میں اس روایت کو کیوں ذکر کیا؟ اس کا تو کوئی تعلق ترجمہ الباب سے معلوم نہیں ہو رہا

جواب۔

دراصل اس روایت کا تعلق ترجمہ اللہ سے بالکل نہیں ہے یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ اس باب میں صرف اس لئے سند کے ساتھ لائے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یعقوب نام کے راوی کبار تابعین میں سے ہیں اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی نقل کی ہے چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے سند یوں ذکر کی

عن العلاء ابن عبد الرحمن ابن یعقوب عن ابیه عن جده

یہاں جدہ سے مراد یعقوب ہیں جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کر رہے ہیں  
چنانچہ محشی محدث میں السطور یہ عبارت لکھ رہے ہیں  
عبارت۔

ووجه ادخال هذا الحديث في هذا الباب اثبات سماع یعقوب من عمر رضي الله عنه

## 4-أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ

### 1-بَابُ فَصْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

### 2-بَابُ فِي السَّاعَةِ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

### 3-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِغْتِسَالِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن غسل کرنے کی شرعی حیثیت؟

مذہب نمبر 1۔

امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل یعنی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے  
دلیل ترمذی کی یہی حدیث ہے، من اتی الجموعہ فلیغتسل

مذہب نمبر 2۔

اہل ظاہر کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے ان کی دلیل بھی یہی حدیث ہے

باقی رہا اس بات کا جواب کہ فلیغتسل امر کا صیغہ ہے تو احناف اور جہور اس سے سنت ہونا مراد کیوں لیتے ہیں اس کا جواب احناف  
یہ دیتے ہیں کہ ابھی دو بابوں کے بعد ایک باب رہا ہے باب فی الوضو یوم الجموعہ۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول  
ہے:

من توضا یوم الجموعہ فبھاؤ نعمت و من اعتسل فلغسل افضل۔

معلوم ہوا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں ہے

حدیث 493۔

اذ دخل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
یہاں رجل سے مراد کون ہے

محمد بنین نے لکھا کہ اس سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اسی بات کی وضاحت ابھی چند سطروں کے بعد آرہی ہے کہ رجل سے مراد یہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں

#### 4- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

حدیث 496

بُكْرٌ۔

جلدی جمعہ کے لئے پہنچے

و بتکر۔

خطبے میں اول وقت میں پہنچے

و دنا۔

قریب ہو کر بیٹھے

و استمع۔

خطبے کو غور سے سنئے

وانصت۔

اور خاموش رہے

#### 5- بَابُ فِي الْوُضُوءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

#### 6- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبَكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ

حدیث نمبر 499۔

زوال سے لے کر خطبہ شروع ہونے تک کے وقت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر لو حدیث سمجھ آجائے گی

قرشے کا معنی صدقہ کرنا

بیضاۓ۔

انڈہ

اس سے علماء نے مسئلہ لکھا ہے کہ انڈہ حلال ہے کیونکہ حرام چیز کا صدقہ نہیں ہوتا اس لیے جو جانور حلال ہے اس کا انڈہ بھی حلال ہے

### 7-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

حدیث نمبر 500۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ترک الجمعة ثلاث مرات تھا وناطبع اللہ علی النبی۔

اس کی دو توجیہات ہیں

ایسے شخص کو منافق لکھ دیا جاتا ہے

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل پر مہر لگادیتا ہے یعنی اس کا نیک کام کرنے کو دل نہیں کرتا یہ توجیہ راجح ہے

### 8-بَابُ مَا جَاءَ مِنْ كَمْ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ

من کم یوئی۔ کتنی دور سے آیا جائے

قبا مسجد نبوی سے ڈھائی کلو میٹر دور ہے

من آواہ ایلیں الی آحلہ۔

جورات تک گھروالپس آسکتا ہو

یہاں محدثین دو بحثیں فرماتے ہیں

بحث نمبر 1۔

من کم یوئی الی الجمعة۔ جمعہ کے لئے کتنی دور سے آئیں

مذہب نمبر 1۔

امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اتنی دور سے جمعہ پڑھنے کیلئے آنادا جب ہے جہاں سے جمعہ پڑھ کر رات تک اپنے گھروالپس پہنچ سکے

انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے

الجمعۃ علی من آواہ ایلیں الی آحلہ

مذہب نمبر 2۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک جسے جمعہ کی اذان سنائی دے اس کے لئے اتنی دور سے جمعہ پڑھنے کے لئے آنا واجب ہے  
قرآن مجید کی آیت ہے  
یا ایحٰى الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجَمْعَةِ فَاسْعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا ہے کہ جب ان کے سامنے آواہ ایلیل والی حدیث بیان کی گئی تو وہ راوی پر بہت ناراض ہوئے کیونکہ وہ اس حدیث کو انتہائی ضعیف قرار دیتے ہیں اور احناف بھی اس حدیث کا یہی جواب دیتے ہیں

مذہب نمبر 3۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر اور اس کے مضافات میں رہنے والوں پر جمعہ واجب ہوتا ہے  
اس بات کی دلیل اگلی بحث میں آئے گی ان شاء اللہ

بحث نمبر 2۔

بِبُوذِ الْجَمْعَةِ فِي الْقُرْبَىِ أَمْ لَا۔

گاؤں دیہات میں جمعہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

مذہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک گاؤں دیہات میں جمعہ واجب نہیں ہوتا وہاں پر ظہر کی نماز پڑھے  
دلیل نمبر 1۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آخری حج ادا کیا جب  
الوداع، تو یوم عرفہ کو جمعہ کا دن تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں تھے وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ نہیں پڑھادو  
رکعت ظہر کی پڑھی پھر ظہر ہی کے وقت میں دور کعت عصر کی پڑھی  
دلیل نمبر 2۔

سورۃ الجمیع کی آیت نمبر 9 اذ انودی للصلوة من یومن الجمیع فاسعو الی ذکر اللہ وذروا لبیع۔  
وذروا لبیع سے سمجھ میں آیا کہ شہر والوں پر جمعہ واجب ہوتا ہے

مذہب نمبر 2-

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مصر یعنی شہر ہونا شرط نہیں ہے قریہ دیہات میں جمعہ جائز ہے  
دلیل نمبر 1-

ان کی دلیل سورۃ الجمیعہ کی آیت نمبر ۹ ہے اذ انو دی للصلاتة مِنْ يَوْمِ الْجَمِیعَةِ فَا سُوَا الی ذکر اللہ  
جب جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو  
یہ مطلق حکم ہے لہذا دیہات میں بھی جمعہ جائز ہے  
دلیل نمبر 2-

شوافع کی دلیل ایک وہ روایت ہے جو سنن ابی داؤد میں آرہی ہے باب الجمیعہ فی القری جلد اول کتاب الصلاۃ  
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو اُنّی میں جمعہ پڑھا آگے روایت میں ہے  
جُو اُنّی قُریٰۃٌ مِنْ قُریٰۃِ الْجَمِیعَیْنِ  
احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ جو اُنّی یہ ایک چھوٹا شہر تھا دیہات نہیں تھا  
آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر عرف میں اسے شہر کہا جاتا ہے تو شہر ہے ورنہ گاؤں دیہات ہے اور گاؤں دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا

بحث نمبر 3-

جمعہ کا وقت اور قبل از وقت اذان دینا  
اس پر فقهاء کا اجماع ہے کہ جمعہ کا وقت اسی وقت شروع ہوتا ہے جس وقت ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے یعنی سورج کے زوال کے  
فوراً بعد  
لیکن اگر جمعہ کی اذان زوال سے پہلے دے دی یا جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھ لی تو امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک نماز  
کو لوٹانا ضروری نہیں  
یہ مذاہب امام ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا

لیکن آج کل مسجد الحرام میں جمعہ کی پہلی اذان زوال سے پہلے دے ری جاتی ہے حتیٰ حضرات کو اس وقت سنتیں نہیں پڑھنی  
چاہیے کیونکہ نصف النہار کا وقت ہوتا ہے اور جو نہی زوال شروع ہوتا ہے فوراً دوسرا اذان شروع ہو جاتی ہے اس اذان کے  
ہوتے ہوئے بھی سنتیں نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ اس وقت امام منبر پر بیٹھا ہوا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام  
منبر پر بیٹھ خطبہ دینے کے لیے تو اس وقت نہ نماز پڑھیں نہ کلام کریں

اس لیے حنفی حضرات کو وہاں جمعہ کی پہلی سنتیں پڑھنے کا موقع نہیں ملتا

### **9-بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ**

### **10-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبُرِ**

جذع۔ کجھور کا تنا

حرنِ الجذع۔ کجھور کا تنارو یا

فالترز۔ اس کو اپنے آپ سے جھٹایا

تسکین۔ اس کو سکون ہوا

آج بھی مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں اُسطوانہ حنانہ

کے نام سے ایک ستون ہے یہ اسی جگہ ہے جہاں پر یہ منبر یعنی کجھور کا تنارو یا تھا

### **11-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ**

### **12-بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصْرِ الْخُطْبَةِ**

قصر الخطبۃ۔ خطبہ کو مختصر کرنا

قصد۔ در میانی میانہ روی

### **13-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْمِنْبُرِ**

منبر پر خطبہ کے دوران قرآن کی آیات پڑھنا

ونادو الہمک۔ اشارہ ہے سورہ زخرف کی آیت نمبر ۷۷ کی طرف

یعنی ایک آیت پڑھ رہے تھے

### **14-بَابُ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ إِذَا خَطَبَ**

جب امام خطبہ دے رہا ہو تو امام کی طرف رخ کر کے بیٹھنایہ خطبے کا ادب ہے

### **15-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يُخْطُبُ**

شوافع کہتے ہیں کہ یہ دور کعت تجیہ المسجد مراد ہے

جواب الزامی کی تعریف۔

مخالف کے نزدیک جوابات تسلیم شدہ ہواسی کو جواب میں پیش کر دینا

جواب تحقیقی کی تعریف۔

جواب میں دلیل پیش کی جائے

الحرس۔ چوکیدار

ان کا دوالیقعوا۔۔۔۔۔

شان یہ ہے کہ وہ آپ پر حملہ کرنے والے تھے

امام جب جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں

مذہب نمبر 1۔

Shawāfi' اور Ḥanabla کے نزدیک تھیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں

انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں آنے والی روایت ہے

جواب 1

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے

یہ جو صاحب تشریف لائے تھے انکا نام تھا سلیک ابن حدبہ غطیفانی رضی اللہ عنہ تھے یہ نام مصنف ابن ابی شیبہ جلد ثانی صفحہ

110 میں یہ نام اور روایت موجود ہے

روایت کے الفاظ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم امسک عن الخطبة حتی فرغ من رکعتیہ

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے سے رک گئے تھے یہاں تک کہ وہ اپنی دور کعتوں سے فارغ ہو گئے

جواب 2۔

احناف جواب الزایی یہ دیتے ہیں کہ شوافع کی دلیل میں جو ترمذی کی روایت ہے اس میں آخر میں الفاظ یہ ہیں

فَقِمْ فَارَكَع

کہ تم اٹھو اور نماز پڑھ لو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابی بیٹھ گئے تھے اور شوافع نزدیک اگر کوئی شخص مسجد میں آکر بیٹھ جائے تو اس سے تحریۃ المسجد فوت ہو جاتی ہے لہذا یہ روایت شوافع کی دلیل نہیں بن سکتی

ندہب نمبر 2-

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے خطبے کے وقت صلاۃ اور کلام جائز نہیں  
دلیل نمبر 1-

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 204 اذَا قریَ الْقُرْآنَ فَسَمِعُوا لَهُ وَانصَوْا  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں قرآنی آیات بھی پڑھتے تھے  
دلیل نمبر 2-

اگلے باب میں ایک روایت آرہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن کوئی بات کرے  
نقال انصت فقد لغا  
یعنی اس نے بولنے والے کو کہا تو چپ ہو جا تو اس نے بیکار کام کیا کیونکہ یہ بھی بولا اس لیے اشارے سے چپ کروانا چاہیے  
دلیل نمبر 3-

مجموع الزوائد جلد نمبر 2 صفحہ 184 میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
اذاد خل احمد کم المسجد والامام علی المنبر فلا صلاۃ ولا کلام حتی یفرغ الامام  
جب امام منبر پر بیٹھ جائے خطبے کے لیے تو اس وقت نہ نماز پڑھے اور نہ کلام کرے  
اسی وجہ سے جمعہ کے خطبے کی اذان کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے دل میں جواب دے  
**16-بَابُ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ وَالإِمَامِ يُخْطُبُ**

## 17-بَابُ مَاجَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّخْطِيِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

گرد نیں پھلانگنے کے بارے میں  
جسرأ۔

پل

(سب سے پہلے مسجد کے اندر کی صفوں کو مکمل کر لیں تاکہ درمیان میں جگہ نہ رہے جب جگہ نہیں رہے گی تو باہر سے کوئی بھی  
گرد نیں پھلانگ کر اندر جانے کی کوشش نہیں کرے گا)

## 18-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحُتْبَاءِ وَالإِمَامِ يُخْطُبُ

احتباء کرنا مکروہ ہے اس حال میں کہ امام خطبہ دے رہا ہو

احتباء اور حبوب کا معنی گوٹ مار کر بیٹھنا

جمعہ کے دن جمعہ کی نماز میں خطبہ سنتے ہوئے اس طرح بیٹھنا مکروہ ہے عام زندگی میں اس طرح بیٹھنا جائز ہے

## 19-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رُفْعِ الْأَيْدِي عَلَى الْمِنْبَرِ

ممبر پر خطبہ دیتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرنا ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے

## 20-بَابِ مَا جَاءَ فِي أَذَانِ الْجُمُعَةِ

حدیث میں زور اسے کیا مراد ہے

اس بارے میں محدثین اور شارحین کے مختلف اقوال ہیں

1-الزورا جد اڑنی سوق المدينة

مدينة کے بازار میں ایک اوپنی دیوار تھی اس پر اذان دلواتے تھے تاکہ دور تک آواز چلی جائے اسے زورا کہتے ہیں

2-الزورا كل مکان مرتفع

ہر بلند جگہ کو زورا کہتے ہیں

3-الزورا هو حجرۃ کبیرۃ عند باب المسجد

مسجد کے دروازے کے پاس ایک بڑا کمرہ تھا جس کے اوپر چڑھ کر وہ اذان دیتے تھے

فلما كان عثمان را ذ النداء الثالث۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیری اذان کا اضافہ کیا انہوں نے تو پہلی اذان کا اضافہ کیا تھا

اور اذانیں تو جمعہ کے لئے دو ہوتی ہیں تین نہیں ہوتی

اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ دراصل دو اذانیں اور ایک اقامت ہے اقامت کا اکثر حصہ بھی اذان کی طرح ہے اس لیے

تین اذانیں تعليماً کہہ دیا گیا

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدة القاری جلد نمبر 2 صفحہ 211 میں لکھا ہے علامہ عینی لکھتے ہیں

حد الاذان اول الوجود لا کنه ثالث باعتبار شرعیتہ با جتحاد عثمان و موافقۃ سائر الصحابة لہ بالسکوت وعدم الانکار فصار اجماعاً سکوتیا

یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پہلی اذان مقرر کی وہ وجود کے اعتبار سے پہلی ہی ہے

لیکن مشروعیت کے اعتبار سے تیسری ہے یعنی پہلے دوازائیں ایک اذان خطبے والی اور ایک اقامت ہوتی تھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی یعنی تیسری اذان کا اضافہ کیا پہلی وجود کے اعتبار سے اور تیسری مشروعیت کے اعتبار سے

علامہ عینی کے مطابق یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا اور چونکہ اس وقت کے تمام صحابہ نے اس پر اتفاق کیا اس کا انکار بھی نہیں کیا خاموشی رکھی تو اجماع سکوتی ہو گیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجتہاد کر کے جو پہلے اذان مقرر فرمائی اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟  
محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پہلی اذان کا اضافہ اس لیے کیا کہ جب خطبے کی اذان دی جاتی تھی تو اذان سن کر لوگ آتے تھے خطبہ سننا رہ جاتا تھا کیونکہ اس دور تک آبادی بہت زیادہ پھیل چکی تھی لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان مقرر کر دی تاکہ پہلی اذان سن کر لوگ جمع کے لئے آجائیں

سوال۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اضافے کو سنت کیسے کہا گیا؟

جواب۔ اس کا جواب محدثین نے احادیث کی روشنی میں یہ لکھا کہ خلفاء راشدین کا کوئی عمل بدعت شمار نہیں ہو گا چاہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اس عمل کا ذکر نہ ہو دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے علیکم بستی و سنت الخلفاء الراشدین المحمدین عضواً علیہما بالتواجد

سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر 5 باب اتباع سنت الخلفاء الراشدین المحمدین

سوال۔

سورۃ الجمہ آیت نمبر 9 میں اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت چھوڑ کر جمعہ کے لئے جانے کا حکم دیا  
یَا يَهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَوْدَى إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجَمْعَةِ فَسَعَوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ  
یہ خرید و فروخت پہلی اذان سے چھوڑی جائے یادو سری اذان سے؟

احناف کے ہاں مفتی بہ قول یہ ہے کہ پہلی اذان سے خرید و فروخت چھوڑ دیں اس مسئلہ کی تفصیل کیلئے دیکھئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تفسیر معارف القرآن جلد نمبر 8 صفحہ 442

**21-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُولِ الْإِمَامِ مِنَ الْمُنْبَرِ**

جمعہ کے خطبے سے پہلے اور خطبے کے بعد کلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اور دو خطبوں کے درمیان زبان سے دعا مگنا جائز ہے یا نہیں؟

مذہب نمبر 1۔

امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق امام ابویوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے خطبے سے پہلے اور بعد میں کلام کرنا جائز ہے اور دو خطبوں کے درمیان بھی کلام کرنا جائز ہے  
ان کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے

احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا جیر ابن حازم اس کے راوی ہیں اور ان کو وہم ہوا ہے امام ترمذی رحمہ اللہ نے وہ وہم یہاں تفصیل سے بیان کیا ہے

ایک وہم تو یہ ہے کہ جریر ابن حزم کو یہ وہم ہوا کہ عشاء کی نماز کے واقعہ کو جمعہ کی نماز کا واقعہ بنائ کر بیان کر دیا امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس باب کے آخر میں وہ روایت بھی ذکر کی ہے اگرچہ اس میں عشاء کی نماز کا نام نہیں ہے لیکن یہی روایت سنن کبریٰ للبیہقی میں موجود ہے جلد نمبر 2 صفحہ 214 میں وہاں عشاء کا نام بھی ہے

مذہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے خطبے کی آغاز سے لے کر نمازِ کامل ہونے تک سلام اور کلام جائز نہیں دو خطبوں کے درمیان دعا کی قبولیت کا وقت ہے لیکن اس وقت بھی بغیر ہاتھ اٹھائے دل دل میں دعا مگنیں و علیہ الفتویٰ احناف کی دلیل مجمع ازوائد جلد نمبر 2 صفحہ 184 میں آنے والی روایت جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اذاد خل احمد کم المسجد والامام على المنبر فلا صلاة ولا کلام حتى یفرغ الامام

## 22-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

## 23-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يَقُرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

## 24-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

یہاں محدثین دو بحثیں کرتے ہیں  
البحث الاول۔

جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد کتنی سنتیں موکدہ ہیں  
جمعہ سے پہلے کتنی سنتیں موکدہ ہیں؟

مذہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک جمعہ سے پہلے چار سننیں موکدہ ہیں  
مذہب نمبر 2۔

شوافع کے نزدیک جمعہ سے پہلے دو سننیں موکدہ ہیں

جمعہ کے بعد کی سننیں کتنی ہیں؟

مذہب نمبر 1۔

امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد دو سننیں ہیں

مذہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چار سننیں موکدہ ہیں

مذہب نمبر 3۔

صحابین کے نزدیک جمعہ کے بعد چھ سننیں موکدہ ہیں

ان تمام مذاہب کے دلائل ترمذی کے اسی باب میں موجود ہیں

البحث الثاني۔

جمعہ کے بعد کی 6 سننوں کو کیسے پڑھیں پہلے دو یا پہلے چار؟

اس بارے میں احناف کے درمیان دورائے ہیں

مذہب نمبر 1۔

امام ابو یوسف اور امام طحاوی رحمہما اللہ کے نزدیک پہلے چار دو سننیں پڑھے

تفصیل کلیئے دیکھئے شرح معانی الآثار جلد نمبر 1 صفحہ 166

لیکن حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ المختار عندی میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے دو پڑھیں پھر چار

پڑھیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آثار اسی طرح ہیں

لیکن ہمارے اکابر دونوں پر عمل کر لیتے ہیں کسی کو ترجیح نہیں دیتے اس لیے کہ دونوں طریقے ثابت ہیں

**25-بَابُ فِيمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ كُعَةً**

جمعہ کی کتنی نماز پالے تو وہ جمعہ پڑھے ورنہ ظہر کی نماز پڑھے؟  
مذہب نمبر 1۔

امام شافعی امام مالک امام احمد ابن حنبل یعنی ائمہ ثلاثہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک جمعہ کی نماز میں دوسرا رکعت کے روایت کے روایع کے بعد شریک ہو تو اس پر ظہر کی نمازوں اجنب ہو گی پھر وہ چاہے ظہر کی نماز چار رکعت الگ سے بڑھے یا اسی پر بناء کرتے ہوئے چار رکعت ظہر کی پڑھے من غیر استیناف نئے سرے سے نماز شروع کیے بغیر ان حضرات کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے حدیث۔

عن ابی هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک عن الصلاۃ رسیۃ فقد ادرک الصلاۃ

مذہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کی نماز میں قعده اخیرہ میں سلام سے پہلے جماعت میں مل جائے تو جمعہ ہی پڑھے و علیہ الفتوی احناف کی دلیل بخاری شریف کی روایت ہے بخاری شریف جلد اول کتاب الصلاۃ باب ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا

یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مر nouā محققہ ہے اور ترجمہ الباب کی عبادت ہی حدیث ہے لہذا اگر قعده اخیرہ میں مل جائے تو جمعہ کی ہی نماز پڑھے باقی رہی ترمذی کی روایت تو احناف اس پر بھی عمل کرتے ہیں کہ ایک رکعت پالی تو اس نے جمعہ پالیا

## 26-بَابُ فِي الْقَائِلَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن قیلولہ کرنے کے بیان میں

27-بَابُ فِيمَنْ يَنْعَسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ يَتَحَوَّلُ مِنْ مَجْلِسِهِ

## 28-بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّفَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن سفر کرنے کے بارے میں

مذہب نمبر 1۔

جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے

جب تک کہ نماز کا وقت نہ ہو جائے اور اگر جمعہ کا وقت ہو جائے یعنی زوال کے بعد سفر کرنا مکروہ تحریکی ہے اگر جمعہ کے نوت ہو  
جانے کا اندیشہ ہو  
مذہب نمبر 2۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک جب جمعہ کی صبح ہو جائے تو سفر میں نکلنا جائز نہیں بہاں تک کہ جمعہ کی نماز پڑھ لے

## 29-بَابُ فِي السِّوَاكِ وَالطَّيِّبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

## أَبْوَابُ الْعِيدَيْنِ

صلاتہ العیدین کی شرعی حیثیت؟

مذہب نمبر 1۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عید کی نمازو اجوب ہے وہ ظاہر الروایہ (بس آؤں گا تم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کسی مسئلہ کے بارے میں دو قول منقول ہوتے ہیں ہم نے ان میں سے ایک کو ترجیح دیتی ہوتی ہے اور وہ ترجیح میں ظاہر الروایہ سے معلوم ہوتی ہے) وعلیہ الفتویٰ

(یہاں ظاہر الروایہ اس لیے واضح کرنا پڑا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ عیدین کی نمازو فرض ہے)

مذہب نمبر 2۔

امام مالک امام شافعی اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک عیدین (عید الفطر اور عید الاضحی) کی نمازو سنت موکدہ ہے یہ ایک اور قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب نمبر 3۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک عیدین کی نمازو فرض کفایہ ہے

احناف کے دلائل۔

دلیل نمبر 1

سورۃ الکوثر کی آیت نمبر 2 فصل لربک وآخر

دلیل نمبر 2

احادیث میں عیدین کی نمازو ادا کرنا بغیر ترک کے مواظبت منقول ہے

دلیل نمبر 3

محمد صحابہ سے آج تک اس پر تعامل ہے

عید کے دن کے مسنون اعمال۔

عید کا دن سنت کے مطابق کیسے گزارے؟

یہ تمام معلومات لوگوں کو عید کے دن سے ایک جمعہ قبل بتائیں

- 1- عید کے دن غسل کرنا سنت ہے
  - 2- آرائش جائز حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت اختیار کرنا (مردوں اور خواتین)
  - 3- عید کے دن مسوک کرنا
  - 4- عمرہ لباس پہنانا (روایات میں نئے کپڑوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ ہیں احسن شایاہ اپنے کپڑوں میں سے بہترین کپڑے)
  - 5- خوشبوگانا
  - 6- عید کے دن جلدی بیدار ہونا
  - 7- عید گاہ میں جلدی جانا
  - 8- عید الفطر کے موقع پر نماز کے لیے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا اور عید الاضحیٰ کے موقع پر نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا سنت ہے اور نماز کے بعد قربانی کے گوشت میں سے کھانا
  - 9- صدقہ فطر ادا کرنا (عید الفطر)
  - 10- عید گاہ میں نماز ادا کرنا
  - 11- راستہ بدلنا یعنی جس راستے سے جائیں واپسی میں راستہ بدل لیں
  - 12- پیدل جاناسنت ہے
  - 13- عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے تکبیرات کہنا عید الفطر کے موقع پر آہستہ کہنا اور عید الاضحیٰ کے موقع پر اوپھی آواز سے کہنا
- 1- بَابُ فِي الْمَسْعِيِّ يَوْمَ الْعِيدِ**

## 2- بَابُ فِي صَلَاتِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

عیدین میں نماز پہلے پڑھیں خطبہ بعد میں دیں  
اس لیے کہ احادیث کی روشنی میں جمہور فقہاء کے نزدیک عید کا خطبہ بعد الصلاۃ مسنون ہے البتہ حفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نماز سے پہلے بھی عید کا خطبہ دینا جائز ہے لیکن خلاف سنت ہے

إِنَّ أَوَّلَ مِنْ خُطُبِ قَبْلِ الصَّلَاةِ مِرْوَانُ بْنُ الْحَكْمَ -

سب سے پہلے عید کا خطبہ نماز سے پہلے کس نے دیا

اس بارے میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں

قول اول۔

عید کے موقع پر نماز سے پہلے سب سے پہلے خطبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا یہ روایت مصنف عبد الرزاق جلد نمبر 3 صفحہ 284 پر موجود ہے  
قول ثانی۔

عید کا خطبہ نماز سے پہلے سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا یہ روایت فتح الباری جلد نمبر 2 صفحہ 376 پر موجود ہے  
قول ثالث۔

عید کی نماز سے پہلے خطبہ سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا یہ روایت مصنف عبد الرزاق جلد نمبر 3 صفحہ 284 پر موجود ہے

قول رابع۔

عید کی نماز کا خطبہ نماز سے پہلے سب سے پہلے زیاد نے بصرہ میں دیا یہ آگے فتح الباری جلد نمبر 2 صفحہ 376 میں لکھا ہے  
قول خامس۔

یہ قول امام ترمذی رحمہ اللہ نے ترمذی کے اس باب کے آخر میں نقل کیا ہے اول من خطب قبل اصلاح مروان الحکم۔ کے سب سے پہلے عید کی نماز سے پہلے ہی عید کا خطبہ خلیفہ مروان بن الحکم نے دیا

### 3-بَابُ أَنَّ صَلَاةَ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

عید کی نماز بغیر اذان اور بغیر اقامۃ کے ہے (ترمذی)

### 4-بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ

### 5-بَابُ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ

صلاتہ العیدین میں تکبیرات کی تعداد کتنی ہے؟

یہ قبل القراءۃ ہیں یا بعد القراءۃ

جمہور علماء کے نزدیک عیدین کی تکبیرات نماز عید میں واجب ہیں اور تعداد میں جو اختلاف ہے وہ افضل ہونے میں ہے

مذہب نمبر 1۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عید کی نماز میں کل 11 تکبیرات ہیں 6 پہلی رکعت میں (تکبیر تحریمہ کے علاوہ) اور 5 دوسری رکعت میں

یہی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب ہے  
مذہب نمبر 1 والوں کے نزدیک دونوں رکعتوں میں تکبیرات قبل القراءۃ ہیں ان حضرات کی دلیل سبعاً والی روایت ہے جو ترمذی میں ہے  
مذہب نمبر ایک والے کہتے ہیں کہ یہ سبعاً تکبیر تحریمہ کو شامل کر کے ہے

مذہب نمبر 2۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عیدین میں تکبیرات 12 ہیں 7 پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ 5 تکبیرات دوسری رکعت میں

مذہب نمبر 2 والوں کے نزدیک بھی دونوں رکعتوں میں تکبیرات قبل القراءۃ ہیں

مذہب نمبر 3۔

احناف کے نزدیک عیدین کی نماز میں زائد تکبیرات کل 6 ہیں 3 پہلی رکعت میں قبل القراءۃ اور 3 تکبیرات دوسری رکعت میں بعد القراءۃ

عید کی نماز کا مختصر طریقہ۔

جیسے جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں بالکل اسی طرح پوری نماز پڑھنی ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے تین تکبیریں کہنی ہیں

امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود پر روایت ہے جس میں سبعاً کا لفظ آرہا ہے  
احناف ترمذی میں موجود روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس روایت کے مدار راوی کثیر ابن عبد اللہ ہیں جو ضعیف ہیں

قال الشافعی رحمہ اللہ رکن مِنْ ارکانِ الکذب  
یہ جھوٹ کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے

قال ابو داؤد کذاب

قال النسائی والدارقطنی متروک الحدیث

قال احمد بن حنبل منکر الحدیث

اس روایی کے بارے میں تفصیلات کے لیے دیکھیے

الجوهر النقی لابن الترمذی جلد نمبر 3 صفحہ 285

احناف کے دلائل۔

دلیل نمبر 1

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

کان یکبر فی العیدین تسعاء رباعاً قبل القراءة ثم یکبر فی رکع و فی الثانية یقرأ فاذ أفرغ کبیر اربعائمش رکع

یہ احناف کی دلیل اس طرح بنے گی کہ اس میں تکبیر تحریمہ شامل کر چار شمار کیا گیا

ثم یکبر فی رکع اس کو پانچویں تکبیر شمار کیا گیا

و فی الثانية یقرأ فاذ أفرغ کبیر اربعائعنی القراءت سے فارغ ہو کر چار تکبیرات کہتے اس میں رکوع میں جانے والی تکبیر بھی شامل

ہے اس طرح نو تکبیرات ہو گی اور اس روایت سے پہلی رکعت میں قبل القراءة ثابت ہو اور دوسرا رکعت میں بعد القراءة

ثبت ہوا

یہ روایت مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 3 صفحہ 293 میں ہے

دلیل نمبر 2

سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ سعید ابن العاص نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے پوچھا

کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الا ضحیٰ والغطہ قال ابو موسیٰ کان یکبر اربعائکبیرۃ علی الجنائز فقال حذیفہ صدقۃ

یہ دلیل یہ روایت سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب التکبیر فی العیدین میں موجود ہے

دلیل نمبر 3

کبار صحابہ کا عمل یہی ہے جو احناف نے اختیار کیا

جن میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں  
 تفصیل کے لیے دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ باب التکبیر فی العیدین اور مصنف عبد الرزاق صاحب میں باب التکبیر فی یوم العید  
 تکبیرات واجب ہیں لیکن تعداد میں جو اختلاف ہے وہ افضل اور غیر افضل کا ہے  
**6-بَابُ لَا صَلَاةَ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَ لَا بَعْدَهَا**

### **7-بَابُ فِي خُرُوجِ السَّاءِ فِي الْعِيدَيْنِ**

اگر خواتین شرعی پر دے کا اہتمام کریں اور زیب و زینت اختیار نہ کریں اور مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو عید گاہ کا راستہ اور دروازہ علیحدہ ہو عورتوں اور مردوں کے لیے تو آج بھی خواتین کے لیے عید گاہ میں جا کر نماز ادا کرنے کی گنجائش موجود ہے

لیکن اگر اس کے خلاف معاملات ہوں اور اگر فتنے کا اندریشہ ہو تو والدین کے لیے عید گاہ میں جا کر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے  
**8-بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، وَرُجُوعُهُ مِنْ طَرِيقٍ**

آخر

### **9-بَابُ فِي الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ**

عید کے دن گلے مانا معافہ کرنا جائز ہے لیکن یہ سنت سے ثابت نہیں ہے

سال میں پانچ دن روزہ رکھنا مکروہ تحریکی ہے ایک ایک دن عید لفطر کا چار دن عید الاضھی کے  
 اگرچہ قربانی 121110 ذوالحجۃ تین دن ہوتی ہے  
 چوتھے دن احناف کے نزدیک قربانی تو نہیں ہوتی لیکن روزہ رکھنا اس دن بھی منوع ہے

سوال۔ اگر امام ایک رکعت مکمل کر چکا اور یہ عید کی نماز میں دوسری رکعت میں پہنچا تو کیا کرے  
 جواب۔ جو رکعت اس کی رہ گئی ہے اس کو بعد میں مکمل کرے گا اور زائد تکبیرات بھی کہے گا جس طرح جمعہ کی ایک رکعت رہ جاتی ہے اس کو پورا کر لیتے ہیں

## أَبْوَابُ السَّفَرِ

### -1- بَابُ التَّقْصِيرِ فِي السَّفَرِ

سفر میں قصر نماز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مزہب نمبر 1-

احناف کے نزدیک مسافر کے لئے نماز میں قصر کرنا

واجب ہے

احناف کے دلائل احادیث بھی ہیں اور قرآن مجید کی آیت بھی ہے

دلیل نمبر 1-

آیت قصر جو سورہ نساء کی آیت نمبر 101 ہے واذ اضر بتمن فی الارض فلیس علیکم جناح ان تصره

دلیل نمبر 2-

سنن نسائی جلد نمبر 1 صفحہ 211 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت منقول ہے

اس میں یہ الفاظ ہیں وَالسَّفَرُ كَعْتَانٍ

دلیل نمبر 3-

سنن نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت منقول ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

وَفِي السَّفَرِ كَعْتَيْنِ

دلیل نمبر 4-

جبہوں صحابہ کا عمل اور مسلک مسافر کے لیے قصر کا رہا ہے

مزہب نمبر 2-

امام مالک اور امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک بھی قصر کرنا لازم ہے

مذہب نمبر 3۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مسافر کے لیے نماز میں قصر کرنا جائز ہے بلکہ افضل ہے ان کی دلیل بھی سورہ نساء کی آیت نمبر 101 ہے

وَإِذَا ضَرِبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جَنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فلیس علیکم جناح

کے نظم کلام سے عدم وجوب ثابت ہو رہا ہے

احناف شوافع کو یہ جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایک اور جگہ اسی طرح کا نظم کلام موجود ہے  
اور وہاں آپ واجب ہونا مراد لیتے ہیں

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 158 میں جہاں سعی کا حکم ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ان الصفا والمرودة من شعائر اللہ فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بحرا

وہاں بھی فلا جناح علیہ ہے لیکن آپ سعی کو واجب کہتے ہیں

عَنْ أَبْنَى عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَطَوَّعُ فِي السَّفَرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَبَعْدَهَا۔

سفر کے اندر سنت موکرہ ہیں وہ بھی نفل ہو جاتی ہیں پڑھ لیں گے تو ثواب نہیں پڑھیں گے تو گناہ نہیں ہو گا

عُثْمَانُ صَدَرَ امْرِنَ خِلَافَتِهِ۔

یہاں امام ترمذی رحمہ نے یہ نقل کیا کہ عُثْمَانُ صَدَرَ امْرِنَ خِلَافَتِهِ یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے دور کے شروع کے حصے میں نماز میں قصر کی بعد میں نہیں کی اس کی وجہ محدثین نے یہ لکھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے آخری دور میں مکہ میں اپنागھر بنالیا تھا اس لیے وہ مکہ میں آکر قصر نہیں کرتے تھے

وَقَدْ روَى عَنْ عَائِشَةَ انَّهَا كَانَتْ تَتَمَّ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ نقل کیا گیا کہ وہ سفر میں نماز پوری پڑھا کرتی تھی  
محمد بن نے اس کے مختلف جوابات دیتے ہیں اس لئے کہ یہ روایت سنن نسائی صفحہ 213 اور دارقطنی میں قوی سند کے  
ساتھ موجود ہے

قالَتْ أَعْتَرَثُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ حَتَّىٰ إِذَا قَدِمْتُ بِكَلَّةٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَا إِبْرَاهِيمَ أَنْتَ قَصْرٌ وَتَمْثُلُ وَافْطَرَتْ  
وَصُمْتُ قَالَ أَحْسِنْتِ يَا عَائِشَةَ وَمَا عَابَ عَلَىَّ

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا  
مدینے سے مکہ آئے جب موقع آئی تو انہوں نے کہا  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آئت قصرت و تمث آپ نے کس نماز پڑھی میں نے  
پوری پڑھی و افطرت و صمت آپ نے روزہ نہیں رکھا میں نے روزہ رکھا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسنت یا  
عائشہ اے عائشہ تو نے اچھا کیا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر کوئی عیب نہیں لگایا

اس روایت کو لے کر امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قصر واجب نہیں ہے نماز میں  
احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سفر میں حضرت عائشہ کے لئے لیے انہاضن یعنی چشم  
پوشی فرمائی یہ روایت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ قصر واجب نہیں ہے  
بعض محمد بنین نے اس روایت کو ضعیف بھی قرار دیا اس لیے کہ بہت سی روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصر فرمانے  
کا ذکر موجود ہے

اب دور جدید میں سفر آسان ہو گیا ہے آرام دہ ہو گیا ہے کیا بھی نمازوں میں قصر کرنا واجب ہے  
جواب۔

اس کا جواب مفسرین اور محمد بنین و فقہاء یہ دیتے ہیں کہ شریعت میں سہوں تین دو قسم کی ہیں  
سہولت نمبر 1۔

وہ سہولت جسے اختیار کرنا یا نہ کرنا دونوں کی اجازت ہے جیسے سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کے بارے میں فرمایا  
فَنَّ كَانَ مَنْكَمْ مَرِيضاً وَ عَلَى سَفَرٍ فَعَدَةٌ مَنْ أَيَامَ آخِرٍ يَرِيدُ اللَّهَ كَبْرَمُ الْعَسْرَ

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن اس سہولت کا اختیار کرنا  
اس کے لیے اس آیت سے وجوب معلوم نہیں ہو رہا  
اس لیے سفر میں اگر روزہ رکھا تو یہ بھی جائز ہے

اور اگر سفر آرام دہ ہو تو پھر سفر میں روزہ رکھنا بھی جائز ہے لیکن اگر روزہ رکھنے سے تکلیف ہو پھر بھی روزہ رکھنا یہ دین  
اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے

جب ایک سفر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام آرہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا بعض صحابہ  
نے روزہ رکھ لیا دن کے آخری حصے میں بعض صحابہ بے ہوش ہو گئے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
لیس من البر الصیام فی السفر  
یعنی سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے

اور بعض روایات میں ایک تاریخی جملہ آتا ہے کہ آج روزہ رکھنے والے روزہ رکھنے والوں سے آگے بڑھ گئے

## سہولت نمبر 2۔

اور بعض دین میں ایسی سہولتیں ہیں جن کو اختیار کرنا واجب ہوتا ہے جیسے سفر میں قصر کرنا اگر کوئی سفر میں چار رکعتیں  
پوری پڑھے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی پہلی دور کعتیں فرض ہو گی دوسری دور کعتیں نفل ہو گی (اس لیے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہا اَخْسِنْتِ تُونَ اَجْهَا كیا کیونکہ دو فرض ہو گئے دو نفل ہو گئے)  
قصر کا حکم سورہ نساء کی آیت نمبر 101 میں ہے  
وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔۔۔۔۔

اس لیے دور جدید میں آسان اور آرام دہ سفر کے باوجود قصر واجب ہے  
اگر مقیم امام ہو تو اس کی اتباع کی وجہ سے پوری نماز پڑھیں گے  
**2-بَابُ مَاجَاءَ فِي كَمْ تُقْصَرُ الصَّلَاةُ**

یہاں اس باب میں محدثین دو مسئللوں کے بارے میں فرماتے ہیں  
نمبر 1۔

ایک تو کم تقریبی مسافت ہو جائے تو قصر پڑھیں گے  
نمبر 2۔

کم مدد تقریبی اصلاح کتنی مدت تک نماز میں قصر کریں گے  
چنانچہ ان دونوں مسئلہوں کو الگ الگ ذہن میں رکھنا چاہیے  
مزہب نمبر 1۔

اہل ظاہر کے نزدیک مسافر کے لئے سفر کی کوئی مقدار معین نہیں ہے  
مزہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تین مراحل ہیں  
مزہب نمبر 3۔

انہہ ثلاثہ کے نزدیک سولہ فریض کا ارادہ کر کے چلے تو مسافر شمار ہو گا  
اور محققین لکھتے ہیں کہ 16 فریض یا تین مراحل تقریباً ایک ہی مسافت ہے یعنی 48 میل یعنی 77 کلومیٹر و علیہ الفتویٰ

77 کلومیٹر کا ارادہ کر کے جو شخص اپنی آبادی سے باہر نکل آئے اب وہ سفر میں ہے اہذا قصر نماز پڑھنا شروع کر دے

مسئلہ مدت قصر۔

مزہب نمبر 1۔

امام مالک امام شافعی امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک 4 دن سے زیادہ اقامت یعنی ٹھہرنے کی نیت کرے

مزہب نمبر 2۔

احناف کے نزدیک 15 دن سے کم کی نیت کرے تو قصر کرے 15 دن سے زائد کی نیت کرے تو قصر نہ کرے و علیہ الفتویٰ

مزہب نمبر 3۔

امام او زاعی رحمہ اللہ کے ہاں 12 دن

مزہب نمبر 4۔

امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک 19 دن

یہ تمام تعداد اس باب کے اندر مختلف روایات میں آرہی ہے

### اصول

اگر کوئی شخص 77 کلو میٹر کا ارادہ کر کے کہیں جائے اور قیام کی مدت معین نہ ہو سکے تو جب تک وہاں رہے گا مسافر ہو گا چاہے کئی مہینے گزر جائیں چاہے کئی سال گزر جائیں (فوج ڈرائیور پائلٹ وغیرہ کے مسائل اس اصول کے تحت حل ہو گئے)

وطن کی مختلف قسمیں اور ان کا شرعی حکم۔

#### 1- وطن اصلی

وطن اصلی اسے کہتے ہیں جہاں انسان پیدا ہو جہاں ماں باپ رہتے ہو جہاں اپنا ذاتی گھر ہو یا رہنے کا مستقل ارادہ ہو یاد رہے کہ ایک شخص کے دو یا زیادہ وطن اصلی ہو سکتے ہیں جیسے لاہور میں پیدا ہوا ماں باپ بھی یہی ہیں جائیداد بھی یہاں ہے لیکن کاروبار کے لیے کراچی چلا گیا بیوی بھی وہاں ہے بچے بھی وہاں ہیں آئندہ کراچی ہی میں رہنے کا رادہ ہے لیکن کبھی کبھی لاہور بھی آئے گا تو یہ شخص لاہور اور کراچی میں پوری نماز پڑھے گا درمیان میں قصر کرے گا

#### 2- وطن اقامت

جہاں انسان 15 دن یا اس سے زیادہ ٹھہر نے کی نیت کرے اسے وطن اقامت کہتے ہیں

#### اصول۔

وطن اصلی صرف وطن اصلی ہی سے باطل ہوتا ہے یعنی اگر کوئی ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر دوسرا جگہ کو وطن اصلی بنالے تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جائے گا جیسے پیدا ہوا لاہور میں تعلیم حاصل کی ماں باپ بھائی لاہور میں ملازمت کے لئے کراچی چلا گیا

نیت کر لی کہ اب میں لاہور میں نہیں رہوں گا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو گیا اب اگر یہ پندرہ دن سے کم کے لیے کبھی لاہور آیا تو تصریح نماز پڑھے گا

### 3۔ وطن سکنی (رہائش کا وطن)

رہائش کا وطن جیسے رہنے والا پشاور کا آبائی وطن پشاور آٹھ سال پڑھنے کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور آگیا ہر مہینے یا تین چار ماہ کے بعد یا ہر ہفتے اپنے آبائی وطن جائے گا تو لاہور میں پوری نماز پڑھے گا کیونکہ یہ اس کا وطن سکنی ہے جس دن یہ اپنا بستر اور سامان لے کر لاہور سے چلا گیا اس کا وطن سکنی اختتم ہو گیا (کاروبار و ملازمت طلباء کے مسائل اس اصول کے تحت حل ہو گئے) اصول۔

وطن اقامت یہ ایک اور وطن اقامت سے باطل ہو جاتا ہے وطن اصلی سے بھی وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے اور سفر کرنے سے بھی وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے مثال۔

وطن اقامت وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے جیسے پشاور میں رہتا تھا لاہور آیا ایک مہینے کے لئے لاہور میں مقیم ہو گا تو پوری نماز پڑھے گا پھر وطن اصلی پشاور چلا گیا وہاں جا کر بھی پوری نماز پڑھے گا پھر تین دن کے لیے ایک دفعہ لاہور آیا تو وطن اقامت وطن اصلی کے ساتھ باطل ہو گیا مثال۔

وطن اقامت اپنے جیسے وطن اقامت سے بھی باطل ہو جاتا ہے جیسے پشاور وطن اصلی لاہور آیا ایک مہینے کے لئے مقیم پھر ایک مہینے کے بعد ایک مہینے کے لئے کراچی چلا گیا پھر ایک ہفتے کے لیے لاہور آیا تو قصر کرے گا کیونکہ ایک اور وطن اقامت (کراچی) کی وجہ سے یہ والا وطن اقامت (لاہور) باطل ہو گیا لیکن وطن اقامت کی وجہ سے وطن اصلی کبھی باطل نہیں ہوتا مثال۔

وطن اقامت سفر کی وجہ سے بھی باطل ہو جاتا ہے جیسے لاہور میں ایک مہینے کے لئے آیا پھر اس کے بعد فیصل آباد چلا گیا پھر فیصل آباد سے تین دن کے لیے لاہور آیا تو قصر کرے گا کیوں کے وطن اقامت سفر کی وجہ سے باطل ہو گیا (وطن سکنی الگ چیز ہے)

اصول۔

مقيم اور مسافر ہونے میں عورت اپنے شوہر کے تابع ہو جاتی ہے وطن اصلی لاہور میں رہتا ہے شادی پشاور میں ہوئی بیوی کا وطن اصلی پشاور لاہور آکر بیوی رہنے لگی اب جب کبھی بیوی پندرہ دن سے کم کم کے لیے پشاور جائے گی تو مسافر ہو گی

اصول۔

مسافر جب اپنے وطن اصلی میں پہنچ جائے تو اس وقت اس نماز کا وقت موجود ہو تو وہ پوری نماز پڑھے گا اگر پہلے نماز نہ پڑھی ہو

اصول۔

اگر کوئی نماز کے وقت کے شروع میں مقیم تھا نماز کے آخری وقت کا اعتبار ہو گا یعنی وہ قصر پڑھے گا

اصول۔

مسافر کے لیے نماز کے قضاء ہونے کے لیے اس نماز کا آخری وقت معتبر ہو گا اگر آخری وقت میں مسافر تھا تو پوری نماز قضا کرے گا

### 3-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطْوِعِ فِي السَّفَرِ

سفر کے اندر سنتیں نفل ہو جاتی ہیں چاہے پڑھیں یا نہ پڑھیں سنتیں میں قصر نہیں ہوتا اگر سنتیں ادا کریں گے تو مکمل چار سنتیں ادا کی جائیں گی اور اگر چار رکعت والی فرض نماز میں قصر نہیں کیا بلکہ بھول کر غلطی سے چار رکعات مکمل ادا کر لیں تو دو رکعت فرض ہو گی اور دو نفل ہو گی اور اگر جان بوجھ کر چار رکعت ادا کی (قصر نہیں کی) تو یہ شخص شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والا ہو گا

چار رکعت والی فرض نماز کو دور رکعت پڑھنا قصر کہلاتا ہے تین رکعت پوری پڑھیں گے جیسے مغرب اور واجب بھی پورے پڑھیں گے جیسے وتر

### 4-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

### 5-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

صلوة الاستسقاء کا طریقہ

استسقاء کا معنی بارش طلب کرنا صلاۃ الاستسقاء کا معنی بارش طلب کرنے کی نماز  
مذہب نمبر 1۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صلاۃ الاستسقاء میں دور کعتین ہیں عیدین کی طرح اور اس میں بارہ تکبیریں بھی ہیں  
مذہب نمبر 2۔

احناف کے نزدیک دور کعت نماز ہے قراءت جہرائے ہے جمہور کے نزدیک بھی اور صاحبین کے نزدیک بھی لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سر آقراءات ہے لیکن فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے نماز کے بعد خطبہ بھی مسنون ہے اس کے بعد تحویل رداء بھی سنت غیر موکدہ ہے تحویل رداء کا معنی چادر کو پلٹنا اس طرح کے اوپر والا حصہ نیچے ہو جائے نیچے والا اوپر ہو جائے دائیں اور بائیں طرف ہو جائے اور بایاں دائیں طرف ہو جائے یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ اے اللہ جس طرح ہم نے چادر کو مکمل پلٹ دیا اس طرح تو ہمارے حالات کو بھی پلٹ دے یعنی خشک سالی ختم فرمادے بارش نازل فرمادے تحویل رداء کا عمل ترمذی کے اس باب کی پہلی روایت سے ثابت ہے وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ أَبْنَى چادرَ كَوَلَّا

اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا ملنگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو الٹا کر کے دعا مانگی (مسلم)  
یعنی ہتھیلیاں زمین کی طرف اور ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف

## 6- بَابِ فِي صَلَاتِ الْكُسُوفِ

سورج گہن لگنے کی نماز۔

سورج گہن یا گر ہن لگنا یہ اس طرح ہوتا ہے کہ چاند سورج زمین اپنے اپنے مدار میں چلتے ہوئے چند گھنٹے ایسے آتے ہیں کہ سورج اور زمین کے درمیان چاند آ جاتا ہے اس لئے ایک ہی وقت میں بعض ممالک میں سورج گر ہن لگتا ہے بعض ممالک میں سورج گر ہن نہیں لگتا جتنا حصہ چاند کا سورج کے آگے آتا ہے اتنا سورج کا حصہ زمین والوں کو نظر نہیں آتا اس کو سورج گر ہن لگنا کہتے ہیں کسوف

عرب لوگ سورج گر ہن لگنے کو یعنی کسوف کو منحوس سمجھتے تھے کہ اب کوئی بڑا حادثہ پیش آئے گا  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز میں مصروف کر لیتے تھے اور لمبی قراءت لمبارکوں لیے سجدے کرتے یہاں تک کہ سورج گر ہن کا وقت مکمل ہو جاتا  
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکمل وقت جو کسوف کا ہوتا صحابہ کو نماز میں مصروف رکھتے  
سورج گر ہن کے دوران حاملہ عورت کے نیچے پر کوئی اثر نہیں پڑتا

لیکن سورج گر ہن کے دوران عام آنکھوں سے سورج کو ہر گز نہیں دیکھنا چاہیے کیونکہ اس وقت سورج کی کرنیں ترچھی آرہی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے فوری طور پر مکمل یا جزوی بینائی جانے کا خطرہ ہوتا ہے جس کا علاج ممکن نہیں ہے کیونکہ پچھلا پردہ بے کار ہو جاتا ہے عام عینک نظر کی عینک سے بھی نہیں دیکھنا چاہئے سائنسدان جو دیکھتے ہیں وہ عینک مخصوص ہوتی ہیں اس پر کالے رنگ سے کلر کیا ہوتا ہے  
چاند گہن لگنے کو خسوف کہتے ہیں

اگر چاند اور سورج کے درمیان زمین آجائے تو چونکہ سورج کی روشنی سے چاند چمکتا ہے جتنا حصہ چاند اور سورج کے درمیان زمین کا آئے گا اتنا چاند روشن نظر نہیں آئے گا چاند گہن لگنا کرتے ہیں

صلاتہ الخسوف یعنی سورج گر ہن لگنے کی نماز کے بارے میں تین بحثیں ہیں  
البحث الاول۔

صلوٰۃ الکسوف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟  
مزہب نمبر 1۔

جمہور فقہاء کے نزدیک سنت موکدہ  
مزہب نمبر 2۔

مشائخ احناف کے نزدیک واجب  
لیکن عموماً فتویٰ سنت موکدہ پر دیا جاتا ہے  
مزہب نمبر 3۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صلوٰۃ الکسوف جمعہ کی طرح فرض ہے ایک قول امام مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے

البحث الثاني۔

صلوٰۃ الکسوف کا طریقہ۔  
مزہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک صلاتہ الکسوف کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع ہے  
مزہب نمبر 2۔

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک صلاۃ الکسوف کی دور رکعتیں ہیں لیکن ہر رکعت میں دور رکوع اور دو سجدے ہیں اس طرح صلاۃ الکسوف میں چار رکوع اور چار سجدے ہوں گے لیکن رکعتیں دو ہوں گی ان دونوں مذاہب والوں کی دلیلیں ترمذی کے اسی باب میں ہیں

#### البحث الثالث۔

صلاۃ الکسوف میں قراءت سر آہے یا جھر آہے  
مذہب نمبر 1۔

امام احمد ابن حنبل اور صاحبین کے نزدیک صلاۃ الکسوف میں قراءت جھر آہے  
مذہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک صلاۃ الکسوف میں قراءت سر آئینی آہستہ پڑھے

#### البحث الرابع

صلاۃ الکسوف کا مکمل طریقہ  
جس وقت سورج گھنن لگ جائے تو دور رکعت باجماعت نماز پڑھیں بغیر اذان کے اور بغیر اقامت کے طویل رکوع اور طویل سجدہ کریں طویل قراءت کریں آہستہ قراءت کرے اس کے بعد دعائے گے جب تک کسوف رہے صلاۃ الکسوف میں کوئی خطبہ نہیں ہوتا

اربع رکعات فی اربع سجادات۔

یہاں پر رکعات بمعنی رکوع کے ہے

اربع رکعات چار رکوع والی روایت کا جواب۔

احناف چار رکوع والی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبا رکوع کیا تو بعض صحابہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شاید ہمیں رکوع سے اٹھنے کی آواز نہ آئی ہو جب دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں ہیں تو دوبارہ رکوع میں چلے گئے ان کے پیچھے جو صحابہ تھے وہ سمجھے کہ ایک رکعت میں دور رکوع ہوئے ہیں

اس لئے چار رکوع والی روایت نقل ہو گئی  
**7-بَابُ: كَيْفَ الْقِرَاةُ فِي الْكُسُوفِ**

**8-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَوْفِ**

**9-بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ**

البحث الثانی۔

صلوة الکسوف کا طریقہ۔

مذہب نمبر 1۔

اختلاف کے نزدیک صلاۃ الکسوف کی دور کعینیں ہیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع ہے  
 مذہب نمبر 2۔

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک صلاۃ الخسوف کی دور کعینیں ہیں لیکن ہر رکعت میں دور کوع اور  
 دو سجدے ہیں اس طرح صلاۃ الکسوف میں چار رکوع اور چار سجدے ہونگے  
 لیکن رکعتیں دو ہو گئیں

ان دونوں مذہب والوں کی دلیلیں ترمذی کے اسی باب میں ہیں

البحث الثالث۔

صلاۃ الکسوف میں قراءت سر آہے یا جھر آہے

مذہب نمبر 1۔

امام احمد ابن حنبل اور صاحبین کے نزدیک صلاۃ الکسوف میں قراءت جھر آہے  
 مذہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک صلوٰۃ الکسوف میں قراءت سر آئینی آہستہ پڑھے

البحث الرابع

صلاۃ الکسوف کا مکمل طریقہ

جس وقت سورج گھن لگ جائے تو دور رکعت باجماعت نماز پڑھیں بغیر اذان کے اور بغیر اقامت کے طویل رکوع اور طویل سجدہ کریں طویل قراءت کریں آہستہ قراءت کرے اس کے بعد دعامانگے جب تک کسوف رہے صلوٰۃ الکسوف میں کوئی خطبہ نہیں ہوتا

اربع رکعات فی اربع سجادات۔

یہاں پر رکعات بمعنیِ رکوع کے ہے

اربع رکعاتِ چار رکوع والی روایت کا جواب۔

احناف چار رکوع والی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبا رکوع کیا تو بعض صحابہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شاید ہمیں رکوع سے اٹھنے کی آواز نہ آئی ہو جب دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں ہیں تو دوبارہ رکوع میں چلے گئے ان کے پیچھے جو صحابہ تھے وہ سمجھے کہ ایک رکعت میں دور رکوع ہوئے ہیں اس لئے چار رکوع والی روایت نقل ہو گئی

### 10-بَابُ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

### 11-بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَزَاقِ فِي الْمَسَاجِدِ

### 12-بَابُ فِي السَّجْدَةِ فِي: {أَقْرُأْ إِبْرَاسِمَ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ}، وَ{إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّ}

### 13-بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي النَّجْمِ

### 14-بَابُ مَا جَاءَ مِنْ لَمْ يَسْجُدْ فِيهِ

### 15-بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّجْدَةِ فِي صِ

### 16-بَابُ فِي السَّجْدَةِ فِي الْحَجَّ

**17-باب ما يُقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ**

**18-باب مَا ذُكِرَ فِيمَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَصَاهُ بِالنَّهَارِ**

**19-باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ**

**20-باب مَا جَاءَ فِي الَّذِي يَصْلِي الْفَرِيضَةَ ثُمَّ يَؤْمُمُ النَّاسَ بَعْدَ ذَلِكِ**

**21-باب مَا ذُكِرَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ**

**22-باب ذِكْرِ مَا يُسْتَحْبِطُ مِنَ الْجُلوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ**

**23-باب مَا ذُكِرَ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ**

**24-باب مَا ذُكِرَ فِي الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ وَهُوَ سَاجِدٌ كَيْفَ يَضْنَعُ**

**25-باب كَرَاهِيَّةً أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الْإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ عِنْدَ افْتَاحِ الصَّلَاةِ**

**26-باب مَا ذُكِرَ فِي الشَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الدُّعَاءِ**

**27-باب مَا ذُكِرَ فِي تَطْبِيبِ الْمَسَاجِدِ**

**28-باب: أَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى**

## 29-باب كَيْفَ كَانَ تَطْوِعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ

## 30- بَابٌ فِي كَرَاهِيَّةِ الصَّلَاةِ فِي لُحْفِ النِّسَاءِ

## 31- بَابِ مَا يَجُوزُ مِنَ الْمَشْيِ وَالْعَمَلِ فِي صَلَةِ التَّطْوِعِ

## 32- بَابُ مَاذُكِرٌ فِي قِرْاءَةِ سُورَتَيْنِ فِي رُكْعَةٍ

اني لا عرف السور النظائر عشرون من المفاصل

وہ بیس سورتیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر پڑھتے تھے وہ کون سی سورتیں ہیں

۱۔ سورۂ الرحمن اور سورۂ النجم ایک رکعت میں پڑھتے تھے

2- سورۃ القمر اور سورۃ الحلقہ ایک رکعت میں پڑھتے تھے

3۔ سورۃ الطور اور سورۃ زاریات ایک رکعت میں پڑھاتے تھے

4۔ سورۃ الواقعہ اور سورۃ النون ایک رکعت میں پڑھتے تھے

5۔ سورۃ المعراج اور سورۃ النازیات ایک رکعت میں پڑھتے تھے

6۔ سورۃ لمطفین اور سورۃ عبس ایک رکعت میں پڑھے تھے

7۔ سورۃ المدثر اور سورۃ المزمل ایک رکعت میں پڑھتے تھے

8۔ سورۃ الدھر اور سورۃ القيامہ ایک رکعت میں پڑھتے تھے

## ۹۔ سورۃ النبایا اور سورۃ المرسلات ایک رکعت میں پڑھتے تھے

10۔ سورہ دخان اور سورۃ التکویر ایک رکعت میں پڑھتے تھے

یہ تفصیل سنن ابو داؤد جلد اول باب تحذیب القرآن میں موجود ہے

توضیحات امکوک یعتسل بخمسة مکاکی۔

ایک مکوک برابر ہوتا ہے ایک مد کے

**33-باب ماذ كِر في فضل المشي إلى المسجد وما يُكتَب له من الأجر في خطأه**

34- بَابِ مَا ذُكِرَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَنَّهُ فِي الْبَيْتِ أَفْضَلُ

35- بَابٌ فِي الْإِغْتِسَالِ عِنْدَمَا يُسْلِمُ الرَّجُلُ

36- بَابٌ مَا ذُكِرَ مِنَ التَّسْمِيَّةِ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ

37- بَابٌ مَا ذُكِرَ مِنْ سِيمَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ آثَارِ السُّجُودِ وَالظُّهُورِ

38- بَابٌ مَا يُسْتَحِبُّ مِنَ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ

39- بَابٌ قَدْرِ مَا يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ

40- بَابٌ مَا ذُكِرَ فِي نَصْحِ بَوْلِ الْغَلَامِ الرَّاضِيعِ

41- بَابٌ مَا ذُكِرَ فِي مَسْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ تَرْوِيلِ الْمَائِدَةِ

42- بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ لِلْجُنُبِ فِي الْأَكْلِ وَالنُّوْمِ إِذَا تَوَضَّأَ

43- بَابٌ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ

44- بَابٌ مِنْهُ

## 5- کتاب الز کاۃ عن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

زکوۃ کا الغوی معنی ہے پاک کرنا بڑھنا بڑھانا زکوۃ ادا کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے جیسا کہ سود کی وجہ سے مال میں کمی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھن اللہ ارباویربی الصدقات اور زکوۃ ادا کرنے سے مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اس لیے اسے زکوۃ کہتے ہیں جیسا کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ روایت صحیح مسلم میں موجود ہے لا تخل صدقۃ محمد و لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی زکوۃ و صدقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال نہیں ہے اس کی وجہ یہ ارشاد فرمائی رہنمائی من او ساخ اموال الناس۔ یہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہوتا ہے

فقہاء اور محدثین لکھتے ہیں کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نزینہ اولاد سے آگے سلسلہ نہیں چلا لیکن بنوہاشم کی اولاد میں سے پانچ افراد کی نسل کو قیامت تک ہاشمی کہا جائے گا اور ان کو زکوۃ و صدقات (واجبہ) دینا جائز نہیں ہو گا ان پانچ افراد کے نام صاحب ہدایہ نے لکھے ہیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
حضرت عباس عقیل جعفر حارث

زکوۃ کا نام اس لئے زکوۃ رکھا گیا کہ زکوۃ نکالنے سے مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے

زکوۃ کی اصطلاحی تعریف۔  
تملیک جزء مخصوص من مال مخصوص شخص مخصوص  
(یہ سب قیودات احترازیہ ہیں)  
یعنی زکوۃ کہتے ہیں مال کے مخصوص حصے کا مالک بنانا  
مخصوص مال میں سے مخصوص شخص کے لیے وہ زکوۃ خاص اللہ کے لیے ہو

## 1- تمکیک

کسی انسان کو مالک بنانا اگر مالک نہ بنایا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی اسی لئے زکوٰۃ کا پیسہ مسجد میں نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ وہ وقف ہوتی ہے کوئی انسان اس کا مالک نہیں ہوتا اسی وجہ سے زکوٰۃ کے پیسے سے کسی ہسپتال کوئی ڈسپنسری کوئی پل کوئی سڑک نہیں بنائی جاسکتی کیونکہ انسان اس کا مالک نہیں ہوتا

## 2- جزءِ مخصوص

چالیسوال حصہ اٹھائی فیصد

## 3- من مالِ مخصوص

مخصوص مال میں سے یعنی نصاب زکوٰۃ میں سے

## 4- شخصِ مخصوص

مخصوص شخص کو وہ مخصوص شخص سورہ توبہ کی آیت نمبر 60 میں ہیں جو ہم مصارف زکوٰۃ میں پڑھیں گے

## 5- اللہ تعالیٰ

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کرے اور اگر ملازم سے خدمت لیتا ہے تو پھر اس کے معاوضے میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ملازمین کو ان کے کام کے عوض زکوٰۃ کا پیسہ نہیں دیا جا سکتا

## زکوٰۃ کی فرضیت

زکات کی فرضیت مکہ میں ہوئی کیونکہ مکی دور میں سورہ مزمل کی آیت نمبر 20 نازل ہو چکی تھی  
اقیموا الصلاة و آتوا الزکاة

لیکن نصاب کی تحدید سن 2 ہجری کے بعد اور سن 5 ہجری سے پہلے ہوئی

مکی دور میں زکوٰۃ حکومتی سطح پر نہیں لی جاتی تھی اس لیے کہ حکومت مسلمانوں کی نہیں تھی

مدنی دور میں دور نبوی دور صدیقی اور دور فاروقی میں ہر قسم کے اموال کی زکوٰۃ لی جاتی تھی سرکاری طور پر یاد رہے کہ اموال کی دو قسمیں ہیں

اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ

اموال ظاہرہ جیسے مویشی زرعی پیداوار (جو سامنے نظر آتی ہے)

اموال باطنہ جیسے نقد روپیہ درہم دینار سونا چاندی مال تجارت

دور فاروقی تک اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ دونوں سے حکومت زکوٰۃ لیتی تھی

لیکن دور عثمانی میں اسلام خوب پھیل چکا اب اموال باطنہ کو معلوم کر کے حکومت کے لیے زکوٰۃ وصول کرنا مشکل ہو گیا کیونکہ گھروں اور دکانوں کی تلاش مشکل ہو چکی اس لیے حضرت عثمان غفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرق کر دیا کہ اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ حکومت لے گی اور اموال باطنہ کی زکوٰۃ لوگ خود ادا کریں گے پھر حضرت عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ نے مال تجارت کو جو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جایا جاتا اسے بھی اموال ظاہرہ قرار دے دیا اس کی زکوٰۃ بھی حکومت لیتی تھی یاد رہے کہ دور حاضر میں بینکوں میں رکھا ہوا مال اموال ظاہرہ میں سے ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ خلفائے راشدین کے دور سے حضرت عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ کے دور تک تنخوا ہوں میں سے زکوٰۃ کاٹ لی جاتی تھی

زکوٰۃ کا نصاب۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا نصاب 200 در ھم بتایا جیسا کہ ابواب الزکوٰۃ میں آنے والے ابواب میں باب ماجاء فی زکوٰۃ الذهب والورق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا نصاب 200 در ھم ہیں 1 در ھم برابر ہوتا ہے 3 ماشے 1 صحیح 1 بٹا 5 رتی لہذا 200 در ھم بنے ساڑھے باون تو 12.5 چاندی (اعشاری نظام کے موجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) 1 در ھم برابر ہوتا ہے 3 گرام 62 ملی گرام چاندی کے یہ بن گیا 12.6 گرام چاندی اور سونے میں زکوٰۃ کا نصاب قرار دیا 20 مثقال سونا 1 مثقال برابر ہوتا ہے ساڑھے چار ماشے یعنی چار چار ماشے چار رتی کے برابر ایک سونے کا مثقال ہوتا ہے یہ بنے گا ساڑھے سات تو لے سونا اور اعشاری نظام کے مطابق بنے گا ساڑھے 87.5 گرام سونا

لیکن اگر نقدر روپیہ ہو تو پھر زکوٰۃ ادا کرتے وقت چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا

کتنی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترمذی میں آنے والی روایت میں اصول سمجھایا من کل اربعین در ھما در ھم ہر چالیس در ھم میں سے ایک در ھم زکوٰۃ فرض ہو گی

اسی کو چالیسوں حصہ کہتے ہیں اور اسی کو ڈھائی فیصد کہتے ہیں چالیسوں حصہ اور ڈھائی فیصد دونوں برابر ہوتے ہیں

**1- بَابُ مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْعِ الزَّكَوةِ مِنَ التَّشْدِيدِ**

## 2- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَدَّيَتِ الْزَّكَوةَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ

زکوٰۃ ادا کرنے کے اصول

زکوٰۃ کے مصارف۔

مصرف کا معنی خرچ کرنے کی جگہ

اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت نمبر 60 میں آٹھ مصارف زکوٰۃ بیان کئے ہیں ان کے علاوہ کوئی نواں مصرف نہیں ہے انما الصدقات للفقراء والمساكين۔

مصرف نمبر 1 فقراء۔

فقراء فقیر کی جمع ہے فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جس پر خود زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی زکوٰۃ کے نصاب کے برابر مال نہیں ہوتا زکوٰۃ کا نصاب ساڑھے باون تو لہ چاندی یا ساڑھے سات تو لہ سونا یا ساڑھے باون تو لہ چاندی کے برابر پیسے جو آجھل تقریباً ایک لاکھ روپے بنتے ہیں

یاد رہے کہ انسان کا گھر چاہے لاکھوں روپے کا وہ زکوٰۃ کے نصاب میں شامل نہیں ہے جو کرانے پر گھردایا ہو وہ بھی نصاب میں شامل نہیں ہے ذاتی سواری نصاب میں شامل نہیں ہے فیکٹری دکان کی عمارت نصاب میں شامل نہیں ہے فیکٹری کی مشینری زکوٰۃ کے نصاب میں شامل نہیں ہے

فیکٹری میں موجود خام مال اور تیار شدہ مال زکوٰۃ کے نصاب میں شامل نہیں ہے اور جو نقد روپیہ ہو وہ بھی زکوٰۃ کے نصاب میں شامل ہو گا

اہذا اگر کوئی ایسا شخص جس کے پاس ذاتی گاڑی ہو ذاتی موٹر سائیکل ہو ذاتی گھر ہو لیکن زکوٰۃ کے نصاب کے برابر تقریباً ساڑھے باون تو لہ چاندی یا اس کے پیسیوں کے برابر رقم نہ ہو تو وہ فقیر ہے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے غنی وہ ہے جس کے پاس ساڑھے باون تو لہ چاندی یا اس کے برابر بچت موجود ہو اتنی رقم موجود ہو

فقیر سے مراد گدگاً نہیں ہے جو کوں اور چورا ہوں میں روزانہ کھڑے ہو کر بھیک مانگنے والے مراد نہیں ہیں ان کے لئے تو نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وعیدیں سنائی ہیں  
اصول

زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے ہدیہ تھفہ اور گفت کہہ کر زکوٰۃ کا پیسہ مستحق کو دیا جا سکتا ہے  
اصول

زکوٰۃ اگر رشتہ دار کو دیں گے تو دو ثواب ملیں گے  
ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا اور ایک صلح رحمی کرنے کا  
اور عام غریب کو زکوٰۃ دیں گے تو ایک ثواب ملے گا زکوٰۃ ادا کرنے کا جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں آرہا ہے

زکوٰۃ کے مستحق کو تلاش کرنے کا طریقہ  
آپ جس کو زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں اس سے یہ کہیں کہ کیا آپ پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اگر وہ کہے کہ مجھ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی تو  
ذر اٹھہر کر اسے ہدیہ کے طور پر زکوٰۃ کا پیسہ اسے دے دیں اسی وقت نہ دیں  
اصول

زکوٰۃ نقدی کی صورت میں بھی دی جا سکتی ہے راشن کی صورت میں بھی دی جا سکتی ہے چیزوں خرید کر بھی دی جا سکتی ہے

صرف نمبر 2 المسکین -  
مسکین مسکین کی جمع ہے مسکین کہتے ہیں لَيْسَ لَهُ قُوَّةٌ يُمْهِدُهُ اس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے

صرف نمبر 3 العالمین علیہما  
زکوٰۃ کام کرنے والوں پر زکوٰۃ خرچ کرنا جیسے زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والے لوگ اکاؤنٹ مینیجر کمپیوٹر پر کام کرنے والا  
چوکیدار لوگوں میں جا کر سکا تقسیم کرنے والا وغیرہ تو زکوٰۃ کے محکمے کے لوگوں کو آپ زکوٰۃ کے پیسوں میں سے تنخواہ دیں گے  
کیونکہ وہ زکوٰۃ کا صرف ہے چاہے وہ صاحب نصاب ہو عالمین علیہما یہ مستقل ہے

صرف نمبر 4 موقوفۃ القلوب

لوگوں کے دلوں کو اسلام پر جوڑنے کے لیے زکوٰۃ دینا کہ کہیں یہ محتاجی میں آکر قادیانی نہ ہو جائے عیسائی نہ ہو جائے ہندو نہ بن جائے بے دین نہ ہو جائے

**مصرف نمبر 5 و فی الرِّقابِ**  
غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے زکوٰۃ دینا

**مصرف نمبر 6 والغار میں**  
قرض دار کو زکوٰۃ دینا کہ وہ اپنا قرضہ ادا کر سکے  
آپ خود بھی کر سکتے ہیں ہیں کہ آپ نے کسی کو ایک لاکھ روپے قرضہ دیا تو آپ زکوٰۃ کا پیسہ  
مقروض کے ہاتھ میں آپ پیسہ دے دیں پھر وہ اپنی مرضی سے آپ کو واپس لوٹا دے تو زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی ہے اور اس نے آپ  
کا قرضہ بھی واپس کر دیا  
یہ کوئی حیلہ نہیں ہے بلکہ تبدل یہ اور تملیک کا مسئلہ ہے جیسے بخاری میں حدیث موجود ہے  
لها صدقۃ ولناحدیۃ  
یہی صور تھال ہسپتاں کے اندر ہے

**مصرف نمبر 7 فی سبیل اللہ**  
اللہ کے راستے میں جو کام کر رہے ہو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جیسے تبلیغی جماعت میں سال کے لئے روانہ ہونے والے کو زکوٰۃ کا پیسہ  
دیں اور اللہ کے راستے میں جہاد کر رہا ہے تو آپ اس مجاہد کو زکوٰۃ کا پیسہ دیں اسی طرح مصنف مدرس امام خطیب (مسجد کے امام کو  
تنخواہ میں زکوٰۃ کا پیسہ نہیں دیں گے)

**مصرف نمبر 8 و ابن السبیل**  
راستے کا بیٹا یعنی مسافر اگر کوئی شخص اپنے علاقے میں مالدار ہے صاحب نصاب ہے سفر میں نکلا محتاج ہو گیا  
اپنے ملک کے اندر مالدار ہے غنی ہے لیکن حالت سفر میں محتاج ہو گیا آپ اس کو مسافر ہونے کی حیثیت سے زکوٰۃ دے سکتے ہیں  
اور اگر اس کی جیب میں اے ٹی ایم کا ڈپٹی ہوا ہے تو یہ محتاج نہیں ہے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ نہیں دے سکتے

طالب علم ان آٹھ مصارف میں سے کوئی مصرف نہیں ہے طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ بیوہ ہونے کی حیثیت سے زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے یہ قائم یتیم ہونے کی حیثیت سے زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے اگر ان آٹھ مصارف میں سے وہ کسی مصرف کے مطابق مستحق ہے تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے حدیث۔

فجنا پس وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا

### 3-بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاتِ الْذَّهَبِ وَالْوَرْقِ

اصول

190 درہم پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن جب 200 درہم ہو گئے تو پچھلے سارے درہم پر زکوٰۃ ہو گی اصول

گھروں کے اندر خواتین جوزیورات پہنچتی ہیں ان پر بھی زکوٰۃ ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند خواتین آئی انہوں نے سونے کے لئے پہنچنے ہوئے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم انکی زکوٰۃ ادا کرتی ہوں انہوں نے کہا نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہیں آگ کے لئے پہنچنے جائیں معلوم ہوا استعمال ہونے والے زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے اصول

اگر سونے یا چاندی کا نصاب پورا ہو لیکن اس کے پاس نقد روپیہ ہو بچت میں تو پھر اس سونے اور چاندی کو روپے میں تبدیل کریں گے اگر وہ روپے کا نصاب بنتا ہو گا تو زکوٰۃ دینا ہو گی

اسی طرح اگر اس کے پاس صرف سونا اور چاندی ہو تو دونوں کے روپے بنائے جائیں گے اگر وہ صاحب نصاب ہو گی تو زکوٰۃ دینا پڑے گی جیسے آجکل ایک تولہ سونا ڈیرہ لاکھ روپے کا ہے اگر ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہو چاندی اور نقد روپیہ نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی

اور اگر ایک تولہ سونا ہو کوئی چاندی کا زیور بھی ہو

تو پھر اس کی قیمت لگائی جائے گی ظاہر ہے وہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہو گی اور اس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی

اصول

حوالان حول

حوال کا معنی سال گزرنماز کوہ فرض ہوتی ہے حوالان حول کے بعد یعنی ایک سال گزرنے کے بعد

اگر سماڑھے سات تولہ سونا یا سماڑھے باون تولہ چاندی یا چاندی کے نصاب کے برابر روپے ان پر سال نہ گزرا ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی

اصول

ذاتی پلاٹ ذاتی رہائش پر زکوہ نہیں ہوتی

اگر گھر یا پلاٹ بیچنے کے لیے لپاٹو یہ زکوٰۃ میں بطور مال تجارت شامل ہو گا

اصول

اگر صاحبِ نصاب ہو تو سال گزرنے سے پہلے بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے

اصول

اگر صاحب نصاب ہو تو کئی سال کی ایڈوانس زکوہ دے سکتا ہے جیسے کسی غریب بچی کی شادی میں معاونت کرنا یا کسی مریض کے آریشن کے لئے مدد دینا

اہم اصول

اگر صاحب نصاب نہ ہو تو ایڈ و انس زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ اس میرز کوہ فرض ہی نہیں ہوئی

اصول

زکوٰۃ فرض ہو جائے تو تاخیر سے زکوٰۃ ادا کرنا بھی جائز ہے بلا وجہ تاخیر کرنے سے گناہ گار ہو گا  
اس لیے کہ ایک ہے وجوہ زکوٰۃ اور ایک ہے وجوہ اداء زکوٰۃ

کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور کن کو نہیں دے سکتے؟

اس کے لیے اصول یہ ہے کہ اپنی نسل سے اوپر اپنی نسل سے نیچے اور میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے  
نسل سے اوپر جیسے ماں نانانافی باپ دادا دادی  
نسل سے نیچے جیسے بیٹا پوتا پوتی بیٹی نواسا نواسی

(ایک سیر سونے میں اسی تو لے ہوتے ہیں)

خواتین کے پاس کئی تولہ سونا ہوتا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ اپنی بیٹی کو دے دیا اگر وہ بیٹی چھوٹی ہے نابالغ ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکا کر رہی ہیں میعاد عنون اللہ والذین آمنوا۔

اگر بیٹی بڑی ہے اور اس کو خاتون سونے کا مالک بنادے یا صاحب نصاب چاندی کا مالک بنادے تو اس بیٹی پر زکوٰۃ آئے گی

#### 4- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَوْةِ الْإِبْلِ وَالْغَنَمِ

صدقات کا اطلاق زکوٰۃ اور عشر وغیرہ سب پر ہوتا ہے

قابل زکوٰۃ چیزیں؟

زکوٰۃ کے قابل پانچ چیزیں ہیں

1۔ سونا چاندی روپیہ یا ایک ہی ہے ان سب کو نقد کہتے ہیں

2- چوپائے

3- مال تجارت

4- زرعی پیداوار جسے عشر کہتے ہیں

5- دفیناد فن کیا ہوا اخزانہ کا معدنیات

ان پانچ چیزوں پر زکوٰۃ ہوتی ہے

ہیرے ڈامنڈ جواہرات پر زکوٰۃ نہیں ہوتی اگر یہ مال تجارت ہو تو ان پر زکوٰۃ ہوتی ہے مال تجارت ہونے کی حیثیت سے  
ہیرے پر زکوٰۃ اس لیے نہیں ہوتی کہ اس کی مارکیٹ میں ویلیو نہیں ہوتی ری سیل ویلیو نہیں ہے دوبارہ بیچنا چاہیں تو اس کا کچھ  
نہیں ملتا

جانوروں کی زکوٰۃ

جن جانوروں کی زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ بنیادی طور پر تین ہیں

ابل بقر غنم

غنم میں بھیڑ بکری دنبہ سب شامل ہے

اصول

سامنہ وہ جانور جو سال کا اکثر حصہ خود رو گھاس چرتے ہیں ہیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہوتی

علوفہ وہ جانور جن کے لیے آپ خود گھاس اگاتے ہیں بھی ذلتے ہیں پانی لگاتے ہیں خرچہ کرتے ہیں تو ان جانوروں میں زکوٰۃ ہوتی ہے

### اصول

اگر چوپائے تجارت کے لئے ہو تو پھر سائزہ اور علوفہ کی تقسیم نہیں ہوگی پھر یہ مال تجارت ہونگے ایک سال کے بعد جتنی مالیت ان جانوروں کی ہوگی ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی جیسے بعض لوگ بکریاں بھیڑ دنبہ وغیرہ کئی کئی سوپاتے ہیں عید الاضحیٰ قربانی کے لئے بچنے کے لئے وہ مال تجارت ہے اس میں علوفہ اور سائزہ کا فرق نہیں ہوتا جانوروں کی زکاۃ پر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب لکھوا یا اور اسے ایک تلوار کے نیام میں محفوظ کروایا

### ۱۔ گتب کتاب الصدقہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کی کتاب لکھوائی خود نہیں لکھی

او نٹوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے چند اصطلاحی ناموں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے

### 1۔ بنت مخاص

وہ او ٹنچی جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں لگ جائے

### 2۔ بنت لبون

وہ او ٹنچی جو دو سال کی ہو کر تیسرا سال میں لگ جائے

### 3۔ حِقَّة

وہ او ٹنچی جو تین سال کی ہو کر چوتھے سال میں لگ جائے

### 4۔ حَدَّدَة

وہ اونٹنی جو چار سال کی ہو کر پانچویں سال میں لگ جائے یاد رہے کہ اونٹوں کے نصاب میں زکوٰۃ ادا کی جائے گی اونٹنیوں کی شکل میں البتہ اگر نرم کر اونٹ ادا کرنا چاہیں تو دیکھا جائے گا کہ وہ اونٹنی کی قیمت کے برابر ہے یا نہیں اگر وہ اونٹ اونٹنی کی قیمت کے برابر ہو تو پھر اونٹ بھی زکوٰۃ میں دینا جائز ہے

مذہب نمبر 1۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک 120 کے بعد استیناف شروع ہو گا یعنی نئے سرے سے حساب شروع ہو گا اور وہ اس طرح کے ہر چالیس پر بنت لبون اور ہر بچا س پر حقہ  
مذہب نمبر 2۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک 129 سے استیناف شروع ہو گا  
مذہب نمبر 3۔

احناف کے نزدیک 120 کے بعد استیناف شروع ہو گا  
150 تک اسے استیناف اول کہتے ہیں  
پھر دوسو تک استیناف ثانی ہو گا پھر آگے ہر 50 پر 150 کے بعد والا استیناف ہو گا

سوال۔

ایک شخص کے پاس سواونٹ ہیں ہیں اس نے دودھ بیچنے کے لیے اونٹ پالے ہوئے ہیں اور ان کے چارے کا انتظام بھی خود کرتا ہے تو وہ کس طرح ہو نٹوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا جواب۔

اس پر بالکل زکوٰۃ نہیں ہو گی اس لیے کہ وہ اس نے دودھ بیچنے کے لیے رکھے ہوئے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ مال تجارت نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ ان کے لاشعور چارے کا انتظام خود کرتا ہے  
سوال۔

اسی طرح لاہور کے ارد گرد جو گائے اور بھیں کے فارم ہاؤس بنے ہوئے ہیں ایک فارم ہاؤس میں 500 بھیں ہیں مالکان کا دودھ بھیجتے ہیں تو ان پر زکوٰۃ کا حکم کیا ہے جواب۔

ان پر زکوٰۃ نہیں ہوتی کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے اور خود روگھاں نہیں کھاتے بلکہ ان کے لیے گھاں کو خرید کر لا جاتا ہے اگایا کیا جاتا ہے

لیکن اگر ان کے دودھ بینپنے کی رقم کو جمع کیا اور اس پر سال گزر تو اس پر نقدی ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ فرض ہو گی

وَلَا مُجْمِعٌ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفْرَقُ بَيْنَ مُجَمِّعٍ۔

یعنی الگ الگ جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا زکوٰۃ کے خوف سے اور اکٹھے جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا زکوٰۃ کے خوف سے

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے اصل بحث کو سمجھنا ضروری ہے کہ جانوروں کے اندر جو مالکان کی شرکت ہوتی ہے اس کو خلطہ کہتے ہیں اس خلطہ کی دو قسمیں ہیں

#### 1- خُلُطَةُ الشُّبُوْعِ

یعنی دو افراد مال کی ملکیت میں شریک ہو 100 اونٹ ہیں پچاس ایک شخص کے پچاس ایک شخص یا 100 بکریاں ہیں پچاس ایک کی پچاس ایک کی

اسے خُلُطَةُ الشُّبُوْعِ کہتے ہیں اس کا دوسرا نام خُلُطَةُ الاشتراك

#### 2- خُلُطَةُ الْجُوَارِ

لفظی ترجمہ ہے ہمسائیگی میں شریک ہونا اسے خُلُطَةُ اوصاف بھی کہتے ہیں یعنی جانوروں کی ملکیت جدا جد اے لیکن چار اوصاف میں دونوں کے جانور شریک ہیں

1- دونوں کے جانوروں کا چڑواہا ایک ہو

2- دونوں کے جانوروں کی چراگاہ ایک ہو

3- دونوں کے جانوروں کا دودھ دوہنے والا ایک ہو

4- نسل کشی کیلئے نر جانور ایک ہو

اسے خُلُطَةُ الْجُوَارِ کہتے ہیں

#### -1- مذہب نمبر

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک خُلُطَةُ الْجُوَارِ کا بھی اعتبار ہو گا زکوٰۃ ادا کرتے وقت  
مذہب نمبر 2-

احناف کے نزدیک صرف خلطة الشیوع کا اعتبار ہو گا  
خلطة الجوار کا اعتبار نہیں ہو گا زکوٰۃ ادا کرتے وقت  
گویا کہ احناف کے نزدیک صرف ایک قسم کی شرآکت یعنی ملکیت کی شرآکت معتبر ہو گی

لامجمع بین متفرقٍ مخافۃ صدقۃ  
اگر دو افراد کی چالیس چالیس بکریاں ہو توہر ایک کی ملکیت کو الگ الگ شمار کیا جائے یعنی چالیس بکریاں ایک کی اور چالیس  
بکریاں دوسرے کی ظاہر ہے اس پر دو بکریاں زکاۃ دینا ہو گی  
لیکن وہ زکاۃ کے ڈر سے یہ ظاہر کریں کہ ہم دونوں کی کل 80 بکریاں ہیں تو ایسی صورت میں ایک بکری زکوٰۃ دینا ہو گی اس بات  
سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا

لا يُفْرِّقُ بَيْنَ مَجْمَعٍ مَخَافَةً صَدَقَةً  
اگر کسی کے پاس 202 بکریاں ہو تو تین بکریاں زکوٰۃ میں دینا ہو گی لیکن وہ یوں کہتا ہے 202 بکریوں میں سے 101 بکریاں میری  
ہیں اور 101 بکریاں میری بیوی کی ہیں اب ایسی صورت میں 2 بکریاں زکاۃ میں دینا ہو گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے  
منع کیا

و ما كان من خليطين فانه ما يتراءجعانا بالسويء۔  
خلط کا معنی شریک  
اور اگر دونوں شریک ہو تمام جانوروں میں تو پیشک وہ دونوں رجوع کریں گے برابر برابر  
جیسے 202 بکریوں میں دو افراد حصہ دار ہوا ب 202 پر تین بکریاں زکوٰۃ ہو گی ڈیڑھ ڈیڑھ بکری کی قیمت دونوں کے ذمہ آئے  
گی

لَا يُؤخذُ فِي الصَّدَقَةِ هُرْمَةٌ۔

زکاۃ کے اندر بوڑھا جانور نہیں لیا جائے گا

## 5-بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَوٰۃِ الْبَقَرِ

تبیعہ کی تعریف

وہ گائے جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو جائے

مسنہ کی تعریف  
وہ گائے جو دو سال کی ہو کر تیسرا سال میں لگ جائے

ہر تیس گائیوں میں سے ایک تبعیج یا تبعیع اور ہر چالیس گائیوں میں سے ایک مسنہ ادا کرنا ہو گا  
گائیوں کا نصاب مکمل ہوا

اصول  
گائیوں کے نصاب کو سمجھنے کے لیے تیس اور چالیس کے عدد کو سمجھیں

یہ جز یہ نہیں تھا بلکہ جز یہ صلح تھا

اصول  
اگر پیسہ محفوظ کرنے کی نیت سے زمین لی فوری بیچنے کا ارادہ نہیں تھا یہ بھی زکوٰۃ میں شامل نہیں ہو گی  
کیونکہ مال تجارت نہیں ہے

سوال۔ کسی آدمی نے دولا کھروپے گھر میں رکھا کہ ان پیسیوں کو گھر کے سامان یعنی راشن وغیرہ کی مد میں استعمال کروں گا اگر  
نصاب پورا ہو تو سال کے آخر میں زکوٰۃ فرض ہو گی یا نہیں  
جواب۔ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے بچت پر یہی فرق ہے انکم ٹیکس اور زکوٰۃ میں  
انکم ٹیکس یعنی آمدن پر یعنی ایک دفعہ آپ کے پاس آمدنی آئی تو اس پر ایک دفعہ ٹیکس دینے کے بعد دوبارہ ٹیکس نہیں لگے گا  
دس سال تک اور زکوٰۃ بچت پر ہر سال فرض ہو گی

سوال۔ رقب کے مصرف کے تحت جیلوں کے اندر قیدیوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دے کر چھڑوانا کیسا ہے؟

جواب۔ قیدیوں کو چھڑانے کے لیے زکوٰۃ کا پیسہ استعمال کرنا بالکل جائز ہے لیکن رقب میں اس کو شامل نہ کریں سوال۔ کسی کی بہن نے میراث نہیں لی مشترکہ زمین کو بھائی نے بیچ کر تجارت کی اب اس مشترکہ مال میں سے بہن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں

جواب۔ بہن نے اپنا حصہ معاف کر دیا تھا بھائی کی ملک میں منتقل کر دیا تھا تو ایسی صورت میں اب یہ سارا بھائی ہی کا ہے اب اگر اس میں زکوٰۃ ہوتی ہے تو یہ اپنی حقیقی بہن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے اور اگر حقیقی بہن کامال بھی اس میں شریک ہو تو پھر زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ اب وہ اس میں شریک ہے

سوال۔ میری مسجد میں زکاۃ کے پیسے آتے ہیں اور اکثر کہتے بھی ہیں کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے ہیں جب آدمی کو معلوم نہ ہو تو کیا کیا جائے یعنی ان کو جیب میں رکھنا ٹھیک ہے یا نہیں

جواب۔ زکوٰۃ کے پیسیوں کو الگ رکھنا چاہیے ان کے ذریعہ امام کی تنخواہ نہیں دے سکتے مسجد میں زکوٰۃ کا پیسہ نہیں لگاسکتے امام کے ساتھ زکاۃ کے پیسیوں سے تعاون کر سکتے ہیں

سوال۔ زکوٰۃ کا کام کرنے والے اگر صاحبِ نصاب ہو تو کیا پھر بھی ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

جواب۔ جی ہاں عالمین علیہما یا ایک مصرف ہے یعنی زکوٰۃ کا کام کرنے والوں کا ایک علیحدہ مصرف ہے اس لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے

سوال۔ ایک لاکھ کا موبائل فون زکوٰۃ کے نصاب میں شامل ہو گا یا نہیں

جواب۔ موبائل فون ضرورت ہے اس وجہ سے زکوٰۃ کے نصاب میں شامل نہیں ہو گا ہاں آلاتِ اہو و لعب شامل ہونگے

سوال۔ ایک عورت کے پاس کچھ سونا اور چاندی ہے اس کا شوہر اسے ماہانہ خرچ دیتا ہے خرچ سال کے درمیان بچتا ہی نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں

جواب۔ اس پر زکوٰۃ تو ہو گی سونا اور چاندی دونوں کو ملائیں گے تو ساڑھے باون تو لے چاندی کا نصاب بن جائے گا اس کا آسان حل یہ ہے کہ کمیٹی ڈال لو

اس میں دو باتیں آپ پر آیا کریں گی ایک قربانی اور دوسرا زکوٰۃ ہے قربانی اور زکوٰۃ کا حساب کر لو دیکھو ہر مہینہ کتنا پیسہ بتاتا ہے اتنے پیسے لفافے میں رکھ لو

سوال۔ مال تجارت میں زکوٰۃ قیمت خرید کے اعتبار سے ہو گی یا قیمت فروخت کے اعتبار سے جواب۔ فروخت کے اعتبار سے اس وقت کی مارکیٹ ولیویہی حال زیورات کا ہے

سوال۔ گھر بنانے کے لیے کچھ پیسے جمع کر رکھے ہیں تو زکوٰۃ ہو گی یا نہیں

جواب۔ جی ہاں ان پر زکوٰۃ ہو گی یہ اس کی بچت ہے اسی طرح بیٹیوں کی شادی کے لیے پیسے رکھا ہوا ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہو گی کرنے کے لیے لاکھوں روپیہ رکھا ہوا ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہو گی

سوال۔ کسی نے اپنا پیسہ قرض دیا ہوا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی یا نہیں

جواب۔ قرض کے واپس ملنے کی امید ہے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی اگر واپس ملنے کی امید نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہو گی

#### **6-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ أَحْدَادِ خِيَارِ الْمَالِ فِي الصَّدَقَةِ**

تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِ الْحُمْمٍ وَتُرْزَدُ عَلَى فَقَرَائِحِهِمْ۔

مالدار مسلمانوں سے زکوٰۃ لی جائے گی اور مسلمانوں کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اصول۔

مسلمانوں سے زکوٰۃ لے کر مسلمانوں میں تقسیم کی جائے گی کافروں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی

مذہب نمبر 1

جمہور کے نزدیک کافروں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی

مذہب نمبر 2

امام حنفہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ فطرہ سے سکتے ہیں زکاۃ نہیں دے سکتے

وَكَرِيمٌ أَمْ وَاحِدٌ۔

یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والا عمدہ مال میں سے زکاۃ نہ لے

#### **7-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الرِّزْعِ وَالثَّمُرِ وَالْحُبُوبِ**

تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِ الْحُمْمٍ وَتُرْزَدُ عَلَى فَقَرَائِحِهِمْ۔

مالدار مسلمانوں سے زکوٰۃ لی جائے گی اور مسلمانوں کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اصول۔

مسلمانوں سے زکوٰۃ لے کر مسلمانوں میں تقسیم کی جائے گی کافروں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی

مذہب نمبر 1

جمہور کے نزدیک کافروں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی

مذہب نمبر 2

امام حنفیہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ فطرہ سے سکتے ہیں زکاۃ نہیں دے سکتے

وَكَرِيمُهُمْ أَنْمَوْلَهُمْ۔

یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والا عمدہ مال میں سے زکاۃ نہ لے

#### 8- بَابُ مَا جَاءَ لِيَسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ صَدَقَةٌ

غلام اگر خدمت کے لئے ہوتا وہ زکوٰۃ کے نصاب میں شامل نہیں ہیں

گھوڑوں میں زکوٰۃ کے بارے میں تفصیل ہے

گھوڑوں میں زکاۃ کا مستثنہ۔

اگر گھوڑے سواری کے لئے ہوتا بااتفاق ان میں زکوٰۃ نہیں ہوتی

اگر گھوڑے تجارت کے لیے ہوتا بااتفاق ان میں زکوٰۃ ہے

البتہ جو گھوڑے تناسل کے لئے ہونسل بڑھانے کے لئے ہو اور سائمه ہو ان میں اختلاف ہے

مذہب نمبر 1۔

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل کے نزدیک ان میں زکوٰۃ نہیں ہے

انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے

لیس علی المسلم فی فرسه ولا عبده صدقۃ

مذہب نمبر 2۔

امام ابو حنفیہ رحمہ اللہ کے نزدیک جو سائمه گھوڑے ہونسل بڑھانے کے لیے ان میں زکاۃ واجب ہے

احناف کی دلیل صحیح مسلم کی روایت باب اثثم مانع الزکاۃ اس باب میں تین قسم کے گھوڑوں کا ذکر ہے

جن میں سے رکوب کے لیے یعنی سواری کے لئے

جو گھوڑے ہوان میں زکوٰۃ نہیں ہوتی

احناف ترمذی میں موجود روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ صحیح مسلم کی روشنی میں ترمذی کی اس روایت کو انخلیل لر کوب پر محمول کریں گے جس طرح العبد کو للحمدہ پر محمول کریں گے

### 9-بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَوٰۃِ الْعَسْلِ

مذہب نمبر 1۔

امام ابو حنفیہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک شہد میں عشر واجب ہوتا ہے  
ان کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
فِي الْعَسْلِ فِي كُلِّ عَشْرَةِ أَزْقٍ زِيقٌ

زِيقٌ مُشَكِّنَيْزَه

مذہب نمبر 2۔

امام شافعی اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک شہد میں عشر نہیں ہے اور اس کے لئے ان کے پاس احادیث میں سے کوئی دلیل نہیں ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کی سند میں کلام ہے  
ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ دوسری کتابوں میں صحیح اسناد سے روایت منقول ہے

### 10-بَابُ مَا جَاءَ لَا زَكَوٰۃَ عَلَى الْمَالِ الْمُسْتَفَادِ حَتَّیٰ يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حدیث ہی کے الفاظ کو ترجمہ الbab بنا کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مال مستفاد پائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے

اس لیے یہ محدثین اور فقهاء کے نزدیک اہم مسئلہ ہے کہ مال مستفاد پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے یا نہیں  
اس بحث کو بحث مال مستفاد کہا جاتا ہے

مستفاد کا لغوی معنی ہے وہ مال جو فائدے میں حاصل ہوا ہو

مال مستقاد کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ زکاۃ کا نصاب مکمل ہو جانے کے بعد دور ان سال جو مال حاصل ہوا سے مال مستقاد کہتے ہیں

اس بحث کو سمجھنے کیلئے مال مستقاد کی مختلف صورتوں کو ذہن میں رکھنا ہو گا  
مال مستقاد کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں

1۔ مال مستقاد سابق مال کی جنس سے نہ ہو  
جیسے اس کے پاس سونا چاندی یا روپے کی زکوٰۃ کا نصاب موجود تھا پھر اس کے پاس اونٹ آگئے تواب نقداً اور اونٹ کا الگ الگ حساب معتبر ہو گا اونٹوں کو سابقہ نصاب میں ضم نہیں کیا جائے گا بالاتفاق

2۔ مال مستقاد سابق مال کی جنس میں سے ہو تو پھر دو صورتیں ہیں  
صورت نمبر 1۔  
مال سابق ٹمُو (بڑھنا) ہوا ہو یعنی مال مستقاد ہی میں سے مال بڑا ہو جیسے سال کے شروع میں دو لاکھ کا مال تجارت تھا اسی میں کمایا تو پانچ لاکھ ہو گئے یہ بالاتفاق مال مستقاد مال سابق میں ضم ہو گا  
جیسے کسی کے پاس بکریوں کا نصاب موجود ہو پھر وہ بکریاں بچے دیں تو یہ بچے بھی زکوٰۃ کے نصاب میں شامل ہوں گے

صورت نمبر 2۔  
مال مستقاد سابق مال کی جنس سے ہو لیکن کسی اور وجہ سے حاصل ہوا ہو جیسے پہلے نقدر وہ کا نصاب ثابت میراث کی وجہ سے یا ہبہ کی وجہ سے یا وصیت کی وجہ سے در میان سال میں اور پیسے آگئے کیا اب مال مستقاد مال سابق میں ضم ہو گا یا نہیں  
اس میں فقہاء کا اختلاف ہے

ذہب نمبر 1۔  
امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں ضم نہیں ہو گا  
ان کی دلیل ترمذی کے اس باب میں روایت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من استقاد مالا فلا زکاۃ علیہ حتیٰ يکول علیہ الْحُول  
یعنی مال مستقاد پر زکوہ نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے

نہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں مال مستقاد مال سابق میں خصم ہو گا  
اس لیے کہ سابق مال کی جنس میں سے ہے  
ترمذی میں موجود روایت کا احتجاف یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث پہلی صورت پر محمول ہے  
**11-بَابِ مَا جَاءَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِزْرَةٌ**

## 12-بَابِ مَا جَاءَ فِي زَكَأةِ الْخُلَقِ

نہب نمبر 1۔

احلاف سفیان ثوری عبد اللہ بن مبارک کے نزدیک زیورات میں زکاۃ ہوتی ہے وہ استعمال میں بھی ہوتی بھی زکاۃ فرض ہوتی ہے  
اور ان دونوں مسئللوں کے بارے میں روایات موجود ہیں ایک زیورات میں زکوہ ہوتی ہے اور سواران والی روایت سے زیر  
استعمال زیورات میں بھی زکاۃ کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے وعلیہ الفتوی

نہب نمبر 2۔

امام مالک امام شافعی امام احمد ابن حنبل رحمہ کے نزدیک زیورات میں زکوہ نہیں ہوتی  
یہی بات منقول ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ  
عنہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا  
لیکن یہ حضرات ائمہ ثلاثہ ترمذی میں آنے والی روایتوں کو ضعیف قرار دے رہے ہیں جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا  
لیکن احناف ان روایتوں کو ضعیف قرار دینے کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہی روایات قوی اسناد سے بھی موجود ہیں سنن ابی داؤد  
جلد اول کتاب الزکاۃ باب الکنز ما ہو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں

## 13-بَابِ مَا جَاءَ فِي زَكَأةِ الْخَضْرَاءِ وَالْأَوْتَادِ

سبز یوں کے اندر عشر واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

مذہب نمبر 1۔

شوافع کے نزدیک سبزیوں میں عشر واجب نہیں ہوتا

مذہب نمبر 2۔

احناف کے نزدیک سبزیوں میں عشر واجب ہوتا ہے  
بارانی پانی کے ذریعہ سبزیاں اگائی تو اس میں عشر واجب ہو گا  
ٹیوب ویل نہر وغیرہ کے پانی کے ذریعے سبزی اگائیں تو اس میں نصف عشر واجب ہو گا  
دلیل نمبر 1۔

سورۃ الانعام کی آیت نمبر 141

وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حِصَادِهِ

ترمذی میں موجود روایت کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود ہی اس کی سند کو صحیح قرار نہیں دیا  
جواب نمبر 2۔

اس حدیث میں مطلق وجوب عشر کی نفی نہیں ہے  
 بلکہ حکومت کا کارندہ سبزی میں سے عشر نہ لے یہ خود اگانے والا ادا کرے  
**14-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ فِيمَا يُسْقَىٰ بِالْأَنْهَارِ وَغَيْرِهَا**  
اوکان عَشَرَیِّاً الْعُشُورُ۔

عَشَرَیِّاً نہاء کے ساتھ عاثور سے ماخوذ ہے عاثور کا ریز چھوٹی نہر چوٹے نالے کو کہتے ہیں  
عشری سے وہ درخت اور پودے مراد ہیں جو نہر کے کنارے ہیں زمین سے خود بخود پانی چوں لیتے ہیں  
اس میں بھی عشر ہوتا ہے

**15-بَابُ مَا جَاءَ فِي زَكَاةِ مَالِ الْيَتَيمِ**

مذہب نمبر 1۔

امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک یتیم کے مال پر زکاۃ فرض ہوتی ہے  
ان حضرات کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے مرفوع روایت ہے

الا من ولی يتيممال فليتجرفیه ولا يزکر کہ حتی تاکہ الصدقہ  
جو شخص یتیم کے مال کا ولی بنے اسے چاہیے کہ وہ اس مال میں تجارت کرے اور چھوڑنے نہ رکھے  
یہاں تک کہ زکاۃ اسے کھاجائے

مدہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یتیم کے مال پر زکاۃ فرض نہیں ہوتی

دلیل نمبر 1۔

ان کی دلیل سنن ابی داؤد جلد ثانی کتاب الحدود باب فی المجنون یسر ق او یصیب احمد اس میں مرفوع روایت ہے  
رفع القلم عن ثلات  
تین افراد مرفوع القلم ہیں  
1- نَعْمَ سُونَةِ وَالَا  
2- مَجْنُونٌ

3- وَعَنِ الصَّغِيرِ چھوٹا بچہ

یہ مرفوع القلم ہیں لہذا یتیم بچے پر مال کی ضرورت ہو گی

دلیل نمبر 2۔

امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ  
لیس فی مال الیتیم زکاۃ  
یعنی یتیم کے مال میں زکوۃ نہیں ہوتی

ترمذی کے اس باب میں موجود روایت کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ  
خود امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے

**16-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَجْمَاءَ جَرْحُهَا جَبَازٌ وَفِي الرِّكَازِ الْحُمْسُ**

جرحها ان کا زخمی کرنا

جبار ہدر ہے بیکار ہے اس پر کوئی بھیں گاے کتاب غیرہ نقصان کر دے ٹکرما رکر دیوار وغیرہ گرادے سواری کو نقصان پہنچا دے تو اس پر کچھ جرمانہ نہیں مالک پر بھی جرمانہ نہیں لیکن اگر کوئی ان کو بھڑکائے پیچھے لگائے تو اس پر جرمانہ ہو گا وہ مجرم ہو گا

والمعدن جبار۔

کان کے اندر اگر کوئی بندہ حادثہ میں تودہ گرنے سے مر جائے تو یہ بھی ہدر ہے مالک پر جرمانہ نہیں ہو گا لیکن اب بین الاقوامی قوانین کے تحت پاکستان میں بھی یہ قانون بن گیا کہ جرمانہ مالک پر ہو گا شرعی طور پر بیکار ہے کوئی جرمانہ نہیں

والبزر جبار۔

کنوں میں کوئی بندہ یا جانور بکری وغیرہ گر کر مر گیا تو مالک پر کوئی جرمانہ نہیں لیکن اگر مالک نے کنوں کی منڈیر نہیں بنائی ویسے ہی گڑھا کھود کر چھوڑ دیا اب اگر اس میں کوئی انسان یا جانور گر کر مر گیا تو مالک پر جرمانہ ہو گا کیونکہ اس نے اختیاطی تدابیر اختیار نہیں کی

وفی الرکا ز الحسن۔

دفینہ دفن شدہ خزانہ میں خمس ہے

## 17-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَرْصِ

خرص کا لغوی معنی ہے اندازہ کرنا اور اندازہ کرنے والے کو خارص کہتے ہیں

خرص کی اصطلاحی تعریف۔

حکومت کی طرف سے ایک خارص مقرر کیا جاتا ہے کہتی پکنے کا وقت ہو باغات کے پھل پکنے کا وقت ہو تو حکمران وقت باغ کے پھلوں کو دیکھ کر اندازہ لگاتا ہے پھر اس میں سے عشر مقرر کرتا ہے اسے خرص کہتے ہیں

اب اگلامر حلہ یہ ہے کہ خارص اندازہ لگا کر موجود تیار بچلوں میں سے پھل لے لیتا ہے ابھی باغ کے مکمل پھل اترتے نہیں ہیں یہ بات یاد رہے کہ خرص کا عمل بالاتفاق اس حدیث سے ثابت ہے

لیکن خارص اندازہ لگانے والے کی بات باغ کے مالک پر لازم ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے  
مزہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک خارص کا اندازہ مالک پر لازم واجب نہیں ہوتا  
مزہب نمبر 2۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک خارص کا اندازہ مالک پر واجب ہو جاتا ہے  
باقی جمہور علماء کے نزدیک خارص کا اندازہ مالک کے لئے مستحب ہے کہ اس کے مطابق عمل کرے  
بلکہ بعض احناف نے خارص اندازہ لگا کر پہلے سے لے لیتا ہے اسے مکروہ لکھا ہے کیونکہ اس میں سود کا بھی شبہ ہے  
ہاں البتہ خارص ایک اندازہ لگائے کہ اس دفعہ اس باغ سے اتنے من مالثایا اتنے من سیب پیدا ہو گا  
پھر جب وہ پہلی اتر جائے پھر جتنی پیٹیاں وغیرہ بنیں اس کے مطابق عشرے لے احناف کے نزدیک خارص کے خرص کا فائدہ  
یہ ہو گا کہ مکمل پہلی اترنے کے بعد مالک عشرے سے بچنے کے لیے غلط بیانی نہیں کر سکے گا

ترمذی میں موجود روایت کا احناف جواب یہ دیتے ہیں کہ اس روایت سے خرص کا ثبوت تو معلوم ہوتا ہے  
لیکن خارص کی بات مالک پر لازم ہوتی ہے یہ ثابت نہیں ہوتا

اکروم انگور

سوال۔ ٹھیکہ پریا حصے پر جوز میں دی جاتی ہے اس میں سے عشر کون ادا کرے گا  
جواب۔ جتنی پیداوار ہوئی ہے اس میں سے دینا ہو گا بعد میں آپس میں حصے کر لیں گے

سوال۔ کیا بندہ اپنے اس بڑے بھائی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے جس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہے جبکہ کھانا پینا بھی ایک ساتھ  
ہے

جواب۔ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ولی روایت ذہن میں رکھیں جو آپ بھائی کو زکوٰۃ دیں گے اور بھائی آپ کو کھلانے گا تو  
وہ زکوٰۃ نہیں رہے گی بلکہ ہدیہ بن جائے گا صدقہ بن جائے گا

سوال۔ بعض سبزیاں بار بار آتی ہیں تو کیا ان کی زکوٰۃ ہر بار دینا ہو گی

جواب۔ حتیٰ پیداوار بڑھتی جائے گی اس پر زکوٰۃ بھی ہر بار ادا کی جائے گی

قلوصاً او تُنْتَنِي

**18-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ**

**19-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ**

**20-بَابُ مَا جَاءَ فِي رِصَا الْمُصَدِّقِ**

**21-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّدَقَةَ تُؤْخَذُ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ فَتَرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ**

**22-بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الرَّكَاهُ**

**23-بَابُ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ**

نقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان المسکلة۔۔۔۔۔

مِرْعُوقٌ طاقت و رتوانا

سوی اعضاء برابر موجود ہو

فقر محتاجی

مدفع ذات والی

غم قرض

مفضع مشکل میں ڈالنے والا

لیشری بڑھا لے

رفقاً گرم پتھر

## 24-بَابُ مَنْ تَحْلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ مِنَ الْغَارِمِينَ وَغَيْرِهِمْ

کس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے اور کس کے لیے مانگنا جائز ہے؟

زکوٰۃ کا نصاب بالاتفاق 200 در ھم ہے یعنی ساڑھے باون تو لے چاندی یعنی 12 گرام چاندی لیکن کتنا مال ہو کہ وہ لوگوں سے مانگ سکتا ہے سوال کر سکتا ہے  
مذہب نمبر 1۔

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک 50 در ھم رکھنے والے کو سوال کرنا جائز نہیں  
انکی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے  
قال خسون در حما

مذہب نمبر 2۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زکوٰۃ کا نصاب رکھنے والا غنی کھلاتا ہے یعنی جس کے پاس 200 در ھم ہو لہذا 50 در ھم سے زیادہ  
والا مانگ سکتا ہے  
مذہب نمبر 3۔

احناف کے نزدیک اس مسئلے کی تفصیل کے لئے چار طرح کے حالات ذہن میں رکھنا ضروری ہیں  
1- جس شخص کے پاس زکوٰۃ کے نصاب کی مقدار کے برابر مال نامی (بڑھنے والا) ہو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب  
ہوگی ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

2- زکوٰۃ کے نصاب کی مقدار کے برابر مال موجود ہو لیکن وہ مال نامی نہ ہو جیسے ضرورت سے زائد کپڑے زائد سامان وغیرہ  
نصاب زکوٰۃ کے برابر اسکی قیمت پہنچتی ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن اسے زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں ایسے شخص پر قربانی اور  
صدقة فطر واجب ہو گا

3- زکوٰۃ کے نصاب کے برابر غیر نامی مال بھی نہ ہو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے لیکن اس کے لیے سوال کرنا جائز نہیں اگر اس  
کے پاس قوت یوم ولیل ہو تو اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے

4- اگر اس کے پاس قوت یوم ولیل بھی نہ ہو تو وہ مسکین کھلاتا ہے اسے سوال کرنا مانگنا جائز ہے

احناف کے دلائل۔

دلیل نمبر 1۔

سنن الی داؤد باب من یوتی امن الصدقہ وحد الغنی

اس میں آنے والی روایت کے الفاظ یہ ہیں

وَمَا لِغُنْيٍ لِّلَّذِي لَا يَنْبَغِي مَعَهُ الْمُسْتَلِهُ قَالَ قَدْ رَمَيْدَيْهُ وَيَعْشَيْهُ

ایک دن اور ایک رات کا کھانا اس کے پاس ہو تو وہ مانگ نہیں سکتا

دلیل نمبر 2۔

ترمذی کے دوسرے باب میں آنے والی روایت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المستله لا تخل لغنى ولا ذى مرقة صبی

(امتحانی روایت)

**25-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَمَوَالِيهِ**

صحیح مسلم جلد اول اور موطا امام مالک کی روایت

لا تخل الصدقۃ لحمد ولآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آل محمد سے کیا مراد ہے؟

آل محمد سے مراد بنہاشم ہیں یہ نسل 5 افراد سے چلی ہے حضرت علی حضرت عباس عقیل جعفر حارث

ہدایہ جلد اول صفحہ 206 میں یہ نام موجود ہیں باب من یجود دفع الصدقات الیہ

صدقہ کی تعریف۔

الصَّدَقَةُ مَنْجَحُ الْمَانِحٍ طَلَبَ أَثْوَابَ الْآخِرَةِ وَكَنْوُنُ مِنَ الْأَغْلَى إِلَى الْآذَنِي

ہدایہ کی تعریف۔

الْأَهْدَى مَنْجَحُهُ يُطَلَبُ بِهَا التَّحْبِبُ إِلَى الْآخِرَةِ وَالْتَّقْرُبُ بِرَأْيِهِ

ہدیہ اور صدقہ میں یہ فرق علامہ عین رحمہ اللہ نے عمدة القاری میں جلد نمبر 9 صفحہ 90 میں ذکر فرمائی ہے عنوان قائم کیا ہے باب الصدقۃ علی موالیہ و ازانج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (امتحانی مقام)

## 26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الْقَرَابَةِ

میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟  
مزہب نمبر 1۔

امام شافعی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک عورت محتاج شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے  
مزہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک شوہر کو بیوی زکاۃ نہیں دے سکتی  
وعلیہ الفتوی  
اس بحث کی تفصیل کے لیے دیکھیے عمدة القاری جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 32

.....  
آئتا الحکمۃ۔

جہمیہ ایک فرقہ تھا جو خلافت عباسیہ میں وجود میں آیا  
اور اس کے بانی دو شخص کہلاتے ہیں  
جہنم ابن صفوان اور جعد ابن در حم  
جہنمیہ صفات باری تعالیٰ کے منکر تھے اور قرآن کو مخلوق اور حادث مانتے تھے

## 27- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِي الْمَالِ حَفَاسِوَى الزَّكَاءِ

## 28- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّدَقَةِ

## 29- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ السَّائِلِ

## 30- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْطَاءِ الْمُؤْلَفَةِ قُلُوبُهُمْ

### 31-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمُتَصَدِّقِ بِرِثْ صَدَقَةٌ

(امتحانی روایت)

عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ قال کنت جالساً عنده النبی صلی اللہ علیہ وسلم ——— اخ  
کیا کسی کی طرف سے نماز روزہ حج زکاۃ ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں

اس بارے میں اہم شرعی اصول یہ ہیں کہ

عبادات تین قسم کی ہیں

1۔ خالص بدنسی عبادت

2۔ خالص مالی عبادت

3۔ ایسی عبادت جو مالی بھی ہو بدنسی بھی ہو

بدنسی عبادت۔

ایسی عبادت جس میں صرف بدن استعمال ہوتا ہو جیسے نماز اور روزہ یہ کسی دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کیے جاسکتے نہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے البتہ نماز پڑھ کر روزہ رکھ کر ثواب پہنچا سکتا ہے

مالی عبادت۔

صرف مالی عبادت جیسے زکوٰۃ صدقات صدقہ فطر اور قربانی مالی عبادت کسی دوسرے کی طرف سے بلا کراہت اور بغیر عذر کے ادا کی جاسکتی ہے آپ بیوی کی طرف سے زکاۃ ادا کر دیں جائز ہے صدقہ فطر ادا کر دیں جائز ہے کوئی رشتہ دار کوئی عزیز قریبی دوست باہر کے ملک میں رہتا ہو وہاں قربانی نہ کر سکتا ہو آپ اس کی طرف سے اپنے ملک میں قربانی کر سکتے ہیں

بدنسی اور مالی عبادت۔

وہ عبادت جو مالی بھی ہو اور بدنسی بھی ہو جیسے حج یہ عذر کی وجہ سے دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے لیکن حج بدل ادا کرنے کی چند ایک شرائط ہیں جس شخص پر حج فرض تھا وہ نہ کر سکا اب شیخ فانی، بہت زیادہ بورڈھا ہو گیا یا مر گیا تو اسی کے مال میں

سے حج بدل کرنا ہو گا اور اسی کے میقات سے حج بدل کرنا ہو گا اگر ماں باپ کا پیسہ نہیں اولاد اپنے پیسے سے والدین کی طرف سے  
حج بدل کرے تو وہ حج بدل نہیں ہو گا  
البته نفلی حج کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے

قال صومی عنھا۔

اس عبارت پر سوال ہوتا ہے کہ روزہ توبہ نی عبادت ہے اور بدنبی عبادت دوسرے کی طرف سے انسان نہیں کر سکتا  
جواب۔

محمد شین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ روزہ رکھ کر روزے کا ثواب پہنچانا مراد ہے

سوال۔ ٹی وی وغیرہ ضرورت زندگی میں شامل ہیں یا نہیں

جواب۔ یہ تفریح کی چیزیں ہیں

### 32-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْعُوْدِ فِي الصَّدَقَةِ

### 33-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ

### 34-بَابُ فِي نَفَقَةِ الْمُرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زُوْجِهَا

### 35-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ

ہاں محمد شین صدقہ فطر کے بارے میں تین بحثیں فرماتے ہیں  
البحث الاول۔

صدقہ فطر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟  
نہ ہب نمبر 1۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے  
نہ ہب نمبر 2۔

احناف کے نزدیک صدقہ فطر واجب ہے

البُحْثُ الثَّانِي۔

صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے  
نہ ہب نمبر 1۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہوتا ہے

نہ ہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ رحمہ کے نزدیک ہر صاحب نصاب پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اگرچہ اس مال پر سال نہ گزر اہو

البُحْثُ الثَّالِثُ۔

صدقہ فطر کتنا واجب ہوتا ہے؟  
نہ ہب نمبر 1۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر چیز میں سے ایک صاع صدقہ فطر واجب ہوتا ہے  
نہ ہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کھجور کشمش وغیرہ سے ایک صاع واجب ہوتا ہے تقریباً ساڑھے تین کلو اور گندم میں سے  
نصف صاع یعنی پونے دو کلو گندم و علیہ الفتوی

**36-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ**

**37-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ**

**38-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِي عَنِ الْمَسَأَةِ**

## 6-أَبْوَابُ الصَّوْمِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صوم کا الغوی معنی الامساک رکنا

صوم کی اصطلاحی شرعی تعریف۔

الامساک عن الاكل والشرب والجماع

### 1-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

### 2-بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرُ بِصَوْمٍ

### 3-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِ

اگر 29 شعبان کو چاند نظر نہیں آیا بادل وغیرہ کی وجہ سے تو اگلے دن روزہ رکھنا اس خیال سے کہ شاید یہ رمضان کا روزہ ہو یہ روزہ یوم شک کا روزہ کہلاتا ہے اور یہ روزہ رکھنا مکروہ تحریکی ہے

### 4-بَابُ مَا جَاءَ فِي إِحْصَاءِ هَلَالِ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ

### 5-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّوْمَ لِرُؤْيَا الْهَلَالِ وَالإِفْطَارَ لَهُ

### 6-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

### 7-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ بِالشَّهَادَةِ

رویت ہلال کے لیے شہادت کی شرائط رمضان کے لیے اور عید کے لیے

اس کے لیے بنیادی طور پر 8 شرائط ہیں

1۔ مسلمان ہو

2۔ عاقل ہو

3۔ بالغ ہو

4۔ بینا ہو

5۔ عادل ہو

6۔ لفظ شہادت بولے میں گواہی دیتا ہوں

7۔ خود یکھا ہو

8۔ مجلس قضاء میں گواہی دے

بذریعہ فون موبائل وغیرہ سے دی گئی اطلاع خبر ہو گی گواہی یا شہادت نہیں ہو گی

(ہلال پہلی تاریخ کے چاند  کو کہتے ہیں قمر پورے چاند کو کہتے ہیں)

رمضان اور عیدین کے لیے مطلع صاف ہو تو جم غیر کی شہادت لازم ہے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک ثقہ مردیا عورت کی گواہی کافی ہے لیکن عیدین کے لیے دو ثقہ گواہ ہونا لازم ہے

(رسالہ رویت ہلال مفتی محمد شفیع صاحب)

**8۔ بَابُ مَا جَاءَ شَهْرًا عِيدٍ لَا يَنْقُصُ صَانِ**

9- بَابُ مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلْدٍ رُؤيَتُهُمْ

10- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحْبُ عَلَيْهِ إِلَّا فُطَارٌ

11- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْفِطْرَ يَوْمٌ تُفْطِرُونَ، وَالْأَصْحَى يَوْمٌ تُضَحَّوْنَ

12- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيَانِ الْفَجْرِ

یھید نکم الساطع المصعد

تمہیں گھبراہٹ میں نہ ڈالے اوپر چڑھنے والا کوڑا

مراد صحیح صادق

16- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الغَيْبَةِ لِلصَّائِمِ

## 17-بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ السَّحُورِ

## 18-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

## 19-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ

## 20-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلْمُحَارِبِ فِي الْإِفْطَارِ

محارب جہاد کرنے والا

## 21-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْإِفْطَارِ لِلْجُنَاحِيِّ وَالْمُرْضِعِ

عن انس بن مالک رجل من بنی عبد اللہ بن کعب۔

اس روایت میں مشہور صحابی جو حضور علیہ السلام کے خادم بھی ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد نہیں ہیں  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی تھے

یہ والے انس بن مالک یہ بنی عبد اللہ بن کعب میں سے تھے ان کو انس بن مالک کعبی کہتے ہیں

حامله اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے بعد میں قضا کرے گی کیا اس کے ساتھ فدیہ بھی دے گی یا نہیں  
مزہب نمبر 1۔

امام شافعی امام مالک امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک حاملہ اور مرضعہ روزہ نہیں رکھیں گی قضاء کریں گی اور ساتھ فدیہ  
بھی دیں گی

مزہب نمبر 2۔

امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک حاملہ اور مرضعہ دونوں روزہ نہیں رکھیں گی روزے کا فدیہ دیں گی

ان پر قضاء بھی فرض نہیں ہے چاہے قضاء کریں یا نہ کریں اگر قضاء کریں گی تو فدیہ پر نہیں ہو گا

مذہب نمبر 3۔

امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک صرف قضاء لازم ہو گی

福德یہ نہیں ہو گا

## 22-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ

## 23-بَابُ مَا جَاءَ مِنَ الْكُفَّارَةِ

کفارہ سے مراد فدیہ ہے

## 24-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَذْرَعُهُ الْقَيْءُ

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے جن سے دور جدید کے مسائل بھی حل ہوتے ہیں

1- صائم کے لیے حامہ

2- القیء

3- احتلام

دور جدید کے مسائل۔

1- لہذا سنگھی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا پھپنے لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا دور جدید میں اس کو کپنگ کہتے ہیں

2۔ کسی بھی قسم کا رگ میں یا گوشت میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا

(رگ میں لگنے والے طبکے کو اثر و نہیں کہتے ہیں

جو گوشت میں لگتا ہے اسے اثر مسکول رکھتے ہیں)

3۔ آنکھ میں دواڑا لئے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا چاہے دواکاذا افچہ حلق میں آجائے

(کیونکہ آنکھ کا تعلق حلق کے ساتھ براہ راست نہیں ہے)

4۔ خون دینے سے اور خون لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

5۔ خون ٹیسٹ کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا شوگر ٹیسٹ کروانے کیلئے انگلی سے خون نکالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

6۔ انسولین لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے بازو میں لگائی جائے چاہے پیٹ میں لگائی جائے (انسولین پیٹ میں نہیں لگتی پیٹ کے اوپر کھال میں لگتی ہے اس میں بالکل باریک سوئی ہوتی ہے چھوٹی ہوتی ہے جو پیٹ تک پہنچتی ہی نہیں صرف کھال تک پہنچتی ہے)

7۔ خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے منہ بھر کر ہو چاہے کئی دفعہ ہو

البتہ اگر قصد ایعنی جان بوجھ کر کوئی ایسا عمل کرے جس سے قے ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا

منہ بھر کر قے آنے سے وضو ٹوٹتا ہے روزہ نہیں ٹوٹتا

8۔ سوتے ہوئے روزے کی حالت میں احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا  
 البتہ جاگتے ہوئے روزے کی حالت میں کوئی ایسا عمل کرے جس سے احتلام ہو جائے (جماع کے علاوہ)  
 تو روزہ ٹوٹ جائے گا کفارہ نہیں ہو گا قضا لازم ہو گی

اگر رات کو احتلام ہو جائے یا ازدواجی تعلق کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے صح کو غسل نہ کر سکے  
 تو بغیر غسل کیے سحری کھا سکتا ہے روزہ رکھ سکتا ہے البتہ نصف النہار سے پہلے غسل کر لینا چاہیے

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

1۔ ناک میں دواڑا لئے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس کا براہ راست حلق کے ساتھ تعلق ہے

2۔ کان میں دواڑا لئے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے  
 اگر کان کے اندر پرده موجود ہو تو محقق علماء کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ دوا حلق تک نہیں جاتی  
 اور اگر کان کا پرده پھٹا ہوا ہو تو پھر کان میں دواڑا لئے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ حلق تک دوا جاتی ہے

3۔ انہیلر لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حلق میں دوا جاتی ہے  
 اس صورت حال سے بچنے کے لیے دو حل ہیں

1- انچشون کے ذریعے دوائی گائی جائے

2- گولیاں استعمال کی جائے

لیکن اگر سانس کی تکلیف شدت سے ہو تو انہیں لے روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن صرف قضا ہو گی کفارہ نہیں ہو گا

سوال۔ ایسی ڈرپ لگوانا جس سے پورا دن بھوک نہیں لگتی اس کا کیا حکم ہے

جواب۔ اگر واقعی کمزوری ہو رہی ہے تو ڈرپ لگوانا لیکن صرف اس لئے ڈرپ لگوانا کہ روزے کے اندر تو انائی آجائے یہاڑی نہ ہو تو اس کو علماء نے مکروہ لکھا (روزے کا مقصد فوت ہونے کی وجہ سے) ہے لیکن روزہ اس سے بھی نہیں ٹوٹتا

جان بچانے کے لیے خون کا عطیہ کرنا شرعاً جائز ہے اس کی دلیل سورۃ البقرہ آیت نمبر 173

**25-بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِنْ اسْتَقَاءِ عَمْدًا**

**26-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّائِمِ يَا كُلُّ أُوْيَشَرْبُ نَاسِيَا**

**27-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِفْطَارِ مُتَعَمِّدًا**

**28-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَارَةِ الْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ**

**29-بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ**

**30-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُحْلِ لِلصَّائِمِ**

### 31-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

### 32-بَابُ مَا جَاءَ فِي مُبَاشَرَةِ الصَّائِمِ

### 33-بَابُ مَا جَاءَ لَا صِيَامٌ لِمَنْ لَمْ يَعْزِمْ مِنَ اللَّيْلِ

کیا روزے کی نیت رات کو یعنی صحیح صادق سے پہلے کرنا فرض واجب ہے  
اس بارے میں احادیث کی روشنی میں فقهاء کے تین مذہب ہیں  
مذہب نمبر 1۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک رات کو یعنی صحیح صادق سے پہلے نیت کرنا ہر قسم کے روزے کے لئے فرض ہے چاہے وہ رمضان کا  
روزہ ہو یا کفارے کا یا قضاء کا یا منعت کا یا نفلی روزہ  
ان کی دلیل ترمذی میں آنے والی روایت ہے جو عموم پر دلالت کرتی ہے

مذہب نمبر 2۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک  
نفلی روزے کے علاوہ ہر قسم کے روزے کی رات کو صحیح صادق سے پہلے پہلے نیت کرنا فرض ہے ورنہ روزہ نہیں ہو گا نفلی روزے  
کی نیت نصف النہار سے پہلے کر سکتا ہے  
شوافع کی بھی یہی دلیل ہے لیکن نفلی روزے کے لیے وہ روایات دلیل ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح کے وقت گھر میں  
پوچھتے کہ کچھ کھانے کو ہے اگر ہوتا تو کھائیتے نہ ہوتا تو فرماتے میں نے روزہ رکھ لیا

مذہب نمبر 3-

احناف کے نزدیک قضا و روزے نذر غیر معین کے روزے (جس میں دن متعین نہیں ہوتا) اور کفارے کے روزے میں رات سے نیت کرنا واجب ہے یعنی صادق سے پہلے

اور احناف کے نزدیک رمضان کے روزے نفلی روزے نذر معین (جس میں دن متعین ہوتا) کے روزے میں رات سے نیت کرنا واجب نہیں ہے

### 34- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْطَارِ الصَّائِمِ الْمُتَطَوِّعِ

نفلی روزہ رکھنے والا اگر روزہ توڑے تو اس کے ذمہ قضا ہے یا نہیں  
مذہب نمبر 1-

امام شافعی امام احمد امام اسحاق اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کے نزدیک نفلی روزہ رکھنے والا اگر روزہ توڑے تو اس کے ذمہ کفارہ یا  
قضاء نہیں ہے قضا کر لے تو بہتر ہے

ان کی دلیل اسی باب میں آنے والی روایت ہے

مذہب نمبر 2-

امام مالک اور احناف کے نزدیک نفلی روزہ اگر توڑے تو کفارہ نہیں ہوتا قضا واجب ہو جاتی ہے اس لئے کہ کوئی بھی نفلی عبادت  
شرع کی جائے تو وہ واجب ہو جاتی ہے

اور اس باب میں موجود روایت قال فلا یضرک کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس جملے کا معنی ہے نفلی روزہ توڑنے سے گناہ نہیں ہوتا  
اور قضاء واجب ہوتی ہے اس کی دلیل اگلے باب میں آنے والی روایت ہے باب ماجاء فی ایجاد القضاء علیہ

### 35- بَابُ صِيَامِ الْمُتَطَوِّعِ بِغَيْرِ تَبِيِّنِ

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْقَضَاءِ عَلَيْهِ

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصَالٍ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ

38- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الصَّوْمِ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي مِنْ شَعْبَانَ لِحَالِ رَمَضَانَ

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ حَدَّهُ

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَ الْخَمِيسِ

### 45-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمٍ يَوْمَ الْأَزْيَاءِ وَالخَمِيسِ

### 46-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ صَوْمٍ يَوْمَ عَرَفَةَ

یہ باب غیر حاجیوں سے متعلق ہے

### 47-بَابُ كَرَاهِيَّةِ صَوْمٍ يَوْمَ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

یہ باب حاجیوں کے لیے عرفات میں روزہ رکھنے کے مکروہ ہونے کے بارے میں مشقتوں کی وجہ سے

### 48-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَتِّ عَلَى صَوْمٍ يَوْمَ عَاشُورَاءِ

### 49-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي تَرْكِ صَوْمٍ يَوْمَ عَاشُورَاءِ

### 50-بَابُ مَا جَاءَ عَاشُورَاءِ أَيْ يَوْمٍ هُوَ

### 51-بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الْعَشْرِ

یہاں ذی الحجه کے دس روزوںے مراد ہیں جن کا ذکر سورۃ الفجر آیا ہے والفجر ولیل عشر عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت مارأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم صائمانی عشر قطعاً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی یہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا حالانکہ باقی کتب میں روایات موجود ہیں جواب۔

محمد شین نے یہ جواب دیا کہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم میں نہ ہو

امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود اس روایت کو ضعیف کہا ہے

### 52-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ

### 53-بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ سَتَةِ أَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

عموماً لوگ یہ فضیلت بیان کرتے ہیں کہ شوال کے چھ روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے رمضان کے روزے رکھنے سے یہ ثواب نہیں ملتا چھ روزے رکھنے سے ثواب ملتا ہے؟

جواب۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل رمضان کے اندر اس کا یہ جواب دیا کہ حدیث کو غور سے پڑھیں حدیث میں یہ الفاظ ہیں حدیث۔

من صام رمضان ثم اتبعه بست من شوال فذا الک صیام الدھر  
یعنی جو رمضان کے روزے رکھنے پھر شوال کے چھ روزے رکھنے گویا کہ وہ سارا زمانہ یعنی پورا سال روزے رکھتا رہا  
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا  
من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها

جو بندہ ایک نیک کام کرتا ہے اللہ اسے دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے  
لہذا جب رمضان کے 30 روزے رکھنے تو تین سوروں کا ثواب ملا اور جو شوال کے چھ روزے رکھنے تو ساٹھ روزوں کا ثواب ملا  
یہ کل 360 دن ہو گئے گویا کہ سارا سال روزے سے رہا  
معلوم ہوا صرف شوال کے چھ روزے رکھنے کی یہ فضیلت نہیں ہے بلکہ شمال اور رمضان دونوں کے روزے رکھنے کی فضیلت  
ہے

سوال۔ یوم عرفہ کس ملک کے حساب سے ہو گا  
جواب۔ ہر ملک کی تاریخ کے اعتبار سے ہو گا یوم عرفہ 9 ذی الحجه کی تاریخ ہو کرتے ہیں

سوال۔ کیا شوال کے چھ روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے  
جواب۔ شوال کے مہینے میں جس دن چاہے آپ روزہ رکھ سکتے ہیں لگاتار بھی رکھ سکتے ہیں اور وقت کے ساتھ بھی رکھ سکتے ہیں لیکن عید کا دن نکال کر عید کے دوسرے دن سے لگاتار رکھنے سے آسانی ہو جاتی ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی عادت بنی ہوتی ہے  
**54-بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِّنْ كَلِّ شَهْرٍ**

**55-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّوْمِ**

**56-بَابِ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ**

**57-بَابِ مَا جَاءَ فِي سَرْدِ الصَّوْمِ**

**58-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الصَّوْمِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ**

**59-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الصَّوْمِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ**

ایام تشریق کو ایام تشریق کہنے کی وجہ ؟  
 تشریق کا الغوی معنی ہے دھوپ میں گوشت کو سکھانا  
 چونکہ ان دنوں میں عرب کے اندر قربانی کے گوشت کو دھوپ میں سکھا کر محفوظ کیا جاتا تھا

نوذ لجہ کو تکبیرات تشریق میں تغییبا شامل کیا ہے ورنہ ایام تشریق دس ذی الحجه کے بعد ہوتے ہیں

**60-بَابِ كَرَاهِيَّةِ الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ**

**61-بَابِ مَا جَاءَ مِنَ الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ**

**62-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الْوِصَالِ لِلصَّائِمِ**

**63-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْجُنُبِ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّوْمَ**

**64-بَابِ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الصَّائِمِ الدَّعَوَةِ**

**65-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ إِلَّا يَادُنْ زَوْجِهَا**

66-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ

67-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ

68-بَابُ مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ الْحَائِضِ الصِّيَامُ دُونَ الصَّلَاةِ

69-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ مُبَالَغَةِ الْإِسْتِئْشَاقِ لِلصَّائِمِ

70-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ نَزَلَ بِقُوْمٍ فَلَا يُصُومُ إِلَّا إِذْنُهُمْ

71-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ

72-بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

73-بَابُ مِنْهُ

74-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّوْمِ فِي الشِّتَّاءِ

75-بَابُ مَا جَاءَ: {وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ}

76-بَابُ مَنْ أَكَلَ ثُمَّ حَرَجَ يُرِيدُ سَفَرًا

77-بَابُ مَا جَاءَ فِي تُحْفَةِ الصَّائِمِ

78-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى مَتَى يَكُونُ؟

79- بَابِ مَا جَاءَ فِي الْإِعْتِكَافِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ

80- بَابِ الْمُعْتَكِفِ يَحْرُجُ لِحَاجَتِهِ أَمْ لَا

81- بَابِ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

82- بَابِ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا

83- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، وَمَا جَاءَ فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ

## 7-أَبْوَابُ الْحَجَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حج کرنے کے تین طریقے بتائے ہیں ان میں سے کسی ایک طریقے سے بھی حج کرنا درست ہے

1-حج افراد 2-حج قرآن 3-حج تمتع

حج افراد۔

افراد کا معنی ہے الگ کرنا علیحدہ کرنا

اگر حج کرنے والا اپنے میقات سے صرف حج کا احرام باندھے ( عمرہ کا احرام نہ باندھے) جا کر حج کرے اور دس ذوالحجہ کو احرام کھول دے اسے حج افراد کہتے ہیں

عام طور پر پاکستان سے جانے والے حضرات حج افراد نہیں کرتے اس لیے کہ پاکستان سے روانہ ہونے سے لے کر 10 ذوالحجہ تک احرام کی حالت میں رہنا پڑتا ہے جو کہ انتہائی مشکل کام ہے

حج قرآن۔

قرآن کا معنی ہے ملنا ملانا

قرآن کا طریقہ یہ ہے کہ حج کرنے والا اپنے میقات سے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے جا کر پہلے عمرہ کرے لیکن احرام نہیں کھول سکے گا کیوں کہ حج کا احرام بھی باندھا ہوا ہے دس ذی الحجه کو حج کر کے احرام کھول سکے گا

حج قرآن بھی پاکستان سے جانے والے نہیں کرتے کیونکہ پاکستان سے جانے سے لے کر 10 ذوالحجہ تک احرام میں رہنا پڑے گا ایک خلاف ورزی ہو گئی تودم دینا پڑے گا

حج تمتع۔

تمتع کا معنی ہے فائدہ اٹھانا

اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ البقرہ میں کیا۔

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُرْمَةِ إِلَّا حَجَّ فَمَا أَسْتَيْسِرُ مِنَ الْهُدَىٰ

یعنی جو شخص فائدہ اٹھائے عمرہ کر کے حج تک تو وہ جو میسر ہو قربانی دے دے

تਮتع کا طریقہ یہ ہے کہ پاکستان سے روانہ ہوتے وقت صرف عمرہ کا احرام باندھے (حج کا بالکل نہیں) جا کر عمرہ کرے احرام کھول دے پھر آٹھ ذوالحجہ تک بغیر احرام کے رہے پھر آٹھ ذوالحجہ کو منی جاتے وقت احرام باندھے اور دس ذوالحجہ کو احرام کھول دے اس طرح پورے حج کے سفر میں صرف چار دن احرام باندھنا پڑے گا ایک دن عمرہ کا تین دن حج کے 1098 ذوالحجہ  
یہ حج کا طریقہ سب سے زیادہ آسان ہے لہذا دنیا بھر سے دور سے آنے والے حاجی حج تتمتع ہی کرتے ہیں

### عمرے کے اعمال۔

- 1- احرام باندھنا یہ شرط ہے
- 2- خانہ کعبہ کا طواف کرنا فرض رکن
- 3- سعی کرنا واجب
- 4- سر کے بال منڈوانا یا کتروانا واجب

### حج افراد کے اعمال۔

- 1- احرام شرط ہے
- 2- طواف قدم سنت ہے
- 3- وقوف عرفہ فرض رکن
- 4- وقوف مزدلفہ واجب
- 5- رمی جمرہ عقبہ واجب
- 6- قربانی چاہے کرے یا نہ کرے یہ واجب نہیں ہے حج افراد کیلئے اس لیے کہ مناسک حج میں قربانی شامل نہیں ہے
- 7- سر کے بال منڈوانا یا کتروانا واجب
- 8- طواف زیارت رکن فرض
- 9- سعی واجب
- 10- تینوں جرات پر کنکریاں مارنا واجب
- 11- الوداعی طواف کرنا واجب

### حج قرآن کے اعمال۔

- 1- حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھنا شرط
  - 2- عمرہ کا طواف کرنا فرض رکن
  - 3- عمرہ کی سعی کرنا واجب
  - 4- طواف قدوم کرنا سنت
  - 5- حج کی سعی کرنا واجب
  - 6- وقوف عرفہ فرض رکن
  - 7- وقوف مزدلفہ واجب
  - 8- صرف جمیرہ عقبہ کی رمی کرنا واجب
  - 9- قربانی کرنا واجب (درالصلی یہ دم قرآن ہے جو واجب ہے)
  - 10- سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا واجب
  - 11- طواف زیارت کرنار کن
  - 12- تینیوں جمرات کی رمی کرنا واجب
  - 13- الوداعی طواف کرنا واجب
- حج قرآن میں کل 13 اعمال ہیں

### حج تمیت کے اعمال۔

- 1- صرف عمرہ کا احرام باندھنا شرط
- 2- عمرہ کا طواف کرنا فرض
- 3- عمرہ کی سعی کرنا واجب
- 4- سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا واجب  
الحمد للہ اس کا عمرہ مکمل ہو گیا ب آٹھ ذوالحجہ تک بغیر احرام کے رہے گا
- 5- حج کا احرام باندھنا 8 ذوالحجہ کو شرط
- 6- وقوف عرفہ فرض رکن

7۔ وقوف مزدلفہ واجب

8۔ صرف جمیرہ عقبہ کی رمی کرنا واجب

9۔ قربانی کرنا واجب (در اصل یہ دم تمتع ہے جو کہ واجب ہے)

10۔ سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا واجب

11۔ طواف زیارت رکن فرض

12۔ حج کی سعی کرنا واجب

13۔ تینوں حجرات کی رمی کرنا واجب

14۔ الوداعی طواف کرنا واجب

حج تمتع میں کل 14 اعمال ہیں

حج تمتع کرنے والا پہلے عمرہ کرتا ہے پھر حج کرتا ہے  
اس لیے پہلے عمرہ کا مکمل طریقہ ذہن نشین کر لینا چاہیے

1۔ احرام باندھنے کا طریقہ

مردوں کے احرام باندھنے کا طریقہ۔

گھر سے نہاد ہو کر عام کپڑے پہن لیں اپنے ساتھ ہوائی چپل اور احرام کی دو چادریں الگ سے بیگ میں رکھ لیں ایئرپورٹ پر پہنچ کر لاونچ میں جا کر پہلے وضو کر لیں پھر احرام کی دو چادریں لیں ایک کو تہبند کے طور پر باندھ لیں ایک کو اوپر اوڈھ لیں ہوائی چپل پہن لیں اور جو یہ کپڑے تبدیل کیے ہیں جو تا

اتمار ہے یہ احرام کے بیگ میں رکھ لیں اب ایئرپورٹ پر نماز کی جگہ موجود ہے وہاں پہنچ کر دور رکعت نماز نفل پڑھیں پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھیں صرف عمرہ کی نیت کرے (حج کی بالکل نہیں) پھر

وہیں بیٹھے بیٹھے عمرے کی نیت کریں عربی میں بھی کر سکتے ہیں اور اپنی زبان میں بھی نیت کر سکتے ہیں  
**اللَّهُمَّ إِنِّي أَرِيدُ الْعُرْمَةَ فَإِنْسِرْهَا هَلَّ وَتَقْبِلْهَا مَنِّي**

اے اللہ میں عمرے کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان فرماؤں قبول فرمایا

اس کے بعد بلند آواز سے تین بار مکمل تلبیہ پڑھے

احرام باندھنے کے لئے ایک بار تلبیہ پڑھنا شرط ہے

تین بار پڑھنا سنت ہے الحمد للہ عمرہ کا احرام بندھ گیا

ان دو چادروں کے باندھنے کو احرام باندھنا نہیں کہتے  
ان دو چادروں کے کھلونے کو احرام کھولنا نہیں کہتے  
احرام باندھنا کہتے ہیں اور تلبیہ کو احرام کھولنا کہتے ہیں سر کے بال منڈوانا یا کنزوانے کو

عورتوں کے احرام باندھنے کا طریقہ۔

وہ عورتیں جو نماز پڑھ سکتی ہیں وہ اس طرح احرام باندھیں کہ یاد رہے کہ عورتوں کے لئے احرام کا کوئی خاص لباس نہیں ہے  
عام کپڑے پہننیں عبا یا پہننیں پرداہ کریں ایس پورٹ پر پہنچ کرو ضوکر کے دور کعت نماز نفل پڑھیں عمرہ کی نیت کریں تین بار  
تلبیہ پڑھیں عمرہ کا احرام بندھ گیا

جو عورتیں ناپاکی کی حالت میں ہوں نمازنہ پڑھ سکیں وہ احرام کیسے باندھیں؟  
یہ خاتون گھر سے نہادھو کر ایس پورٹ پر پہنچے اپنے صوفے پر بیٹھے بیٹھے عمرے کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے اس کا عمرے کا  
احرام بندھ گیا

بچے احرام کیسے باندھیں؟

جو سمجھدار یا بالغ بچے بچیاں ہیں تو بچے مردوں کی طرح بچیاں عورتوں کی طرح احرام باندھیں  
اور جو چھوٹے بچے ہیں تین چار سال سے کم عمر  
تو انکو عمرہ کا لباس پہنادیں ماں باپ یا بہن بھائی انکی طرف سے تلبیہ پڑھیں عمرہ کی نیت بھی کریں

اہم بات۔

نابالغ بچے سے حج و عمرہ میں کوئی غلطی ہو جائے تو ان پر کوئی دم لازم نہیں آتا

احرام کی پابندیاں۔

احرام کی کل سات پابندیاں ہیں

1- مرد سلا ہوا کپڑا احرام کی حالت میں نہیں پہن سکتے عورتیں پہن سکتی ہیں

2- مرد احرام کی حالت میں اپنے چہرے اور سر کو نہیں ڈھانپ سکتے خواتین احرام کی حالت میں چہرے پر کپڑا نہیں لگنے دیں گی  
سر پر سکارف باندھیں گی

3- مرد اور عورت احرام کی حالت میں اپنے ہاتھ پاؤں کے ناخن نہیں کاٹیں گے

4- مرد و خواتین احرام کی حالت میں بدن کے بال نہیں کاٹیں گے

5- مرد اور خواتین احرام کی حالت میں خوشبو نہیں لگائیں گے خوشبو دار صابن یا کریم استعمال نہیں کریں گے

6- مرد احرام کی حالت میں دستانے موزے جرایب بند جوتے نہیں پہن سکتے خواتین یہ سب پہن سکتی ہیں

7- اگر ہیوی سفر میں ساتھ ہو تو احرام کی حالت میں ازدواجی تعلق قائم نہیں کر سکتے اور اس کے متعلق کوئی کام نہیں کر سکتے یعنی  
تقبیل وغیرہ

(یہ پابندیاں حج تمتع میں صرف چار دن کے لیے ہوتی ہیں ایک دن عمرہ کا تین دن حج کے)

مکہ پہنچ کر طواف کرنا ہو گا جو کہ عمرے میں فرض ہے

## 2- طواف کا طریقہ

مسجد الحرام میں داخل ہو مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں نفلی اعتکاف کی نیت کر لیں جب خانہ کعبہ پر نظر پڑے تو خوب  
دعائیں مانگیں سب سے پہلے یہ دعائیں کہ اے اللہ میں جو دعائیں قبول فرمائے

پھر طواف شروع کریں خانہ کعبہ کے اس کونے سے جس کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے حجر اسود عام انسانوں کے کندھوں کے  
برابر لگا ہوا ہے رش ہو تو نظر نہیں آتا اس لیے پہلے انہوں نے زمین پر کالی پٹی لگائی ہوئی تھی اب وہ بھی ختم کر دی ہے

اب انہوں نے حجر اسود کے کونے کے سامنے سبز ٹیوب لائٹ لگادی ہے اب سبز ٹیوب لائٹ کے پاس آ جائیں اس سے ذرا پہلے مرد تین کام کریں گے

خواتین اس میں سے پہلے دو کام کریں گی

1- تلبیہ پڑھنا بند کر دیں

2- عمرے کے طواف کی نیت کریں

3- مرد اضطیاع کریں یعنی دائیں کندھے کے اوپر سے احرام کی چادر کو ہٹا کر بغل کے نیچے سے نکال کر باعیں کندھے کے اوپر ڈال لیں اس کیفیت کو اضطیاع کہتے ہیں

اس کے بعد مرد اور خواتین سبز ٹیوب لائٹ کے سامنے اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ بالکل پچھے سبز ٹیوب لائٹ ہو اور چہرہ خانہ کعبہ کی طرف ہو اس طرح مرد و عورت کا چہرہ حجر اسود کی طرف ہو گا

اب اس جگہ تین کام کرنے ہیں

1- حجر اسود اور بیت اللہ کا استقبال

اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کی طرح اٹھائیں بسم اللہ اللہ اکبر و اللہ الحمد کہیں اور ہاتھوں کو نیچے چھوڑ دیں

2- حجر اسود کا استلام

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائیں دونوں ہاتھیاں خانہ کعبہ کی طرف ہو بسم اللہ اللہ اکبر و اللہ الحمد کہیں اپنے ہاتھوں کو چوہ میں اور نیچے چھوڑ دیں

3- بیت اللہ کا طواف شروع کریں

اس طرح کے آپ کے دائیں (یہیں) طرف سبز ٹیوب لائٹ ہو اور باعیں طرف خانہ کعبہ ہو گول گھومنا شروع کر دیں جب دوبارہ سبز ٹیوب لائٹ کے پاس پہنچیں گے تو ایک چکر یعنی شوط مکمل ہو جائے گا اس طرح کے سات چکر لگائیں یعنی سبعۃ آشواط تو ایک طواف مکمل ہو گا ہر چکر کے اختتام پر جب سبز ٹیوب لائٹ کے پاس پہنچیں تو حجر اسود کا استلام کرنا سنت ہے اس طرح کہ سبز ٹیوب لائٹ کے پاس رک جائیں دونوں پاؤں کو طواف کی صورت میں سیدھا رکھیں صرف چہرے کو خانہ کعبہ کی طرف کریں دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائیں بسم اللہ اللہ اکبر و اللہ الحمد کہ کر ہاتھوں کو چوہ میں اور چھوڑ دیں اور اگلا چکر شروع کر دیں

پہلے تین چکروں میں مردوں کے لیے اکٹ کر چلنا کندھے ہلا کر چلنا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلانا یہ سنت ہے اسے رمل کہتے ہیں

جب سات چکر مکمل ہو جائیں تو طواف مکمل ہو گیا ب اضطباب ختم کر دیں یعنی دونوں کندھوں کو ڈھانپ لیں  
اب مقام ابراہیم کے پیچھے آ کر دور رکعت واجب الطواف ادا کریں پہلی رکعت میں قل یا ایسا کافرون دونسری رکعت میں قل ص

اللہ احد پڑھیں

دور رکعت واجب الطواف ادا کرنے کے بعد دعائیں مانگیں کھڑے ہو کر یا عیش کر زم زم پیشیں اب تک آپ نے مجر اسود کے آٹھ  
استلام کیے تھے اب استلام نمبر ۹ کریں سمعی سے پہلے

### 3۔ سعی کا طریقہ

خانہ کعبہ کے پاس دو تین منٹ کے فاصلے پر پیدل چلیں گے تو صفا پہاڑی پر پہنچ جائیں گے (جو تے اپنے پاس ضرور رکھیں) صفا اور  
مرودہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانا واجب ہے اسے سعی کہتے ہیں  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ صفا پہاڑی پر جائیں وہاں کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تین دفعہ تکبیر کہیں دونوں  
ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگیں اب مرودہ پہاڑی کی طرف جائیں یاد رہے کہ صفا پہاڑی سے مرودہ تک جائیں تو ایک چکر مرودہ سے صفا  
واپس آئیں تو دونسرا چکر اس طرح سعی شروع ہو گی صفا سے ختم ہو گی مرودہ پر سعی کے لئے وضو  
لازم نہیں جبکہ طواف کے لیے وضو شرط ہے  
سعی کرتے ہوئے صفا سے ذرا سا آگے جائیں تو میلين اخضرین یعنی سبز نشانوں کے درمیان تیز چلنام روں کے لیے سنت ہے  
عورتوں کے لیے نہیں

اب میلين اخضرین کے درمیان چھٹ پر سبز ٹیوب لا کشیں لگادی گئی ہیں جہاں وہ سبز ٹیوب لا کشیں رہیں وہاں تیز چلیں یہ سنت  
ہے مرودہ پر سعی مکمل ہو جائے گی اب سر کے بال منڈوانے یا کتروانے ہیں

### 4۔ بال منڈوانا یا کتروانا

مردوں کے لیے

مرد سر کے بال منڈوانا بھی سکتے ہیں اور چھوٹے بھی کرو سکتے ہیں لیکن اس کے لیے شریعت میں ضابطہ ہے اگر سر کے بال ایک اتنی  
یا ایک پورے سے زیادہ ہو تو سارے سر کے بال ایک ایک اتنی چھوٹے کروالیں اور اگر مرد کے سر کے بال ایک پورے کے  
برابر ہو پھر سر کے بال منڈوانا واجب ہیں جو نبی سر کے بال منڈوانے احرام کھل گیا عمرہ مبارک

خواتین کیسے بال کٹوائیں۔

خواتین کو بھی نائی کی دکان پر لے جائیں مرد اپنے بال کٹوانے کے بعد نائی سے قینچی لے لیں اور جس عورت کا یہ محرم یا شوہر ہے  
محرم یا شوہر بال کاٹ سکتا ہے اور کوئی نہیں  
حجام سے قینچی لے کر عورت کے پیچھے جو سر کے بال لٹک رہے ہیں اس کے باریک کونے کو کاٹ دیں پھر ان بالوں کو ایک دفعہ  
انگلی پر لپیٹیں انگوٹھے سے کپڑیں اور قینچی سے کاٹ دیں اب عورت کا احرام بھی کھل گیا عمرہ مبارک

### حج کا طریقہ۔

عمرہ کر کے حج تبتخ کرنے والا 8 ذوالحجہ تک بغیر احرام کے بغیر کسی پابندی کے رہے گا  
مناسک حج کو یاد رکھنے اور سمجھنے کے لیے پانچ دنوں کو ڈہن میں رکھنا ہو گا ہر روز کیا کام کرنا ہے اسے سمجھنا ہو گا  
حج کے کل پانچ دن ہیں

### حج کا پہلا دن 8 ذوالحجہ

آج صرف ایک کام کرنا ہے حج کا احرام باندھ کر منی جا کر اپنے خیسے میں رہنا ہے

### حج کا دوسرا دن 9 ذی الحجه

آن دو کام کرنے ہیں

1- وقوف عرفہ جو کہ فرض ہے

2- وقوف مزدلفہ جو کہ واجب ہے

### وقوف عرفہ کا طریقہ۔

اب آج کل رش کی وجہ سے فخر سے پہلے ہی رات کو منی سے عرفات لے جاتے ہیں جہاں وقوف عرفہ کرنا ہو گا وقوف عرفہ کو  
سمجنے کے لئے تین چیزوں کو سمجھ لینا چاہیے  
1- وقوف عرفہ کیا ہوتا ہے

وقوف عرفہ کا مطلب ہے عرفات میں ٹھہرنا حاجی عرفات میں جا کر ٹھہر گیا اس کا حج کا فرض ادا ہو گیا

2- وقوف عرفہ کا وقت کیا ہے

زوال سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک میدان عرفات میں رہنا واجب ہے

3- وقوف عرفہ میں کیا کرتے ہیں

اگر حج کا امام ہو تو ظہر اور عصر کی دو دور کعت ظہر کے وقت میں پڑھتے ہیں

اگر آپ مقیم ہیں تو چار رکعت پڑھیں گے مسافر ہیں تو قصر کریں گے

وقوف مزدلفہ۔

سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ روانہ ہو جائیں مزدلفہ پہنچ کر آج مغرب کی نماز مغرب کے وقت میں نہیں پڑھیں گے بلکہ مغرب اور عشاء کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھیں گے دونوں نمازیں ادا شمار ہوں گیں ایک اذان اور ایک اقامۃ کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کریں گے رات کو مزدلفہ میں قیام کریں گے مزدلفہ ہی سے شیطانوں کو مارنے کے لیے ہر حاجی ستر کنکریاں پہنچنے کا مظر کے دانے کے برابر کھجور کی گھٹلی سے چھوٹی پھر جب فجر کی اذان ہو جائے تو اذان دے کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے

یاد رہے کہ وقوف مزدلفہ کا وقت صحیح صادق سے لے کر سورج نکلنے کے درمیان ہے اور یہ پورا وقت مزدلفہ میں گزارنا ضروری نہیں ہے لہذا جب فجر کی نماز پڑھے گا تو خود بخود وقوف مزدلفہ ادا ہو گیا

اب فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے سے پہلے منی اپنے  میں روانہ ہو جائے

حج کا تیسرا دن 10 ذوالحجہ

آج تین کام کرنے ہیں

1- صرف جمیرہ عقبہ کی رمی کرنی ہے جب کنکریاں مارنے کے لیے جائیں تو تلبیہ پڑھنا بند کر دیں (کل تین جمرات ہیں) سات کنکریاں مارنی ہیں ایک ایک کر کے

آج کنکری مارنے کا وقت ہے سورج نکلنے سے لے کر سورج غروب ہونے تک اور سورج غروب ہونے کے بعد سے ساری رات (یہ رات 10 ذی الحجه کی رات ہے اس لیے کہ حاجی کے لیے حج کے ایام میں رات دن کے تابع ہوتی ہے)

2- دوسرا کام قربانی یعنی دم تنبع

3۔ سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد حج کا احرام کھل جائے گا ب عام کپڑے پہن لیں اور طواف زیارت کے لئے مکہ چلے جائیں

طواف زیارت کیسے کریں۔

طواف زیارت کے لئے تین دن ہیں 10 ذوالحجہ 11 ذوالحجہ 12 ذوالحجہ کی سورج غروب ہونے سے پہلے تک  
کوشش کر کے آج رات یا کل صبح طواف زیارت کر کے واپس منی آجائے جو کہ حج میں فرض ہے  
طواف زیارت کے ساتھ سعی بھی کرنی ہو گی اس وقت احرام کی حالت بھی نہیں ہو گی

حج کا چوتھا دن گیارہ ذوالحجہ  
آج صرف ایک کام کرنا ہے تینوں جرات پر سات سات کنکریاں مارنی ہیں ایک ایک کر کے

حج کا پانچواں دن بارہ ذوالحجہ  
آج بھی صرف ایک کام کرنا ہے تینوں جرات پر سات سات کنکریاں مارنی ہیں

گیارہ اور بارہ تاریخ کو کنکریاں مارنے کا وقت ہے زوال کے بعد سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک اور سورج غروب ہونے  
کے بعد ساری رات

بارہ تاریخ کو کنکریاں مار کرو اپس مکہ اپنی رہائش گاہ میں آجائیں حج مکمل ہو گیا الحمد للہ

اب ایک واجب عمل باقی ہے کہ اپنے وطن آنے سے پہلے الوداعی طواف کر لیں جو کہ واجب ہے  
الوداعی طواف اس طرح کریں گے کہ وضو کر کے خانہ کعبہ کے سات چکر لگائیں گے بغیر احرام کے بغیر مل کے بغیر سعی کے  
اور دور کھت واجب الطواف ادا کریں گے

اب جو اکیس کنکریاں بچی ہیں اگر یہ تیر اتاریخ کو بھی منی میں رہتا تو یہ تینوں جرات کو کنکریاں مارتا

اگر یہ تیرہ تاریخ کو منٹی میں نہیں رہا تو یہ 21 انگریزی شانع کر دے

### 1- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ مَكَّةَ

### 2- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ

### 3- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْحَجَّ

### 4- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْحَابِ الْحَجَّ بِالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ

### 5- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ فُرِضَ الْحَجَّ

### 6- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### 7- بَابُ مَا جَاءَ كَمْ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### 8- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيِّ مَوْضِعٍ أَحْرَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### 9- بَابُ مَا جَاءَ مَثَقَى أَحْرَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### 10- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الْحَجَّ

### 11- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ

### 12- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّمَائِلِ

فَانْعَمْ بِنَ الْخَطَابِ قَدْ نَحَى ذَالِكَ—

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج تمعن سے منع کرتے تھے  
محمد شین نے لکھا کہ اصل میں لوگ حج کی نیت کر کے جاتے تھے جا کر عمرہ کر کے احرام کھول دیتے تھے  
پھر حج کرتے تھے آٹھ ذوالحجہ سے جیسا کہ آج کل بھی بہت سے ناواقف حاجی کرتے ہیں  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح حج للعمرہ سے منع کرتے تھے اس سے دم واجب ہوتا ہے

**13-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّلْبِيَةِ**

#### 14-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّلْبِيَةِ وَالثَّحْرِ

آن رسوئی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُلِّمَ آمِیْلُ حَجَّاً أَنْفَلَ  
قال آنْجَ وَانْجَ.

آنْجَ۔ رفع الصوت بالتلبية  
تلبیہ کہتے ہوئے اوپھی آواز رکھنا  
وَانْجَ۔ نحر البدن جانوروں کو ذبح کرنا اونٹوں کو نحر کرنا

تلبیہ پڑھنے والے کی فضیلت۔

جو مسلمان تلبیہ پڑتا ہے تو اس کے دائیں بائیں جو چیزیں ہوتی ہیں پھر اور درخت اور کنکریاں بھی اس کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہیں  
تجدد۔ کپڑے اتارنا  
لاحلالہ۔ احرام کے لیے

#### 15-بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ

#### 16-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِغْتِسَالِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

#### 17-بَابُ مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الْإِحْرَامِ لِأَهْلِ الْآفَاقِ

مواقيت میقات کی جمع ہے میقات کہتے ہیں وقت مقررہ جگہ کو اسم ظرف مکان کا صیغہ میقات اصل میں موقات تھا  
وقت سے نکلاما قبل کسرہ ہونے کی وجہ سے اس کو یاء میں بدل دیا میقات ہو گیا  
میقات کا الغوی معنی وقت مقررہ جگہ اسم ظرف مکان ظرف زمان

اصطلاح میں میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے حج یا عمرے کے لیے احرام باندھا جاتا ہے حرم میں جانے والا شخص اگر میقات سے احرام کے بغیر گزر جائے تو اس پر دم واجب ہو جاتا ہے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا والوں کے لیے پانچ میقات بتائے ہیں جن میں سے 4 ترمذی کے اس باب کی روایت میں موجود ہیں

#### میقات نمبر 1- ذی الحلیفہ

آج کل اس جگہ کو بر علی کہتے ہیں یہاں علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہیں ہے بلکہ کوئی اور ہیں یہ میقات اہل مدینہ کے لئے ہے مدینہ سے جب مکہ کی طرف بس میں بیٹھ کر روانہ ہوتے ہیں تو ہم منٹ کے بعد یہ میقات آ جاتا ہے

#### میقات نمبر 2- جہنم

یہ اہل شام کے لیے میقات ہے

#### میقات نمبر 3- قرن

یہ اہل نجد کے لیے میقات ہے

#### میقات نمبر 4- یلم

یہ اہل یمن کے لیے میقات ہے

پاکستان والوں کے لیے بھی یلم یہ میقات ہے جب ہوائی جہاز سے جدہ جاتے ہیں تو جدہ میں ہوائی جہاز اترنے سے 20 منٹ پہلے اس میقات کے پاس سے ہوائی جہاز گزرتا ہے جہاز میں باقاعدہ اعلان ہوتا ہے ہم میقات سے گزرنے والے ہیں احرام باندھ لیں لیکن اس وقت سارے حاجی کھاپی کر سوئے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے کہ لاہور ایئر پورٹ سے ہی احرام باندھ کر جائیں

اور جن حج یا عمرہ کرنے والوں کی پرواز پاکستان سے مدینہ منورہ کے لیے ہو وہ پاکستان سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر نہیں جاتے کیونکہ یہ جہاز یلم کے پاس سے نہیں گزرتا اس لیے یہ حج اور عمرہ کرنے والے جب مدینہ سے مکہ جائیں گے ذواللیفہ سے احرام باندھیں گے جو اہل مدینہ کا میقات ہے

یہ چاروں میقات ترمذی کی اس روایت میں ہیں پانچواں میقات حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہے

میقات نمبر 5۔ ذات عرق  
یہ اہل عراق کے لیے میقات ہے

سوال۔ اہل حرم کہاں سے احرام باندھیں؟  
اور حرم اور میقات کے درمیان رہنے والے لوگ کہاں سے احرام باندھیں؟

نقشہ

1۔ حرام میں رہنے والوں کا حرم ہی میقات ہے وہ یہی سے احرام باندھیں گے

2۔ اہل حل والے اپنی جگہ سے احرام باندھیں گے جیسے جدہ حل میں ہے

حل اس علاقے کو کہتے ہیں جو حرم اور میقات کے درمیان ہو

3۔ آفاقی میقات سے باہر رہنے والوں کو آفاقی کہتے ہیں یا اہل آفاق کہتے ہیں

حرم کی حدود اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مقرر کی تھیں  
خانہ کعبہ کی سب سے قریبی حد مسجد عائشہ یعنی تعمیم ہے اور سب سے دور والی حد جعرانہ ہے

مکہ منی مزدلفہ حرم میں ہیں لیکن میدان عرفات حرم سے باہر ہے  
**18-بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّرَّاوِيلِ وَالْحَقَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزارَ وَالنَّعْلَيْنِ**

**19-بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّرَّاوِيلِ وَالْحَقَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزارَ وَالنَّعْلَيْنِ**

**20-بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُحْرِمُ وَ عَلَيْهِ قَمِيصٌ أَوْ جَبَةٌ**

## 21-بَابِ مَا يُقْتَلُ الْمُحْرِمٌ مِنَ الدَّوَابِ

محرم کے لیے حالت احرام میں شکار کرنا جائز نہیں ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پانچ چیزوں کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے حرم میں بھی مارا جاسکتا ہے

- 1- چوہا
- 2- بچھو
- 3- کوا
- 4- چیل
- 5- پاگل کتا

## 22-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

## 23-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

(امتحانی مسئلہ)

حالت احرام میں نکاح کرنا یا کروانا جائز ہے یا نہیں  
مذہب نمبر 1-

اممائے ثلاثہ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح کرنا اور کرونا دنوں ناجائز اور باطل ہیں  
مذہب نمبر 2-

احناف کے نزدیک حالت احرام میں نکاح کرنا اور کرونا جائز ہے البتہ حالت احرام میں جماع ممنوع ہے

اس مسئلے میں اختلاف کا مدارام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے متعلق روایات ہیں  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں تھے یا نہیں  
شوافع ان روایات کو دلیل بناتے ہیں جن میں یہ وضاحت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ وہ حلال تھے یعنی احرام میں نہیں تھے

اور احناف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے متعلق ان روایات کو ترجیح دیتے ہیں جن میں یہ وضاحت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی حالات احرام میں اور ازدواجی تعلق قائم کیا حلال ہونے کے بعد یعنی احرام ختم ہونے کے بعد

اور احناف ان روایات کو جو شوافع کی دلیل ہیں ان کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جن روایات میں یہ بات آتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا اس حال میں کہ وہ حلال تھے وہاں نکاح کا لغوی معنی مراد ہے یعنی جماع اس کے لیے احناف کے پاس بہت سی توجیہات اور ترجیحات موجود ہیں امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس جگہ ان دونوں روایات پر الگ الگ باب قائم کیے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ بیویاں تھیں بیک وقت نوبیویاں نکاح میں تھیں سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے ہوا اور سب سے آخری نکاح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے ہوا

حضرت میمونہ سے روایت وہی ہے حلالاتک ہے آگے وماتت سے آگے الفاظ یزید بن اصم کے ہیں بھانجے کے

احناف شوافع کی روایات کا کیا جواب دیں گے؟

جواب 1۔

جن روایات میں تزویج و حوالہ کے الفاظ ہیں وہاں تزویج سے مراد ازدواجی تعلق ہے  
جواب 2۔

بعض احناف کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ حالت احرام میں نکاح کی عدم جواز والی روایات کو کراہت پر محمول کیا جائے گا جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موقف روایت ترمذی میں بڑھی ان الحرم لا ينكح ولا ينكح  
یہ اس شخص کے لیے ہے جو نکاح کے بعد اپنے اوپر ضبط نہ کر سکے

امام ترمذی رحمہ اللہ نے دونوں طرح کی روایات نقل کی بظاہر ان روایات میں تعارض ہے اس کو یہاں تطبیق کے ذریعے بھی حل کیا گیا کہ تزویج سے مراد ازدواجی تعلق ہے اور احناف ترجیح کے ذریعے بھی تعارض کو دور کرتے ہیں

سوال آٹھہ ذوالحجہ کو منی میں جانے اور اپنے خیمے میں ٹھہر نے کا حکم کیا ہے  
جواب۔ سنت ہے

سوال۔ اگر کسی کے دور کعت واجب طوف رہ جائیں اور وہ پاکستان واپس آجائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے  
جواب۔ ساری زندگی اس پر واجب رہے گا جب دوبارہ جائے تو ان کو ادا کریں

سوال۔ عرفات میں امام حج کے پیچھے ظہر اور عصر کو اٹھا پڑھتے ہیں تو کیا مزدلفہ میں بھی جمع کرنے کے لیے امام کا ہونا شرط ہے  
جواب۔ جی نہیں

سوال۔ حاجی حضرات پر عید الاضحی والی قربانی واجب ہوتی ہے یا نہیں

جواب۔ اگر وہ 1211 تاریخوں میں مسافر ہے تو اس پر مال کی جو قربانی ہوتی ہے وہ قربانی واجب نہیں کیونکہ مسافر پر قربانی  
واجب نہیں ہوتی اگر یہ شخص مقیم ہے تو پھر اس پر قربانی واجب ہو گی چاہے پاکستان میں کر لے چاہے وہاں کر لے

سوال۔ اگر کوئی شخص عمرے کے لیے جائے اور وہاں کئی عمرے کرے تو کیا ہر عمرہ کے لیے میقات سے نیت کرنا ضروری ہے

جواب۔ ہمارے نزدیک یہ تعمیم مسجد عائشہ سے احرام باندھ کر دوبارہ عمرہ کر سکتا ہے

## 24-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ

## 25-بَابِ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

## 26-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

## 27-بَابِ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ لِلْمُحْرِمِ

## 28-بَابِ مَا جَاءَ فِي الضَّبْعِ يُصِيبُهَا الْمُحْرِمُ

## 29-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْإِغْتِسَالِ لِدُخُولِ مَكَّةَ

**30-بَابِ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ مِنْ أَعْلَاهَا وَخُرُوجِهِ مِنْ أَسْفَلِهَا**

**31-بَابِ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ تَهَارًا**

**32-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ رُفْعِ الْيَدِينِ عِنْدَ رُؤْيَا الْبَيْتِ**

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ بیت اللہ پر نظر پڑتے ہیں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کروہ ہے نہ مستحب ہے  
احناف کے دو قول ہیں

1- ترك رفع اليد کا

2- لیکن محققین حنفیہ کے نزدیک بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مستحب ہے

**33-بَابِ مَا جَاءَ كَيْفَ الطَّوَافِ**

**34-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّمَلِ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ**

حجر اسود سے چکر شروع ہوتا ہے اور حجر اسود پر ختم ہوتا

**35-بَابِ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، وَالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ دُونَ مَاسِوَاهِمَا**

طواف کرتے ہوئے حجر اسود والے کونے سے پہلے جو کونا آتا ہے اسے رکن یمانی کہتے ہیں  
رکن یمانی کو دوران طواف ہاتھ لگانا مستحب ہے سنت غیر موکدہ لیکن رش کی وجہ سے مشکل ہوتا ہے اور اگر موقع ملے تو احرام  
کی حالت میں رکن یمانی کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے بہت زیادہ خوشبو لگتی ہے دم واجب ہو گا خوشبو لگنے کی وجہ سے

**36-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ مُضْطَبِعًا**

**37-بَابِ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی اور بدعتات سے نفرت۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا کہ بے شک میں جاتا ہوں تو ایک پتھر ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے تجھے نہ چو ما ہوتا تو میں تجھے نہ چو متا

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے نفل نماز پڑھی تو لوگ وہاں جا کر درخت  کے نیچے نماز پڑھتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور فاروقی میں وہ درخت کٹوادیا

**38-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدأُ بِالصَّفَاقِبَ الْمَرْوَةَ**

**39-بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَافَوَالْمَرْوَةِ**

**40-بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّوَافِ رَأِكِيَا**

**41-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الطَّوَافِ**

**42-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَالعَصْرِ، وَبَعْدَالصُّبْحِ لِمَنْ يَطُوفُ**

**43-بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقْرُأُ فِي رَكْعَتِي الطَّوَافِ**

**44-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّوَافِ عَرِيَانًا**

**45-بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الْكَعْبَةِ**

**46-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ**

**47-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْرِ الْكَعْبَةِ**

**48-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ فِي الْحَجْرِ**

**49-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْحَجْرِ الْأَسْوَدِ، وَالرُّكْنِ، وَالْمَقَامِ**

طہس اللہ نور ہما۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی روشنی کو بھاگ دیا ہے اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو نہ بھاگتا تو مشرق اور مغرب کا درمیان اس سے روشن ہو جاتا

**50-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْحُرُوجِ إِلَى مِنْ وَالْمُقَامِ بِهَا**

**51-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ مِنِّي مُنَاحٌ مِنْ سَبَقِ**

**52-بَابِ مَا جَاءَ فِي تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ بِمِنِّي**

**53-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْوُقُوفِ بِعَرْفَاتٍ وَالدُّعَاءِ بِهَا**

**54-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ عَرْفَةَ كُلُّهَا مَوْقُفٌ**

وادی محسر۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں پر اصحابِ اُنفیل پر عذاب نازل ہوا تھا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ جانے سے منع فرمایا کیونکہ یہ عذاب کی جگہ ہے

تفش۔ میل کچیل یعنی احرام کھول دیا

**55-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرْفَاتٍ**

**56-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ**

**57-بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَدْرَكَ الْإِمَامُ بِجَمْعٍ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ**

**58-بَابِ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِ الْضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعِ بَلَيْلٍ**

بزرگوں کو سامان سمیت رات کو مزدلفہ سے منی بھیج دینا

ان سے وقوف مزدلفہ ساقط ہو جاتا ہے ایسا بی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا لیکن آج کل بعض حج ٹورزوں کے لئے جاتے ہیں تو ان کا وقوف مزدلفہ جو کہ واجب ہے چھوٹ جاتا ہے اور سب پر دم واجب ہو جاتا ہے سوائے بزرگوں کے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو بڑھے نہیں تھے لیکن وہ بزرگوں کا سامان لے کر گئے تھے تو وہ بھی انہی میں شامل ہونگے

**59-بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْبِ يَوْمِ الْحُرْضَىٰ**

**60-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِفَاضَةَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ**

**61-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْجِمَارَ الَّتِي يُرْمَىٰ بِهَا مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ**

**62-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّمْبِ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ**

**63-بَابُ مَا جَاءَ فِي رَمْبِ الْجِمَارِ إِكْبَاوَ مَا شِيَا**

**64-بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ تُرْمَى الْجِمَارُ**

**65-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ طَرِدِ النَّاسِ عِنْدَرَمِيِّ الْجِمَارِ**  
طردِ الناس۔ لوگوں کو دھکے دینا  
ولا الیک الیک۔ ارادِ حصر ہو جاؤ ارادِ حصر ہو جاؤ

سوال۔ کیا ضعیف لوگ کنکریاں مارنے کے لیے کسی کو وکیل بن سکتے ہیں

جواب۔ اس کے لیے فقهاء نے اصول وضع کیا ہے کہ جو عام زندگی میں چل پھر سکتا ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ کسی کو کیل نہیں بنا سکتا لیکن جو عام زندگی میں آرام سے چل پھر نہیں سکتا نماز عذر کی وجہ سے میٹھ کر پڑھتا ہے تو وہ اپنی کنکریاں دوسرے کو دے سکتا ہے وکیل بنا سکتا ہے

### 66-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشْتِرَاكِ فِي الْبَدَنَةِ وَالْبَقَرَةِ

او نٹ اور گائے میں کتنے افراد شریک ہو سکتے ہیں  
اممائے اربعہ کے نزدیک او نٹ اور گائے میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں

امام اسحاق ابن راہوے اور ظاہریہ کے نزدیک او نٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں

### 67-بَابُ مَا جَاءَ فِي إِشْعَارِ الْبَدْنِ

اشعار البدن۔ او نٹوں کو نشان لگانا  
ویقول ابو حنیفہ و حومشۃ۔

یہ ترمذی کی وہ جگہ ہے جہاں امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے بلواسطہ ذکر کیا ہے کیونکہ در میان میں ایک صدی کا فاصلہ ہے

### 68-بَابُ

### 69-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيدِ الْهَدْيِ لِلْمُقِيمِ

### 70-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

### 71-بَابُ مَا جَاءَ إِذَا عَطَبَ الْهَدْيُ مَا يُصْنَعُ بِهِ

عطب۔ ہلاک ہونے کے قریب ہو  
اغنس۔ ڈبودو  
نعلھا۔ کھر کو

### 72-بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ الْبَدَنَةِ

73- بَابُ مَا جَاءَ بِأَيِّ الرَّأْسِ يَنْدَأُ فِي الْحَلْقِ

74- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ

75- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الْحَلْقِ لِلنِّسَاءِ

76- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ، أَوْ نَحْرَ قَبْلَ أَنْ يَزْهِيَ

77- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ عِنْدَ الْإِخْلَالِ قَبْلَ الزِّيَارَةِ

78- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَّةُ فِي الْحَجِّ

79- بَابُ مَا جَاءَ مَتَى تُقْطَعُ التَّلْبِيَّةُ فِي الْعُمْرَةِ

80- بَابُ مَا جَاءَ فِي طَوَافِ الزِّيَارَةِ بِاللَّيْلِ

81- بَابُ مَا جَاءَ فِي نُرُولِ الْأَبْطَاحِ

82- بَابُ مَنْ نَزَلَ الْأَبْطَاحِ

83- بَابُ مَا جَاءَ فِي حَجَّ الصَّبِيِّ

84- بَابُ

85- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَجَّ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ، وَالْمَيْتِ

حج بدل کس کی طرف سے کیا جاسکتا ہے؟

حج بدل کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو وہ حج بدل نہیں ہو گا نفلی حج ہو گا  
اس کا ثواب کسی کو بھی پہنچایا جاسکتا ہے  
شرائط حج بدل۔

1- جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے اس پر حج فرض ہو

2- جس شخص پر حج فرض ہے وہ مکمل معدود ہو یا شیخ بکیر ہو یا میت ہو

3- اسی کے میقات سے احرام باندھے افضل یہ ہے کہ افراد کا احرام باندھے ورنہ قرآن اور تہذیب کا احرام بھی باندھ سکتا ہے

4- اگر میت ہو تو اس نے وصیت کی ہو کہ میرے مال میں سے حج کروایا جائے

5- اکثر یا مکمل حج کے اخراجات اسی کے مال یا پیسے میں سے ہو

مسئلہ

ایک آدمی پر حج فرض ہے لیکن اس کے والدین پر حج فرض نہیں تو وہ آدمی کہتا ہے کہ میں اپنے والدین کو حج کروادیتا ہوں تو  
جس دن وہ آدمی اپنے والدین کو حج کے پیسے دے گا لکڑ ویزہ وغیرہ لگوادے گا اس دن اس کے والدین پر حج فرض ہو جائے گا  
توجہ اس کے والدین حج کریں گے تو ان والدین کا فرض حج ادا ہو جائے گا

## 86-بَابُ

الظعن۔ سواری

## 87-بَابُ مِنْهُ

## 88-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمَرَةِ أَوْ اِجْبَةً هِيَ أَمْ لَا؟

## 89-بَابُ مِنْهُ

## 90-بَابُ مَا ذُكِرَ فِي فَضْلِ الْعُمَرَةِ

## 91-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمَرَةِ مِنَ الشَّعِيمِ

92- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ مِنِ الْجِعْرَانَةِ

93- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ رَجَبٍ

94- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ ذِي الْقَعْدَةِ

95- بَابُ مَا جَاءَ فِي عُمْرَةِ رَمَضَانَ

96- بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُهَلِّ بِالْحَجَّ فَيُكْسَرُ أَوْ يُعْرَجُ

97- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِشْتِرَاطِ فِي الْحَجَّ

98- بَابُ مِنْهُ

99- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ حِيْضُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ

100- بَابُ مَا جَاءَ مَا تَقْضِيُ الْحَائِضُ مِنِ الْمُنَاسِكِ

101- بَابُ مَا جَاءَ مَنْ حَجَّ أَوْ اعْشَمَرَ فَلَيْكُنْ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ

102- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقَارِنَ يَطُوفُ طَوَافًا وَاحِدًا

103- بَابُ مَا جَاءَ أَنْ يَمْكُثَ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدْرِ ثَلَاثًا

104- بَابُ مَا جَاءَ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْقُفُولِ مِنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ

**105-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَمُوتُ فِي إِحْرَامٍ**

**106-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَشْتَكِي عَيْنَهُ فَيُضْمِدُهَا بِالصَّبَرِ**

عینہ۔ جس کی آنکھ میں تکلیف ہو  
فیضمدھا۔ وہ اس کو لیپ کر لے  
بالصبر۔ ایلواء۔ کورتما

**107-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمُحْرِمِ يَحْلِقُ رَأْسَهُ فِي إِحْرَامٍ مَا عَلَيْهِ**

**108-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمِ مُوايِّدَهُ مَا وَيَدْعُوا إِيَّوْ مَا**

**109-بَاب**

غیر القتلت۔ خوشبو دار نہیں ہوتا تھا

**110-بَابِ مَا جَاءَ فِي يَوْمِ الْحِجَّةِ الْأَكْبَرِ**

**111-بَابِ مَا جَاءَ فِي اسْتِلَامِ الْكُنَيْنِ**

**112-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ**

**113-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ**

**114-بَاب**

**115-بَاب**

## 116-بَاب

**مسئلہ**

حج کی فرضیت کے لیے زکوٰۃ کی طرح کوئی نصاب نہیں ہے بلکہ آیت کا یہ تکمیر ہے من استطاع الیہ سبیلا

**مسئلہ**

اگر پہلے حج فرض تھا پھر بیمار ہو گیا تو حج فرض ہی رہے گا اگر ادا نہ کیا

**مسئلہ**

حج کے بعد عورت کو نفلی طواف کر لینا چاہیے کیونکہ اگر وہ حج کے بعد پاک نہ ہو سکی اور واپسی کا دن آگیا تو اس کا یہ نفلی طواف الوداعی طواف بن جائے گا  
اگر نہ کیا تو عذر کی وجہ سے ساقط ہو جائے گا  
الوداعی طواف واجب ہے

**مسئلہ**

اگر کوئی عمرہ کرنے کے لیے گیا اور کیم شوال اس کو وہاں مل گئی تو اس پر حج فرض ہو جائے گا جب چاہے کر لے جس سال مرضی کرے اگر اس نے پہلے سے فرض حج کیا ہوا ہے تو پھر اس پر حج فرض نہیں ہو گا

**مسئلہ**

اگر مردیا عورت چھ چکر یعنی اکثر طواف کر چکا تھا تو پھر اس کا وضو ٹوٹا تو باقی چکر پورے کر لے اگر چار یعنی اکثر سے کم میں وضو ٹوٹا تو نئے سرے سے

## 8-أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میت کو غسل دینے کا طریقہ۔

سب سے پہلے نہلانے کے لئے ایک تنخہ کا انتظام کیا جائے پھر میت کو اس تنخہ پر لٹادیا جائے اب ایک بڑی موٹی چادر لے کر میت کے اوپر ڈال دے

اب قبچی لے اور میت کے گریبان سے دامن کی طرف مکمل کاٹ لے اب قمیص اتارنا آسان ہو گا پھر نیچے کا لباس اتار دے پردے کا خاص خیال رکھیں اس سے پہلے یہری کے پتے ڈال کر پانی نیم گرم کر لیں صابن لے لیں اور ہاتھ پر چڑھانے کے لیے دو تھیلیاں لے لیں تاکہ ستر پر براہ راست ہاتھ نہ لگے

اب میت کو تین بار پانی ڈال کر بغیر ہاتھ لگائے استخباء (تین بار) کر ادیں پھر پورے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہادیں اب میت کو مکمل وضو کروائیں لیکن منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالیں اسکے بعد میت کو باہمیں کروٹ لٹائیں اور مکمل دایاں طرف صابن مل کر دھونیں پھر دایمیں کروٹ لٹائیں اسے بھی صابن مل کر دھونیں اس کے ساتھ پشت کو بھی دھولیں اب میت کو چوت لٹائیں اور چادر کے کے نیچے مکمل جسم پر تین مرتبہ پانی بہائیں میت کا مسنون غسل مکمل ہوا  
(اس سے پہلے کفن مکمل تیار کر کے چار پانی پر رکھ دیں)

کفن تیار کرنے کا طریقہ۔

مرد کا کفن تین چیزیں

ازار قمیص لفاف

ازار۔

اس کی لمبائی سر سے لے کر پاؤں تک ہو

قمیص۔

گردن سے پاؤں تک دھرا کپڑا ہو قمیص کے درمیان سے اتنا کاٹ لیں کہ اس کا سراس میں سے نکل سکے لفافہ۔

میت کے سر سے دو بالشت لمبا اور پاؤں کے نیچے سے دو بالشت لمبا کپڑا لیں یعنی میت کے بدن سے چار بالشت زیادہ لمبا کپڑا لیں کفن میں سلاٹی نہیں ہوتی

کفن پہنانے کا طریقہ۔

میت کا کفن چار پائی پر اس طرح بچائیں کہ پہلے لفافہ پھر از اپھر قمیض بچائیں گے اب میت کو موٹی چادر سمیت اٹھا کر چار پائی پر رکھ دیں اس سے پہلے قمیض کا ایک حصہ اٹھا کر سرہانے کی طرف چار پائی پر رکھ دیں میت کو لٹانے کے بعد اس کا سر قمیض سے کٹے ہوئے حصے سے نکال کر قمیض کے اوپر والا حصہ میت کے اوپر ڈال دیں پھر از اپھر لپیٹ دیں پھر لفافہ لپیٹ دیں اب کپڑے میں سے دو ڈوریاں بنائیں ایک سر کی طرف کفن کے بچے ہوئے حصے پر اور ایک پاؤں کی طرف کفن کے بچے ہوئے حصے پر باندھ دیں

حدیث سے ایک عمل یہ بھی ثابت ہے کہ غسل دینے کے بعد میت کے سجدے کی جگہ پر کافور یا کوئی اور خوشبو لگا دیں یہ سنت ہے

عورت کا کفن۔

عورت کے کفن میں کل پانچ چیزیں ہیں  
تین چیزیں مردوں والی ہیں

4- سینہ بند

اس کی لمبائی بغل کے نیچے سے لے کر رانوں تک ہونی چاہیے یہ قمیض کے اوپر رکھا جائے گا نیچھے بھی رکھ سکتے ہیں  
5- خمار اور ٹھنی

اس سے اس کے بالوں کو چھپایا جائے گا

نیچے کا کفن۔

اگر چھوٹا بچہ انتقال کر جائے تو غسل بھی دیا جائے گا  
کفن بھی پہنایا جائے گا نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی  
اگر بچے نے پیدا ہونے کے بعد کچھ دیر سانس لیا تو اس کا نام بھی رکھا جائے گا  
نیچے کو مردوں عورت کی طرح کفن پہنایا جائے گا

اگر بچہ مردہ ہی پیدا ہوا ہو تو نام غسل کفن اور نماز جنازہ یہ سب اعمال نہیں ہوں گے ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان کے اندر گڑھا کھود کر دنایا جائے گا اس پر قبر کا نشان بھی نہ بنایا جائے

**1-بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ الْمَرِيضِ**

2- بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيَادَةِ الْمَرِيضِ

3- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّمَنِي لِلْمَوْتِ

4- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْوُذِ لِلْمَرِيضِ

5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

6- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ

7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالدُّعَاءِ لَهُ عِنْدَهُ

8- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّسِيدِ عِنْدَ الْمَوْتِ

9- بَابُ

10- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوتُ بِعَرْقِ الْجِبِينِ

11- بَابُ

12- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ النَّعْيِ

النعى۔ موت کا اعلان کرنا

لیکن یہاں کراہت کا مطلب ہے نوحہ کر کے اعلان کرنا کہ فلاں مر گیا ہے

13- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الصَّبَرَ فِي الصَّدْمَةِ الْأُولَى

**14-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيْتِ**

**15-بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الْمَيْتِ**

**16-بَابُ فِي مَا جَاءَ فِي الْمِسْكِ لِلْمَيْتِ**

**17-بَابُ مَا جَاءَ فِي الغُسْلِ مِنْ غُسْلِ الْمَيْتِ**

میت کو نہلانے والے پر غسل اور وضو غسل بلکل واجب نہیں ہوتا

لیکن احتیاطاً کپڑے تبدیل کر لیے جائیں کیونکہ معلوم نہیں میت پاک تھی یا ناپاک

**18-بَابُ مَا يُسْتَحْبِطُ مِنَ الْأَكْفَانِ**

**19-بَابُ مِنْهُ**

**20-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

**21-بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ يُصْنَعُ لِأَهْلِ الْمَيْتِ**

**22-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهِيِّ عنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ، وَشَقِّ الْجُيُوبِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ**

**23-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ النُّورِ**

**24-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ البَكَاءِ عَلَى الْمَيْتِ**

جب لوگ میت کی بے جا خوبیاں بیان کرتے ہیں تو میت کو دو فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے وہ اس کے سینے پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا

تمیت کو تکلیف پہنچتی ہے اگر اس کی بے کار و بے جا خوبیاں بیان کی جائیں نوحہ کرتے ہوئے

25- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي الْبَكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

26- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

27- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

28- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الرُّكُوبِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

29- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكِ

وَصَوْتِيَّ قُصٍّ - وَهُوَ رُثْبُونٌ يَجْهُوُ لِقَدْمِ الْأَهْلَارِ هَا تَهَا

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلَى أَحَدٍ وَذِكْرِ حَمْزَةَ

32- بَابُ آخَرٌ

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ قِضَى

34- بَابُ آخَرٌ

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ قَبْلَ أَنْ تُوْضَعَ

36- بَابُ فَضْلِ الْمُصِيبَةِ إِذَا اخْتَسَبَ

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

### 38-بَابُ مَا يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

### 39-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

جنائزہ کی نماز میں سورہ فاتحہ جائز ہے یا نہیں؟

مذہب نمبر 1۔

امام شافعی امام احمد بن حنبل امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی  
بعد التکبیرۃ الاولیٰ

ترمذی کے اس باب میں موجود روایت شوافع کی دلیل ہے

مذہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ امام مالک اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے

احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں  
پہلی تکبیر کے بعد شناع پڑھی جائے گی  
دوسری تکبیر کے بعد درود شریف  
تیسرا تکبیر کے بعد میت کے لیے دعائے مغفرت  
چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام

اور احناف کی دلیل وہ تمام روایات ہیں جو موطا امام مالک اور دوسری کتب میں موجود ہیں  
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان لا یقرأء فی صلوٰۃ الجنازۃ و یصلی بعد التکبیرۃ الثانية

احناف کے نزدیک جن روایات میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا منقول ہے اس سے سورہ فاتحہ کے پڑھنا کا مشروع ہونا ثابت ہوتا ہے وジョب ثابت نہیں ہوتا اور اگر سورہ فاتحہ پڑھی بھی جائے تو شاء اور دعا کے طور پر پڑھی جائے قراءت کے طور پر نہ پڑھی جائے

لہذا ہمارے بعض اکابر سے نماز جنازہ میں جو سورہ فاتحہ پڑھنا منقول ہے انہوں نے خود بھی اس کی وضاحت کی کہ ہم نے سورہ فاتحہ بطور شاء اور دعا کے پڑھی قراءت فاتحہ مقصود نہیں تھی

#### 40-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَالشَّفَاعَةِ لِلنَّمِيٍّ

#### 41-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ إِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ إِنْدَ غُرُوبِهَا

#### 42-مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْأَطْفَالِ

#### 43-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنِينِ حَتَّى يَسْتَهِلَّ

#### 44-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ فِي الْمَسْجِدِ

#### 45-بَابُ مَا جَاءَ أَئِنَّ يَقُومُ إِلَّا مَامُ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ

#### 46-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ

جو شہید ہو اور واقعی اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑ رہا ہوں اور میدان جنگ میں شہید ہو جائے تو پھر  
مزہب نمبر 1-

احناف اور امام احمد ابن حنبل کے نزدیک اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی

مزہب نمبر 2-

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی

دلائل

دونوں طرف روایات موجود ہیں

## 47-بَابِ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ

قبور پر نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں  
نہجہب نمبر 1۔

امام شافعی امام احمد اور امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک قبر پر مطلقاً نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے  
لیکن شوافع یہ کہتے ہیں کہ جو شخص میت کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکا اس کے لیے صلاۃ علی القبر جائز ہے

نہجہب نمبر 2۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قبر پر نماز جنازہ پڑھنا بالکل جائز نہیں

نہجہب نمبر 3۔

احناف کے نزدیک جب میت کو دفن کر دیا جائے اس حال میں کہ اس پر بالکل بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تو ایسی صورت میں  
قبور پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

اسی طرح اگر میت کا ولی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا تو وہ بھی قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے

البتہ امام احمد اور امام اسحاق کے نزدیک میت کی تدبیغ کے ایک مہینے بعد تک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے

## 48-بَابِ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّجَاشِيِّ

مسئلہ غائبانہ نماز جنازہ

نہجہب نمبر 1۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ یعنی میت سامنے موجود نہ ہو تو جائز ہے  
ان کی دلیل ترمذی کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہ کے بادشاہ نجاشی کا جنازہ پڑھایا جبکہ اس کی میت سامنے  
موجود نہیں تھی

نہجہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں

اور ترمذی میں موجود نجاشی والی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ  
جواب نمبر 1-

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی من خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ نے کبھی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی  
جواب نمبر 2-

یہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں تھی اس لیے کہ روایات میں موجود ہے کہ نجاشی کی میت کو اس کی چار پائی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
سامنے پیش کر دیا گیا تھا

اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
کشف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم سریر النجاشی حتی راہ و صلی علیہ

تو یہ غائبانہ نماز جنازہ تھی ہی نہیں

#### 49- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

#### 50- بَابُ آخَرٌ

#### 51- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

#### 52- بَابُ الرُّحْصَةِ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ لَهَا

مذہب نمبر 1-

نماز جنازہ دیکھیں تو کھڑے ہو جائیں یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک مسنون ہے  
مذہب نمبر 2-

امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جنازہ کے لیے کھڑا ہونا مسنون نہیں ہے جائز ہے

ان کی دلیل اس باب میں آنے والی روایت جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے

**53-بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي حَدَّدَنَا، وَالشَّقْ لِغَيْرِنَا**

لحد بغلی قبر کو کہتے ہیں

قبر کو سیدھا کھو داجائے پھر نیچے جا کر قبلہ کی طرف کھوتے ہیں لحد پہاڑی علاقوں میں یعنی سخت زمین اور انہنماںی نرم زمین نہیں بن سکتی

**54-بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَيْتَ الْقَبْرَ**

**55-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوْبَةِ الْوَاحِدِيَّ لِقَعْدَ الْمَيْتِ فِي الْقَبْرِ**

**56-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ**

قبر کو ضابطہ کے مطابق درست بنانا

اوونٹ کی کوہاں کے برابر اونچا بنا سنت ہے

**57-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الْمَسْيِ عَلَى الْقُبُورِ، وَالْجُلوسِ عَلَيْهَا، وَالصَّلَاةِ إِلَيْهَا**

**58-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ تَحْصِيصِ الْقُبُورِ، وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا**

تحصیص۔ چونا سیمنٹ لگا کر پکا کرنا یہ خلاف سنت ہے

والکتابۃ علیہما۔ آیات لکھنا یہ ناجائز ہے

البته نام بچان کے لیے لکھنا جائز ہے

**59-بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ**

**60-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ**

**61-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ**

یہ متمم ابن نویرہ یربوعی کے اشعار ہیں جب اس کا بھائی مالک ابن نویرہ مر گیا تو اس کے مرثیے میں یہ اشعار کہے تھے

وکنائندمانی۔ دو ہمنشیں

جزیبہ۔ بادشاہ کا نام

حقبہ۔ طویل زمانہ

کنیت مقدمہ۔ کبھی جدا نہیں ہونگے

اطول اجتماع۔ طویل عرصہ گزرنے کے بعد

لم نبت بیلہ معا۔ ہم نے ایک رات بھی ساتھ نہیں گزاری

ترجمہ۔

ہم دونوں اس طرح تھے جس طرح بادشاہ جزیبہ کے دو ہمنشیں جو ایک طویل عرصہ اکھٹے رہے ہو یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ جب کبھی جدا نہ ہونگے

لیکن جب ہم جدا ہوئے تو ایسا محسوس ہوا کہ طویل مدت تک اکٹھا رہنے کے باوجود میں یعنی مقتسم ابن نویرہ اور مالک ابن نویرہ نے ایک رات بھی اکٹھی نہیں گزاری

جہاں انتقال ہو وہیں دفن کرنا چاہیے میت کو منتقل کرنا غیر مسنون ہے

شرعی تقاضے پورے کریں تو عورتوں کے لیے قبر پر جانا آج بھی جائز ہے ورنہ نہیں

سوال۔ تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر الم سے مفلحوں تک پڑھنا اور بعد پیروں کی طرف کھڑے ہو کر امن الرسول سے کفرین تک پڑھنا یہ مستحب ہے یہقی شعب الایمان میں یہ روایت موجود ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے

معارف الحدیث جلد نمبر 3 حدیث نمبر 343 میں موجود ہے

صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ ابن عمر کا قول ہے

## 62- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ

## 63- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّاءِ الْحَسَنِ عَلَى الْمَيْتِ

64-بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ قَدَّمَ وَلَدًا

65-بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّهَدَاءِ مَنْ هُمْ

66-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاغُونِ

67-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَحَبَ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَ اللَّهَ لِقَاءُهُ

68-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قُتِلَ نَفْسَهُ لَمْ يَصُلِّ عَلَيْهِ

69-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَدْعُوْنِ

70-بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

71-بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرٍ مَنْ عَزَّى مُضَابًا

72-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

73-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْجَنَازَةِ

74-بَابُ آخَرٍ فِي فَضْلِ التَّعْزِيَةِ

75-بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْجَنَازَةِ

76- بَابِ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّى يُقْضَى  
عَنْهُ

## 9- أبواب النکاح عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

### 1- باب ماجاء في فضل التزویج، والحت علیه

حدیث عن عبد اللہ ابن مسعود خرجنا معا رسول---  
الباءة۔ نکاح

وجاء۔ شہوت کو ختم کرنے والی چیز

### 2- باب ماجاء في النهي عن الشتبث

تبتل۔ ترک نکاح

### 3- باب ماجاء إذا جاء كُمْ مَنْ تَرَضُونَ دِينَهُ فَرِّجُوهُ

### 4- باب ماجاء أن المرأة تنكح على ثلاث حصال

### 5- باب ماجاء في النظر إلى المخطوبة

انظر إلىها فإنه آخر ما آتى يود ميغمها۔

اس کو دیکھ لو کیونکہ یہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ تمہارے درمیان زیادہ دیر پا محبت رہے

### 6- باب ماجاء في إعلان النکاح

فصل مابین الحلال والحرام الدف والصوت

الحلال۔ اعلان کر کے نکاح کرنا

والحرام۔ چوری چھپے نکاح کرنا

### 7- باب ماجاء فيما يقال للمتزوج

رفق۔ دعا دینا

### 8- باب ما يقول إذا دخل على أهله

### 9- باب ماجاء في الأوقات التي يستحب فيها النکاح

### 10-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَلِيمَةِ

حدیث عن عبد اللہ ابن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعام اول یوم حق  
سُمْعَۃً۔ شہرت

### 11-بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّاعِي

### 12-بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ يَجِدُ إِلَى الْوَلِيمَةِ مِنْ غَيْرِ دَعْوَةٍ

### 13-بَابُ مَا جَاءَ فِي تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ

### 14-بَابُ مَا جَاءَ لَا نَكَحَ إِلَّا بِوْلِیٍ

### 15-بَابُ مَا جَاءَ لَا نَكَحَ إِلَّا بِبِينَةٍ

نکاح میں گواہ کی شرعی حیثیت؟  
مذہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک ایک ہی مجلس میں ایک ہی وقت میں ایک ساتھ دو گواہوں کا ہونا واجب ہے  
ان کی دلیل ترمذی کے اسی باب میں آنے والی روایات ہیں

مذہب نمبر 2۔

امام مالک کے نزدیک بھی دو گواہ ہیں لیکن ایک ہی مجلس میں بیک وقت دونوں کا ہونا لازمی نہیں ہے ایک گواہ کے بعد دوسرا گواہ  
گواہی دے جائز ہے  
مذہب نمبر 3۔

امام احمد امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی نکاح میں جائز ہے

مذہب نمبر 4۔

ترمذی شریف میں امام ترمذی نے چوتھا مذہب جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے وہ ذکر نہیں فرمایا  
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح کے لیے دو مرد گواہوں کا ہونا شرط ہے عورت کی گواہی نکاح کے اندر معتبر نہیں ہے  
سب حضرات کی دلیل ترمذی کے اس باب میں آنے والی روایات ہیں

### **17-بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ الْنِكَاحِ**

ویقرآن اثلاٹ آیات۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار آیات پڑھتے تھے لیکن سورتین تین ہیں

### **18-بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِئْمَارِ الْبَكْرِ وَالشَّبِّ**

### **19-بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْرَاهِ الْيَتِيمَةِ عَلَى التَّزْوِيجِ**

### **20-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّوَيْيِنِ يُنْزَوُ جَانِ**

### **21-بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ**

### **22-بَابُ مَا جَاءَ فِي مُهُورِ النِّسَاءِ**

### **23-بَابُ مِنْهُ**

### **24-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَعْتِقُ الْأَمْمَةَ ثُمَّ يَتَرَوَّجُ جَهَا**

### **25-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَضْلِ فِي ذَلِكِ**

### **26-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَتَرَوَّجُ الْمَرْأَةُ ثُمَّ يُطْلَقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا هُلُّ يَتَرَوَّجُ ابْنَتَهَا أَمْ لَا**

### **27-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُطْلَقُ امْرَأَةُ ثَلَاثَةَ فَيَتَرَوَّجُ جَهَا آخَرَ فَيُطْلَقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا**

## 28-بَابِ مَا جَاءَ فِي الْمَحِلِ وَالْمُحْكَلِ لَهُ

ترمذی کے اس باب میں موجود ہے کہ  
 آنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنَ الْمَحِلِ وَالْمُحْكَلِ لَهُ  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محلٰن اور محکلٰن پر لعنت فرمائی  
 محلٰ باب انعال سے اسم فاعل ہے محلٰ کہتے ہیں  
 آکرَجُلُّ الَّذِي تَرَوَّجَتْ بِهِ لِلتَّحْمِيلِ

وہ دوسرا مرد جس سے عورت نکاح کرتی ہے پہلے مرد کے لیے حلال ہونے کے لیے

محکلٰ لہ۔

محکلٰ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے اس سے مراد

آكروجُ الْأَوَّلُ الَّذِي وَقَعَتْ التَّحْمِيلُ لِاجْلِهِ

یعنی پہلا شوہر جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے

ترجمہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے پر

اشکال۔

حالہ کا عمل تو قرآن سے ثابت ہے سورۃ البقرہ آیت

نمبر 230

فَإِنْ طَلَقَهَا فَلَا تَحْلِلْ لَهُ مِنْ بَعْدِ حِلْيَتِهِ زَوْجًا غَيْرَهُ

فَإِنْ طَلَقَهَا فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَزَوَّجَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يَقِينًا حَدَّ دُولَةِ اللَّهِ

اس سے پہلے الطلاق مردان موجود ہے اب فَإِنْ طَلَقَهَا

سے تیسری طلاق مراد ہے

یعنی اگر شوہر تیسری طلاق دے دے تو اب یہ عورت اس کے لئے حلال نہیں رہے یہاں تک کہ یہ عورت کسی مرد سے شادی کرے پھر وہ مرد اس عورت کو طلاق دے تو اب یہ دونوں (پہلا شوہر اور بیوی) پہلے کی طرح نکاح کر سکتے ہیں

جب حلالہ قرآن سے ثابت ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے پر لعنت کیوں کی جواب۔

اس کا جواب محدثین نے یہ دیا کہ اگر کوئی حلالہ کرے قرآن حکیم کے مطابق تو جائز ہے یعنی تین طلاقوں کے بعد وہ عورت کسی مرد سے خود شادی کرے پھر وہ مرد خود طلاق دے کسی وجہ سے اب عزت گزارنے کے بعد پہلے کے لئے حلال ہو جائے گی

لیکن پہلے سے منصوبہ بنائے کر حلالہ کرنا یہ قبل اشکال ہے جس پر لعنت فرمائی کہ عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے اور یہ کہے کہ تم ایک ہفتے بعد یا ایک مہینے بعد مجھے طلاق دے دینا یا یہ پہلا شوہر کسی مرد سے نکاح کروائے اور اسے کہے کہ تم ایک ہفتے بعد یا ایک مہینے بعد چھوڑ دینا یعنی پہلے سے پلان منصوبہ بنائے کر حلالہ کرنا کروانایہ قبل لعنت عمل ہے

اس لیے کہ جب نکاح میں یہ بات آجائے کہ یہ دوسرا مرد ایک ہفتے بعد یا ایک مہینے بعد اسے طلاق دے دے گا تو یہ نکاح موقت (نکاح کی مدت مقرر کر لینا) ہو جائے گا جسے متعہ کہتے ہیں اور یہ حرام ہے جب یہ نکاح موقت ہو جائے گا تو یہ نکاح ہی نہیں ہو گا جب نکاح ہی نہیں ہو تو طلاق کہاں ہو گی اور طلاق ہی نہ ہوئی تو پہلے کے لیے حلال کیسے ہو گی

اس لیے قبل لعنت عمل ہے لیکن اگر قرآن کریم کے مطابق حلالہ کیا جائے تو جائز ہے اس وقت یہ قبل لعنت عمل نہیں ہے

اگر تخلُّل (حالہ کرنا) کی شرط سے نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہو گا یا نہیں یاد رہے کہ نکاح بشرطِ التخلُّل بالاتفاق ناجائز ہے لیکن اگر کیا جائے تو احتفاف کے نزدیک نکاح منعقد ہو جاتا ہے اسے طلاق دینا واجب نہیں ہوتا

دوسری بات یہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر زبان سے یا لکھ کر تخلُّل کی شرط نہ رکھی جائے صرف دل میں یہ بات موجود ہو تو یہ جائز ہے اور یہ نکاح بھی منعقد ہو جاتا ہے

## 29-بَابِ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتَعَةِ

متعہ کا لغوی معنی فائدہ اٹھانا

نکاح متعہ کا اصل مفہوم یہ ہے کہ نہ اس میں لفظ نکاح بولا جائے نہ اس میں گواہ موجود ہوں اس سے ملتی جلتی چیز ایک نکاح موقت ہے نکاح موقت میں لفظ نکاح بولا جاتا ہے اور اس میں گواہ بھی ہوتے ہیں لیکن اس میں مدت مقرر ہوتی ہے

عام طور پر فقهاء نکاح متعہ کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ نکاح جس میں مدت مقرر ہو یعنی  
النکاح المتعہ ہونکاٹھ الی آجل معین

اور یہ بات یاد رہے کہ اسلام میں متعہ حلال تھا  
خیر سے پہلے تک پھر غزوہ خیر کے موقع پر متعہ سے منع کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے سال تین دن اسے مباح کیا گیا اور بعد ثلاثة ایام  
حرمت تحریم یا موبدا

پھر اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا گیا

### 30-بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الشِّغَارِ

سوال۔

احناف کا مذہب ترمذی کی اس روایت کے مطابق نہیں ہے کیوں کہ احناف کے نزدیک نکاح شغار جائز نہیں ہے لیکن اگر نکاح  
شغار کیا تو نکاح منعقد ہو گا اور مہر مثلی واجب ہو گا پھر احناف اس حدیث کا کیا جواب دیں گے ان النبيؐ نبھی عن الشغار  
جواب۔

احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ترمذی کی یہ حدیث ممانعت پر محول ہے لیکن یہ حدیث ابطال پر محول نہیں ہے  
یعنی اس سے نکاح شغار کا باطل ہونا ثابت نہیں ہوتا

لہذا احناف کا مذہب اس حدیث کے مطابق ہے کہ نکاح شغار جائز نہیں لیکن اگر نکاح کر لیا تو منعقد ہو جائے گا

### 31-بَابُ مَا جَاءَ لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا وَ لَا عَلَى خَالِتِهَا

### 32-بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّرْطِ عِنْدَ عَقْدِ النِّكَاحِ

عقد نکاح میں کوئی شرائط لگانا جائز ہیں اور کون سی شرائط لگانا جائز نہیں  
شرط نمبر 1۔

مقتضی عقد نکاح (یعنی عقد نکاح کس چیز کی ڈیمانڈ کرتا ہے) کے مطابق شرط لگائی تو اسے پورا کرنا واجب ہے جیسے نان نفقہ سکنی کی  
شرط  
نکاح مسیار۔

عورت صرف اپنے ساتھ شوہر کا نام لگوانا چاہتی ہے

پھر اس میں یہ شرط لگاتی ہے کہ شوہر کے ذمے نان و نفقة سکنی نہیں یہاں تک کہ یہ جائز ہے لیکن آگے یہ شرط لگانا کہ آپ ازدواجی تعلق قائم نہیں کریں گے یہ جائز نہیں ہے

شرط نمبر 2۔

مقتضی عقد نکاح کے خلاف شرط لگانا نکاح منعقد ہو جائے گا شرط باطل ہو جائے گی جیسے عدم نفقة عدم سکنی کی شرط لگانا

شرط نمبر 3۔

ایسی شرائط جو پہلی دو قسموں میں سے نہ ہو جس سے نکاح کے وقت یہ شرط لگانا کہ یہ شوہر دوسری شادی نہیں کرے گا یا کوئی اور جائز شرط لگادی تو اب اس میں اختلاف ہے

مذہب نمبر 1۔

امام احمد اور امام اسحاق کے نزدیک اس شرط پر عمل کرنا واجب ہے

مذہب نمبر 2۔

انہمہ ثلاثة امام مالک امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس تیسری قسم کی شرط پر عمل کرنا قضاء واجب نہیں دیناً (اخلاقاً) ضروری ہے

اذا تزوج رجل امرأة وشرط لها ان لا يجز جها من مصرها فليس له ان يجز جها و هو قول بعض أهل العلم وبه يقول الشافعی واحمد واسحاق

اس مسئلہ میں امام ترمذی نے امام شافعی کو امام احمد اور اسحاق کے ساتھ جوڑا ہے لیکن درست یہ ہے کہ امام شافعی احناف کے ساتھ ہیں اس مسئلہ میں

اس مسئلہ میں آنے والی حدیث گزشته شرط نمبر 3 کی بہترین مثال ہے

**33-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسَوَةٍ**

**34-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَخْتَانٍ**

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْجَارِيَةَ وَهِيَ حَامِلٌ

36- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْبِي الْأَمَةَ وَلَهَا زُوْجٌ هَلْ يَحْلُّ لَهُ أَنْ يَطَأَهَا

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَهْرِ الْبَغْيِ

38- بَابُ مَا جَاءَ أَنْ لَا يُخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْعَزْلِ

41- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِسْمَةِ لِلْكُرُورِ وَالثَّيْبِ

42- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الضَّرَائِيرِ

43- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّوْجِينِ الْمُشْرِكِينِ كَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا

44- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَرَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَمُوتُ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَفْرِضَ لَهَا

## 10- أبواب الرَّضاعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### 1- بَابُ مَا جَاءَ يَحْرَمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ

### 2- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَبِنِ الْفَحْلِ

حرمت لبن فحل۔

وہ حرمت رضاعت جو رضائی باپ کے واسطے سے ثابت ہو جیسے رضائی چچا رضائی پھوپھی رضائی دادا دادی

### 3- بَابُ مَا جَاءَ لَا تَحْرِمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّانِ

حرمت رضاعت کتنی مقدار دودھ کی پینے سے ثابت ہوتی ہے

مذہب نمبر 1۔

رضاعت کی ہر مقدار محروم ہے چاہے قلیل ہو یا کثیر یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ امام مالک امام اوزعی اور سفیان ثوری رحمہم کا وعلیہ الفتوی

اہم بات۔

یاد رہے کہ حرمت رضاعت مدت رضاعت کے اندر ثابت ہوتی ہے

مذہب نمبر 2۔

حرمت رضاعت کم از کم تین رضاعت سے ثابت ہوگی

یہ مذہب ہے داؤ د ظاہری کا اور ایک روایت امام احمد بن حنبل سے بھی یہی منقول ہے

ان حضرات کی دلیل ترمذی کے اس باب کی روایت ہے

عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تحرم المصة ولا المصتان

مذہب نمبر 3۔

5 رضاعت سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے جو کہ پانچ مختلف اوقات میں پیا گیا ہو

یہ مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور ایک روایت امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کی ہے

ان کی دلیل دے کے اس باب میں آنے والی روایت ہے جس میں خمس رضعات کے الفاظ ہیں  
مزہب نمبر 4۔

دس رضعات سے حرمت ثابت ہوتی ہے یہ حضرت خصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

احناف کے دلائل۔

دلیل نمبر 1۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 و محاکم الالاٰت ارجمند

یہاں مطلق رضاعت کا ذکر ہے

دلیل نمبر 2۔

ابواب الرضاع ترمذی کے پہلے باب کی پہلی روایت

ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب

یہاں بھی مطلق رضاعت کا ذکر ہے

دلیل نمبر 3۔

موطا امام محمد ابواب الرضاع صفحہ نمبر 276 وہاں روایت میں موجود ہے و ان کانت مصہة و احده

ترمذی میں موجود روایت کا احناف کی طرف سے جواب

احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روایات منسوخ ہیں

اور نسخ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو سنن نسائی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 82 میں موجود ہے  
باب القدر اللذی يحرم من الرضاع میں یہ الفاظ ہیں کہ يحرم من الرضاع ما حرم من النسب قلیلہ و کثیرہ

اور روایات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دس رضعات کی گنجائش تھی پھر 5 کی گنجائش ہوئی پھر 3, 2 کی گنجائش باقی رہی پھر وہ  
بھی منسوخ ہو گئی

**4- بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ فِي الرَّضَاعِ**

**5- بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحِرِّمُ إِلَّا فِي الصِّغْرِ دُونَ الْحَوْلَيْنِ**

## 6-بَابُ مَا جَاءَ مَا يُذْهِبُ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ

### 7-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَزَأْةِ تُعْتَقُ وَلَهَا زُوْجٌ

اس مسئلہ کو خیار عتق بولتے ہیں

اگر باندی کی آزادی کے وقت شوہر غلام ہو تو باندی کو اختیار ہوتا ہے بالاتفاق چاہے شوہر کو اختیار کرے یا چھوڑ دے اسے خیار عتق کہا جاتا ہے

اور اگر باندی کی آزادی کے وقت شوہر آزاد ہو تو حنفیہ کے نزدیک پھر بھی باندی کو اختیار ہوتا ہے لیکن انہم ثلاثة کے نزدیک اس صورت میں اختیار نہیں ہوتا

دونوں مذاہب والوں کی دلیل حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا والی روایات ہیں جو ترمذی میں آرہی ہیں یہ مسئلہ اس لیے ترمذی میں اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ خود امام ترمذی نے دور روایات نقل کی ہیں اور دونوں میں تعارض ہے

احناف کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود دوسری روایت ہے جو عن الاسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے جس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں

عن عائشہ قالت کان زوج بریرۃ حُرًّا

انہم ثلاثة کی دلیل ترمذی کے اس باب کی پہلی روایت ہے عن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ والی روایت ہے جس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان زوج بریرۃ عبداً

علامہ عین رحمہ اللہ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں کتاب الطلاق باب خیار الامۃ تحت العبد میں کہ یہاں ان دونوں روایات میں عبد اور حُرًّا کو جمع کر کے تطبیق بھی نہیں دے سکتے اور تقدیم و تاخیر سے جمع بھی نہیں کر سکتے کہ پہلے عبد تھے پھر حوگئے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ پہلے حرتھے پھر عبد ہو گئے

اس وجہ سے ان دونوں روایات میں تعارض ہونے کی وجہ سے احناف اسود والی روایت کو ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ یہ ثابت زیادۃ ہے یعنی اس میں ایک اضافہ ثابت ہو رہا ہے (وہ اضافہ آزادی کا ہے)

## 8-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ

**9-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَرَى الْمَرْأَةَ ثُعْجِبَهُ**

**10-بَابِ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ**

**11-بَابِ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا**

**12-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِ هَنَّ**

یہاں عن علی رضی اللہ سے علی بن ابی طالب مراد نہیں ہے بلکہ حضرت علی بن طلق مراد ہیں

**13-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الزِّينَةِ**

الرافقة۔ ناز و نخرے سے چلنے والی

فی الزینۃ۔ آراستہ ہو کر

غیر احلاما۔ شوہر کے علاوہ

**14-بَابِ مَا جَاءَ فِي الغَيْرِ**

**15-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ أَنْ تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ وَ حَدَّهَا**

**16-بَابِ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغَيَّبَاتِ**

المغیبات۔ مغیبة کی جمع ہے مغیبة اس کو کہتے ہیں جس کا شوہر گھر میں موجود نہ ہو

**17-بَابِ**

عورۃ۔ چھپانے کے قابل چیز ہوتی ہے

استش فھا۔ طاق لگا کر دیکھتا ہے

**18-بَابِ**

19-بَاب

## 11- أبواب الطلاق واللعان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

### 1- باب ماجاء في طلاق السنة

#### 2- باب ماجاء في الرجل يطلق امرأته البنت

تین طلاقوں کا مسئلہ

اس مسئلے کے دورخیں

1- بیک وقت تین طلاقوں دینا جائز ہے یا نہیں؟

مذہب نمبر 1-

امام ابو حنیفہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تین طلاقوں دینا بیک وقت یہ حرام ہے اگر دی تو ہو جائیگی

احناف کی دلیل سنن نسائی میں محمود بن بسید والی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقوں دینے پر ناراضگی کا انہصار

فرمایا تھا

مذہب نمبر 2-

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بیک وقت تین طلاقوں دینا جائز ہے انکی دلیل وہ تمام روایات ہیں جن میں تین طلاقوں کا ذکر ہے

اس مسئلے کا دوسرا راخ

اگر کوئی ایک کلمہ سے یا ایک مجلس میں تین طلاقوں دے وہ واقع ہو گی یا نہیں

مذہب نمبر 1-

انہہ اربعہ کے نزدیک وہ تین طلاقوں واقع ہو جائیں گی

اس پر اجماع صحابہ ہے وعلیہ الاجماع وعلیہ الفتوى

مذہب نمبر 2-

اصل ظاہر امام ابن تیمیہ علامہ ابن قیم اور غیر مقلدین حضرات کے نزدیک ایک کلمہ یا ایک مجلس میں تین طلاقوں دی تو وہ ایک

طلاق شمار ہو گی

مذہب نمبر 3-

فقہ جعفریہ کے نزدیک ایک کلمہ یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو ایک طلاق بھی نہیں ہوگی  
**3-بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِكِ بِيَدِكِ**

#### 4-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَارِ

#### 5-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا لَا سُكْنَى لَهَا وَلَا نَفَقَةَ

#### 6-بَابُ مَا جَاءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

لاندر۔ منت ماننا درست نہیں ہوتا

مسئلہ طلاق قبل النکاح

اگر کوئی شخص اجنبیہ کو کہہ دے (یعنی اس سے ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی) انت طلاق بالاتفاق طلاق نہیں ہوگی اگر بعد میں اس نے اس سے شادی کر لی  
 اگر یوں کہا کہ ان تکنیک انت طلاق  
 اگر میں تجوہ سے نکاح کروں تو تجوہ طلاق اب اس میں طلاق ہے  
 مذہب نمبر 1۔

احناف کے نزدیک یہ تعلیق درست ہے نکاح کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی و علیہ الفتوی  
 مذہب نمبر 2۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ تعلیق باطل ہے انکی دلیل ترمذی میں موجود روایت ہے  
 لا طلاق له فیما لا یملک  
 مذہب نمبر 3۔

مالکیہ کے نزدیک عمومی تعلیق باطل ہے اگر یوں کہے کہ میں کسی لڑکی سے شادی کروں تو اسے طلاق یا باطل ہے  
 لیکن اگر عورت کو اس کے قبیلے کو اس کے شہر کو متعین کر دے تو یہ تعلیق درست ہے

احناف کی طرف سے موجود روایت کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا

لا طلاق لہ فیما لا یکمل

یہ بغیر تعلیق والی اجنبیہ پر محوال ہے جس کے بارے میں اس بحث کے شروع میں ایک سطر لکھی گئی ہے

## 7-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ طَلاقَ الْأُمَّةَ تَطْلِيقَتَانِ

باندی کے لیے کتنی طلاقوں ہوں جن سے وہ مغافلہ ہو اور اسکی عدت کتنی ہوگی

اس بارے میں دراصل بنیادی بحث یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عدد طلاق کے بارے میں بیوی کی حریت اور باندی ہونے کے اعتبار سے ہے

اگر بیوی آزاد ہوگی تو تین طلاقوں سے مغافلہ ہوگی

اور اگر بیوی باندی ہے دو طلاقوں سے حرام ہو جائے گی

احناف کی دلیل ترمذی کے اس باب میں موجود روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلاق امّۃ تطیقたان

وعد تھا حیضتان

یعنی باندی کے لیے دو طلاقوں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس بارے میں مرد کا اعتبار ہے مرد آزاد ہو تو باندی بیوی تین طلاقوں سے مغافلہ ہوگی اور اگر

مرد غلام ہے تو باندی بیوی دو طلاقوں سے مغافلہ ہو جائے گی

انکی دلیل سنن کبریٰ للبیہقی کی روایت ہے جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 369 میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول الطلاق

بالرجال والعدة بالنساء

طلاق کا اختیار مردوں سے ہے اور عدت کا اعتبار عورتوں سے ہے

احناف کی طرف سے روایت کا جواب۔

جواب نمبر 1۔

یہ روایت موقوف ہے اور ہماری روایت مرفوع ہے

جواب نمبر 2۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے الطلاق بالرجال ای الطلاق موقول ای الرجال

یعنی طلاق مردوں کے سپرد ہے وہ دے گا طلاق

### 8-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِطَلَاقٍ امْرًا تَهُ

دل دل میں طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی پکارا دہ کرنے سے بھی طلاق نہیں ہوتی

### 9-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِدْ وَالْهَزْلِ فِي الطَّلَاقِ

الْجِدْ- سنجیدگی۔ والْهَزْل- مذاق

بعض روایات میں الرجعة کی جگہ العتاق ہے

### 10-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

### 11-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُخْتَلِعَاتِ

### 12-بَابُ مَا جَاءَ فِي مُدَارَّةِ النِّسَاءِ

مدارۃ۔ دل جوئی

استمعت۔ فائدہ اٹھاتا رہے گا

### 13-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَسْأَلُهُ أَبُوهُ أَنْ يُطْلِقَ زَوْجَتَهُ

یسأله۔ مطالبه کرتا ہے

والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دینے کا حکم کیا ہے؟

اس کا جواب محمد شین یہ دیتے ہیں کہ اخلاقی اور شرعی وجہات ہوں تو بیوی کو ماں باپ کے کہنے پر طلاق دے سکتا ہے عمومی اختلاف کی بناء پر طلاق نہ دے

اس باب میں موجود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے واقعے کا جواب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی کی شرح الکوکب الدری جلد نمبر 2 صفحہ 268 میں یہ جواب دیا کہ ظاہر ہے کوئی معقول وجہ ہو گی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ مطالبة نہ کرتے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دینے کا حکم نہ دیتے

سوال۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حکم کو ماننے سے انکار کیوں کیا تھا؟

جواب۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس کا جواب روایت کے الفاظ میں موجود ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اُجھا میں اس سے مجتب کرتا تھا

### **14-بَابُ مَا جَاءَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةَ طَلاقَ أُخْتِهَا**

اختھا۔ اخت فی الدین مراد ہے

لِتُنْفِي۔ تاکہ اٹھائے

### **15-بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلاقِ الْمَعْنُوِّهِ**

المعنوہ۔ مجنون پاگل شیزوفرینیا کا مریض یعنی جس کو خیر و شر کی تمیز نہیں ہوتی

### **16-بَابُ**

### **17-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَامِلِ الْمُتَوَفِّى عَنْهَا زُوْجُهَا تَضَعُ**

تعلت۔ پاک ہو گئی

تشوفت۔ تیار ہوئی

### **18-بَابُ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْمُتَوَفِّى عَنْهَا زُوْجُهَا**

### **19-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُظَاهِرِ يُرَايْقُ قَبْلَ أَنْ يَكْفُرَ**

یواقع۔ جماع کر لے

خلنالہا۔ پازیب

### **20-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَارَةِ الظِّهَارِ**

### **21-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِلَاءِ**

### **22-بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعَانِ**

بردعتہر خل۔ کجاوے کی چادر

### **23-بَابُ مَا جَاءَ أَيْنَ تَعْتَدُ الْمُتَوَفِّى عَنْهَا زُوْجُهَا؟**

## 12- أبواب البيوع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

1- باب ماجاء في ترك الشبهات

2- باب ماجاء في أكل الربا

3- باب ماجاء في التغليظ في الكذب والزور ونحوه

4- باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم

سمسر - دلال کمیش لجنت

سوداکروانے کے لیے درمیان میں واسطہ بتا ہے

5- باب ماجاء فيما حلف على سلعة كاذبا

6- باب ماجاء في التكبير بالتجارة

التكبير - صح سویرے جلدی جانا

7- باب ماجاء في الرخصة في الشراء إلى أجل

إحالة سخنة - پرانی چربی

8- باب ماجاء في كتابة الشروط

بیع کی شرائط لکھ لین چاہیے

ولا غامنة - مال مسروقة بھی نہ ہو

ولا خبئثة - اس میں کوئی برائی نہ ہو

9- باب ماجاء في المكيال والميزان

10- باب ماجاء في بيع من يزيد

بیع من زید - نیلامی کا طریقہ بولی کی بیع

حِلْسَاء۔ چادر

### 11-بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْمُدَّبِرِ

### 12-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ تَلْقِي الْبَيْعِ

تلقی البویع تلقی جلب تلقی رکبان۔۔۔ حدیث میں یہ تین الفاظ آئے تینوں کا ایک ہی معنی ہے ان تینوں میں کوئی فرق نہیں ہے دھوکے کی وجہ سے تلقی البویع منع ہے کیونکہ یہ دھوکے کی ایک قسم ہے

### 13-بَابُ مَا جَاءَ لَا يَبْيَعُ حَاضِرٌ لِيَادٍ

### 14-بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُحَاوَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ

بیع محاقولہ

بیع الزرع بالخنطة کھیتی کی بیع کرنا کٹی ہوئی گندم سے ناجائز ہے

بیع مزابنہ

بیع الشمر علی روؤس النخل بالتمر یعنی کجھور پر جو پھل لگا ہوا ہے اس کو اتری ہوئی کجھوروں کے بد لے پہنا

ان دونوں میں فرق

محاقولہ کا تعلق کھیتی کے ساتھ ہے مزابنہ کا تعلق پھلوں کے ساتھ ہے

### 15-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الشَّمَرِ حَتَّى يَنْدُو صَلَاحُهَا

الشمرہ قبل ان یبدو صلاحاً

پھلوں کو پہنانے کے لئے کی صلاحیت سے پہلے یہ بھی ناجائز ہے

السنبل۔ بالیاں

العاقة۔ آفت

### 16-بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ

بیع حبل الحبلہ۔ حمل کے حمل کی بیع کرنا یہ بھی ناجائز ہے

### 17-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْغَرِيرِ

بیع الغرر۔ لغوی معنی دھوکہ

بیع الغرر کی تعریف۔

بیچنے والا کسی چیز کے اندر عیب معلوم ہوتے ہوئے بھی اس طرح بیچ جیسے یہ چیز ٹھیک ہے یا معدوم چیز کو مجہول چیز کو یا غیر یقینی چیز کو بیچنا یہ سب غرر ہے

بیع الحصہ کٹکٹری پھینک کر بیع کا معاملہ مکمل کرنا

بیع المنازہ

بیع کا معنی بھینکنا منازہ کا معنی ایک دوسرے کی طرف بھینکنا

منازہ کہتے ہیں بالع بیعہ پھینک دے مشتری کی طرف اور مشتری نہن پھینک دے بالع کی طرف اب دونوں میں سے کوئی کچھ نہیں کر سکتا بیع لازم ہو گئی۔

## 18-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْتَّهِيِّ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

عن بیعتین فی بیعہ

جیسے یوں کہنا اگر ادھار دو گے تو یہ چیز اتنے کی ہے اگر معاملہ کو کسی ایک رخ پر طے کر لیا جائے تو جائز ہے اور اگر اس طرح لٹکا دیا کر کھا جائے تو تو ناجائز ہے جیسے یوں کہا

یہ موڑ سائیکل ایک لاکھ روپے کی بے نقد اور ادھار ایک لاکھ بیس ہزار کی ہے اگر اسی طرح معاملے کو لٹکائے رکھا تو یہ ناجائز ہے اگر مشتری بالع نے اسی مجلس میں ایک رخ طے کر لیا تو یہ جائز ہے اس لیے قسطوں کا کاروبار جائز ہے بشرطیہ پہلی مجلس میں جو طے کر لیا سے برقرار رکھا جائے اگر اس میں کسی بیشی کی تو یہ سود ہو جائے گا حرام ہو جائے گا جیسے موڑ سائیکل لے لی ایک لاکھ بیس ہزار روپے کی ہر مہینے بیس ہزار قسط ادا کریں جائز ہے اور اگر یہ کہا کہ اگر تم نے چھ مہینے میں جلدی سے پیسے دے دیے تو پھر اتنی رعایت دونگا اگر مقرر مدت تک پیسے نہ دیے تو اتنا اور لو نگا تو یہ سود ہو جائے گا

## 19-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ بَيْعِ مَالَيْسَ عِنْدَكَ

بیع مالیس عنده

غیر مقبوضہ چیز کو بیچنا

## 20-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَبَتِهِ

بیع الولاء و حبته

الولاء، وہ حق جو مالک کو غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے ملتا ہے یعنی آزاد شدہ غلام مر جائے تو آزاد کرنے والے کو اس کی وراثت ملے گی۔

بیع الولاء و حبته کا معنی حق ولاء کونہ بیچا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے

### 21-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ بَيْعِ الْحَيْوَانِ بِالْحَيْوَانِ نَسِيئَةً

بیع الحیوان بالحیوان نسیئة۔

جانور کے بد لے جانور ادھار بیچنا جائز نہیں ہے دراصل اس کے پیچے شریعت کا قانون قرض ہے قرض اس چیز کا لے سکتے ہیں جو مثلی ہو یعنی اس طرح کی چیز قرض خواہ کو واپس کی جاسکتی ہو بلکہ اس طرح کا جانور غیر مثلی ہے اس لیے اس کا قرض جائز ہے احتاف کے نزدیک یہ ناجائز ہے شوافع کے نزدیک اس میں گنجائش ہے

### 22-بَابُ مَا جَاءَ فِي شِرَاءِ الْعَبْدِ بِالْعَبْدَيْنِ

### 23-بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ مُثْلًا بِمُثْلٍ وَ كَرَاهِيَةُ التَّفَاصِلِ فِيهِ

### 24-بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ

لا یشف بعضاہ۔ اس میں کچھ کمی نہ کرے

ینا جز۔ حاضر موجود

### 25-بَابُ مَا جَاءَ فِي ابْتِياعِ النَّخْلِ بَعْدَ التَّأْبِيرِ وَالْعَبْدَوَلَهَ مَالٌ

### 26-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعِينِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا

### 27-بَابُ

### 28-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ

### 29-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَرَّأَةِ

بیع المصراء

جانور کے تھنوں میں کئی دن تک دودھ روک کر جانور کو بیچنا (یہ دراصل بیع غرہ ہے دھو کے کی بیع کہ کئی دن تک تھنوں میں دودھ روکنے کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے یہ جانور بہت زیادہ دودھ دینے والا ہے اور چند دن بعد یہ دھو کا ظاہر ہو جاتا ہے)

30- بَابُ مَا جَاءَ فِي اشْتِرَاطٍ ظَهَرَ الدَّائِرَةُ عِنْدَ الْبَيْعِ

31- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْتِفَاعِ بِالرَّهْنِ

32- بَابُ مَا جَاءَ فِي شِرَاءِ الْقَلَادَةِ وَفِيهَا ذَهَبٌ وَخَرْزٌ

33- بَابُ مَا جَاءَ فِي اشْتِرَاطِ الْوَلَاءِ وَالرَّجْرِ عَنْ ذَلِكَ

34- بَابُ

35- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُكَاتِبِ إِذَا كَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي

36- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أَفْلَسَ لِلرَّجُلِ غَرِيمٌ فَيَجِدُ عِنْدَهُ مَتَاعَهُ

37- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يُدْفَعَ إِلَى الدَّمْقِي الْخَمْرِ يُبَيْعُهَا لَهُ

38- بَابُ

39- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْعَارِيَةَ مُؤَدَّةً

الْعَارِيَةٌ - ادْهَارَ لِي هُوَيْ چیز

مُؤَدَّةٌ - واپس کی جائے گی

الْعَيْمٌ - ضامن

غَارُمٌ - جرمانے کا ذمہ دار ہو گا

مَقْضِيٌّ - واپس کیا جائے گا

40- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْتِكَارِ

الاحتکار لغوی معنی کسی چیز کو ذخیرہ کرنا  
ہر ذخیرہ اندوزی بری نہیں ہے  
الاحتکار کا اصطلاحی معنی۔

کسی چیز کی ذخیرہ اندوزی کرنا تاکہ مارکیٹ میں اس کی قلت پیدا ہو جائے پھر اس کی منہ مانگی قیمت لینا یہ ناجائز ہے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لمحکم ملعون

#### 41-بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْمَحَفَّلَاتِ

بعض محفلہ کی تعریف

یہ بعض مصراتہ کا دوسرا نام ہے یعنی جانوروں کے تھنوں میں کئی دن دودھ روک کر پھر اسے بچنا  
لا تھفلوا۔ تھنوں میں دودھ مت روکو

#### 42-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ الْفَاجِرِ يُقْتَطَعُ بِهَا مَالُ الْمُسْلِمِ

#### 43-بَابُ مَا جَاءَ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ

#### 44-بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ فَصْلِ الْمَاءِ

#### 45-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ عَسْبِ الْفَحْلِ

زر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت لینا جائز نہیں

#### 46-بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَنِ الْكَلْبِ

#### 47-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْحَجَامِ

انغافہ ناخنکے۔ اس کو چارہ کے طور پر کھلادو اپنی اوٹنی کو

واطمئنہ رقیق۔ اپنے غلام کو کھلادو

#### 48-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي كَسْبِ الْحَجَامِ

#### 49-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنُورِ

## 50-بَابُ

### 51-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ بَيعِ الْمُغَنِّيَاتِ

المغنيات۔ گانے والی عورتیں

### 52-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ الْأَخْوَيْنِ أَوْ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَلَدِهَا فِي الْبَيْعِ

### 53-بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ وَيَسْتَغْلِهُ ثُمَّ يَجْدِبُهُ عَيْبًا

ویستغلہ۔ پھر اس کو بچ کر نفع کمالے

فالغلہ۔ نفع

### 54-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّحْصَةِ فِي أَكْلِ الشَّمَرِ قِلْلَمَارِ بِهَا

خوبی۔ قادر

### 55-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِي عَنِ الشُّيَّا

الشیا۔ استثناء

بع شیا

شیا یہاں استثناء کے معنی میں ہے یعنی یہ باغ میں آپکو بیچتا ہوں لیکن اس کا کچھ پھل میں خود رکھوں گا

یہ استثناء محظوظ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے

مخابرہ کی تعریف

مخابرہ مزارعت زمین کوز راعت کے لئے دینا کہ یہ میری زمین ہے اس پر آپ کھتی اگائیں پھر اس میں سے اتنا میرا اتنا آپ کا

اس حدیث کے تحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مزارعت (زمین کو بٹائی پر دینا) کو ناجائز قرار دیتے ہیں

لیکن باقی احناف اور جمہور علماء جائز قرار دیتے ہیں اس لیے فتوی جواز پر دیا جاتا ہے

### 56-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ بَيعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَسْتَوْفِيهُ

### 57-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِي عَنِ الْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ

## 58-بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْخَمْرِ وَ النَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ

الدِّنَانَ - مِثْكَ

عاصرها۔ اس کا رس نکالنے والا پچھوڑنے والا

معقرها۔ رس نکلوانے والا

شاربها۔ پینے والا

حملها۔ اٹھانے والا

والجمونہ الیہما۔ جسکی طرف اٹھا کر لجایا جا رہا ہے

ساقیہما۔ پلانے والا

بائعہما۔ بیچنے والا

اکل شمنخا۔ اس کا پیسا کھانے والا

والمشتري لها۔ شراب کو خریدنے والا

والمشتراۃ له۔ جس شخص کے لیے خریدا گیا

خمر مؤوث سماعی ہے

## 59-بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَتَحَذَّلُ الْخَمْرُ خَالٌ

## 60-بَابُ مَا جَاءَ فِي اخْتِلَافِ الْمَوَاشِيِّ بِغَيْرِ إِذْنِ الْأَرْبَابِ

## 61-بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ

فاجملوہ۔ وہ اس کو بگھال لیتے تھے

## 62-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ

## 63-بَابُ مَا جَاءَ فِي العَرَایَا وَالرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

## 64-بَابُ مِنْهُ

## 65-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَّةِ النَّجْشِ فِي الْبَيْوَعِ

النجش۔ مصنوعی بولی یعنی خریدنے کی نیت نہ ہو

## 66-بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ

الرجحان فی الوزن۔

جھکتا ہو اتلنا

وارنج۔

جھکتا ہو اتلوا

زن و ارزنج۔

یہ قانون نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نافذ کیا تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مدینہ نبیں آئے تھے اس وقت یہ رہب تھا تو وہ لوگ قوم شعیب والا کام کر رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قانون بیان فرمایا

## 67-بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ وَ الرِّفْقِ بِهِ

اظار۔ مہلت

والرفق۔ زمی کرنا

المعسر۔ تنگ دست

موسوس۔ مالدار

## 68-بَابُ مَا جَاءَ فِي مَطْلِغِ الْغَنِيِّ أَنَّهُ ظُلْمٌ

مطل۔ مثال مٹول کرنا

## 69-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَلَامِسَةِ وَالْمُنَابَدَةِ

بیع الملامة

ایک دوسرے کی چیز کو چھو لیا تو بیع مکمل ہو گئی

## 70-بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلْفِ فِي الطَّعَامِ وَالتَّمْرِ

بیع سلف یہ بیع سلم کا دوسرا نام ہے بیع سلم کہتے ہیں نقد پیسے دے کر ادھار چیز لینا یہ چند شرائط کے ساتھ جائز ہے

## 71-بَابُ مَا جَاءَ فِي أَرْضِ الْمُشَتَّرِكِ يُرِيدُ بَعْضُهُمْ بَيْعَ نَصِيبِهِ

**72-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُخَابِرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ**

بع المخواة کہتے ہیں کچھور کے درخت کے پھل یا کسی اور درخت کے پھل کو بچنادوسال کے لئے یا زیادہ کے لئے یہ ناجائز ہے

**73-بَابُ**

سر- بھاؤ مقرر کرنا

**74-بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْعِيرِ****75-بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْغَشِّ فِي الْبَيْوَعِ****76-بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِقْرَاضِ الْبَعِيرِ أَوِ الشَّيْءِ مِنَ الْحَيْوَانِ أَوِ السِّنِّ****77-بَابُ**

سمح۔ سہولت دینا

**78-بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاعِ فِي الْمَسْجِدِ**

## 13- أبواب الأحكام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

1- باب ماجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القاضي

2- باب ماجاء في القاضي يصيب ويُخطئ

3- باب ماجاء في القاضي كيف يقضى

4- باب ماجاء في الإمام العادل

5- باب ماجاء في القاضي لا يقضي بين الخصميين حتى يسمع كلامهما

6- باب ماجاء في إمام الرعية

7- باب ماجاء لا يقضي القاضي وهو غضبان

8- باب ماجاء في هدايا الأمراء

9- باب ماجاء في الراشي والمُرتشي في الحكم

الراشی۔ رشوت دینے والا

والمرتشی۔ رشوت لینے والا

سوال۔ حق پڑھتے ہوئے رشوت دینا

جواب۔ سورۃ البقرہ آیت 173

رشوت بہر صورت حرام رہے گی

10- باب ماجاء في قبول الهدیة واجابة الدعوة

11- باب ماجاء في التشدید علی من يقضى له بشیءٍ لیس له ان يأخذ

12- باب ماجاء في أنَّ الْبَيْنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِينَ عَلَى الْمُدَعَى عَلَيْهِ

13- باب ماجاء في اليمين مع الشاهد

14- باب ماجاء في العبد يکون بین الرجال فیعْتَقُ أحدهما نصیبہ

15- باب ماجاء في العمرى

العمرى کہتے ہیں زندگی بھر کے لیے ایک مکان یا ایک گھر یا کوئی جائیدادے دینا اور ساتھ یہ کہنا کہ اگر میں مر جاؤں تو یہ گھر بھی تیرے ورثاء کا ہو گا

16- باب ماجاء في الرُّقْبَی

رقبی کہتے ہیں میں یہ گھر تجھے دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں تجھ سے پہلے مر گیا تو یہ گھر تیر اور اگر تو مجھ سے پہلے مر گیا تو یہ گھر میرا

رقبی کہتے ہیں انتظار کرنے لگاتے لگا کر بیٹھنا چنانچہ اس صورت میں دونوں لگاتے لگا کر انتظار کرتے ہیں کہ پہلے کون مرے گا رقبی اور عمری کے بارے میں امام شافعی امام احمد ابن حنبل امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک رقبی اور عمری ایک چیز یعنی دونوں جائز ہیں و علیہ الفتوی

امام بالک امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک رقبی باطل ہے

**17-بَابِ مَا ذُكِرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّلُحِ بَيْنَ النَّاسِ**

**18-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَصْنَعُ عَلَى حَائِطٍ جَارِهِ حَشْبًا**

**19-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى مَا يُصَدِّقُهُ صَاحِبُهُ**

**20-بَابِ مَا جَاءَ فِي الطَّرِيقِ إِذَا خَتَلَ فِيهِ كُمْ يُجْعَلُ؟**

**21-بَابِ مَا جَاءَ فِي تَخْيِيرِ الْغَلَامِ بَيْنَ أَبْوَيْهِ إِذَا فَتَرَ قَا**

**22-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ الرَّالِدِيَّاً خَدَّمَ مَالَ وَلَدِهِ**

**23-بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُكْسِرُ لَهُ الشَّيْءَ مَا يُحْكَمُ لَهُ مِنْ مَالِ الْكَاسِرِ؟**

**24-بَابِ مَا جَاءَ فِي حَدَّبْلُوغِ الرَّجُلِ وَالمرْأَةِ**

**25-بَابِ فِيمَنْ تَزَوَّجُ امْرَأَةً أُبِيهِ**

**26-بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُونُ أَحَدُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الآخَرِ فِي الْمَاءِ**

**27-بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُعْنِي مَمَالِيْكَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ**

**28-بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَلْكُ ذَارِ حِمْ مَحْرَمٍ**

**29-بَابِ مَا جَاءَ فِيمَنْ زَرَعَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ**

**30-بَابِ مَا جَاءَ فِي التَّحْلِ وَالسُّسُوْيَةِ بَيْنَ الْوَلَدِ**

**31-بَابِ مَا جَاءَ فِي الشُّفْعَةِ**

**32-بَابِ مَا جَاءَ فِي الشُّفْعَةِ لِلْغَائِبِ**

**33-بَابِ مَا جَاءَ إِذَا حَدَّتِ الْحُدُودُ وَوَقَعَتِ السَّهَامُ فَلَا شُفْعَةَ**

**34-بَابِ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّرِيكَ شَفِيعٌ**

35-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُطْهَ وَ ضَالَّةَ الْإِبْلِ وَ الْغَنَمِ

36-بَابُ فِي الْوَقْفِ

37-بَابُ مَا جَاءَ فِي: الْعَجْمَاءُ حَرْ حُهَا جَبَازٌ

المنفلتة۔ بد کنا

38-بَابُ مَا ذُكِرَ فِي إِخْيَاءِ أَرْضِ الْمَوَاتِ

عرق۔ غاصب

39-بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَطَائِعِ

القطائع۔ زمین کے تکڑے

یہاں اس سے مراد جاگیریں ہیں

اسقطعہ۔ جاگیر طلب کی

الملح۔ نمک کی کان

40-بَابُ مَا جَاءَ فِي فَصْلِ الْغَرْسِ

41-بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْمُزَارَعَةِ

42-بَابُ مِنَ الْمُزَارَعَةِ

مزارعت کے جواز کے لئے صاحبین کی اس باب کی روایت ہے

بابٌ

یہ روایت بھی مزارعت کے جواز کے لئے صاحبین کی دلیل ہے

## 14- أبواب الدّيَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### 1- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الْإِيلَى

خلفہ۔ حاملہ اور ٹنی

### 2- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيَةِ كَمْ هِيَ مِنَ الدَّرَاهِمِ؟

### 3- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُوضِحَةِ

الموضحة۔ ایسے زخم کی دیت جس میں ہڈی ظاہر ہو جائے سر میں یا چہرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 15,5 اونٹ اس میں دیت بتائی

موضحة کے علاوہ بدن میں جوز خم آجائے اس کے لیے قاضی یا حکومت فیصلہ کرے

### 4- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْأَصَابِعِ

### 5- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَفْوِ

العفو سے مراد دیت معاف کرنا

دق۔ تھوڑا دیا

فاستعدی۔ معاملہ پیش کیا، اصرار کیا

فابرہ۔ تنگ کر دی

### 6- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَضَخَ رَأْسَهُ بَصْخَرَةٍ

رضخ۔ کچل دیا

بصخرۃ۔ سخت پتھر

او ضاح۔ چاندی کا زیور

### 7- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْدِيدِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

### 8- بَابُ الْحُكْمِ فِي الدِّمَاءِ

لا کبھی۔ ڈھیل دے گا ان کو

### 9- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ أَبْنَهُ يُقَاتِدُ مَنْهُ أَمْ لَا

10- بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحْلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٌ إِلَّا بِحَدِّ ثَلَاثٍ

11- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُقْتَلُ نَفْسًا مُعَاهِدَةً

12- بَابُ

وَدِي الْعَامِرِ يَمِنْ - بَنْوَعَامِرَ كَوْدِيْت دَلْوَانِي

13- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ وَلِيِّ الْقَتْلِ فِي الْقِصَاصِ وَالْعَفْوِ

بَنْسُعَةٍ - تَسْمَى وَالَا

14- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّهْيِي عَنِ الْمُثْلَةِ

15- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْجَنِينِ

16- بَابُ مَا جَاءَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

خَلْقِ الْجَنَّةِ - دَانَ كَوْبِيدَ أَكِيَا

وَبِرَآ النَّسْمَةِ - رُوحُ كَوْوَجُودَ دِيَا

17- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْكُفَّارِ

18- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُقْتَلُ عَبْدَهُ

حَدْحَ - نَأْكَ كَانَ كَانِا

19- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ هَلْ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زُوْجِهَا؟

20- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِصَاصِ

21- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَبْسِ فِي التُّهْمَةِ

22- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

23- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفِيِّ

الْنَّفِيِّ - جَلَادُ طَنَ كَرَنا

## ١٥- أبواب الحدود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

### باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد في الرابعة

فانتلوه

۱۳۶۸ اس حدیث پر صرف احناف کا عمل ہے اس روایت کو ہم سیاست پر محمول کرتے ہیں احناف کے علاوہ کسی فقیہ کا اس روایت پر عمل نہیں ہے

### باب ماجاء في الخائن والمختلس والمنتهب

الخائن -

الأخذ مما في يده على وجه الامامة  
کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز بطور امانت رکھی گئی ہو اسے لے لینا

منتهب - الأخذ على وجه العلانية  
على الاعلان کسی چیز کو لے لینا چھپ کر نہیں

مختلس - انتلاس كہتے ہیںأخذ الشئ بسرعۃ  
جلدی سے کسی چیز کو لے لینا اچک لینا

سرقة کی تعریف ان تینوں پر صادق نہیں آتی اس لیے ان تینوں کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا  
کیونکہ سرقہ کہتے ہیںأخذ المال المختلط بالتجھی

### باب ماجاء في لاقطع في ثمرة ولا كثر

کثر - کھجور کے درخت کی گوند

## 16-أَبْوَابُ الصَّيْدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

**باب ماجاء فی مایؤ کل من صید الكلب وما لایؤ کل**

شکاری کتے کی شرائط سورہ مائدہ کی آیت نمبر 4 میں ہیں

باب فی صید البرزة

البرزة۔ باز

الصقر۔ شکرہ

**باب ماجاء فی صید المعارض**

المعارض۔ تیر کا چوڑائی میں لگنا

وقیز۔ مو قوذہ چوٹ لگا

**باب ماجاء فی کراہیۃ اکل المصبورة**

المصبورة الممحنة یہ دونوں ایک ہی جانور کو کہتے ہیں

یعنی جانور کو باندھ کر نشانہ بازی کرنا اگر وہ جانور زندہ ہاتھ آجائے تو کھانا مکروہ تحریکی ہے اور اگر مردہ ہاتھ لگے تو حرام ہے

الخنسیۃ۔ وہ جانور جسے کوئی بھیڑیا یا کتایا درندہ پکڑ لے پھر کوئی انسان اس جانور کو پالے اس حال میں کہ وہ ذبح ہونے سے پہلے مر

جائے اسے خلیسہ کہتے ہیں

غرض۔ نشانہ

**باب فی ذکاۃ الجنین**

ذکاۃ۔ ذبح کرنا

جنین کہتے ہیں ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے

### ذکاۃ ذوال کے ساتھ بمعنی ذبح کرنا

اگر گائے یا اونٹ یا اوٹنی یا بھینس یا بکری ان کو قربانی کے موقع پر حاملہ کر کے دھوکے سے بچا جاتا ہے تاکہ جانور موٹا نظر آئے  
اب اگر گائے بھینس اوٹنی یا بکری کو قربانی میں ذبح  
کیا اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو بالاتفاق اس کو ذبح کر کے حلال ہی سمجھا جائے گا  
لیکن اگر گائے اوٹنی بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلا تو یہ حلال ہے یا حرام؟  
مذہب نمبر 1۔

امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاشہ کے نزدیک آن الجنین حلال بلاذ کا ہی یعنی جانور کے پیٹ سے نکلا ہوا بچہ بغیر ذبح کیے ہوئے حلال ہے  
ان حضرات کی دلیل اس باب میں آنے والی روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکاۃ الجنین ذکاۃ قُبْیہ یعنی ماں کو ذبح کرنایہ  
جنین کا ذبح کرنا بھی ہے

### مذہب نمبر 2۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان خَرَجَتِ افزیحہ واجب اگر گائے اور بکری وغیرہ کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو اس کو ذبح  
کرنا واجب ہے  
اگر گائے بھینس بکری کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو یہ حرام ہے وعلیہ الفتوی  
امام ابو حنیفہ کی دلیل بھی یہی حدیث ہے  
اس لطیف باریک بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے  
در اصل ائمہ ثلاشہ جب اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں کہ ذکاۃ الجنین کی ت پر ضمہ ہے اور ذکاۃ قُبْیہ کی ت پر بھی ضمہ  
ہے اس طرح یہ دونوں مبتداء خبر سین گیں  
اب ترجمہ یہ ہو گا  
ذکاۃ الجنین ذکاۃ قُبْیہ یعنی جن کی ماں کو ذبح کرنایہ جنین کا ذبح کرنا بھی شمار ہو گا اس طرح یہ آئمہ ثلاشہ کی دلیل بن جائے گی

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس حدیث کو اس طرح دلیل بناتے ہیں کہ **ذکاۃ الجنین** کی ت پر ضمہ ہے لیکن **ذکاۃ الہیہ کت** پر فتح ہے وہ منصوب ہے یہ نصب تشبیہ کے لیے ہے اب ترجیح یہ ہو گا **ذکاۃ الجنین گذکاۃ الہیہ** یعنی جنین کو بھی اسی طرح ذبح کرنا ہو گا جس طرح اس کی ماں کو ذبح کرنا ہوتا ہے اب یہ امام ابو حنیفہ کی دلیل بنے گی یہ بات حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے عرف الشذی میں لکھی ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک بھینس کی قربانی کر سکتے ہیں

### باب ماجاء ماقطع من الحیی فهو میث

زندہ جانور کا کوئی عضو کا تاؤہ حرام ہے مثال چکلی والے زندہ دنبہ کی چکلی کا کوئی تاؤہ حرام ہے  
الیات۔ چکلی / چکتی

### باب فی قتل الوزغ

الوزغ۔ گرگٹ

### باب فی قتل الحیات

لطفیتین۔ دونکتوں والا سانپ  
والابتر۔ چھوٹی دم والا سانپ

### باب ماجاء فی قتل الكلاب

اللة۔ مخلوق  
امم۔ مخلوقات  
بھیم۔ بہت زیادہ کالا

### باب فی الذکاۃ بالقصب وغیره

قصبہ۔ بانس / سرکنڈا

## 17-أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### باب مالا يجود من الاضحى

الرجاء۔ لگڑا

طلعها۔ زخم

العوراء۔ کانا ہونا

أصول۔

اگر وہ جانور چلتے ہوئے زخمی پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے تو قربانی جائز ہے  
اصول۔

اگر لگڑا جانور زخمی پاؤں زمین پر ٹیک کر نہیں چلتا اس کی قربانی جائز ہے

الجفاء۔ کمزور پنڈلیوں والا جانور  
لاستقی۔ جس کی پنڈلیوں میں گودانہ ہو

### باب ما يكره من الأضحى

نستشرف۔ اچھی طرح معائنہ کرے غور سے دیکھیں

مقابلہ۔ ان جانوروں کو کہتے ہیں جس کے کان کے ایک کنارے کو کاٹ دیا گیا ہو (ماقطع طرف اذنیہ)

مدابۃ۔ اس جانور کو کہتے ہیں ماقطع من جانب الاذن

کہ کان کی ایک جانب کو کاٹ دیا گیا ہو

شرقاء۔ المشقوقة الاذن ایک کان کو درمیان میں سے چیر دیا گیا ہو

خرقاء۔ جس کے کان میں سوراخ کر دیا گیا ہو

### باب فی الجذع من الصَّانِ فِي الاضاحی

الصَّانِ فِي الاضاحی۔ چھ ماہ کی بھیڑ

جذع کہتے ہیں چھ ماہ کا بچ

قربانی کے موقع پر چھ ماہ کی بھیڑ کو ذبح کرنا جائز ہے

قربانی میں بکری کا ایک سال کا ہونا واجب ہے

لیکن صَانِ بھیڑ چھتر اکبش یعنی دنبہ چھ مہینے کا ہو اور سال بھر کے دنبہ یا چھترے کے برابر لگتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے

دنبہ اور بھیڑ بہت جلدی موٹے ہو جاتے ہیں

فانتہبہ الناس۔ لوگوں نے اچنان شروع کر دیا

### باب فی الاشتراک فِي الاضحية

أصول۔

قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ بھی ڈالا جاسکتا ہے احناف کے نزدیک وعلیہ الفتوی'

باعضُ القرن۔ جس کاسینگ ٹوٹا ہوا ہو

### باب

اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عشر سنین یضھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور دس سال قربانی کی اور ایک حج ادا کیا

معلوم ہوا قربانی حج کے مناسک میں سے نہیں ہے

### باب فی الرخصة فِي اکلِهَا بعْدِ ثلَاثٍ

یتسع ذوال طول۔ وسعت کر لے گنجائش والا

## باب فی الفرع والعتیرة

الفرع بمعنى اول النتاج۔ او ثُمَّی کا پہلا بچہ جس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا  
والعتیرۃ۔ وہ جانور جس کو رجب کے مہینے کی عظمت کی بنا پر ذبح کیا جاتا تھا

## باب ماجاء فی العقیقۃ

عقیقۃ لغوی معنی کے اعتبار سے نوزائدہ بچہ کے بالوں کو کہتے ہیں چونکہ ساتویں دن وہ بال منڈائے جاتے تھے اسی دن جانور ذبح کیا جاتا تھا تو اس جانور کو عقیقۃ کہا جانے لگا

عقیقہ کرنے کی شرعی حیثیت

مذہب نمبر 1۔

امام مالک امام شافعی کے نزدیک سنت ہے

مذہب نمبر 2۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک مباح ہے

مذہب نمبر 3۔

احناف کے نزدیک ایک قول مستحب ہونے کا ہے

مذہب نمبر 4۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دور و ایتیں ہیں ایک واجب کی اور ایک سنت کی ہے

فتاوی اس بات پر ہے کہ عقیقہ سنت غیر مؤكدہ ہے

عقیقۃ اسلام سے پہلے سماوی مذاہب میں موجود تھا

چنانچہ یہودیوں کے ہاں بھی عقیقہ پہلے سے موجود تھا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقۃ کے عمل کو اسلام میں باقی رکھا لیکن یہود کی مخالفت اس طرح کرنے کو کہا یہود لڑکی کی طرف سے کوئی جانور ذبح نہیں کرتے تھے اور لڑکے کی طرف سے ایک جانور ذبح کرتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لڑکے

کی طرف سے دوار لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرنا بھی سنت غیر موقودہ ہے ایک جانور بھی ذبح کر سکتے ہیں

پھر حدیث میں آیا کہ ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیے اس لیے سات دن بعد کرنا لازم نہیں ہے آپ ایک مہینے چھ مہینے کے بعد بھی عقیقہ کر سکتے ہیں

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ایک مہینے یا چھ مہینے کے بعد عقیقہ کرنے میں ساتویں دن کے خیال رکھنے کا طریقہ بتایا ہے کہ جس دن بچ پیدا ہوا ہے اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر لیں تو یہ ساتواں دن ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھایا کہ ساتویں دن بچ کے بال موند دیئے جائیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی جائے اور ساتویں دن بچ کا اچھا سانام رکھا جائے عقیقہ کا فلسفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ بچ کی طرف سے عقیقہ کرو کیونکہ الغلام مُر تھنٰ یعْقِيقَتِه بچ سے وبا نہیں اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں

### باب

یوم المانع۔ ساتویں دن

### باب فی البیات والغارات

البیات۔ شب خون مارنا یعنی رات کو حملہ کرنا  
والغارات۔ حملہ کرنا  
بسما حیم۔ کلہاڑے  
ٹوکرے

### باب فی التحریق والتخرب

التحریق۔ جلانا  
والتخرب۔ بر باد کرنا

**باب ماجاء فی السرایا**

الصحابہ۔ لغوی معنی مراد ہے ساتھی

**باب فی النفل**

النفل۔ مراد مال غیر ملک میں سے زائد مال

البداء۔ شروع میں جاتے وقت

الریح۔ چوتھائی مال

القول۔ والبسی پر

الثلث۔ ایک ثلث

**باب ماجاء فی المجاهد والمکاتب والنکح وعوں اللہ ایاہم**

فوق ناقۃ۔ ایک او نئی کا درج مرتبہ دو دھنے کے درمیان کا وقت

باب

نخی۔ بڑھادیا جائے گا

**باب ماجاء فی الصف والتعبیة عند القتال**

والتعبیة۔ صفویں کو ترتیب دینا

**باب ماجاء فی الالویة**

الالویة۔ چھوٹے جھنڈے

**باب فی الرایات**

الرایات۔ بڑے جھنڈے

**باب ماجاء فی الشعار۔**

الشعار۔ جنگ کے اندر خفیہ الفاظ استعمال کرنا  
یتکم۔ شب خون مارتے

**باب ما جاء في صفة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم**  
خفیا۔ قبیلہ بنو حنیف کی بنی ہوئی تھی

**باب ما يكره من الخيل**  
السکال۔ تین پاؤں ایک رنگ کے ہو اور ایک پاؤں کسی اور رنگ کا ہو

**باب ما جاء في الريهان**  
الريهان۔ گھوڑوں کی دوڑ

**باب ما جاء في الاستفتاح بصلاليك المسلمين**  
الاستفتاح۔ فتح طلب کی دعا کرنا  
صلاليك المسلمين۔ مسلمان فقراء

**باب ما جاء في الاجراس على الخيل**  
الاجراس۔ گھنٹی بامدھنا

**باب من يستعمل على الحرب**  
جس شخص کو جنگ کا امیر بنایا جائے

**باب ما جاء في طاعة الامام**  
عضلة عضده۔ بازو کے پٹھے  
ترنج۔ حرکت کر رہے تھے

**باب ماجاء فی التحریش بین البهائم والوسم فی الوجه**

التحریش۔ لڑانا

**باب ماجاء لاتفاقی جیفہ الاسیر**

کافر قیدی کی لاش فدیہ لیکرنہ دی جائے

**باب**

نیاں انس۔ لوگ مائل ہوئے

**باب ماجاء فی تلقی الغائب اذا قدم**

تلقی الغائب۔ مسافر کا استقبال کرنا